محاسبۂ قادیانیت

- مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ
- مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ
- جناب سید عبدالمجید شاہؒ
- جناب بابو پیر بخش لاہورؒ
- جناب قاضی حبیب اللہ لاہورؒ
- جناب منشی مولا بخش کشتہؒ
- مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ

جلد ۲۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد اٹھائیس (۲۸)

مصنّفین : مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سعداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

جناب سید عبدالمجید شاہ رحمۃ اللہ علیہ

جناب بابو پیر بخش لاہور رحمۃ اللہ علیہ

جناب قاضی حبیب اللہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ

جناب منشی مولا بخش کشتہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۵۲۰

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : جون ۲۰۲۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ......محاسبہ قادیانیت جلد۲۸

☆	عرض مرتب	مولانا اللہ وسایا	۴
۱	تحقیق الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ	۱۳
۲	توضیح المراد لمن تخبط فی عقوبة الارتداد المعروف بہ اسلام میں ارتداد کی سزا	〃 〃 〃	۳۳
۳	مرزائیوں کے متعلق ججوں کے فیصلے	〃 〃 〃	۵۹
۴	شہاب ثاقب بر مسیح کاذب	مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ	۶۷
۵	گیدڑنامہ	〃 〃 〃	۹۱
۶	انہزام قادیانی	〃 〃 〃	۱۴۱
۷	نظم ہدایت معانی مسمّی بہ اظہار فریب قادیانی	〃 〃 〃	۲۴۱
۸	انجام مرزا	〃 〃 〃	۲۶۵
۹	انجمن اسلامیہ قادیان کے جلسہ ہائے سالانہ کی روئیدادیں	جناب سید عبدالمجید شاہ	۲۶۷
۱۰	انجمن اسلامیہ قادیان کے پہلے سالانہ جلسہ کی کارروائی مع تقریر	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۲۸۷
۱۱	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی	مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور	۳۰۵
۱۲	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی	جناب منشی مولا بخش کشتہ	۳۵۹
۱۳	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۳۹۹

۱۴	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں مولانا ابراہیم میر کی شرکت	مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ	۴۱۳
	تیسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی		۴۱۹
۱۵	انجمن اسلامیہ قادیان کے تیسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۴۲۰
۱۶	انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ کی کارروائی (۱۷، ۱۸، ۱۹/مارچ ۱۹۲۳ء)	// // //	۴۳۳
۱۷	انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	// // //	۴۴۳
۱۸	انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ کی کارروائی	مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور	۴۵۱
۱۹	انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۴۸۱
	چھٹے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی		۴۸۹
۲۰	انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۴۹۱
۲۱	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کا اشتہار	// // //	۵۰۳
۲۲	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کی کارروائی	// // //	۵۰۵
۲۳	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	// // //	۵۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علٰی سیدالرسل وخاتم الانبیاء. امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے محاسبہ قادیانیت کی جلد اٹھائیس پیش خدمت ہے۔ اس میں جن حضرات کے جو رسائل شامل اشاعت ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے مخدوم گرامی منزلت حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸؍فروری ۱۹۲۳ء...... یکم؍جنوری ۲۰۰۱ء) بانی جامعہ حقانیہ ساہیوال، نامور عالم ربانی اور فقیہ العصر تھے۔ آپ کے تین رسائل محاسبہ قادیانیت کی اٹھائیسویں جلد میں پیش خدمت ہیں۔ ان رسائل کا تعارف حضرت مرحوم کے جانشین ہمارے مخدوم اور مخدوم زادہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی نے تحریر فرمایا ہے۔ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

۱۱۹۴/۱...... تحقیق الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ: ’’دراصل یہ مقالہ ’’احکام القرآن لعلّامۃ التھانوی‘‘ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر سورۃ مائدہ کے آخر میں عربی زبان میں تحریر کیا گیا، جو ’’احکام القرآن‘‘ جلد۲ میں شائع ہو چکا ہے۔ افادہ عوام کے لئے جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کے استاذ الحدیث مولانا عدیل عبدالباسط نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ اب تک کہیں شائع نہیں ہوا۔‘‘

۱۱۹۵/۲...... توضیح المراد لمن تخبط فی عقوبۃ الارتداد المعروف بہ اسلام میں ارتداد کی سزا

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ: ’’حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے مرتد کی سزا کے بارہ میں جو انٹرویو دیا تھا اس کے جواب میں ۱۳؍فروری

۱۹۷۳ء میں روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘ نے الحاج ممتاز احمد فاروقی کا ایک مضمون ’’کیا مذہب اسلام نے واقعی ارتداد کی سزا قتل مقرر کی ہے‘‘ شائع کیا تھا۔ حضرت فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون اس کے جواب میں سپرد قلم فرمایا جو پہلی مرتبہ ماہنامہ ’’الحق‘‘ اکوڑہ خٹک میں شائع ہوا اور پھر مجلّہ ’’الحقانیہ‘‘ نے بھی اس کو شائع کیا۔‘‘

۳/۱۱۹۶...... <u>مرزائیوں کے متعلق ججوں کے فیصلے</u>

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ: ’’عرصہ دراز پہلے ’’ترجمان اسلام‘‘ میں اشاعت کے لئے تحریر کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں شائع نہیں ہوسکا۔ پہلی مرتبہ مجلّہ ’’الحقانیہ‘‘ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ میں شائع ہوا۔‘‘ (مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی)

(قادیانیوں کے خلاف مقدمہ بہاول پور اور مقدمہ راولپنڈی کے اقتباسات کو درج کیا گیا ہے) یہ تینوں مضامین پہلی بار کتابی شکل میں محاسبہ قادیانیت میں شائع کرنے کی توفیق سے اللہ رب العزت نے سرفراز فرمایا ہے۔ ردقادیانیت پر آپ کے یہ تینوں مقالہ جات اس جلد میں یکجا ہونے پر دلی خوشی ہے۔

مولانا سعد اللہ لدھیانوی

☆...... حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے عہد حیات میں مرزا کادیانی ملعون کو تگنی کا ناچ نچایا۔ آپ نے مرزا کادیانی کے خلاف نظم ونثر میں لکھا اور خوب لکھا۔ مرزا کادیانی ملعون آپ کے نام ’’سعد‘‘ کو جل بھن کر ’’نحس‘‘ لکھتا تھا۔ نتیجہ میں مولانا سعد اللہ بھی جواب آں غزل میں مرزا کادیانی کو وہ سناتے کہ: ’’تتے توّے‘‘ پر رقص کرنے لگ جاتا۔ مؤرخہ ۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۳؍فروری ۱۸۹۷ء کو آپ نے سولہ صفحاتی ایک رسالہ لکھا۔

۱...... ’’قادیانی دجال کا استیصال‘‘: علیحدہ علیحدہ چار مضامین تھے۔ ایک ہی صفحہ پر علیحدہ علیحدہ کالم بنا کر کچھ حاشیہ پر لکھ کر سمندر کو کوزہ میں بند کیا۔

الف...... قادیانی دجال کا استیصال (حصہ نثر)

ب...... قادیانی دجال کا استیصال (حصہ نظم) (اس میں پانچ نظمیں ہیں)

ج...... قادیانی دجال کی تازہ بے حیائی پرتبصرہ اس رسالہ میں دو باتوں پر تبصرہ کیا ہے۔
(الف) قادیانی کی تازہ بے حیائی کہتا ہے کہ میں نے عبدالحق غزنوی کے حق میں بددعا نہیں کی۔ (صرف مباہلہ کیا تھا) اس لئے وہ سلامت رہا۔
(ب) قادیانی کی ایک اور بے حیائی کہتا ہے کہ مرزا سلطان بیگ قادیانی کی تکذیب نہیں کرتا۔ (اگرچہ اس کی الہامی زوجہ پر قابض ہے) اب اس سے کوئی تکذیب کرا کر دکھلائے۔ ان دو امور کو اس مضمون میں زیر بحث لائے۔ اس کتابچہ کے آخر پر نظم میں ایک لطیفہ تھا وہ کاٹ دیا۔ اس لئے کہ وہ دوسرے رسالہ میں آگے آرہا ہے۔
د...... حاشیہ پر ''قادیانی اور ایک نصرانی کی گفتگو میں ایک مسلمان کی ثالثی'' کا عنوان دے کر چند سطور تحریر کیں۔ ہم نے ان چاروں رسائل کو علیحدہ علیحدہ عنوان سے اس جلد میں شامل کیا ہے۔ ایک سو چودہ سال پہلے کی امانت آج کی نسل کے سامنے لانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔
۲...... ''دوسہ حرفیاں (چودھویں صدی کا جھوٹا مسیح)'': پمفلٹ کا نام تو دوسہ حرفیاں ہے۔ لیکن اس میں تین حرفیاں ہیں۔ (الف، ب) چودھویں صدی کا جھوٹا مسیح۔ (ج) سہ حرفی ارڑ پوپو۔ اس کے علاوہ اس میں (د) اہل سنت والجماعت دے عقائد دا بیان، وصیت دے طور اوتے۔ (ھ) مرزا قادیانی کے قرآن پر ایمان کی حقیقت سوال وجواب کے پیرایہ میں پہلے چار نمبرات پنجابی میں ہیں۔ پانچواں نمبر اردو میں مکالمہ ہے۔ (و) اس رسالہ کے آخر میں ''سارے جہان کے مسیحیوں کی تردید کا بے مثال نغمہ'' بہت ہی برجستہ اردو مزاحیہ کلام پر مشتمل ہے۔
۳...... ''نظم حقانی مسمّٰی بہ سرائر قادیانی'': یہ بڑے سائز کے آٹھ صفحات کا رسالہ تھا جو مولانا محمد سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۳؍شعبان ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۰؍فروری ۱۸۹۶ء کو تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ مصنف مرحوم کی منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ البتہ قادیانی کی درخواست بحضور گورنمنٹ پر مختصر ایک صفحاتی ریمارکس نثر پر مشتمل تھا۔ یہ بھی آپ نے تحریر فرمایا۔
۴...... ''حملہ آسمانی دربارہ شکست قادیانی'': امرتسر میں مرزا قادیانی اور عبداللہ آتھم پادری کا ۲۳؍مئی ۱۸۹۳ء سے پندرہ دن تحریری مناظرہ ہوا۔ مرزا قادیانی نے اس میں لازوال ذلت کا مال خریدا تو پیش گوئی جڑ دی کہ ۱۵دن سے مراد پندرہ ماہ۔ یعنی ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تک

عبداللہ آتھم ہاویہ میں گرے گا۔ یعنی مرجائے گا۔ نتیجہ میں مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی اس کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح دھوکہ کی ٹٹی ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی نے تقریر فتح اسلام کے نام پرایک اشتہار شائع کیا جو مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۳ تا ۳۸ پر ہے۔ یہی اشتہار انوارالاسلام ص ۱ تا ۱۲، خزائن ج ۹ ص ۱ تا ۱۳ پر بھی شائع شدہ ہے۔ اس اشتہار کا مولانا محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ وارد مالیرکوٹلہ نے ''حملہ آسمانی دربارہ شکست قادیانی'' کے نام سے جوابی مضمون تحریر فرمایا۔ اسی رسالہ کے اختتام پر مولانا سعداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ نظمیں بھی ساتھ ہی شائع کی گئیں۔ یہ رسالہ آٹھ صفحات بڑے سائز پر مشتمل تھا۔ ۱۰/اکتوبر ۱۸۹۴ء اشاعت کی تاریخ لکھی گئی تھی۔

۵...... ''حقوحق'': یہ مولانا محمد سعداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پنجابی زبان میں بڑے سائز کے ۱۶/صفحات کا رسالہ ہے جو تمام نظم پر مشتمل ہے۔

یہ پانچ رسائل ہم احتساب قادیانیت جلد ۴۲ ص ۴۹۷ تا ۶۲۶ پر شائع کر چکے ہیں۔ اس وقت ہم نے لکھا تھا کہ انہزام قادیانی، گیدڑ نامہ مولانا سعداللہ لدھیانوی کے رسائل ردقادیانیت پر ہیں۔ مگر ہمیں میسر نہیں آئے۔ یہ فروری 2012ء کی بات ہے۔ آج اپریل ۲۰۲۳ء میں یہ لکھتے ہوئے ہمیں کتنی خوشی ہورہی ہے کہ اس وقت ہمیں نہ صرف یہ دو رسالے بلکہ مزید تین رسالے بھی مولانا سعداللہ مرحوم کے مل گئے۔ پانچ رسائل احتساب قادیانیت جلد ۴۲ میں مولانا مرحوم کے شائع ہوئے۔ پانچ رسائل محاسبہ قادیانیت جلد ۲۸ میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کررہے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

۴/۱۱۹۷ <u>شہاب ثاقب بر مسیح کاذب</u>

یہ مولانا سعداللہ لدھیانوی کا اردو نظم پر مشتمل رسالہ ہے۔ جگہ جگہ توضیحی حواشی شامل ہیں۔ شوال ۱۳۰۸ھ مطابق مئی ۱۸۹۱ء میں مطبع نرنکاری لدھیانہ سے شائع ہوا۔ اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد ملعون قادیان سترہ سال زندہ رہا۔ مگر اس رسالہ کا جواب لکھنا اس کے لئے دردزہ بنا رہا۔ آج ایک سو بتیس سال بعد دوبارہ قدرت کے فضل خاص سے محاسبہ کی جلد ۲۸ میں شائع ہورہا ہے۔ الحمدللہ!

۱۱۹۸/ ۵...... گیدڑنامہ

یہ رسالہ بھی مرزا قادیانی کے خلاف اردو نظم میں مولانا سعداللہ لدھیانوی نے تحریر فرمایا جو ربیع الاوّل ۱۳۰۹ھ مطابق اکتوبر ۱۸۹۱ء میں نظامی پریس لدھیانہ سے شائع ہوا۔ آج ایک سو بتیس سال بعد اس کی دوبارہ اشاعت محض حق تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس کے حواشی کو رسالہ کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر ملحق کیا گیا تھا۔ نظم اور حواشی تمام کو کامل و مکمل ہم شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

۱۱۹۹/ ۶...... انہزام قادیانی

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا سعداللہ لدھیانوی کا تحریر کردہ ہے۔ جس میں ملعون قادیان کی لدھیانہ، دہلی، پٹیالہ، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ میں شکست کا بیان ہے۔ یہ ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوا۔ اس کی اشاعت کے بعد ملعون قادیان سولہ سال زندہ رہا، مگر اس رسالہ کا جواب نہ دے پایا۔ گویا مولانا سعداللہ نے ملعون کو اس رسالہ کے ذریعہ سولہ آنہ جھوٹا ثابت کر دیا۔ یہ رسالہ بھی اردو نظم میں ہے۔ انڈین آرمی پریس لدھیانہ سے شائع ہوا۔ ایک سو چونتیس سال بعد ۱۴۴۴ھ میں اس کی اشاعت ہمارے لئے سعادت کی بات ہے۔

۱۲۰۰/ ۷...... نظم ہدایت معانی مسمّٰی بہ اظہار فریب قادیانی

یہ ملعون قادیان کے رسالہ ''نشان آسمانی'' کا اردو نظم میں جواب ہے۔ رسالہ نمبر۶، ۷ ایک ساتھ شائع ہوئے۔ اس کے ساتھ مولانا کا ''مباہلہ نامہ'' چند صفحاتی رسالہ بھی شامل ہے جسے ہم نے علیحدہ شمار نہیں کیا، لیکن شامل اشاعت رکھا۔

۱۲۰۱/ ۸...... ''انجام مرزا''

یہ مولانا کی ایک نظم ہے جو ملعون قادیان کے خلاف تحریر کی۔

یوں احتساب قادیانیت جلد ۴۲ میں پانچ رسائل اور محاسبہ قادیانیت جلد ہذا اٹھائیس میں مزید پانچ رسائل گویا مولانا سعداللہ لدھیانوی کے ملعون قادیان کے خلاف دس رسائل شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ خیال ہے کہ مرزا کی کلیات ردقادیانیت پر ہم شائع کرنے کی سعادت سے سرفراز ہو چکے۔ والعلم عنداللہ!

۱۲۰۲/ ۹...... انجمن اسلامیہ قادیان کے جلسہ ہائے سالانہ کی روئیدادیں

(سید عبدالمجید شاہ)

فقیر راقم نے ابتدائی چند صفحات تمہید کے طور پر لکھ کر سید عبدالمجید شاہ کے رسالہ ’’میں اور قادیان‘‘ سے طویل اقتباس نقل کیا ہے۔

۱۲۰۳/ ۱۰...... انجمن اسلامیہ قادیان کے پہلے سالانہ جلسہ کی کارروائی مع تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۰۴/ ۱۱...... انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی

(مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور)

۱۲۰۵/ ۱۲...... انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی

(منشی مولابخش کشتہ)

۱۲۰۶/ ۱۳...... انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۰۷/ ۱۴...... انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں مولانا ابراہیم میر کی شرکت

(مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی)

تیسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی

۱۲۰۸/ ۱۵...... انجمن اسلامیہ قادیان کے تیسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۰۹/ ۱۶...... انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ کی کارروائی

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۱۰/ ۱۷...... انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۱۱/ ۱۸...... انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ کی کارروائی

(مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور)

۱۲۱۲/ ۱۹...... انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

چھٹے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی

۱۲۱۳/ ۲۰...... انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۱۴/ ۲۱...... انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کا اشتہار

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۱۵/ ۲۲...... انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کی کارروائی

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

۱۲۱۶/ ۲۳...... انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

(مولانا بابو پیر بخش لاہور)

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد اٹھائیس میں:

۵۵۸/۱......مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۳	رسائل
۲...... مولانا سعداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۵	رسائل
۳...... جناب سید عبدالمجید شاہ	کا	۱	رسالہ
۴...... جناب بابو پیر بخش لاہور	کے	۱۰	رسائل
۵۵۹/۵...... جناب قاضی حبیب اللہ لاہور	کے	۲	رسائل
۶...... جناب منشی مولا بخش کشتہ	کا	۱	رسالہ
۷...... مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
گویا کل ۷ حضرات	کے	۲۳	رسائل

اس جلد میں جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

نتیجہ: اب تک احتساب قادیانیت ساٹھ جلدیں اور محاسبہ قادیانیت ۲۷ جلدیں کل ۸۷ جلدوں میں پانچ سو انسٹھ (۵۵۹) مصنّفین کے کل قدیم و نایاب بارہ سو سولہ (۱۲۱۶) کتب و رسائل شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

الحمدللہ اوّلاً و آخراً!

محتاج دعا

(فقیر) اللہ وسایا، ملتان

۱۲/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ، مطابق ۳/مئی ۲۰۲۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحقیق الکلام

فی

حیات عیسیٰ علیہ السلام

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

حیات عیسیٰ علیہ السلام			۱۵
عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اسلاف کی نظر میں			۱۵
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵	ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵
امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ	۱۵	علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	۱۶	حضرت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷
مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	۱۷
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸	علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۱۹
ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	۱۹	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا آیات سے استدلال	۱۹
کتاب ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ شیخ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	۲۰	جسم کا آسمان پر چلے جانا ممکن ہے	۲۲
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ’’آسمان‘‘ سے نزول	۲۳	قادیانی کے تحریفانہ دلائل	۲۳
(۲) آیت کی تفسیر میں تحریف	۲۵	(۳) فرمان الٰہی میں حصر کا دعویٰ	۲۵
لفظ ’’التوفی‘‘ کی تحقیق	۲۶	قادیانیوں کی مشہور کردہ ایک حدیث	۲۷
مذکورہ الفاظ حدیث کا عدم ثبوت	۲۷	نزول عیسیٰ علیہ السلام خلاف عقل نہیں	۲۸
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور حدیث ختم نبوت	۲۹	ایک عبارت کی غلط تشریح	۳۰
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد	۳۰	غیر تشریعی نبوت کی تحقیق	۳۱
خلاصۂ کلام	۳۱		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانوں میں زندگی اور قیامت سے پہلے دنیا میں نزول پر امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے۔

عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اسلاف کی نظر میں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التلخیص الحبیر'' میں اس عقیدہ پر اجماع نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''حضرات محدثین اور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں ہی بمع جسم کے (آسمان پر) اٹھا لئے گئے تھے۔ البتہ اس بات میں ان حضرات کا اختلاف ہے کہ آیا اٹھانے کے وقت ان پر حالت موت طاری ہوگئی تھی یا وہ سو گئے تھے۔

ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ''البحر المحیط'' میں ہے کہ ابن عطیہؒ نے فرمایا: ''حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے۔

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوالحسن اشعریؒ اپنی کتاب ''الابانة فی اصول الدیانة'' میں فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''قال اللہ یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ''

(آل عمران:۵۵)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے کہا: اے عیسیٰ! میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔

اور فرمایا: ''وما قتلوہ یقیناً بل رفعه اللہ الیه'' (النساء:۱۵۷،۱۵۸)

ترجمہ: اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے، بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا۔

لہٰذا امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔ الخ

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سفارینیؒ نے ''العقیدۃ السفارینیۃ'' کی شرح میں فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ اہل شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ اس کا انکار کرنے والے صرف ایسے فلسفی اور ملحد لوگ ہیں جن کے انکار کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اسی شریعت محمدیہ کی روشنی میں حکمرانی فرمائیں گے۔ آپ کے نزول کے وقت کوئی مستقل شریعت نازل نہ ہوگی، اگرچہ آپ علیہ السلام کی اپنی نبوت باقی ہوگی اور آپ اس سے متصف ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں آیت: ''وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترنّ بھا واتبعون'' (الزخرف:۶۱)

ترجمہ: اور یقین رکھو کہ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہیں، اس لئے تم اس میں شک نہ کرو اور میری بات مانو۔

کے تحت فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ احادیث منقول ہیں کہ آپ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالت حیات میں دنیا سے اٹھا لئے جانے، زندہ ہونے اور قیامت کے قریب تشریف لانے کا عقیدہ، قرآنی آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کرام اس عقیدہ سے متعلق بہت سی مستقل کتابیں اور رسائل لکھ چکے ہیں۔ جن میں اس عقیدہ کے تفصیلی دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

حضرت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے شیخ علامہ تھانویؒ نے فرمایا: اس موضوع پر علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے کئی رسائل میں تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ ان کے وہ افادات نہایت عمدہ اور بہترین ہیں۔

حضرت نے آیت: ’’وان من اهل الکتاب الّالیؤمنن به قبل موته‘‘ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضرور بالضرور ان پر ایمان نہ لائے۔

کے تحت فرمایا ہے: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو تمام ادیان کے لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے، کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ان پر ایمان لائے بغیر نہ رہیں گے۔ یہاں تک کہ صرف ایک ہی دین، دین اسلام باقی رہ جائے گا۔ یہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

اس موضوع پر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ کے رسائل میں ایک عربی رسالہ موسوم بہ ’’عقیدة الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام‘‘ ہے اور ایک ’’کتاب التصریح بماتواتر فی نزول المسیح‘‘ ہے۔ اس میں ہمارے شیخ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر سو سے زائد احادیث مبارکہ جمع فرمائی ہیں۔ ان احادیث مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی، آپ کا آسمان پر اٹھالئے جانا اور نزول فرمانا تواتر کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے شیخ المشائخ علامہ انور شاہ صاحبؒ نے اپنے ایک رسالہ میں فرمایا: میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق امام ابن کثیرؒ کے حوالے سے تواتر احادیث کا دعویٰ سنا ہے۔ سورۃ نساء کی تفسیر میں انہوں نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے اور بہت سی احادیث مبارکہ بھی پیش فرمائی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذیؒ نے بھی اپنی جامع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے سے متعلق پندرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث مبارکہ کا حوالہ دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی فتح الباری میں ابوالحسین آبری (آبر سجستان کی بستیوں میں سے ہے) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تواتر سے ثابت ہونا نقل فرمایا ہے۔ علامہ نے حافظ ابن حجر کا مذکورہ قول (جو اس باب کے شروع میں ''التلخیص الحبیر'' کی کتاب الطلاق کے حوالے سے گزرا ہے) نقل فرمانے کے بعد ان کا ایک اور قول ذکر کرتے ہوئے فرمایا: فتح الباری کے ''باب ذکر ادریس علیہ السلام'' میں حافظؒ نے لکھا ہے: ''صحیح قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام حالت حیات ہی میں دنیا سے اٹھالئے گئے تھے۔''

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

محدث علامہ شوکانی کا بھی ایک رسالہ ہے جس کا نام ''التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر والدجال المسیح'' ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق انتیس صحیح، حسن اور صالح روایات ذکر فرمائی ہیں جن میں سے اکثر مرفوع ہیں۔ اس موضوع پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے شمار آثار بھی مروی ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام'' میں یہ بات لکھنے کے بعد کہ قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ہمارے نبی علیہ السلام کی شریعت کے مطابق حکمرانی فرمائیں گے، قوی روایات میں سے ایک روایت ذکر کی ہے۔ (وہ روایت یہ ہے کہ) ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ینزل عیسیٰ بن مریم فیؤمھم، فاذا رفع رأسہ من الرکوع قال: سمع اللہ لمن حمدہ، قتل اللہ الدجال واظھر المؤمنین'' ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔ جب وہ رکوع سے اٹھیں گے تو کہیں گے: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی پکار سن لی جس نے ان کی حمد بیان کی۔ اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک فرمائیں اور اہل ایمان کو غلبہ عطاء فرمائیں۔

کتاب ’’السیف‘‘ میں بھی ’’الاعلام‘‘ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق حکمرانی فرمائیں گے۔ اس موضوع پر احادیث مبارکہ بھی موجود ہیں اور اس پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔ اس کے بعد علامہ کشمیریؒ نے فرمایا: جان لیجئے کہ جس طرح آپ علیہ السلام کے نزول سے متعلق نقلی دلائل حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں اسی طرح اس پر امت مسلمہ کا اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے اور معتزلہ کی طرف جو اختلاف کی نسبت کی جاتی ہے، خود معتزلہ کے نزدیک بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کی مخالفت صرف ملحد اور محض فلسفی لوگوں نے کی ہے جیسا کہ ’’العقیدۃ السفارینیۃ‘‘ میں مذکور ہے (جس کی عبارت ’’شرح العقیدۃ السفارینیۃ‘‘ کے حوالے سے پیچھے گزر چکی ہے)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مجمع البحار میں امام مالکؒ کے حوالے سے جو اختلاف نقل کر کے اس میں تاویل کی گئی ہے، اس کی نقل میں کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ کیوں کہ آلابی وغیرہ نے شرح مسلم میں امام مالکؒ سے بحوالہ ’’عتبیۃ‘‘ جو عبارت نقل کی ہے وہ تواتر اور اجماع کے موافق ہے۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح ابن حزمؒ کی طرف اختلاف کی نسبت کرنے والوں سے بھی کوتاہی ہوئی ہے۔ کیوں کہ ابن حزم اپنی کتاب ’’الملل‘‘ میں خود نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تواتر سے ثابت ہونے کی تصریح فرماتے ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا آیات سے استدلال

علامہ کشمیریؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ان دو آیات ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته‘‘ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضرور بالضرور ان پر ایمان نہ لائے۔

اور ’’وانه لعلم للساعة فلا تمترنّ بها واتبعون‘‘ (الزخرف:۶۱)

ترجمہ: اور یقین رکھو کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہیں، اس لئے تم اس میں شک نہ کرو اور میری بات مانو۔

سے استدلال کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابن کثیرؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قول ’’وانہ لعلم للساعۃ ‘‘ کے بارے میں ابن اسحاق کی تفسیر گزر چکی ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے جائیں گے، یعنی مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑی کو صحت یاب کرنا اور دیگر امراض سے شفا دینا۔ اس تفسیر میں کچھ کلام ہے اور اس سے بھی زیادہ بعید اس آیت کی وہ تفسیر ہیں جسے قتادہ نے حسن بصری اور سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ ’’وانہ‘‘ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف لوٹ رہی ہے۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ اس کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، کیوں کہ گزشتہ کلام میں ان ہی کا ذکر ہے اور اس سے مراد آپ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے نزول ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ’’وان من اهل الكتاب الّا ليؤمنن به قبل موته‘‘ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے ضرور بضرور ان پر ایمان نہ لائے۔

ایک دوسری قراءت ’’وانہ لعَلم للساعۃ ‘‘ اس بات کو مزید تقویت پہنچاتی ہے۔ اس کا معنی یہ ’’قرب قیامت کی نشانی اور دلیل ہے۔‘‘

مجاہدؒ فرماتے ہیں: ’’وانہ لعلم للساعۃ ‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا قیامت سے قبل خروج قیامت کی ایک نشانی ہے۔ حضرت ابوہریرہ، ابن عباس، ابوالعالیہ، ابومالک، عکرمہ، حسن، قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث مبارکہ بھی تواتر کے ساتھ مروی ہیں کہ آپ نے قیامت سے پہلے ایک عادل امام اور منصف حکمران کی حیثیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی۔

کتاب ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ شیخ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

حضرت شیخ محمد یوسف بنوریؒ نے (علامہ انور شاہ کشمیریؒ) کی مذکورہ کتاب کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی: اور یہ کتاب ’’عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام‘‘ ہے۔ جس کا ایک نام شیخ نے ’’حیاۃ المسیح بمتن القرآن والحدیث الصحیح ‘‘ بھی رکھا ہے۔ اس کا مقصد دلائل قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرنا ہے۔ اس

میں احادیث اور آثار، آیات کی وضاحت کے لئے محض تبعی طور پر آگئے ہیں۔ تمام احادیث اور روایات کو اکٹھا کرنا اس کتاب کی غرض نہیں ہے۔ تمام روایات کو شیخ نے اپنے رسالہ ’’التصریح‘‘ میں جمع فرمایا ہے۔ جس کی تعریف علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے تفسیر ’’تنزیل العزیز‘‘ پر اردو زبان میں اپنے تفسیری افادات میں یوں فرمائی ہے: امام العصر شیخ انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ اپنے موضوع پر ایک بے مثال کتاب ہے۔ مجھے اس موضوع پر ایسی کسی کتاب کا علم نہیں ہے جو اس کی ہم پایہ ہو۔

علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم کی پہلی جلد (ص۳۰۲) پر تحریر فرمایا: علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ میں ایسے طریقے سے ’’توفی‘‘ کے معنی کی تحقیق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے متعلقہ مباحث کی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی تحقیق وتفصیل نہیں ہے، لہٰذا اسے ضرور دیکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! اس موضوع پر یہ بے مثال کتاب ہے۔ اس میں محقق علامہ کشمیریؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں اسلامی عقیدہ کی تحقیق فرمائی ہے۔ اس عقیدہ کی صراحت قرآن کریم میں بھی آئی ہے۔ احادیث مبارکہ بھی اس کے متعلق متواتر ہیں۔ دور نبوت اور دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک اس عقیدہ کو صحیح ماننے کا تسلسل بھی چلا آرہا ہے۔ اگرچہ اس عالم کے واقعات میں یہ ایک انوکھا واقعہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ازلی اور غالب قدرت میں انوکھا نہیں ہے۔ عقل سلیم اس کو محال سمجھتی ہے، نہ ہی اس مادی کائنات کے عجیب وغریب تکوینی امور اور بے مثال طبعی عوامل کے سامنے کوئی اس واقعہ کو بعید سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا انکار کرنا کفر اور اس میں تاویل کرنا بے راہ روی، گمراہی اور الحاد ہے۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو سیدھی راہ چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور شر، فساد، گمراہی، الحاد اور کفر وعناد سے اس کی حفاظت فرمائیں۔

بہرحال علامہ کشمیریؒ نے اپنی اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کے نزول کے عقیدہ کو قرآن حکیم کے کافی شافی دلائل اور کثیر احادیث متواترہ سے ثابت فرمایا ہے۔ عہد صحابہ کرام وتابعین، عہد مفسرین ومحدثین اور عہد فقہاء ومتکلمین، ان تمام ادوار میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے (تسلسل کے ساتھ باقی رہنے والے) اجماع کو بھی بطور دلیل پیش کیا

ہے۔ یہ ایک ایسا قطعی اور موروثی عقیدہ ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے اور یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت خلاف عادت امور سرانجام دینے کی وسعت رکھتی ہے اور یہ فوق العادت معجزہ قیامت کے قریب ایسے دور میں پیش آئے گا جو عجائبات الٰہیہ کے ظہور کا وقت ہے۔

حضرت ابوجعفر، ابن جریر طبری، ابوالحسن آبری، ابن عطیہ مغربی، ابن رشد کبیر، قرطبی، ابوحیان، ابن کثیر، ابن حجر وغیرہ حفاظ حدیثؒ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلامی عقیدہ کے متواتر ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ جیسا کہ محقق سید محمد زاہد الکوثریؒ نے رسالہ ''نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ'' میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام، تابعین، فقہاء، محدثین، مفسرین اور متکلمین رحمہم اللہ سب حضرات اس موقف پر قائم ہیں جس کی تائید کتاب وسنت اور اجماع سے ہوتی ہے اور وہ (انکار نزول کا) مدعی اس رائے پر قائم ہے جس کا طرف دار نبوت کا مدعی قادیانی فتنہ اور طرّہ شہر کا قدیم فلسفی ہے۔

جسم کا آسمان پر چلے جانا ممکن ہے

وہ (ملعون قادیان) بدبخت نبوت کا دعویدار کہتا ہے کہ جدید اور قدیم فلسفہ کسی جسم کے آسمان پر جانے کو محال قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بدبخت نبوت کا دعویدار ہے، پھر بھی فلسفی بننے کی کوشش کرتا ہے۔ طرّہ یہ کہ وہ فلسفہ کے الف ب سے واقف ہے، نہ اور شئے سے۔ بلکہ اپنے فرنگی صفت پیروکاروں سے جو کچھ سنتا ہے اسے دین بنا لیتا ہے۔ پھر ان باتوں کو لے کر یوں تقریریں کرنے لگتا ہے جیسے بہت ماہر فلسفی ہو۔ مگر معاملہ قابو سے باہر ہو جائے اور کسی حالت میں بات نہ بنے تو اپنے الہام کے دعوے میں جا گھستا ہے۔ اس کی مثال شتر مرغ جیسی ہے کہ اب اڑنے کا کہا جائے تو خود کو اونٹ یا گدھا ظاہر کرتا ہے اور جب بوجھ اٹھانے کے لئے کہا جائے تو خود کو گدھ ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہیں: ''اگر ہم چاہیں تو فرشتوں کو تمہاری زمین پر سکونت پذیر کر دیں'' اور یہ بات ثابت ہے کہ کسی فرشتے کا اپنے متعین مقام کو چھوڑ کر دنیا میں آ جانا اور کسی انسان کا آسمان پر چلے جانا، ایسے امر ہیں جن میں کوئی فرق نہیں۔

اس بدبخت نے اپنے ایک ’’مکتوب العربی وسر الخلافہ‘‘(ص۵۰، خزائن ج۸ص۳۷۷،۳۷۸) میں یہ دعویٰ بھی کر رکھا ہے کہ: ’’امام مالک اور ابن قیم وابن تیمیہ والامام البخاریؒ کا مسلک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔‘‘ یہ اس کی انتہائی جہالت اور نافہمی کی وجہ سے ہے کہ اسے کوئی ایسی بات مل جاتی ہے جس کی نقل میں غلطی ہوتی ہے تو وہ اسی کو صحیح سمجھ کر بیان کرنے لگتا ہے۔ بعد میں جب پول کھلتا ہے اور اس کی رسوائی ہوتی ہے تو جس بات کی یہ جاہل پہلے تشہیر کر رہا ہوتا ہے اسے چھپانے لگتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ’’آسمان‘‘ سے نزول

اس مکتوب میں اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق حدیث میں ’’السماء‘‘ (آسمان) کا لفظ بالکل نہیں آیا۔ حالانکہ یہ لفظ علامہ بیہقیؒ کی کتاب ’’الاسماء والصفات‘‘ کے (ص۳۰۱) ’’کنز العمال‘‘ کے (ج۷ص۲۶۸،ص۲۵۹) پر اور ’’عبارۃ الآبی‘‘ (ج۱ص۲۶۱) پر موجود ہے۔

کتاب ’’عتبیۃ‘‘ میں ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا: ’’جس وقت لوگ کھڑے ہوئے نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے ایک بادل انہیں ڈھانپ لے گا، تب اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔‘‘ اور جو مشہور آیت ہے: ’’وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ‘‘ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے ضرور بالضرور ان پر ایمان نہ لائے۔

عن قریب اس کا بیان بھی آئے گا اور اللہ تعالیٰ تمام کاموں کے نگہبان ہیں۔

قادیانی کے تحریفانہ دلائل

(۱) لفظ ’’خلت‘‘ کے معنی میں تحریف:

قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر اللہ تعالیٰ کے قول: ’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل‘‘ ترجمہ: اور محمد (ﷺ) ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے، سے استدلال کیا ہے۔ صورت استدلال یہ ہے کہ کلمہ ’’خلت‘‘ بمعنی ’’مر چکے‘‘ ہے اور کلمہ ’’الرسل‘‘ جمع ہے جسے لام استغراق کے ذریعے

معرفہ بنایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس پر ’’افأن مات ‘‘(ترجمہ: بھلا اگر ان کا انتقال ہوجائے۔الخ) کو متفرع کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اگر ’’خلو‘‘ بمعنی ’’موت‘‘ نہ ہوتا، یا ’’الرسل‘‘ جمع استغراقی نہ ہوتی تو آگے (آپ ﷺ کے انتقال کی) تصریح کرنا درست نہ ہوتا۔ کیوں کہ اس کا درست ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ آپ ﷺ بھی لفظ ’’الرسل‘‘ میں یقینی طور پر شامل ہوں اور یہ بات استغراق کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی صحت کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ لفظ ’’خلو‘‘ بمعنی موت ہو۔ کیونکہ اگر ’’خلو‘‘ (یعنی گزرنا) موت (اور غیر موت) سے عام ہو، تو خاص کو عام پر متفرع کرنا لازم آئے گا، حالانکہ تفریع اسی وقت بٹھائی جاسکتی ہے جب اصل کے لئے فرع لازمی ہو اور ظاہر ہے کہ عام کے لئے خاص لازمی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول میں جو تفریع واقع ہورہی ہے وہ ان دونوں باتوں کا تقاضہ کرتی ہے کہ ’’خلو‘‘ بمعنی موت ہو اور جمع استغراقی ہو۔

ان دونوں مقدموں کے بعد کہا جاتا ہے کہ: مسیح رسول ہیں اور تمام رسول مرچکے ہیں، ان دونوں قطعی مقدموں کے ملنے سے یہ عقلی نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح مرچکے ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد ہے۔ صغریٰ (یعنی پہلے مقدمے) کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول: ’’ورسولاً الٰی بنی اسرائیل‘‘

ترجمہ: اور (وہی اللہ عیسیٰ ابن مریم کو) بنی اسرائیل کے پاس رسول بنا کر (بھیجے گا)

اور اللہ تعالیٰ کا قول: ’’ماالمسیح ابن مریم الّا رسول ‘‘ترجمہ: مسیح ابن مریم تو ایک رسول تھے۔ اسی کی دوسری آیات اور تمام اسلامی فرقوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو تسلیم کرنا ہے۔ کبریٰ (یعنی دوسرے مقدمے) کی دلیل وہ دو مقدمے ہیں جو (اوپر) بطور تمہید ذکر کئے گئے۔ کیوں کہ جب ’’خلو‘‘ بمعنی موت ہوا اور اس کی نسبت ’’الرسل‘‘ کی طرف کی گئی، جس سے تمام رسول مراد ہونا ثابت ہوچکا تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شامل ہونا یقینی ہے۔ لہٰذا کبریٰ کے ضمن میں ان کی موت ثابت ہوگئی تو ہماری غرض بھی حاصل ہوگئی۔

جواب: ’’خلو‘‘ (یعنی گزر جانا) ان سب کو شامل ہے جو دنیا سے چلے گئے، خواہ موت کے ذریعے گئے یا بغیر موت کے۔ لہٰذا اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری نہ ہوئی ہو، تب بھی یہ بعد والی تفریع درست ہے اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔

(۲) آیت کی تفسیر میں تحریف

قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر اللہ تعالیٰ کے قول: ’’وما جعلناهم جسداً لایأکلون الطعام وما کانوا خالدین ‘‘ترجمہ: اور ہم نے ان (رسولوں) کو ایسے جسم بنا کر پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ایسے تھے کہ ہمیشہ زندہ رہیں۔ سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہوں تو ان کے لئے خوراک نہ کھانے والا جسم اور دائمی ہونا ضروری ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی نفی کررہے ہیں۔ کیونکہ آیت کریمہ سلب کلی کا فائدہ دے رہی ہے، یعنی کسی رسول کا کھانے کی ضرورت سے پاک جسم ہے، نہ کوئی رسول دائمی ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ انفرادی حکم کا ثبوت سلب کلی کی نقیض ہوتا ہے۔ آیت کا مفاد سلب کلی ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول:

’’وماجعلنا لبشر من قبلک الخد افان مت فهم الخالدون‘‘

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) تم سے پہلے بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہم نے کسی فرد بشر کے لئے طے نہیں کیا۔ چنانچہ اگر تمہارا انتقال ہوگیا تو کیا یہ لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں؟

کیونکہ یہ سلب کلی ہونے میں صریح ہے۔ چنانچہ جب آیت قرآنی کے ذریعے اس امر کا کلی طور پر مرتفع اور سلب ہونا ثابت ہوگیا تو وہ انفرادی حکم بھی مرتفع ہوگیا جو آیت مبارکہ کے مدلول ’’سلب کلی‘‘ کی نقیض بننے والے ’’ایجاب جزئی‘‘ کے لزوم کا تقاضا کر رہا تھا۔ کیوں کہ جس طرح دو نقیضیں بیک وقت مرتفع نہیں ہوتیں اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ الخ

جواب: (خوراک کی حاجت سے پاک جسم اور دوام نہ ہونے کے) یہ دونوں حکم دنیا کی قید سے مقید ہیں، لہٰذا نہ تو اشکال درست ہے اور نہ ہی استدلال۔

(۳) فرمان الٰہی میں حصر کا دعویٰ

قادیانی نے آیت مبارکہ ’’ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد الى ارذل العمر لكيلا يعلم من بعد علمه شيئا ‘‘(ترجمہ: اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو (پہلے ہی) دنیا سے اٹھا لئے جاتے ہیں اور تم ہی میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جن کو نکمی عمر (یعنی انتہائی بڑھاپے) تک لوٹا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں

جانتے) کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل بنایا ہے، بایں طور کہ یہ تقسیم انسان کے تمام افراد کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کیوں کہ جفت اور طاق اعداد کے تمام افراد کا اس حیثیت سے احاطہ کئے ہوتے ہیں کہ نہ تو کسی عدد میں یہ دونوں جمع ہوتے ہیں اور نہ ہی کوئی عدد ان سے خالی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہے تو اگر مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی عمر کا آخری دور انہیں لاحق ہوا تو قضیہ حقیقیہ کے دونوں اجزاء کا مرتفع ہونا لازم آیا جو کہ ناممکن ہے اور یہ ناممکن امر ان کی موت واقع نہ ہونے کے مفروضے سے لازم آیا۔ لہٰذا یہ مفروضہ باطل ہوا تو اس کی نقیض ثابت ہوگئی جو کہ مسیح علیہ السلام کی موت ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

جواب: اوّل تو حصر کا یہ دعویٰ کسی دلیل کے بغیر ہے۔ کیونکہ حصر پر دلالت کرنے والا کوئی کلمہ موجود نہیں۔ یہ صرف اکثر واقع ہونے والی ایک عادت کا بیان ہے اور جس چیز کے اس عادت سے خارج ہونے کی دلیل مل جائے گی۔ وہ اس سے خارج ہو جائے گی۔ مزید یہ کہ ''التوفی'' کے بمعنی موت ہونے پر بھی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ مطلقاً اٹھا لئے جانے کے معنی میں ہو، خواہ موت کے ذریعہ یا کسی اور ذریعے سے۔ لہٰذا جب (استدلال کی) بنیاد ہی منہدم ہوگئی تو استدلال بھی فاسد ہوگیا۔

لفظ ''التوفی'' کی تحقیق

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا: لفظ ''التوفی'' ہر طرح سے اٹھالینے کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں تک کہ جسم کے ساتھ (اٹھالینے کے معنی میں) بھی۔ پھر واؤ میں ترتیب کی دلیل بھی نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی) وفات (ان کے) نزول کے بعد واقع ہوگی۔ اسی طرح ''الرفع'' بھی جسم کے ساتھ اٹھالئے جانے کو شامل ہے۔

اور چوتھی نص ''وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته'' (ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضرور بالضرور ان پر ایمان نہ لائے) ہے۔ اس میں جب ''موته'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹنے کا احتمال رکھتی ہے تو آیت اپنے مدعا پر کیسے دلالت کر سکتی ہے؟ بالخصوص جب ''التوفی'' کے معنی میں عموم ہونا بھی بتلا دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان میں سے کسی آیت کو دلیل بنانا درست نہیں ہے۔

قادیانیوں کی مشہور کردہ ایک حدیث

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنے کے لئے اپنے مدعا کے مطابق ان الفاظ سے ایک حدیث مشہور کردی ''لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی'' (ترجمہ: اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوان کے لئے کوئی گنجائش نہ ہوتی)

اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہاں حیات سے مراد معروف حیات، یعنی دنیا کی زندگی ہے، کیوں کہ دنیا میں ہی ادائیگی اعمال کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس حدیث میں ''اتباعی'' کا لفظ اسی بات پر دلالت کررہا ہے۔ اس لئے کہ اتباع صرف ذمہ داری کے مقام میں ہی ہوتی ہے۔ اگرچہ آسمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب بھی حیات حاصل ہے۔ قرآن مجید میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول منقول ہے ''واوصانی بالصلٰوۃ والزکاۃ ما دمت حیاً'' (ترجمہ: اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے) اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کی ذمہ داری دنیا کی زندگی کے ساتھ ہی خاص ہوتی ہے۔

مذکورہ الفاظ حدیث کا عدم ثبوت

مذکورہ بالا جواب اس مفروضہ پر قائم ہے کہ یہ حدیث قادیانیوں کے ذکر کردہ الفاظ کے ساتھ ثابت ہو۔ (درحقیقت) کسی بھی کتاب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کا وجود نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد انور شاہؒ نے فرمایا: اور جہاں کہیں (اس حدیث میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے وہ بلاشک وشبہ لکھنے والوں کی خطا کا نتیجہ ہے، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں اللہ تعالیٰ کے قول: ''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیین'' (ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا) کے تحت آیا ہے۔ کتب حدیث میں سے کسی میں اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ کتب حدیث کے علاوہ بعض کتب میں یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ آئی ہے۔ لیکن وہ بلاشبہ لکھنے اور بتانے والوں کی جانب سے ہے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے۔ لہٰذا صاحب ایمان شخص کو مطالعہ میں محتاط رہنا چاہئے۔ ایک معتبر شخصیت نے مجھے بتایا ہے کہ ان کے پاس دہلی شہر میں ''الیواقیت'' کا ایک قلمی نسخہ ہے جس میں لفظ

’’عیسیٰ‘‘ موجود نہیں ہے۔ اس بات کو یاد رکھئے اور ہمیں (دعاؤں میں) مت بھولئے۔

منکر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا کیا حکم ہے؟

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: اگر ایسا شخص قطعی طور پر ثابت شدہ آیت کا انکار کرتا تو دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر اس کی دلالت قطعی نہ ہونے کی بنا پر اس میں تاویل کرتا ہو تو اس صورت میں بدعتی اور گمراہ ہے۔

علامہ بزدویؒ نے متواتر کی بحث کے اختتام پر فرمایا ہے کہ خبر متواتر کا انکار اور مخالفت کرنے والا شخص کافر ہو جائے گا۔ متواتر کی مثال دیتے ہوئے علامہ نے فرمایا: جیسا کہ قرآن کریم، پانچوں نمازیں، رکعتوں کی تعداد، زکوٰۃ کی مقدار اور ایسی ہی دیگر منقولی باتیں۔

کتب حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر زکوٰۃ کی مقدار کے ذکر سے کم نہیں ہے۔ پھر یہ عقیدہ کسی ایک مسلک کا نہیں ہے، بلکہ اجماعی مسئلہ ہے جس کی کوئی مسلک نفی نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں کسی ایک صحابی کا قول بھی صحیح سند کے ساتھ اس عقیدہ کے خلاف مروی نہیں ہے۔ ’’التلویح‘‘ میں ہے کہ کبھی کسی بات کی نقل ظنی ہوتی ہے مگر اس پر اجماع ہو جانے کی وجہ سے قطعی ہو جاتی ہے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام خلاف عقل نہیں

اس بات کا ناقابل تردید ثبوت موجود ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ایک ایسی واقعی حقیقت ہے جسے قرآن حکیم بھی بیان کرتا ہے، قطعی اور متواتر احادیث مبارکہ بھی اس کی گواہی دیتی ہیں اور نہ صرف امت محمدیہ کے تمام اہل سنت بلکہ معتزلہ اور امامیہ فرقوں کا بھی اس عقیدہ پر اتفاق ہے۔ اس لئے اس کا انکار یا تو کھلی جہالت ہے یا واضح الحاد یا وہم پر مبنی تعجب یا ایسا خیال ہے جس کی بنیاد عقل سلیم پر نہیں ہے۔ یہ تعجب اس کون ومکان میں پھیلے خدائے حکیم کی عظیم الشان سلطنت کے عجائبات، واضح نشانیوں اور خلاف عادت معجزات سے غفلت کی بناء پر ہے۔

بہرحال مردوں کا قبروں سے اٹھنا، انسانی جسموں کی حیات نو، کل عالم کا موت کے بعد زندہ ہو جانا، صفحۂ ہستی سے مٹنے اور فنا ہو جانے کے بعد پھر سے جی اٹھنا، یہ عقیدہ سیدنا

حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھالئے جانے اور پھر وہاں سے دنیا میں تشریف لانے سے کہیں زیادہ عجیب وغریب اور عادت سے بعید ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ عقیدہ قطعی وبرحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ادیان سماویہ کا اس پر اتفاق ہے۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کے عجیب وغریب اور دائرہ عقل سے بعید ہونے کے باوجود کسی کو اس کے انکار کی اجازت نہیں دی گئی تو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے عقیدہ میں (انکار کی اجازت) کیسے (دی جاسکتی ہے)

نزول عیسیٰ علیہ السلام اور حدیث ختم نبوت

پوری امت کا اس بات پر قطعی اجماع ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہوسکتی ہے نہ ہی رسالت۔ کم وبیش دوسو احادیث سے اس عقیدہ کا تواتر ثابت ہے۔ چنانچہ اس کی یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد صرف زمانہ کے اعتبار سے انقطاع ہے، بلاشک وشبہ کفر ہے۔ ہاں یہ سمجھ لیجئے کہ جب آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت تمام ہوگیا۔ امت کا اس پر اجماع قطعی ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء پر بھی اجماع ہوگیا تو علماء کرام نے آپ ﷺ کی حدیث مبارک ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی'' (ترجمہ: بیشک سلسلۂ رسالت ونبوت منقطع ہوچکا نہ تو میرے بعد کوئی رسول ہے نہ ہی نبی) کی توجیہات بیان فرمائیں۔ جمہور حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا کئے جانے کی نفی ہے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان ہستیوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے ہی مرتبۂ نبوت پر فائز ہوچکے ہیں۔ یہ بالکل واضح اور بے غبار توجیہ ہے اور اس کے سوا حدیث مبارک سے کچھ بھی مراد نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کا آخری بچہ پہلے فوت ہوجائے اور پہلے پیدا ہونے والے بچے کی عمر دراز ہوجائے تو آخری اسے ہی کہا جائے گا (جو بعد میں پیدا ہونے کے اعتبار سے) آخری ہے (نہ کہ پہلے پیدا ہوکر بعد میں فوت ہونے والے کو) کسی چیز کے وجود میں آنے اور پہلے سے حاصل شدہ وجود کے باقی رہنے میں فرق ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی آپ ﷺ کی شریعت پر عمل کروانے کے لئے ہوگا اور وہ اسی شریعت کی پیروی فرمائیں گے۔ انہیں اس دور میں نئی نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ کیوں کہ ان کو نبوت پہلے ہی دی جاچکی ہے۔

ایک عبارت کی غلط تشریح

لیکن ایک مصنف نے آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور مذکورہ بالا حدیث میں تطبیق دیتے ہوئے اور اس کے تواتر کو بیان کرتے ہوئے کچھ مختلف عنوان اور ایسی تعبیر اختیار فرمائی جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منافی نہیں ہے، البتہ اس کی عبارت ذرا عمدہ نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''نبوت تشریعی منقطع ہوچکی ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو انہیں تشریعی (یعنی نئے احکامات وغیرہ جاری کرنے) کا اختیار نہ دیا ہوگا'' اس قول کو اختیار کرنے والا بھی یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ (غیرتشریعی نبوت کے حصول کا) یہ قول صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ یہ اعتقاد شریعت کی رو سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ نیز اس بات پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے کہ جو بھی شخص آپ ﷺ کے بعد اس معنی میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کرے گا جو ادیان سماویہ میں نبوت سے مراد ہوتا ہے وہ شخص کافر ہوگا۔ لیکن ملحدین نے اس قول کو لے کر اس کی مراد مسخ کی اور آپ ﷺ کے بعد دوسروں کے لئے ایسی حقیقی نبوت کو جائز قرار دینے لگے جو تشریعی نہ ہو'' **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** '' (بلند وبرتر اللہ کے سوا کوئی برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں دے سکتا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد

موضوعات میں ملا علی قاریؒ کی عبارت سے ملحدین کو ایسی گمراہی پھیلانے کا موقع مل گیا۔ حالانکہ وہ اس مفہوم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم کے سواء کسی اور کے لئے ثابت نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کیوں صحابی رسول ﷺ ابن ابی اوفی یا کسی اور کا قول ہے کہ: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے، مگر چونکہ نبوت ختم ہوچکی تھی تو ان کی موت مقدر فرمادی گئی۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے (ص۹۱۴) پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے اس بات کو بیان فرمانے کا ارادہ کیا کہ اگر (ان کی) نبوت ہوتی تو اس کی کیفیت کیا ہوتی اور اس کے لئے مذکورہ بالا عنوان اختیار فرمایا۔ مگر یہ لوگ اس کا مصداق ان دونوں ہستیوں کے ماسوا کو بھی بنانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ملحدین میدان میں اترے اور جہالت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر اس کی مراد کو موڑ توڑ کر بیان کرنے لگے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ملاعلی قاریؒ کا اختیار کردہ عنوان فی نفسہ تو کچھ نامناسب ہے مگر معاذ اللہ! ان کا ارادہ ضروریات دین اور تواتر سے ثابت امور کی مخالفت کا نہ تھا۔ جب کہ وہ بذات خود ''الشفا'' کی شرح اور دیگر کتب میں صراحت فرما چکے ہیں کہ جو شخص اصطلاح دین میں متعارف نبوت کا دعویٰ اور چیلنج کرے وہ قطعی اجماع کی رو سے کافر ہے ''الفقہ الاکبر'' کی شرح میں انہوں نے فرمایا: ''ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔''

غیرتشریعی نبوت کی تحقیق

درحقیقت ایسی کسی نبوت کا وجود ہی نہیں ہے جو تشریعی نہ ہو۔ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں بھی ایسی نبوت نہیں تھی جیسا کہ حافظ ابن تیمیہؒ نے ''اصفہانیہ'' کی شرح میں (ص ۱۰۷) پر لکھا ہے۔ کیوں کہ ان انبیاء علیہم السلام کو بھی عام میں تخصیص کرنے اور مطلق کو مقید کرنے جیسے جزوی نسخ کا اختیار حاصل تھا۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے بھی صراحۃً ایسی ہی بات ذکر فرمائی ہے۔ ایسی نبوت جس میں تشریع کا اختیار نہ ہو وہ ''خبر دینا'' تو ہوسکتا ہے نبوت نہیں۔ عارف سید ہمدانیؒ نے (جو بعد میں کشمیری کہلائے) ''شرح الفصوص'' میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ لہٰذا تمہیں ہرگز شک کرنے والوں میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔

اس تفصیل کی بناء پر ملحد مذکور (ملعون قادیان) کے لئے دائرہ اسلام میں نقب زنی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہئے ''یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون'' (ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کی تکمیل کرکے رہے گا، چاہے کافروں کو یہ بات کتنی بری لگے)

خلاصۂ کلام

علامہ آلوسیؒ بھی ختم نبوت کی بحث میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث کا متواتر ہونا واضح طور پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نزول پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اس کے متعلق روایات حد شہرت بلکہ شاید حد تواتر معنوی تک پہنچی ہیں۔ ایک قول کے مطابق قرآن کریم میں صراحۃً اس کا بیان آیا ہے۔ اس پر ایمان

لانے کو واجب اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فلسفی لوگ۔ ان سب باتوں پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کے اس زندگی میں نبوت سے مزین ہونے سے قبل ہی نبی تھے۔

یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو ہم نے ''تقدمة عقیدة الاسلام'' کے حوالے سے اکثر لوگوں کے قول میں ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے قبل ہی نبی تھے اور کسی چیز کے وجود اور بقا میں فرق ہوتا ہے۔ امام اعظمؒ نے بھی عقائد کے بیان میں اس عقیدہ کی تائید فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا برحق اور واقعی امر ہے۔

خاتمة المحدثین علامہ سید محمد انور شاہؒ نے ''اکفار الملحدین'' میں فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول پر تواتر اور اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس میں تاویل وتحریف کرنا کفر ہے۔ روح المعانی میں صاحب روح المعانیؒ نے فرمایا: محققین متأخرین سے ثابت ہے کہ جو شخص نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قائل نہ ہو علماء کرام نے اسے کافر قرار دیا ہے۔ یہ حکم تواتر سے ثابت شرعی امور کا انکار کرنے کے بارے میں طے شدہ قاعدہ کی بنیاد پر قائم ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

توضیح المراد لمن تخبط فی عقوبة الارتداد

المعروف بہ

اسلام میں ارتداد کی سزا

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

پہلی دلیل اوراس کا تجزیہ	۳۶	اللہ تعالیٰ کا حق	۳۷
باوجود حق ہونے کے جبر نہ کرنے میں حکمت	۳۷	دین اسلام قبول کرنے میں اختیار	۳۷
آیت کی تفسیر	۳۸	اسلام وکفر کے احکام	۳۸
مرتد کی سزا بھی ’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کے خلاف نہیں	۴۰	سزائے ارتداد اور حدزنا وقصاص میں فرق	۴۰
غلط فہمی	۴۰	جرم ارتداد پر سزائے قتل کی وجہ	۴۲
خلاصہ	۴۳	دوسری دلیل اوراس کا تجزیہ	۴۴
تفسیر آیت	۴۶	خلاصہ	۴۷
تیسری دلیل اوراس کا تجزیہ	۴۷	ایک اور حدیث شریف	۴۹
من بدل دینہ میں دین سے کون سا دین مراد ہے	۴۹	عورتوں کے استثناء کی دلیل	۵۰
کیا سزائے ارتداد کے لئے محاربہ شرط ہے؟	۵۱	خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تعامل	۵۲
ایک شبہ کا ازالہ	۵۳	ایک خدشہ کا جواب	۵۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پاکستان اسلامی جمہوریہ حکومت ہے، ایک اسلامی حکومت میں یہ بات قابل اعتراض ہونے کے ساتھ باعث اضطراب وتشویش بھی ہے کہ اس میں حکومت کے اساسی نظریہ اسلام کے خلاف سرگرمیوں پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائی جائے اور عیسائی مشنریوں تک کو کھلی اجازت ہو کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کو عیسائی بناتے رہیں اور مسلمانوں پر بھی کوئی ایسی پابندی نہ لگائی جائے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی وغیرہ بننے سے باز رہیں اور اس طرح مذہب اسلام کے تبدیل کرنے کی مسلمانوں کو کھلی چھٹی حاصل ہو۔ اسلامی حلقوں کی یہ شکایت بجا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کو مسلمانوں میں ارتداد کے جراثیم پھیلانے کا حق دے دیا گیا اور انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے گمراہ کر کے عیسائی بنالیا ہے۔

آزادی کے وقت ہمارے ملک میں عیسائیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے کم تھی، آج ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور ترغیب وتحریص کے شکم پرور ذرائع کی وجہ سے ان کی تعداد ۲۸ لاکھ سے اوپر ہے۔ (نوائے وقت ۲۳ /مئی ۱۹۷۳ء)

بلاشبہ شخصی حقوق کے تحت اس بات کی اجازت پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی شہری اپنے مذہب پر عقیدہ رکھے، اس پر عمل کرے، مگر قانون اسلام کی رو سے کسی مسلمان کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ مذہب اسلام کو تبدیل کر کے مرتد ہو جائے اور وہ مملکت کے اساسی نظریہ اسلام کو ترک کر دے۔

ایک مسلمان کا دین اسلام سے انحراف اور اسلامی سلطنت کے اساسی نظریہ اسلام سے بغاوت کرنا اگر قابل سزا جرم نہیں ہے تو کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ دین اسلام (نعوذ باللہ) ایک بے حقیقت دین ہے، جس سے انحراف کی کوئی سزا نہیں ہے۔ کیا دین اسلام اور اسلامی مملکت ایسی ہی بے قدر وقیمت چیزیں ہیں کہ ان کے بارہ میں کھلی اجازت ہو کہ جس قسم کا چاہے طرز عمل اختیار کر لیا جائے اور روک ٹوک نہ کی جائے۔ نوائے وقت ۱۳ /فروری ۱۹۷۳ء کے شمارہ میں الحاج ممتاز احمد فاروقی نے مولانا مفتی محمود صاحب کے انٹرویو کے جواب میں جو مضمون ’’مسئلہ ارتداد اور اسلام‘‘ کے عنوان سے سپرد قلم کیا ہے اور اس میں انہوں نے یہ سوال قائم کیا ہے کہ ’’کیا مذہب اسلام نے واقعی ارتداد کی سزا قتل مقرر کی ہے؟‘‘

اس سوال کا جواب یہی ہے کہ اسلام نے واقعی ارتداد کی سزا قتل مقرر کی ہے اور یہی سزا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ارتداد کے معنی اگرچہ لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں۔ مگر اصطلاح شریعت میں اسلام اور ایمان میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کے ہیں۔ مفردات امام راغب میں ہے ''ھو الرجوع من الاسلام الی الکفر'' سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے ارتداد میں اسلام کی بے قدری اور اس کی سخت توہین ہے۔ اس لئے ارتداد کی سزا قتل مقرر کی گئی ہے۔ جس طرح کسی حکومت کی رعایا بن جانے کے بعد اس سے بغاوت کی سزا سخت ہوتی ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے قوانین کی رو سے فاروقی صاحب کے مضمون کا تفصیلی جائزہ لیا جائے اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کے دلائل کا تجزیہ کیا جائے۔

پہلی دلیل اور اس کا تجزیہ

مضمون نگار نے پہلی دلیل ارتداد کی سزا قتل نہ ہونے پر قرآن کریم کی آیت نمبر۲۵۶ پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''قرآن کریم نے سورۂ بقرہ (آیت نمبر۲۵۶) میں صاف فرمایا ہے کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہوچکی ہے۔'' آگے لکھتے ہیں کہ: ''قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو بجبر کچھ نہیں منواتا بلکہ جو چیز منواتا ہے، اس کی دلیل یہی دیتا ہے کہ ہدایت کی راہ واضح ہوچکی۔''

سورۂ بقرہ کی (آیت نمبر۲۵۶) جس کا اوپر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ''لا اکراہ فی الدین'' زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں، اس سے اوپر کی آیت: ''وانک لمن المرسلین'' اور بلاشبہ آپ ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں۔'' میں حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی رسالت کا بیان ہے اور زیر تفسیر آیت سے ملی ہوئی۔ آیت الکرسی میں حق تعالیٰ کی توحید ذات اور عظمت صفات کا بیان ہے اور یہی دو امر توحید ورسالت جن کا ذکر اس آیت سے پہلے فرمایا گیا ہے۔ دین اسلام کے اصل الاصول ہیں اور جب ان دونوں کو دلائل سے ثابت کردیا گیا تو اس سے دین اسلام کی حقانیت کا بھی لازمی طور پر ثبوت ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حق

حق تعالیٰ جل شانہ اپنی ربوبیت عامہ اور حکومت کاملہ اور مخلوق کی محکومیت اور عبدیت کی بنا پر اپنے مخلوق ومحکوم بندوں کو دین اسلام کے قبول وتسلیم کرنے پر مجبور کریں تو یہ بھی ان کا جائز حق ہے۔ اس لئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اگر تکوینی طور پر اپنے اس حق کی ادائیگی کا بجبر مطالبہ کریں اور اپنی قدرت وتصرف سے سب کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کردیں یا تشریع کے ذریعہ ایسا شرعی ضابطہ مقرر فرمادیتے جس سے بجبر سب کو اسلام میں داخل ہونا پڑتا تو کسی کو اس پر حرف گیری اور لب کشائی کا حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وہ سب کا خالق اور مالک ہے اور خالق مالک کو اپنی مخلوق ومملوک میں ہر طرح کے تصرف کرنے اور اس کے لئے ہر قسم قانون بنانے کا حق حاصل ہونا ایک مسلمہ بات ہے۔

باوجود حق ہونے کے جبر نہ کرنے میں حکمت

لیکن چونکہ یہ دنیا آزمائش اور ابتلاء کا مقام ہے اس لئے دنیا میں کسی شخص کو ایمان لانے اور اسلام کے قبول کرنے پر اس طرح مجبور کرنا کہ اس کو ایمان کے قبول نہ کرنے پر اختیار ہی نہ رہے اور اس کے قبول کرنے پر وہ تکوینی یا تشریعی طور پر مجبور محض ہو جائے حکمت کے خلاف ہے، کیونکہ اس سے آزمائش وابتلاء کی مصلحت فوت ہو جاتی ہے، اس لئے حق تعالیٰ نے کسی کو دین اسلام کے قبول کرنے اور ایمان لانے پر نہ تو تکوینی طور پر مجبور فرمایا اور نہ ہی تشریعی طور پر کوئی ایسا قانون بنایا کہ لوگوں کو مجبوراً اسلام قبول کرنا پڑتا ہو۔

دین اسلام قبول کرنے میں اختیار

اس لئے بندوں کو نہ صرف یہ کہ بااختیار خود ایمان لانے کا اختیار دے دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے اختیار سے ایمان لا کر دین اسلام کو قبول کریں اور اگر نہ چاہیں تو قبول نہ کریں، بلکہ ایمان کے معتبر ہونے کے لئے اس کا بااختیار خود قبول کرنا شرط قرار دے دیا اور حالت اضطرار اور جبر واکراہ سے قبول کیا ہوا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر معتبر اور نامقبول قرار پایا۔

آیت کی تفسیر

آیت زیر تفسیر میں اسی بات کا اعلان فرمایا گیا ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘یعنی (دین) کے قبول کرنے (میں) ہماری طرف سے (کوئی جبر نہیں ہے) بلکہ ہر ایک کو ہم نے اختیار دے دیا ہے اور اپنے اختیار کو ایمان کے لئے کام میں لائے یا کفر کے لئے، یہ ہر شخص کا اپنا کام ہے اور دین کے قبول کرنے پر جبر کا اس لئے موقع نہیں ہے کہ’’قد تبیّن الرشد من الغیّ ‘‘ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے اور اسلام کی خوبی قطعی دلائل سے واضح ہے اور جبرواکراہ ایسے کام میں کیا جاتا ہے جس کی خوبی مخفی ہو واضح نہ ہو۔ جب دلائل سے دین اسلام کی خوبی ثابت کردی گئی اور ہدایت گمراہی سے ممتاز اور جدا ہوچکی تو اب جبرواکراہ سے کسی کو اسلام قبول کرانے اور مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہوسکتی ہے؟

ایسی حالت میں جو شخص بھی دین اسلام کی خوبیوں سے اعراض اور اس کے محاسن سے صرف نظر کرے گا اور ہدایت سے روگردانی کر کے کفر وگمراہی کو اختیار کرے گا تو وہ دیدہ ودانستہ اپنے اختیار سے خود کو تباہی میں ڈالے گا، اس لئے اس کا ذمہ دار بھی وہ خود ہی ہوگا، کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے شخص کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کرے۔

اسلام وکفر کے احکام

البتہ یہ ضرور ہے کہ اسلام اور کفر میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا اس کے احکام اور آثار اس پر ضرور مرتب ہوں گے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مثلاً دین اسلام کے قبول کرنے پر مومن کے لئے جنت کی ہمیشہ کی راحتیں اور قبول نہ کرنے پر دوزخ کی دائمی تکالیف۔ یہ تو آخرت میں اسلام وکفر کے آثار اور اچھے برے نتائج ہیں اور مثلاً مومن کا معصوم الدم ہونا اور کافر کا بعض حالتوں میں مباح الدم وغیرہ ہونا اسلام وکفر کے دنیا میں احکام اور نتائج ہیں۔

کیا یہ احکام’’لا اکراہ فی الدین ‘‘کے خلاف ہیں؟ تفسیر مذکور سے یہ ثابت ہوگیا کہ اس آیت میں جس جبرواکراہ کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد دین اسلام کے قبول کرنے میں جبرواکراہ ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ کسی کافر اور غیر مسلم کو دین اسلام کے

قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ مگر اس کا یہ مطلب سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن کریم اپنے پیروؤں کو بھی بجبر کچھ نہیں منواتا اور مسلمانوں پر بھی اسلام کے ترک کرنے پر پابندی عائد نہیں کرتا۔ جیسا کہ مضمون نگار نے سمجھ لیا ہے۔ آیت کا یہ مطلب ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ اس کا یہ مطلب بتلایا جائے کہ دین کے معاملہ میں جتنی بھی سختی اور جبر کیا جائے اس کو سختی اور جبر نہیں سمجھا جانا چاہئے اور دین کے معاملہ میں ہر طرح کا جبر کرنے کی اجازت ہے۔

اگر دین میں جبر واکراہ کی نفی کا یہ مطلب لیا جائے کہ اسلام کے قبول کر لینے کے بعد ہر قسم کی آزادی کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے اور اس سے بجبر کچھ نہیں منوایا جاتا یہاں تک کہ اسلام کے بعد کفر کو اختیار کرنے پر بھی اس سے دار و گیر نہیں کی جاسکتی۔ پھر تو کسی بھی جرم کے ارتکاب پر سزا کا نافذ کرنا جبر واکراہ کی نفی کے خلاف ہوگا اور ہر شخص جرم نہ کرنے پر مکرہ اور مجبور ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ مطلب بالبداہت غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ قتل، زنا، چوری وغیرہ کی جو سزائیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ ان سزاؤں کا نفاذ اور اجراء بھی جبر واکراہ میں شمار کیا جائے اور ان سزاؤں کے خوف سے جو لوگ ان جرائم پر اقدام نہیں کرتے وہ بھی جرائم کے نہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

اسی طرح حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتائی کرنے اور نماز، روزہ وغیرہ فرائض کے ادا کرنے پر کسی قسم کی سزا کا تجویز کرنا بھی جبر واکراہ میں داخل ہو جائے گا اور حقوق زوجیت وغیرہ کے ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی کسی کو مطالبہ کرنے کا حق نہیں رہے گا اور نہ اس پر کسی طرح کی سزا مقرر کرنا جائز ہوگا اور یہ کہہ دیا جائے گا کہ قرآن اپنے پیروؤں کو بھی بجبر کچھ نہیں منواتا۔ اس لئے حقوق اللہ یا حقوق العباد کے ترک کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے پر اگر سزا تجویز کر دی گئی تو ان حقوق کی ادائیگی پر جبر واکراہ لازم آکر ''**لا اکراہ فی الدین**'' کے خلاف ہو جائے گا تو کیا اب قاتلوں، زانیوں اور شرابیوں، چوروں کو بھی کھلی چھٹی دے دی جائے گی اور ان پر کوئی سزا نہیں تجویز کی جائے گی؟ کیا نماز، روزہ اور حقوق اللہ نیز حقوق العباد کے ترک پر بھی کسی کی دار و گیر نہیں کی جائے گی؟ آیت میں جبر واکراہ کی نفی کا یہ مطلب کہیں کسی بھی عاقل کے نزدیک درست ہو سکتا ہے؟ اور کیا کوئی بھی دنیوی قانون اور حکومت اس قسم کی کھلی چھٹی دے سکتا ہے؟

مرتد کی سزا بھی ’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کے خلاف نہیں

اگر جرم قتل اور جرم زنا وغیرہ کی سزا کو جبرواکراہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا تو جرم ارتداد اور ترک اسلام کی ایسی سزا کو جبرواکراہ کیوں کر کہا جاسکتا ہے؟ جس طرح یہ سزائیں ان افعال اختیاریہ پر مرتب ہوتی ہیں اسی طرح ارتداد اور اسلام کے بعد اس کے انکار وکفر کو اپنے اختیار سے قبول کرنے کا نتیجہ سزائے قتل کی صورت میں مرتد پر مرتب ہوتا ہے اور اس کو وہ اپنے اختیار سے برداشت کرتا ہے۔

سزائے ارتداد اور حد زنا وقصاص میں فرق

غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ سزائے ارتداد اور حد زنا اور قصاص میں یہ فرق بھی ہے کہ حد زنا اور قصاص سے بچنا زانی اور قاتل کے اختیار سے خارج ہوجاتا ہے اور مرتد کو سزائے قتل سے بچ سکتا ہے لیکن زانی اور قاتل کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ حد زنا اور قصاص سے خود کو بچالے۔ اب اگر مرتد کفر کو اختیار کر کے اس کے نتیجہ سزائے قتل کو اختیار کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا اختیاری فعل ہے اس پر وہ مجبور نہیں ہے۔ اسی طرح اگر وہ توبہ کر کے اسلام کو قبول کر لیتا ہے تو یہ بھی اس کا اختیاری فعل ہے اس پر بھی وہ مجبور نہیں ہے۔

غلط فہمی

ارتداد کی سزائے قتل کو اکراہ میں داخل کرنے والوں کو دراصل یہ غلط فہمی ہورہی ہے کہ وہ اس سزا کو اسلام پر مجبور کرنے کے لئے سمجھ رہے ہیں اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں مرتد پر یہ سزا جاری کردی جاتی ہے تو اس سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ سزا اسلام کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے دی جارہی ہے۔ حالانکہ یہ سزا تو اس پر ترک اسلام کے نتیجہ کے طور پر مرتب ہورہی ہے اور اس کے جرم ارتداد کا یہ خمیازہ اس کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

البتہ اس نتیجہ کے ترتب سے بچنے کا اس کے لئے ایک راستہ قبول اسلام کھلا ہوا ہے، ارتداد کے بعد مرتد کو اسلام کی مہلت اس کو زبردستی اسلام میں داخل کرنے کے لئے نہیں دی جاتی بلکہ خیرخواہان مشورہ کے طور پر اس کو سزائے ارتداد سے بچنے کا ایک راستہ دکھلایا جاتا ہے۔

غرضیکہ ترک اسلام کے بعد دوبارہ اسلام کا قبول کر لینا جرم ارتداد کی سزا سے بچنے کی ایک تدبیر ہے اور اس نتیجہ کے ترتب سے مانع ہے جو ترک اسلام کے بعد اس پر مرتب ہونے والا ہے اور جس کا یہ جرم ارتداد سے ہی مستحق ہو چکا ہے لیکن جب وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر نہیں کرتا اور کفر پر اصرار کرتا ہے جرم ارتداد کی سزا کا اس پر ترتب ہو جاتا ہے اور ارتداد کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑتا ہے۔

اب اس سے یہ سمجھ لینا کہ تلوار کے زور سے اس کو قبول اسلام پر مجبور کیا جاتا ہے کس قدر غلط فہمی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ترک اسلام قابل سزا جرم ہے اور وہ اپنے پیروؤں کو جبراً اسلام پر قائم رکھتا اور کسی مسلمان کو ترک اسلام کی اجازت نہیں دیتا اور ظاہر ہے کہ اپنے پیروؤں پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا اور ان کو جبراً کوئی بات منوانا جبراً اسلام میں داخل کرنا نہیں ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اپنے ماننے والوں پر جبری احکامات کا نفاذ کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں ہوسکتا جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔

اگر جرم ارتداد پر مہلت دیئے بغیر ہی اس کی سزا کو جاری کرایا جایا کرتا یا مرتد کا دوبارہ قبول اسلام نامقبول اور غیر معتبر قرار پاتا تب بھی اس پر کسی اعتراض کا موقع نہیں تھا، کیونکہ جرائم کے ارتکاب اور ثبوت عندالحاکم کے بعد بھی توبہ کر لینے سے دنیوی حدود ساقط نہیں ہوا کرتیں۔ یہ سہولت صرف حد ارتداد کے نفاذ میں ہی دی گئی ہے کہ جرم ارتداد کے ثبوت عندالحاکم کے بعد بھی توبہ کر لینے اور رجوع الی الاسلام کی وجہ سے اس کی دنیوی سزا کو ساقط کر دیا جاتا ہے۔

اگر دین میں جبر واکراہ کی نفی کا یہ مفہوم صحیح ہو کہ دین میں کسی بات پر بھی جبر نہیں کیا جاتا تو پھر کیا قتل اور ڈکیتی وغیرہ کی ان سزاؤں کو بھی اس مفہوم کے خلاف کہا جاوئے گا جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہو رہا ہے۔ حالانکہ ارتداد کی سزا کی نسبت ان سزاؤں کا اس مفہوم کے خلاف ہونا زیادہ واضح ہے۔ اس لئے کہ ان سزاؤں سے خود کو بچانے کا کوئی اختیار مستحق سزا کو نہیں دیا جاتا اور سزا کے برداشت کرنے پر اس وقت وہ مجبور محض ہوتا ہے۔ بخلاف سزائے ارتداد کے کہ اس کا مستحق اگر چاہئے تو اس کی سزا سے خود کو بچالینے کا اختیار اس کو دیا جاتا ہے جیسا مفصل گزر چکا ہے۔

اب قتل وصلب وغیرہ کی جن سزاؤں کو بحالت مجبوری برداشت کرنا پڑتا ہے اور ثبوت جرم کے بعد ان سزاؤں سے بچنے کا کوئی اختیار مجرم کو نہیں دیا جاتا ان کو تو ’’لا اکراہ فی الدین‘‘ اور دین میں جبر واکراہ کی نفی کے خلاف نہ سمجھنا اور ارتداد کی سزا کو اس کے خلاف سمجھنا عجیب قسم کا تضاد اور تمام امت مسلمہ کے خلاف قرآن فہمی کا نرالا طریقہ ہے۔

جرم ارتداد پر سزائے قتل کی وجہ

اب رہا یہ سوال کہ ترک اسلام اور ارتداد پر سزائے قتل کو تجویز ہی کیوں کیا گیا ہے؟ سو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ترک اسلام میں پوری ملت اسلامیہ کا ہتک حرمت اور اس کی بے عزتی ہے۔ اگر کوئی شخص سرے سے اسلام کو قبول ہی نہ کرے تو اس پر کچھ جبر نہیں اور اس میں اسلام کی کچھ توہین نہیں ہے، لیکن اسلام کو برضا ورغبت قبول کر لینے کے بعد اس کے ترک کرنے اور ارتداد سے اسلام کی سخت توہین ہوتی ہے، سزائے ارتداد سے مقصد شریعت یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ ارتداد کے جراثیم سے متاثر نہ ہو اور کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے لئے اسلام کا ترک فتنہ اور آزمائش کا سبب نہ بن جائے۔

شریعت اسلامیہ کی حقانیت میں تذبذب اور تردد واقع ہونے کا سخت خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور اس طرح ملت میں فساد عظیم اور فتنہ کے برپا ہونے کا قوی امکان پیدا ہو کر ملت کے شیرازہ بکھرنے کا پورا سامان جمع ہو جاتا ہے، اس فتنہ کے سدباب اور ملت اسلامیہ کو انتشار سے بچانے کے لئے ترک اسلام اور ارتداد کو قابل سزا جرم قرار دے کر اس پر سزائے قتل کو تجویز کیا گیا ہے۔ جب شریعت اسلامیہ نے ایک جان کے قتل اور ایک عورت کی ہتک عزت (زنا) کی سزا قصاص اور رجم کی صورت میں تجویز کی ہے تو پوری ملت اسلامیہ کی بے حرمتی اور ہتک عزت کو کیسے برداشت کیا جا سکتا تھا، اگر اس پر قتل کی سزا کو تجویز کر دیا گیا تو اشکال کیوں کیا جاتا ہے؟

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ملت کو حفاظت خود اختیاری کے حق کی رو سے ایسے اقدامات کا حق پہنچتا ہے جن کے ذریعہ پیدا شدہ فتنوں کے استیصال کے ساتھ متوقع خطرات اور انتشار سے ملت کی حفاظت کی جا سکے۔ اس لئے ایسے حفاظتی قوانین بنانے اور اقدامات کرنے سے ملت اسلامیہ کو بھی نہ تو محروم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا یہ حق اس سے چھینا جا سکتا ہے۔

جس طرح دنیوی حکومتوں کے لئے یہ حق تسلیم کیا جاتا ہے کہ مملکت کی وضع کردہ بنیادی پالیسی کے خلاف کسی باشندے کے اقدام کرنے پر وہ سزائے موت تجویز کردے، کیا سرمایہ دار ممالک اپنے کسی باشندے کو مملکت کی بنیادی پالیسی کے خلاف اقدام کرنے اور اسے کیمونسٹ بن جانے یا کیمونسٹ نظریات کی تبلیغ کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ اور اسی طرح کیمونسٹ ممالک اپنے کسی شہری کو غیر کیمونسٹ اقدامات کرنے کی کھلی چھٹی دیتے ہیں؟ ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس طرح ان کا نظام حکومت اور سلطنت کی بنیادی پالیسی تباہ ہوکر رہ جائے گی جس کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح مملکت اسلامیہ کا بھی یہ حق تسلیم کرنا ناگریز ہے کہ وہ اپنی رعایا (مسلمانوں) کے لئے ایسا قانون بنادے جس کی رو سے ملت اسلامیہ کی وضع کردہ بنیادی پالیسی کے خلاف اقدام کرنا ممنوع قرار پائے اور ملت اسلامیہ کی حدود سے نکلنا اور اسلام کا ترک کرنا ناممکن ہوجائے اور اگر کوئی مسلمان ملت اسلامیہ سے بغاوت اور سرکشی اختیار کر کے اسلامی سرحد کو عبور کر جائے اور ارتداد کے جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر سخت سے سخت سزا قتل کو تجویز کردے۔ اس سزا کو تجویز کر کے شریعت اسلامیہ نے درحقیقت مملکت اسلامیہ اور ملت اسلامیہ کی بنیادی پالیسی کی حفاظت کا حق ادا کیا ہے اور اپنے حفاظت خوداختیاری کے حق کو استعمال کیا ہے۔

اب جو یہ کہا جارہا ہے کہ بظاہر دنیاوی نقطۂ نگاہ سے ایک مہذب ملک میں اس قسم کی سزا کا کوئی عقلی جواز نظر نہیں آتا (نوائے وقت حوالہ بالا) یا تو یہ کوتاہ نظری اور غلط نظری کا نتیجہ ہے یا پھر ملحدانہ پروپیگنڈے اور یورپین غلط نظریات سے مرعوبیت کا اثر ہے۔ ورنہ ملک وملت کو فتنوں سے بچانے اور انتشار سے محفوظ رکھنے کے لئے اس قسم کی سزا کا کوئی عقلی جواز کیوں نظر نہیں آتا۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سزائے ارتداد کسی غیرمسلم کو بجبر واکراہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے مقرر نہیں کی گئی، ورنہ غیرمسلم رعایا کو اسلامی سلطنت میں رہنے کی اجازت ہی

نہ ہوتی اور کافر اصلی سے جزیہ قبول نہ کیا جاتا، بلکہ یہ سزا مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے اور ملت اسلامیہ کو انتشار سے محفوظ رکھنے کے لئے بطور حفاظتی اقدامات کے تجویز کی گئی ہے۔

اور جب آیت زیر بحث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ کسی کو بجبر واکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا جاتا تو پھر آیت مذکورہ اور سزائے ارتداد میں تعارض ظاہر کر کے اس آیت کو سزائے ارتداد کی نفی پر دلیل بنانا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جس اکراہ کی اس آیت میں نفی کی گئی ہے سزائے ارتداد سے اس اکراہ کا ہرگز اثبات نہیں ہوتا، یہ محض مغالطہ اور فریب ہے، اس لئے یہ کہنا تو صحیح ہے کہ ہدایت کی راہ گمراہی سے متمیز ہوسکتی ہے۔ اس لئے بجبر داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے (حوالہ بالا) لیکن سزائے ارتداد کو بجبر اسلام میں داخل کرنے کے لئے سمجھنا ہی دراصل مضمون نگار کی غلط فہمی ہے اور اس سزا سے یہ نتیجہ نکالنا ہی غلط ہے کہ مرتد کو جبر واکراہ سے اسلام میں داخل کیا جارہا ہے جیسا کہ تفصیل بالا سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوچکی ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا تجزیہ

دوسری دلیل مضمون نگار نے سزائے ارتداد کی نفی پر اس طرح پیش کی ہے، لکھتے ہیں ''پھر قرآن کریم سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۷ میں فرماتا ہے ''اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھرے، پھر مرجائے حالانکہ وہ کافر ہی ہے سو یہی ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں کام نہ آئے اور یہی آگ والے ہیں وہ اسی میں رہیں گے'' یہاں مرتد کے حالت کفر پر مرنے کا ذکر ہے نہ اس کے قتل کرنے کا (نوائے وقت مذکور) سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۷ سے مرتد کے لئے سزائے قتل کی نفی نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس آیت میں ارتداد پر دنیا اور آخرت میں حبط اعمال کا ذکر فرمایا گیا ہے اور دنیا میں حبط اعمال کے اندر یہ بھی داخل ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اسلام کی وجہ سے جو عصمت نفس اور اس کی جان کی حفاظت کی ضمانت حاصل ہوجاتی ہے اور اس لئے وہ معصوم الدم ہوتا ہے، ارتداد سے اس کا وہ حق ضبط ہوجاتا ہے اور وہ مباح الدم ہوکر سزائے قتل کا مستحق ہوجاتا ہے۔

اس طرح مرتد کی سزائے قتل بھی اس کے حبط عمل میں داخل ہوکر اس کا ثبوت بھی

اس آیت سے ہی ہو جاتا ہے، جیسا کہ ابن حبان اندلسی کی تفسیر بحر محیط میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ حبط عمل فی الدنیا کا مطلب یہ ہے کہ مرتد واجب القتل ہے ''**وهو حبطه فی الدنیا باستحقاق قتله والحاقه فی الاحکام بالکفار**'' (بحر محیط ج۲ص۱۵۰) یا پھر حبط اعمال سے دنیا اور آخرت کے ایسے احکام مراد ہوں جو بہر صورت ارتداد پر مرتب ہوتے ہیں اور سزائے ارتداد بھی ان کے مرتب ہونے سے اس کو نہیں بچا سکتی، دنیا میں مثلاً مرتد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور اس کی سب عبادات نماز، روزہ وغیرہ کالعدم ہو جاتی ہیں اور آخرت میں اس کو کسی عبادت کا ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ اس کی منکوحہ کا اس کے نکاح سے نکل جانا اور گزشتہ عبادات کا ثواب ضائع ہو جانا تو دنیا اور آخرت کے ایسے احکامات ہیں جن سے سزائے ارتداد تو کیا اسلام کی طرف رجوع کرنا بھی اس کو نہیں بچا سکتا اور یہ احکامات ہر صورت میں ارتداد پر مرتب ہو کر ہی رہتے ہیں چاہے اس پر سزائے ارتداد جاری ہو سکی ہو یا جاری نہ ہو سکی ہو۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں ارتداد پر جس حبط اعمال کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کا ترتب ارتداد پر سزائے قتل کے علاوہ ہوتا ہے، کیونکہ سزائے قتل ارتداد پر ہر صورت میں مرتب نہیں ہوتی بلکہ اسلام کی طرف رجوع کرنے سے یہ سزا مرتفع ہو جاتی ہے اور بعض صورتیں ایسی بھی پیش آجاتی ہیں جن میں اس سزائے قتل کا جاری کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً جرم ارتداد کا شرعی طریقہ پر ثبوت نہیں ہو سکا یا ملک میں اسلامی قانون جاری نہ ہونے کی وجہ سے شرعی سزا نافذ نہ ہوئی ہوں۔ لیکن حبط اعمال ارتداد پر ہر صورت میں مرتب ہوتا ہے، اس کے ترتب سے سزائے ارتداد بھی مرتد کو نہیں بچا سکتی۔

غرضیکہ اس آیت میں مرتد کے حالت کفر پر مرنے کے ذکر اور اس کے قتل کے ذکر نہ ہونے سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے، اس لئے کہ یا تو حبط اعمال میں یہ سزائے قتل بھی حسب تفسیر بحر محیط داخل ہے یا اس میں قتل کے علاوہ دوسری سزا حبط اعمال کا ذکر ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ قتل عمد کے بارہ میں صرف لعنت اور غضب وغیرہ کا ذکر فرمایا گیا ہے اور قصاص کا ذکر نہیں فرمایا۔ مگر یہ اس کی دلیل نہیں بن سکتی کہ قاتل عمد پر قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح جن آیات میں ارتداد کی سزا میں صرف حبط عمل یا لعنت کا

ذکر آیا ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے، اس لئے کہ کسی جگہ جرم کی ایک سزا کا ذکر ہوتا ہے اور دوسری جگہ دوسری سزا کا۔ مگر مسئلہ کا فیصلہ دونوں جگہوں کے ملانے سے کیا جائے گا، ایک سزا کے ذکر سے دوسری سزا کا انکار کرنا درست نہیں ہوسکتا۔

تفسیر آیت

''ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولٰئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاٰخرة واولٰئک اصحاب النار هم فیها خالدون''

(البقرہ:۲۱۷)

اس آیت میں شرط کے طور پر دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ایک ارتداد اور دوسرے موت علی الکفر، اسی طرح شرط کی جزاء میں بھی دو چیزیں مذکور ہیں۔ ایک حبط اعمال اور دوسرے خلود نار۔ جس طرح شرط کے دو جز ہیں اسی طرح جزا کے بھی دو جز ہیں۔ پھر چوں کہ جزا کا پہلا جز حبط اعمال شرط کے پہلے جز ارتداد سے متعلق ہے اس لئے اعمال کا حبط تو محض ارتداد سے ہی ہو جاتا ہے اور اس کے لئے موت علی الکفر شرط نہیں ہے۔

چنانچہ اس کی تصریح دوسری آیت ''ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله''

(مائدہ:۵)

میں بھی حبط اعمال کو صرف ارتداد پر مرتب فرما کر، فرما دی گئی ہے اور جزا کے دوسرے جزء خلود نار کا تعلق شرط کے دوسرے جزء موت علی الکفر سے ہے، اس لئے مرتد کے موت علی الکفر کے بغیر صرف ارتداد پر ہی اس کے لئے خلود نار کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے آیت زیر تفسیر میں مرتد کے لئے خلود نار کا حکم بتلانے کے لئے موت علی الکفر کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس سے اس کی سزائے قتل کی نفی کرنا مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل تو سزائے قتل کے بعد بھی یہ خلود نار کا حکم اس کے لئے باقی رہتا ہے جب کہ اس نے توبہ نہ کی ہو، کیونکہ یہ موت بذریعہ سزائے قتل بھی موت علی الکفر ہی میں داخل ہے اور خلود نار کا یہ حکم مرتد کے لئے سزائے قتل کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

دوسرے ارتداد کے بعد سزائے قتل مرتد پر لازمی طور سے فوراً ہی جاری نہیں کر دی

جاتی بلکہ اس کو مہلت بھی دے دی جاتی ہے۔ اب اگر اس مہلت کے زمانہ میں سزائے ارتداد کے نفاذ سے پہلے ہی وہ حالت کفر پر مر گیا تو اس حالت میں بھی یہ حکم خلود نار کا اس کے لئے ثابت رہے گا اور شاید ارتداد کے بعد اس آیت میں مرتد کی موت علی الکفر کو فائے تعقیب جس کا مفاد ترتیب بلامہلت ہوتا ہے کے ساتھ ذکر میں بھی اس طرح اشارہ ہوا اور مطلب یہ ہوا کہ جو شخص ارتداد کے بعد بغیر مہلت کے فوراً حالت کفر پر مرجائے اور اس پر دنیوی سزائے ارتداد قتل کے نفاذ کی نوبت ہی نہ آئی ہو تو اس شخص کے بھی تمام عمل دنیا وآخرت میں ضائع ہوجائیں گے اور یہ شخص دوزخی ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہوا کہ اس آیت میں مرتد کے حالت کفر پر مرنے کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ ارتداد کی دنیوی سزا اور اس کا انجام قتل نہیں ہے بلکہ اس کے حالت کفر پر مرنے کا ذکر ارتداد کے اخری انجام خلود نار کو بتلانے کے لئے کیا گیا ہے اور اسی خلود نار کے ہی موت علی الکفر شرط ہے خواہ حالت کفر پر اس کی یہ موت دنیوی سزائے قتل کو بھگتنے اور جاری ہونے کے بعد واقع ہوتی ہو یا ابھی سزا کے بھگتنے کی نوبت ہی نہ آئی ہو اور موت طبعی سے وہ مرا ہو۔ ہر حالت میں کفر پر موت کا اخروی انجام خلود نار مرتب ہوگا اور آیت دونوں حالتوں کو شامل ہوگی۔

تیسری دلیل اور اس کا تجزیہ

مضمون نگار نے لکھا ہے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۴ میں بھی مرتد کا ذکر ہے۔ مگر وہاں اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں نہ قرآن کریم میں کسی جگہ قتل مرتد کا حکم ہے۔ (حوالہ بالا)

خلاصہ مطلب آیت نمبر ۵۴ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ جو کوئی تم میں سے مرتد ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس فتنۂ ارتداد کی سرکوبی اور اپنے دین کی حفاظت وحمایت کے لئے ایک ایسی قوم کو کھڑا کرے گا جس میں کامل ایمان والوں اور خاصان خدا کی صفات کاملہ اور اوصاف فاضلہ جمع ہوں گی اور اس فتنۂ ارتداد کے قلع قمع کرنے اور مرتدین کے قتل وقتال کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو برانگیختہ کیا جائے گا، وہ قوم ان مرتدین کی ایسی سرکوبی کرے گی کہ کفر سر اٹھانے کے قابل نہ رہے گا۔

اس آیت میں اس بات پر صاف طور سے دلالت پائی جاتی ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے اور واضح طور پر ارتداد کی سزائے قتل کا ذکر اس آیت میں موجود ہے مگر مضمون نگار لکھتے ہیں کہ: ’’وہاں بھی اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں‘‘ ان کا یہ دعویٰ بڑا ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

’’من بدّل دینہ فاقتلوہ‘‘ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کردو۔

مضمون نگار نے پہلے تو ایسے دلائل قرآنیہ کا ذکر کیا ہے جن سے ان کے زعم میں سزائے ارتداد قتل کی نفی ہوتی تھی، ان کا تو تجزیہ کر کے اوپر کی تحریر میں دکھلایا گیا ہے کہ مضمون نگار کا یہ مقصد ان آیات قرآنیہ سے کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان کے مقصد کے برخلاف بعض آیات سے قتل مرتد پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرۂ آیت ۲۱۷، اور سورۃ المائدہ کی آیت ۵۴ سے ارتداد کی سزائے شرعی قتل پر استدلال کا ذکر ہماری اس تحریر میں گزر چکا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حدیث زیر عنوان پر خامہ فرسائی کی ہے، لکھا ہے کہ احادیث نبوی میں صرف ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں کہ جب بعض زنادیق کو جلایا گیا تو یہ فرمایا کہ ان کو قتل کرنا چاہئے تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ’’جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کردو۔‘‘

لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے کہ مرتد کے بارہ میں صرف ایک حدیث مروی ہے۔ بلکہ ذخیرۂ احادیث میں تقریباً تیس حدیثیں اس بارہ میں مروی ہیں اور گیارہ حدیثیں تو حدیث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں اور خود اس حدیث کو (بخاری ص۱۰۲۳) کی روایت کے علاوہ امام نسائی نے سات سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو محدثین کے اصول کی رو سے سات حدیثیں قرار پاتی ہیں۔ یہ مختصر مضمون اس قدر احادیث کے نقل کا متحمل نہیں ہے۔ اس لئے حدیث مذکور کے علاوہ صرف ایک اور حدیث بخاری ہی سے نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور مضمون نگار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اس سے قصداً اغماض کرلیا ہے ورنہ بخاری میں ’’من بدّل دینہ‘‘ سے ملی ہوئی اگلی حدیث بھی ہے۔

ایک اور حدیث شریف

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے والی یمن تھے، ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ یہودی تھا، پھر اس نے اسلام قبول کرلیا اس کے بعد پھر مرتد ہوکر یہودی ہوگیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ اور رسول ﷺ کا فیصلہ اور حکم یہی ہے یہی ہے۔ چنانچہ اس کے بارہ میں حکم صادر کیا گیا اور اس کو قتل کردیا گیا۔

(بخاری ج۲ص۱۰۲۳)

من بدل دینہ میں دین سے کون سا دین مراد ہے

مضمون نگار نے لکھا ہے ''اس حدیث کے الفاظ میں عمومیت ہے وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اس کی رو سے کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کرنا چاہئے جو بالبداہت باطل ہے، اس لئے حدیث کے الفاظ کو مقید کرنا ہوگا۔'' (حوالہ بالا)

حالانکہ بداہۃً معلوم ہے کہ حدیث مذکورہ میں دین سے مراد قطعاً ویقیناً دین اسلام ہے نہ کہ کوئی سا دین، اس لئے کہ اگر کوئی سا دین مراد ہوتا اور اسلام کے علاوہ کسی شخص کا اپنے دین کو تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہونا قتل کا سزاوار ہوتا تو پھر حضور اکرم ﷺ کا کفار کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور اسلام کے قبول کرنے کی طرف بلانا ہی کیسے ممکن تھا۔ اس لئے اس حدیث میں جس تبدیلی دین کو سزاوار قتل قرار دیا گیا ہے اس سے مراد دین اسلام کا تبدیل کرنا ہے اور یہ خطاب مسلمانوں کو ہو رہا ہے کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کردو۔ اس خطاب میں رسول اللہ ﷺ کی دین سے سوائے دین اسلام کے اور کون سا دین مراد ہوسکتا ہے، کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور دین بھی (العیاذ باللہ) شرعاً معتبر ہوسکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ ''اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (آل عمران:۸۵)

جب ارشاد نبوی ﷺ میں خطاب مسلمانوں کو ہے اور مقصد نبوی دین اسلام سے

ارتداد اور تبدیلی کو سزا وار قتل قرار دینا ہے تو پھر ''من بدل دینه'' کے اندر ''من'' کی تعمیم میں مسلم کے ساتھ کافر کو مراد لیا جاسکتا ہے؟ اور ''دینه'' سے دین اسلام کے سوا دوسرا دین کیسے مراد ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار نے یہ ترجمہ کیا ہے، کیونکہ ''من'' سے مراد مسلمان ہے غیر مسلم اس میں شامل ہی نہیں ہے اور ''دینه'' کی ضمیر اسی ''من'' کی طرف راجع ہے جس سے مراد مسلمان ہے اور مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان اپنا دین تبدیل کرے اس کی سزا قتل ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں ''من'' کو مسلم اور غیر مسلم کے لئے عام سمجھنے اور دین سے دین اسلام اور غیر اسلام مراد لینے کی گنجائش پیدا کرنا مقصد متکلم کے برخلاف کلام میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ بالفرض اگر دین سے مراد دین اسلام اور اس کے علاوہ دوسرے ادیان یہودی اور نصرانی مراد ہوں اور مطلب یہ ہو کہ کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کردو تو چوں کہ یہ حکم مسلم حکام کو ہے اور اس کے مخاطب مسلمان ہیں تو پھر بھی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اسلام میں داخل ہونے پر بھی سزائے قتل جاری کی جائے گی اور کسی یہودی یا نصرانی کا مسلمان ہونا اور اسلام میں داخل ہونا مستوجب سزائے قتل ہے، بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کے علاوہ جو دوسرے ادیان باطلہ ہیں ان کی تبدیلی اور ایک دین باطل کو ترک کرکے دوسرے دین باطل میں داخل ہونا، مثلاً یہودی سے نصرانی بن جانا بھی مستوجب سزائے قتل ہے۔

عورتوں کے استثناء کی دلیل

اوّل تو دوسری حدیثوں میں چونکہ صاف طور پر عورتوں کے قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ دوسرے من شرطیہ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا داخل ہونا بھی مشتبہ تھا اس لئے کہ من کے اندر اسی حد تک عموم مراد لیا جائے گا جس حد تک متکلم نے اس سے عموم مراد لیا ہے اور حضور ﷺ نے چونکہ عورتوں کے قتل سے ممانعت فرمائی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ: ''من بدل دینه'' میں آنحضور ﷺ نے من کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو مراد نہیں لیا۔ اس لئے امام ابوحنیفہؒ نے سزائے ارتداد قتل سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

فتح الباری میں ہے:’’وخصّه الحنفيّة بالذكر وتمسّكوا بحديث نهى عن قتل النساء واحتجوا ايضاً بانّ من الشرطية لاتعمّ المؤنث‘‘

(ج۲۸ص۴۲۸)

کیا سزائے ارتداد کے لئے محاربہ شرط ہے؟

جب اوپر کی تحریر سے یہ ثابت ہوگیا کہ مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان دین اسلام کو اختیار کر لے۔ پھر اس کے ترک کرنے کی سزا قتل ہے کیونکہ حدیث’’من بدّل دينه فاقتلوه ‘‘میں علت قتل ارتداد اور تبدیل دین کو قرار دیا گیا ہے، اس میں محاربہ کی قید نہیں لگائی گئی اور مرتد کا محارب ہونا قتل کے لئے شرط نہیں قرار دیا گیا۔ اس لئے مضمون نگار کا اس میں محاربہ کی قید لگانا اور یہ لکھنا کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر ساتھ ہی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے جا ملتے تھے اور ان کا قتل ضروری تھا۔

چنانچہ اس قید کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ عورتیں جنگ میں حصہ نہیں لیتی تھیں۔ (حوالہ بالا)

حدیث مذکور کے مقصد کو تبدیل کر کے (نعوذ باللہ) اس کو بے معنی قرار دینے کے مترادف ہے، اس لئے کہ جب حدیث میں تبدیل دین کو سزائے قتل کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اب اگر اس میں محاربہ کی قید لگائی جائے تو دین کا تبدیل کرنا سزائے قتل کا سبب نہیں رہے گا۔ بلکہ محاربہ سزائے قتل کا سبب قرار پائے گا اور اس میں مقصود شارع کا ابطال ہے۔ کیونکہ شارع نے تو تبدیل دین پر قتل کا حکم دے کر تبدیل دین کو سبب قتل قرار دیا تھا۔ مگر اس کے برخلاف اس میں محاربہ کی قید لگا کر محاربہ کو سبب قتل قرار دے دیا گیا۔

اگر مقصد شارع یہ ہوتا کہ تبدیل دین کے بعد بھی سزائے قتل کے لئے محاربہ شرط ہے تو پھر صرف تبدیل دین پر ہی قتل کا حکم اس حدیث میں کیوں دیا جاتا۔ علاوہ ازیں محاربہ اور برسرپیکار ہونا تو تبدیل دین کے بغیر بھی سبب قتال ہے اور باغی خواہ مسلم ہو یا غیرمسلم سب کے ساتھ مقاتلہ اور قتال کا حکم ہے اور محارب چونکہ برسرپیکار ہوتا ہے اس لئے اس کے ساتھ

مقابلہ اور قتال ہی ہوسکتا ہے جو دونوں طرف سے وقوع قتال کو چاہتا ہے اور اس حدیث میں تبدیل دین پر قتال کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ بطور سزا کے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس لئے اس میں محاربہ کی قید لگانا قتل اور قتال کے فرق کو نظرانداز کردینا ہے۔ چوں کہ ارتداد اور محاربہ علیحدہ علیحدہ دو جرم ہیں اور ان دونوں کی سزائیں بھی مختلف ہیں۔ البتہ بعض اوقات مرتدین کی جماعت بھی قوت وشوکت حاصل کر کے مسلمانوں کے مقابلے پر آمادہ ہوجاتی ہے اور اس طرح ارتداد اور محاربہ دونوں جرم جمع ہوجاتے ہیں۔

یہیں سے مضمون نگار کی اس بات کا جواب بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر ساتھ ہی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے جا ملتے تھے۔ پہلے جو شخص دارالاسلام کو چھوڑ کر دارالکفار میں چلا جاتا تھا اس پر سزائے قتل کا جاری کرنا کب ممکن تھا اور ایسے لوگ اس سے کیسے مراد ہوسکتے ہیں۔ جن پر سزائے قتل کا جاری کرنا ہی ممکن نہیں رہتا۔ اسی طرح مضمون نگار نے جو یہ لکھا ہے کہ ”صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے یہ شرط قبول کر لی تھی کہ کوئی مسلمان کفار کے ساتھ جا ملے تو واپس نہیں کیا جائے گا، اگر قرآن میں مرتد کی سزا قتل ہوتی تو آپ اس کے خلاف شرط کبھی قبول نہ کرتے۔“ (حوالہ بالا)

اس کا جواب بھی اسی سے ہوگیا کہ جو شخص مرتد ہوکر دارالحرب میں چلا گیا الحاق بدارالحرب کے بعد اب اس پر سزائے ارتداد کا نافذ کرنا ممکن ہی نہیں رہا اور وہ اسلامی سلطنت کے دائرہ اختیار سے نکل گیا۔ ایسے شخص کے واپس نہ کئے جانے کی شرط قبول کر لینا اسی کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے، اسلامی سزا کا اسی شخص پر نفاذ کیا جاسکتا ہے جو اسلامی حدود سلطنت میں رہتا ہو اور جس پر حکومت کا قابو اور گرفت ہو۔

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تعامل

تفسیر وحدیث اور تاریخ کی مستند کتابوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا مرتدین کو قتل کرنا مذکور ہے اور یہ بھی تاریخ کے مسلّمات میں سے ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے جن لوگوں کو سزائے ارتداد میں قتل کیا ہے۔ ان میں ایسے مرتد بھی یقیناً شامل ہیں جن سے کسی قسم کا ارادۂ فساد یا محاربہ کا ظہور نہیں ہوا تھا اور نہ انہوں نے خلافت کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں

دکھلائی تھیں، بلکہ ان کو محض ارتداد کی سزا کے طور پر ہی قتل کیا گیا تھا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ مرتد کی سزا کے لئے محاربہ شرط نہیں، صرف ارتداد پر ہی سزائے قتل کا مستحق ہو جاتا ہے، اس لئے سزائے ارتداد کے لئے محاربہ کو شرط قرار دینا احادیث صحیحہ اور خلفاء راشدین کے تعامل کے خلاف ہونے کی وجہ سے کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اب رہا مضمون نگار کا یہ شبہ کہ مسیلمہ کذاب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ترک اسلام کر کے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مرتد سمجھ کر قتل کرنے کا حکم نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے لشکر جمع کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل سے بغاوت کی تو بعد سخت لڑائی کے قتل کیا گیا۔ (حوالہ بالا)

اس شبہ کا ازالہ اگر غور سے دیکھا جاتا تو اسی واقعہ سے ہو جاتا، اس لئے کہ مسیلمہ کذاب کے قاصد نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسیلمہ کذاب کی رسالت کی تصدیق کی تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر قاصد قتل کئے جاتے تو میں تمہاری گردن اڑا دینے کا حکم کرتا۔ (سیرت ابن ہشام ص۹)

یہ فرمان رسالت اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے مدعی نبوت کی تصدیق سے ہی آدمی مرتد اور سزائے قتل کا مستحق ہو جاتا ہے، اس لئے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جب ان کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کو گرفتار کر کے ان کے بارہ میں حکم دریافت کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ حکم صادر فرمایا تھا:

''فاعرض علیهم دین الحق و شهادة ان لّا اله الّا الله و ان محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فمن قالها وتبرأ من دین مسیلمة فلا تقتلوه ومن لزم دین مسیلمة فاقتلوه'' (احکام القرآن جصاص ج۲ ص۲۸۸ وسنن کبریٰ للامام البیهقی ج۸ ص۳۰۱)

اس فرمان میں بھی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ صرف دین مسیلمہ پر قائم رہنا ہی موجب سزائے قتل ہے، اس میں محاربہ کی قید نہیں ہے۔

جب جھوٹی نبوت کے دعوے دار کی تصدیق حسب فرمان نبوی ﷺ موجب سزائے قتل ہے تو کیا کوئی عاقل اس کا تصور کرسکتا ہے کہ خود جھوٹی نبوت کا دعوے دار مرتد اور سزائے قتل کا مستحق نہ ہوگا؟

ہمارے مضمون نگار کے کہنے کے مطابق اگر یہ تسلیم ہی کرلیا جائے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل کی وجہ اس کا بغاوت کرنا تھا اور چوں کہ اس نے حضرت ابوبکر خلیفہ اوّل سے بغاوت کی اس لئے وہ قتل کیا گیا تھا تو پھر بھی اس کے قاصد کا مستحق سزائے قتل ہونا تو محض اس کے ارتداد ہی کی وجہ سے تھا، ورنہ بتلایا جاوے کہ اس کے قاصد نے آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں کون سی بغاوت اور لشکر کشی کی تھی جس کی بناء پر وہ لسان نبوت سے سزائے قتل کا مستحق قرار پایا تھا۔ اس کو محض مسیلمہ کذاب کی رسالت کی تصدیق کرنے پر ہی مستحق سزائے قتل قرار دینے کی سوائے اس کے ارتداد کے اور کون سی وجہ ہوسکتی ہے؟ اگر مضمون نگار کے نزدیک یہ وجہ درست نہیں بنتی تو پھر کیا ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ نے اس قاصد کو (نعوذ باللہ) بلاوجہ ہی سزائے قتل کا مستحق قرار دیا تھا؟

دراصل ہمارے مضمون نگار نے واقعہ کے اس جزء کی طرف سے بالکل چشم پوشی کرلی ہے اس لئے انہوں نے یہ لکھ دیا کہ حضور ﷺ نے اس کو مرتد سمجھ کر قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ خلافت اسلامیہ جو اسلام کی نمائندہ حکومت ہوتی ہے اس کے خلاف بغاوت کرنے پر سزائے قتل دینا تو ہمارے مضمون نگار جیسے عقلاء کے نزدیک تہذیب کے خلاف نہیں۔ مگر اسلام کے خلاف بغاوت اور ارتداد پر سزائے قتل ان کو خلاف تہذیب معلوم ہوتی ہے، گویا ملک کو انتشار اور بدامنی کے جراثیم اور باغی کی مخالفانہ سرگرمیوں سے بچانا تو ضروری ہے اور اس کی سزائے قتل بھی معقول ہے۔ مگر ان عقلاء کے نزدیک ملت اسلامیہ کے باغی (مرتد) کو کھلی چھٹی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنی باغیانہ سرگرمیوں سے ملت میں انتشار پھیلاتا رہے اور اسلامی معاشرہ کو ارتداد کے جراثیم سے متأثر اور تباہ کرتا رہے، اس پر مؤاخذہ اور گرفت کرنا ہی آزاد خیالی اور شخصی آزادی کے خلاف ہے اور سزائے قتل تو ان کی طبع نازک پر بہت ہی گراں بار ہے، حیرت ہے کہ یہ عقلاء جو تحفظ ملک کو دیتے ہیں اس تحفظ

سے ملت کو کیوں محروم رکھتے ہیں؟ اور ملک کے خلاف سرگرمیوں پر مؤاخذہ اور سزائے قتل سے ان کی فرعونی آزادخیالی اور مصنوعی شخصی آزادی کیوں متاثر نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ بخاری شریف کے ''باب النفخ فی المنام'' کے تحت علامہ ابن حجر نے ابن بطال سے نفخ کی تعبیر میں نقل کیا ہے:

''یعبر بازالة الشئ المنفوخ بغیر تکلّف شدید لسهولة النفخ علی النافخ ویدلّ علی الکلام وقد اهلک الله الکذابین المذکورین بکلامه ﷺ وامره بقتلهما'' (فتح الباری ج۲۸ص۵۰۶)

اس میں صاف تصریح ہے کہ بخاری شریف میں حضور کے جس خواب کا ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک میں سونے کے کنگن دیکھ کر ان کو پھونک مار کر اڑادیا اور کنگنوں سے آپ نے دو کذابوں کو مراد لیا، ایک اسود عنسی دوسرا مسیلمہ۔ (بخاری شریف ج۲ص۱۰۴) اس میں پھونک مارنے کی تعبیر اور اس سے مراد آنحضرت کا ان دونوں کذابوں کے قتل کرنے کا حکم فرمانا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ دونوں کذابوں کا قتل آنحضرت کے حکم سے ہوا ہے اور نفخ فی المنام سے آپ نے ان دونوں کے قتل کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ اس خواب کی تعبیر کا خارج میں اس طرح ظہور ہوا کہ اسود عنسی جس نے صنعاء یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کے اہلاک کے لئے فرمان نبوی حضرت معاذ بن جبل کے نام پہنچا اور ان کے ایک لشکری فیروز نامی نے حضور ﷺ کے وصال سے ایک روز قبل اس کو قتل کر کے جہنم واصل کردیا۔ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے اسی وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری دی اور فرمایا ''فاز فیروز'' فیروز کامیاب اور فائز المرام ہوا۔ (فتح الباری ج۱۷ص۷۷، اور تاریخ طبری ج۳ص۲۲۸)

اور مسیلمہ کذاب کے دعویٰ کا ظہور حسب تصریح (تاریخ ابن اثیر ج۲ص۱۴۵) حضرت ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد ہوا اور تقریباً اس کے تین ماہ کے بعد آنحضرت ﷺ کا وصال ہوگیا اس لئے اس کے بارہ میں اگرچہ آپ ﷺ اس طرح کا

انتظام نہیں کر پائے تھے جس طرح کا انتظام اسود عنسی کے بارہ میں فرما دیا تھا مگر چوں کہ اسود عنسی کے بارہ میں حضور ﷺ کا اسوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے موجود تھا نیز مسیلمہ کذاب کے قاصد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے فرمان اور نفخ فی المنام کی تعبیر سے بھی آپ واقف اور باخبر تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے حکم اور عمل کی پیروی اور تعمیل کرتے ہوئے اپنی خلافت کی ابتداء میں ہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے استیصال کے لئے روانہ کر دیا اور اسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اس کذاب کو جہنم میں پہنچا دیا۔

اس طرح جس مہم یعنی استیصال مرتدین کا آغاز خود بنفس نفیس آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اور ''فنفختھما'' کی تعبیر میں جس مہم کے انتظام کی ذمہ داری قبول فرمائی تھی اور اس کی تکمیل سے پہلے ہی آپ ﷺ کا وقت موعود آ پہنچا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے قائم مقام ہو کر اس کو آپ ﷺ کے منشا اور حکم کے مطابق پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا اور مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے استیصال کرنے میں نبی کریم ﷺ کی نیابت اور قائم مقامی کا حق ادا کر دیا۔

اگر آنحضرت ﷺ فتنہ اسود عنسی کے استیصال کی طرح مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے استیصال کے لئے بھی مہلت پاتے تو آپ ﷺ ایسا ہی حکم فرماتے جیسا کہ اسود عنسی کے لئے فرمایا تھا۔ مگر شاید اس مہم کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر تکمیل کرانے میں اس طرف اشارہ ہو کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ برحق اور نائب مطلق ہیں۔ کیونکہ خلیفہ اور نائب کا فعل بھی اصل میں منیب کا ہی فعل ہوتا ہے، اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ بھی حضور اکرم ﷺ کے اعمال فاضلہ ہی میں معدود اور شمار ہو گا جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور نیابت اور قائم مقامی کے سرانجام دیا ہے۔

فتح الباری میں ہے: ''یؤخذ من هٰذه القصة منقبة للصديق رضی اللہ عنہ لانّ النبی ﷺ تولّٰی نفخ السوارین بنفسه حتی طارا، فامّا الاسود فقتل فی زمنه وامّا مسیلمة فکان القائم علیه حتی قتله ابوبکر الصدیق فقام مقام النبی ﷺ فی ذالک'' (ج۷ا ص۵۷)

شبہ مذکور کا یہ جواب تو اس صورت میں ہے جب کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسیلمہ کا قیام حکومت مسلمہ کی حدود و تسلط میں تھا اور یمامہ کا علاقہ جس میں اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا وہ حضور کی حیات مبارکہ میں اسلامی سلطنت کی حدود سے خارج تھا تو پھر اس شبہ کے واقع ہونے کے لئے کوئی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ قتل کا حکم اسی شخص کے لئے دیا جا سکتا ہے جو حاکم مسلم کی ولایت اور حکومت مسلمہ کے زیر تسلط رہتا ہو۔

دوسرے ایسے سب واقعات کا ایک کلی اور اصولی جواب یہ ہے کہ حدیث: ''من بدل دینہ'' میں قولی حدیث کے جو واقعات بظاہر معارض معلوم ہوتے ہوں تو قول کے مقابلہ میں فعل میں تاویل کی جائے گی اور قول کو ترجیح دی جائے گی۔ کیونکہ فعل میں بنسبت قول کے تاویل کی زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔

ایک خدشہ کا جواب

اب رہا مضمون نگار کا یہ خدشہ کہ ''اگر بالفرض اسلامی سلطنت میں کسی مرتد کو قتل کیا جائے تو پھر عیسائی سلطنتیں تبلیغ اسلام نہ صرف روک دیں گی بلکہ نومسلموں کو ختم کر سکتی ہیں تو ہمارے علماء کو سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہئیں۔'' (نوائے وقت ۱۳/فروری ۱۹۷۳ء)

اوّل تو عیسائی سلطنتوں کو اپنی آزاد خیالی اور شخصی آزادی کی رو سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کی تبلیغ پر پابندی لگائیں اور جوابی اقدام کریں۔ کیا وہ ایسا کر کے تنگ نظر نہ کہلائیں گی؟ جس کا طعنہ اسلام کو دیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن کریم کے اعلان کے مطابق اب دنیا میں صرف ایک اسلام ہی سچا دین اور حق مذہب ہے، اس لئے اس کے قبول کرنے پر پابندی لگانا اگرچہ کسی صورت میں بھی حق بجانب نہیں کہلائی جا سکتی۔ لیکن اگر ایسا کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ بیش بریں نیست کہ غیر مسلم سلطنتوں میں نومسلموں کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ مگر اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم مشنریوں کے کام کے بند ہو جانے سے مسلمانوں کا اسلام محفوظ ہو کر ارتداد کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ موجودہ دولت کی حفاظت کرنا غیر موجود دولت کی تحصیل سے تمام عقلاء کے نزدیک یقیناً اہم اور مقدم ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کے ایمان کی حفاظت سے اس لئے دستکش نہیں ہو سکتا اور غیر مسلموں کو ان کی متاع پر

ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں دے سکتا کہ دوسری جگہ اسلام کی تبلیغ کے بند ہو جانے کا خطرہ اور اشاعت اسلام کے فائدہ سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا اس کا کوئی عقلی جواز نظر آتا ہے کہ ایک موہوم فائدہ کے لئے اپنے یقینی ضرر کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جایا جائے اور نفع کی امید پر اپنے نقصان کی اجازت دے دی جائے؟

اگر بالفرض یہ خدشہ صحیح ہی ہو کہ اس پابندی سے غیرمسلم ممالک میں اشاعت اسلام میں کچھ رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہے کہ اسلام کی حفاظت میں اس سے بڑی بھاری مدد ملتی ہے۔

تحریر بالا سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ اسلام سے ارتداد پر سزائے قتل کے خلاف جو دلائل اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے۔ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہے، قرآن کی آیتوں، حدیثوں اور خلفاء راشدین کے تعامل اور اجماع امت سے یہ سزا ثابت ہے اور یہ فیصلہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول نے بہت پہلے سے فرمایا ہوا ہے۔ خدا اور رسول کے فیصلہ میں ترمیم وتنسیخ کا نہ تو کسی عالم کو اختیار ہے نہ ہی کسی مسٹر اور بزعم خود تبلیغ اسلام کے مدعی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسلام کے اس حق حفاظت خود اختیاری کو استعمال کرنے سے اس کے صحیح اور سچے علمبرداروں کو باز رہنے کا مشورہ دے۔

اور یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ صحیح حدیثوں اور تمام امت کے فیصلہ کے برخلاف قتل مرتد کا انکار کرنے اور امت کے اجماعی اور متفقہ فیصلے کے تبدیل کرنے کے لئے کسی عالم یا علماء کو سوچنے اور سمجھنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے، کیا اسلام کے قرن اوّل سے لے کر آج تک کا یہ فیصلہ نعوذ باللہ بے سوچے سمجھے ہی کر دیا گیا تھا؟

قرآن وحدیث میں جو احکام صاف صاف آچکے اور جس بات کا فیصلہ ہو چکا اب اس میں علماء کی سوچ سمجھ کا کیا دخل ہوسکتا ہے، جس کا بے سوچے سمجھے علماء کو مشورہ دیا جارہا ہے۔ فالی اللہ المشتکی!

اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائیں۔

آمین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیوں کے متعلق

ججوں کے فیصلے

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

بعدہٗ گزارش آں کہ مرزاغلام احمد قادیانی اوراس کے فرقے کے مخصوص عقائد کا خلاف اسلام اور کفر ہونا ایسا کھلا ہوا اور ظاہر ہے کہ اس میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی کسی قسم کے شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے تیرہ سوسالہ دور میں سینکڑوں فتنوں نے جنم لیا اور مختلف قسم کے اختلافات رونما ہوئے مگر چودھویں صدی کا یہ فتنہ مرزائیت مسلمانوں کے لئے سب سے بڑھ کر مضرت رساں ثابت ہوا، تحریک مرزائیت کے بانی نے اگرچہ ابتداء میں اپنے آپ کو خادم اسلام ظاہر کیا تھا، مگر آہستہ آہستہ اس نے اسلام کے بنیادی اصولی مسائل کو بدل کر مسلمانوں سے علیحدہ ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ دی اور مسلمانوں کے اندر اختلاف اور افتراق پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس فرقے کے اپنے بانی کی ذاتی درخواست پر اسے سرکاری ریکارڈ پر مسلمانوں کے فرقہ سے باہر ظاہر کیا گیا۔ جیسا کہ جناب محمد اکبر صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی کے فیصلہ میں لکھا ہے کہ:

’’جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۹۰۱ء میں رکھی گئی اور مرزاصاحب کی اپنی درخواست پر اسے سرکاری ریکارڈ پر مسلمانوں کے فرقے سے باہر ظاہر کیا گیا۔‘‘ (فیصلہ جج مذکور ص۱۱)

نیز اپنے بانی کی ہدایت کے مطابق یہ فرقہ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے بچہ تک کے جنازہ پڑھنے کو ناجائز تصور کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح اور شادی کرنا بھی ممنوع سمجھتا ہے۔ چنانچہ مرزابشیراحمد ولد مرزاغلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

۱...... ’’ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزاغلام احمد قادیانی) نے غیراحمدیوں (مسلمانوں) کے پیچھے خواہ وہ کسی طبقہ اور خیال کے ہوں نماز پڑھنا قطعاً حرام قرار دیا ہے...... اگر ہم کسی ایسی جگہ جائیں جہاں مسیح موعود کا نام نہیں پہنچا تو وہاں بھی ہم کسی غیراحمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے۔ غرض غیراحمدی کے پیچھے نماز پڑھنا ہمارے خیال میں ہرصورت میں حرام اور قطعی حرام ہے۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز نمبر۱ ونمبر۲ ج۱۸ ص۱۰ مؤرخہ جنوری وفروری ۱۹۱۹ء)

۲...... ’’بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا، اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔‘‘ (مسئلہ جنازہ کی حقیقت ص۲۱۳، فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۳۸۴، انوار خلافت ص۹۳، انوار العلوم ج۳ص۱۵۰) پر بھی بعینہٖ یہی عبارت مذکور ہے۔

۳...... ’’غیر احمدیوں کو نکاح میں لڑکی دینا ہمارے نزدیک ممنوع ہے، حضرت مسیح موعود نے اس سے روکا ہے اور اگر نہ بھی روکتے تو ویسے بھی ایک باغیرت احمدی کا دل کس طرح یہ گوارا کرسکتا ہے کہ اپنے لخت جگر کو خدا کے مسیح کے منکروں کے حوالہ کردے، وہ قوم جس پر اللہ کے غضب کی آگ نازل ہورہی ہو (یعنی غیر احمدی) اس سے دور بھاگنا چاہئے نہ کہ ان کے اندر گھسنا چاہئے۔‘‘ (ریویو مذکور ص۱۱)

یہ فرقہ مرزاغلام احمد قادیانی کے نہ ماننے اور اس کی بیعت میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے سب مسلمانوں کو یہاں تک کہ جن مسلمانوں نے مرزاغلام احمد قادیانی کا نام بھی نہیں سنا ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج اور کافر سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان کے جنازہ پڑھنے کو ناجائز کہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی لڑکیاں نکاح کر کے دینا حرام سمجھتا ہے۔ چنانچہ مرزامحمود اس فرقہ کا خلیفہ ثانی لکھتا ہے:

’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵، انوار العلوم ج۶ص۱۱۰)

اس مختصر تحریر میں ان چند حوالوں پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے ورنہ اس قسم کی بیسیوں عبارتیں اس فرقہ کی تحریروں سے نقل کی جاسکتی ہیں۔

جب اس فرقہ کے بانی کی تحریرات شائع ہوئیں جن سے مسلمانوں کی تکفیر اور اس فرقے کی مسلمانوں سے علیحدگی اور حیرانی واضح ہورہی تھی تو اسی وقت علماء کرام اور مشائخ عظام نے اس فرقہ کے خلاف اسلام نظریات کی تردید پر قلم اٹھایا تھا، مگر جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے (جن میں سے اکثر کو اپنے مذہبی عقائد اور اسلامی تعلیمات کے بارہ میں ابتدائی معلومات بھی کم حاصل ہوتی ہیں) علماء اور مشائخ کی اس سعی اور کوشش کو جو محض اسلامی جذبہ کے ماتحت تھی، مذہبی تنگ

نظری اور تعصب پر محمول کر کے اس کی طرف سے لاپرواہی اختیار کی اور بے توجہی سے کام لیا لیکن جب یہ فتنہ بڑھا اور اس فرقے کے عقائد کا خلاف اسلام ہونا روشن سے روشن تر ہوگیا تو پھر علماء کرام کے علاوہ اس فرقہ کے خارج از اسلام ہونے اور اس کے ساتھ نکاح شادی کے ناجائز ہونے کے متعلق کئی فیصلے روشن خیال اور وسیع النظر ''جدید تعلیم یافتہ'' جج صاحبان نے بھی کئے۔

اس وقت ان عدالتی فیصلوں میں سے دو فیصلوں کا مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے۔ جن میں اس فرقہ مرزائیہ کے کافر اور مرتد ہونے کی بناء پر ان کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے، یہاں تک کہ جو نکاح اسلام کی حالت میں ہو چکا تھا، مرزائی ہو جانے کی وجہ سے اس کو بھی فسخ کر دیا گیا ہے۔

اس فرقہ کی ان عبارات اور جج صاحبان کے ان فیصلوں کے بغور مطالعہ کر لینے کے بعد اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ فرقہ مسلمانوں کے متعلق کس قسم کے خیالات رکھتا ہے جو لوگ اس فرقہ کی کتابوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کو بھی مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھتے ہیں، اگر وہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس فرقہ کی صرف مندرجہ بالا عبارات پر ہی غور فرمالیں تو ان کو یقین ہو جائے کہ ان کے حسن ظن کے برعکس یہ فرقہ اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا اور تمام مسلمانوں کو مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ خود ہی اپنے مذہبی تعلقات کو منقطع اور ختم کر چکا ہے۔

پہلا فیصلہ بہاول پور

جب علاقہ بہاول پور کا ایک شخص عبدالرزاق مرزائی ہوگیا اور اس کی بیوی مسماۃ غلام عائشہ نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴ ؍جولائی ۱۹۲۶ء کو اپنا نکاح اس بناء پر فسخ کرانے کے لئے عدالت منصفی احمد پور شرقیہ میں دعویٰ دائر کیا کہ میرا شوہر مرزائی ہوگیا ہے اور یہ مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ایک دفعہ انتہائی مراحل اپیل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ریاست کی عدالت اعلیٰ دربار معلّٰی سے ابتدائی حیثیت ڈسٹرکٹ جج صاحب ضلع بہاول نگر کی عدالت میں بغرض تحقیق شرعی واپس ہوا تو صاحب ممدوح نے مدعیہ مسماۃ غلام عائشہ کی طرف سے جناب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ العباسیہ (خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب) اور جناب مولانا محمد حسین کولوتارڑ مبلغ اسلام کی شہادت لینے کے بعد فریقین کو اپنے اپنے مسلک کے مستند مشہور اور معروف علماء کو بغرض شہادت پیش کرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سابق ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا محمد نجم الدین صاحب سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور شہادت کے لئے پیش ہوئے اور مدعا علیہ مسمیٰ عبدالرزاق کی پشت پناہی کے لئے قادیان کا خزانہ اور منظّم جماعت موجود تھی جس کا مدعا علیہ فخریہ اعلان بھی کیا کرتا تھا۔ لیکن علماء کرام کے بیانات اور صداقت کی طاقت کے سامنے باطل کی پوری قوت بالکل بے بس اور عاجز ہوگئی اور اس کی تمام طاقتیں درماندہ اور لاچار ہوکر رہ گئیں۔

اللہ تعالیٰ کی امداد سے حق و باطل کے اس عظیم معرکہ میں اہل حق وصداقت نے فتح عظیم حاصل کی اور کامل دو سال کی تحقیق شرعی اور تنقیح کے بعد ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو عالی جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ جج صاحب نے فیصلہ مدعیہ غلام عائشہ کے حق میں صادر کردیا۔ یعنی کہ اس کا جو نکاح مسمیٰ عبدالرزاق سے ہوا تھا، عبدالرزاق کے مرزائی ہوجانے سے وہ نکاح فسخ ہوگیا، جج صاحب موصوف نے اپنے فیصلہ میں تحریر فرمایا ہے:

۱…… ’’مدعا علیہ مرزاغلام احمد قادیانی کو عقائد قادیانی کی رو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین بمعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتا۔

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کی تفصیل اوپر بیان کی جاچکی ہیں، اس لئے مدعا علیہ اس اجماعی (اتفاقی) عقیدۂ امت سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جاوے گا۔‘‘ (فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص۱۲۸)

۲…… ’’علاوہ ازیں احمدی (مرزائی) مذہب میں بعض احکام ایسے ہیں کہ شرع محمدی پر مستزاد (زیادہ) ہیں اور بعض اس کے خلاف ہیں، مثلاً چندہ ماہواری کا دینا جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے، زکوٰۃ پر ایک زائد حکم ہے۔ اسی طرح غیراحمدی کا جنازہ نہ پڑھنا کسی احمدی لڑکی کو غیراحمدی کے نکاح میں نہ دینا، کسی غیراحمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، شرع محمدی کے خلاف اعمال ہیں۔ مدعا علیہ کی طرف سے ان امور کی توجیہیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ کیوں غیراحمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے کیوں ان کو لڑکی کے نکاح میں نہیں دیتے اور کیوں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ توجیہیں اس لئے کارآمد نہیں کہ یہ امور ان کے پیشواؤں کے احکام میں مذکور

ہیں۔اس لئے وہ ان کے نقطہ نظر سے شریعت کے احکام سمجھے جائیں گے جوکسی صورت میں بھی شرع محمدی کے موافق تصور نہیں ہوسکتے۔اس کے ساتھ جب یہ دیکھا جاوے کہ وہ تمام غیراحمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے مذہب کو مذہب اسلام سے ایک جدا مذہب قرار دینے میں کوئی شک نہیں رہتا۔‘‘ (فیصلہ مذکور ص۱۴۹)

۳...... ’’مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کاذب (جھوٹے) مدعی نبوت ہیں اس لئے مدعا علیہ بھی مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جاوے گا۔ لہٰذا ابتدائی تنقیحات جو۴رنومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں۔بحق مدعیہ ثابت قرار دی جاکر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہوچکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہوچکا ہے۔‘‘

(ص۱۲۹ا فیصلہ مذکور)

۴...... ’’لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حق دار ہوگی۔‘‘

(ص۱۲۹ا فیصلہ مذکور)

جج صاحب کے اس عدالتی فیصلہ نے نہ صرف یہ کہ مدعا علیہ مسمیٰ عبدالرزاق کے مرزائی مذہب قبول کرلینے کی وجہ سے اس کے کافر اور مرتد ہونے کا فیصلہ صادر کر کے اس کے فسخ نکاح کا اعلان کردیا بلکہ غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے تمام مرزائیوں کے کافر اور مرتد ہونے کی بھی تصدیق کردی۔

جن دلائل کی روشنی میں عدالت نے فیصلہ صادر کیا ہے،ان پر جج صاحب مذکور نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے فاضلانہ بحث کی ہے جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور ’’فیصلہ مقدمہ بہاول پور‘‘ کے نام سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے اور علماء کرام کی وہ شہادتیں جو اس مقدمہ میں پیش ہوئیں وہ بھی ’’بیانات علماء ربانی‘‘ کے نام سے تقریباً اڑھائی سو صفحات پر شائع ہوچکی ہیں اور ان بیانات کے آخر میں بطور ضمیمہ کے ان فتاویٰ کو بھی شامل کردیا گیا ہے، جو مختار مدعیہ کی طرف سے ہندوپاک کے مختلف علمی مراکز،ازہر ہند دارالعلوم دیوبند،سہارنپور، تھانہ بھون،دہلی،ریاست بھوپال،مدرسہ عالیہ رام پور،ڈابھیل،ملتان،بہاول پور کے علاوہ مکہ معظّمہ کے رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) سے حاصل کر کے عدالت میں پیش کئے گئے تھے اور

ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کفریہ ہیں۔ جو شخص مرزائی مذہب کو قبول کر لیتا ہے وہ بھی کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا سابقہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

دوسرا فیصلہ راولپنڈی

واقعہ یہ ہے کہ مسماۃ امت الکریم بنت کرم الٰہی محلہ ٹرنک بازار کی شادی لیفٹیننٹ نذیر الدین ملک ولد ماسٹر محمد دین اعوان محلہ کرشن پورہ راولپنڈی کے ساتھ ۵ ستمبر ۱۹۴۹ء بعوض دو ہزار روپے مہر طے پائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رسم نکاح ایک حنفی عالم نے سرانجام دیں اور ۱۶ جولائی ۱۹۵۱ء کو مسٹر نذیر الدین نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ مسماۃ امت الکریم نے لیفٹیننٹ نذیر سے دو ہزار روپے حق مہر اور جہیز کے حاصل کرنے کے لئے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔

میاں محمد سلیم صاحب سینئر سول جج صاحب راولپنڈی نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی بتلایا ہے کہ: ’’قادیانی اہل کتاب نہیں کہے جاسکتے، مسماۃ امت الکریم قادیانی احمدی ہے۔ پس شادی کے موقع پر وہ غیر مسلم تھی۔ مدعا علیہم کے بیان کے مطابق یہ شادی قطعی طور پر غیر آئینی ہے۔ لہٰذا قانونی طور پر معاوضہ کا مطالبہ بھی قابل قبول نہیں۔‘‘

(از مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ص۴)

اس فیصلہ کی بنیاد پر سینئر سول جج صاحب مسماۃ الکریم کو جہیز کی قیمت ۲۳۰۳ روپے کی ڈگری تو دے دی لیکن حق مہر حاصل کرنے سے متعلق اس کی اپیل کو مسترد کر دیا۔ سینئر سول جج کے اس فیصلہ کے خلاف مسماۃ امت الکریم نے اپنے سابق شوہر سے حق مہر ۲۰۰۰ روپے کی رقم حاصل کرنے کے لئے عالی جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی کی عدالت میں درخواست دے دی اور لیفٹیننٹ نذیر الدین نے اپنے جوابی دعویٰ میں ماتحت عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف درخواست دے دی کہ اسے جہیز کی ۲۳۰۳ روپے کی ادا کرنے سے چھٹکارا دلایا جاوے۔ فاضل جج نے ماتحت عدالت کے فیصلہ کا اچھی طرح جائزہ لے کر اپنے فیصلہ میں لکھا کہ:

مذکورہ بالا بحث وتمحیص مجھے مندرجہ ذیل نتائج پر لاتی ہے جو میں درج رجسٹر کر رہا ہوں:

۱...... مسلمان اس بات پر قطعاً متفق ہیں کہ نبی اسلام خدا کے آخری نبی تھے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲...... مسلمان اس بات پر قطعاً متفق ہیں کہ کوئی بھی شخص جو رسول کریم ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کی آمد پر اعتقاد رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

۳...... مسلمان قطعاً اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی قادیانی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

۴...... اپنے ان اقوال اور تحریروں کے سائے میں جو مرزا غلام احمد کی ہیں یا ان کے جانشینوں اور پیروکاروں کی ہیں۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو اسی طرح کی وحی کا نزول ہوتا تھا جیسا کہ وحی نبوت تھی۔

۵...... خود مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے خود ان کی نبوت کی تردید وتکذیب ہوجاتی ہے۔

۶...... مرزا صاحب نے اپنی حیثیت کا اظہار ایک مکمل نبی کی طرح کیا ہے، جیسا کہ عالمگیر حیثیت رکھنے والوں، نبیوں کو ہے۔

۷...... ہمارے نبی آخرالزمان کے بعد وحی نبوت کا نزول ناممکن ہے اور جس کا اس امر پر ایمان ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مندرجہ بالا بحث اور نتائج کی روشنی میں، میں خیال کرتا ہوں کہ بڑے محتاط طریقے سے یہ کہا جاتا ہے کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے جو فیصلہ صادر کیا گیا تھا وہ قطعاً درست ہے۔ امت الکریم کی اپیل میں کوئی وزن نہیں اس لئے میں اسے خارج کرتا ہوں۔

جہاں تک لیفٹیننٹ نذیرالدین کی اپیل کا تعلق ہے مسٹر محمود ایڈووکیٹ نے اس کے متعلق بہت امور مجھ کو بتائے ہیں۔ امت الکریم کی جہیز کی چیزیں اس کے قبضے میں ثابت ہوئی ہیں، ان کی قیمت بہت محتاط طریقہ پر لگائی گئی ہے۔ مجھے اس کی اپیل میں بھی کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ لہٰذا میں اسے بھی خارج کرتا ہوں۔''

دستخط: محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی

۲۳ر جون ۱۹۵۵ء

(منقول از مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ص۲۴)

سید عبدالشکور ترمذی

مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

شہاب ثاقب

بر

مسیح کاذب

حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ متفق علیہ

قال المسیح القادیانی ع۔ حکم است ز آسمان بزمیں میرسانمش۔ رسولوں اور نبیوں کی طرح انکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ توضیح مرام ص ۱۸

شہابِ ثاقب

بر

مسیحِ کاذب

بطال غلام احمد قادیانی کے ادن وساوس شیطانی کا جواب جو اشعار مندرجہ ازالہ اوہام منقولۂ قولِ فصیح میں ظاہر کیے گئے ہیں

از طرف عبداواہ محمد سعد اللہ عفا اللہ وعافاہ

شوال مکرم ۱۳۰۸ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مطبع رنکاری فی قوع لودیانہ میں پنڈت کھی رام نیجر کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ

حامداً ومصلیاً

بآغاز ہر خیر نامت بود
بنامت عمل باسلامت بود

بلے دم بدم چوں نخوانم ترا
چو رحمٰن وارحم بدام ترا

ہمہ حمدہا زیبدت بے گمی
کہ پروردگار ہمہ عالمی

تو بخشندۂ از ہمہ مہربان
شہنشاہ روز جزا بے گماں

خدایا ترا می پرستیم و بس
ز تو یاوری خواہ ہستیم و بس

تو مارا رہ استقامت نما
پس آنگاہ دار السلامت

رہ بندگانت کز انعام تو
رسانند باخلق پیغام تو

رہ شہسواران میدان دیں
شہیدان راہت بصدق ویقین

نہ راہ کسانیکہ کردی ہلاک
بافعال ایشاں شدی خشمناک

ہم آنانکہ دور از رہ خوبت اند
ز بس ظلم کردند ومغضوبت اند

بفضل از رہ گمراہاں دور دار
دعا ہائے ما با اجابت سپار

محمد سعد اللہ عفی عنہ ۲۵/شوال ۱۳۰۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل

مہربان جس کو سمجھتے تھے ستم گر نکلا
لعل کا جس پہ گماں کرتے تھے پتھر نکلا

پاؤں رکھے مرے منبر پہ کہاں ہے عیسیٰ
ارے گستاخ زبان سے تیری کیوں کر نکلا

......چارم سے بھی عیسیٰ کا قدم جاں سکے
ایسا اعلیٰ وہ کہاں سے تیرا منبر نکلا

......ظاہر میں نہ تھا گرچہ ترے کوئی قصور
خاص شاگرد مدد کے لئے اعور نکلا

اخباروں میں ہے اب بے ادبی علما
مدعی سیرت عیسیٰ کا جو تھا خر نکلا

پہلے کہتا تھا کہ آئیں گے فلک سے عیسیٰ
اب وہی قول ترا کذب سراسر نکلا

جھوٹ ہی جھوٹ تھا جو تجھ پہ ہوا تھا ظاہر
کس طرح آج مسیحا کا تو ہمسر نکلا

بظاہر نہیں دعویٰ رسالت تجھ کو
دیکھا جب غور سے تو خفیہ پیمبر نکلا

اب نبی کوئی نہیں آئے گا قرآن ہے گواہ
ہائے افسوس کہ تو اس سے بھی کافر نکلا

تم کو احکام فلک بہر زمین آتے ہیں
مہبط روح امیں خوب ترا گھر نکلا

ہم کو یہ ظن تھا کہ اسلام کا حامی ہوگا
سعدی افسوس کہ مرزا وہی احمر[1] نکلا

[1] احمر جسیم جعد الراس اعور (الحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب کا خالق ہے وہ گل کیا خار کیا | سبزہ کیا اشجار کیا اثمار کیا
کائنات ارض کیا ابحار کیا | شمس کیا افلاک کیا اقمار کیا
اس کی قدرت اور حکمت دیکھ کر | سربجیب فکر ہیں افکار کیا
دانۂ خر دل ہیں یاں چودہ طبق | حکم ہو تو رفعت کہسار[1] کیا
حکم خالق گر نہ ہو وقت عبور | تر کرے دامن کو دریا بار[2] کیا
گر نہ ہو اس کی مشیئت کرسکے | آب بارد اور آتش حار[3] کیا
قدرت حق کی عجائب پاسکے | ہے یہ انساں جز وبے مقدار کیا
اس جگہ جہل مرکب کے مرید | سیکڑوں ملحد ہوئے دوچار کیا
شکر حق واجب ہے ہر دیندار پر | دست وپا رکھتے نہیں کفّار کیا
بندۂ خاکی اسی کا فضل ہے | تو ہے کرسکتا بحال زار کیا
مالک و رازق وہی خلاق ہے | تجھ کو فکر اندک وبسیار کیا
چل پیغمبر کی ہدایت پر مدام | قول کیا تقریر کیا کردار کیا
محمد مرسل امام انبیاء | ہم نے پایا قافلہ سالار کیا
تسکین ہم جز تحیات و سلام | بہر نذر مصطفیٰ الاخیار کیا
سایۂ رحمت میں ہوں اصحاب و آل | وہ سبھی منصور کیا انصار کیا
جبر نقصان کی اسی سے ہے دعا | خالق بیچوں نہیں جبار کیا؟
مقتداء کس کس کو ہم اپنا بنائیں | بس نہیں ہے احمد مختار کیا؟
قدم بہ قدم کشتی سنت میں رہے | دے ضرر بدعات کے منجدھار کیا؟
جس کے ملاح ہوں خیرالقرون | دیکھ پھر ہوتا ہے بیڑا پار کیا؟
امتی جسے گمراہ کردے پھر کوئی | ہوگا اس سے بھی زیادہ خوار کیا؟
ہلچل سے رکھے جسے ثابت قدم | کوئی اس سا ہو سعادت یار کیا؟

۱؎ ورفعنا فوقکم الطور . الاية

۲؎ واذ فرقنا بکم البحر. الاية

۳؎ ینار کونی برداً وسلاما علی ابراهیم یمحوا الله ما یشآء ویثبت

ہیں خدا کے انگلیوں میں سب کے دل — سعدیا اشرار کیا احرار کیا
اب زمزمۂ حق حامی اسلام ہے — رو رہا ہے دیدۂ خونبار کیا
تو ہے قریب قیامت آ گیا — قوم کے پیدا ہوئے غمخوار کیا
نیچری احمد کے مرزا ہیں غلام — نیچریت سے ہے دیکھو پیار کیا
زور رہے آیات کی تحریف پر[۱] — ہے یہی الہام کی بھرمار کیا؟
کی تھی پیش گوئی عموائیل[۲] کی — موت نے دی آپ کو دھتکار کیا؟
ہیں سبھی[۳] الہام پیشین گوئیاں — حق خوارق سے ہے اب بیزار کیا؟
پھر وہ مبہم[۴] خود سمجھ سکتے نہیں — کیا بیان ہے اس میں اور اضمار کیا؟
شاہد الہام ہیں غیور[۵] و وہم[۶] — ملہم غیبی کے ہیں اشعار کیا؟

۱؎ اکثر الہام قرآن شریف کی آیات ہیں کہیں کہیں کوئی لفظ کم وبیش کیا گیا ہے ایسا الہام شاذ ہے کہ صرف آپ کی طبع زاد عربی ہو۔ وہ بھی نصف یا چوتھائی سطر۔ انگریزی الہاموں میں ہوٹو پیک کے فقرے ادل بدل ہوئے ہیں۔

۲؎ پسر موعود کا الہامی نام تھا جس کی بشارتوں سے اشتہار بھر گئے تھے موت نے آخر کار فیصلہ کر دیا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۰۱)

۳؎ اکثر الہاموں میں پیشین گوئیاں ہیں کہ آج اکیس آئیں گے وہاں سے چٹھی آئے گی وغیرہ۔ ''لائف آف پین، تکلیف کی زندگی ہوگی۔'' (حقیقت الوحی ص۳۰۳،۳۰۴ خزائن ج۲۲ ص۳۱۷، ۳۱۶) کوئی خرق عادت کا نشان ظاہر نہیں ہوا گو اس کے دعویٰ آج تک بہت کئے ہیں۔ آریوں وغیرہ سے تضحیک اسلام خوب کروائی پھر بھی کبھی غیرت نہیں آئی کہ ایک نشان تو دکھلا دیں جس سے مخالفین کا منہ بند ہو

۴؎ عموائیل کے مرنے پر کہا کہ ہم نے تاویل الہام میں غلطی کی۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۶۸)

۵؎ قول فصیح (ازالہ اوہام ص۱۵۹، خزائن ج۳ ص۱۸۱) کے اخیر قصیدہ میں مرزائی ملہم کا شعر ہے:

چوں کافر از ستم بہ پرستد مسیح را — غیّوری خدا بسرش کرد ہمسرم

لفظ غیور جو تخفیف یا سے ہے بہ تشدید باندھا ہے۔

۶؎ اس کے آگے اور شعر ہے:

آں قبلہ رو نمود بگیتی بچاردہم — بعد از ہزار وسہ کہ بت افگند در حرم

(ازالہ اوہام ص۱۶۰ خزائن ج۳ ص۱۸۱)

یہاں لفظ وہم بضم ہا کو بسکون ہا باندھا ہے اور ہزار وسہ کے معنی ہزار وسہ صد لکھے ہیں۔

کھا چکے نام براہین پر بہت
ہے مسیحا کا یہی[۱] ایثار کیا؟
سلسلہ[۲] تالیف اور تصنیف کا
جانتے ہیں سب ہوا طبار کیا
کون ضامن آج مرجائیں جو آپ
آپ کے وعدوں میں استمرارکیا
یہ زر[۳] خوردہ اگر واپس نہ دیں
سلسلے جاری ہوں باقی چار کیا
قابل دید آپ کے ہیں اشتہار[۴]
ہوتے ہیں اہل النبیؐ پر وار کیا
کرتے ہیں تضعیف[۵] مسلم واہ واہ
اہل سنت کے ہیں برخوردار کیا؟

۱ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹ خزائن ج۱ ص۵۹۳،۵۹۴ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) ’’اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ الی ما قال: یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔‘‘

۲ (فتح اسلام ص۱۸ خزائن ج۳ ص۱۲) ایک شاخ تالیف اور تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔

۳ اگر اس مال خوری پر کوئی ملامت کرے تو کہتے ہیں جو براہین احمدیہ کے لئے صبر نہیں کرسکتا وہ درخواست کرے ہم اس کو روپیہ واپس کر دیں گے۔ یہاں ایک قصہ یاد آ گیا جو بعض چھوٹی کتابوں میں درج ہے۔ کسی شخص نے ایک دوکاندار کے پاس سو روپیہ امانت رکھا۔ کچھ مدت کے بعد جب طلب کیا تو صاف جواب ملا۔ بیچارے نے اپنے ایک دوست کے پاس شکایت کی اس نے کہا کہ تم دس بجے اس کی دوکان پر آؤ اور میرے سامنے اپنی امانت مانگو اور خود نو بجے اس کے پاس جا کر ایک ہزار روپیہ امانت رکھنے کی خبر دی کہ آپ کے سوا اور کوئی امانت دار معلوم نہیں ہوتا اور اس قسم کی بہت سی باتیں کیں، اتنے میں وہ شخص بھی آیا اور حسب مشورہ روپیہ طلب کیا۔ دوکاندار نے سمجھا کہ اب ہزار روپے کا شکار موجود ہے۔ اگر میں نے جواب دیا تو اس کو بھی شبہ پڑ جائے گا۔ یہ سو تو دے دو اور ہزار روپیہ قابو کرو۔ چپکے سے وہ سو روپیہ لا دیا۔ یہی مثال مرزا کی ہے۔ اب چونکہ اور چار سلسلے بھی جاری کیا چاہتا ہے۔ اس لئے اس میں اعتبار جمانا مدنظر ہے۔

۴ یہ دوسرا سلسلہ ہے۔

۵ (قول فصیح ازالہ اوہام ص۱۴۲ خزائن ج۳ ص۱۷۲) حدیث نزول عیسیٰ وذکر منارہ مشرق دمشق کی نسبت لکھا ہے: ’’پیشین گوئیوں کے بارے میں جب کہ خداتعالیٰ کے پاک نبیوں کی رائے اجتہادی غلطی سے معصوم نہیں رہ سکتے تو پھر مسلم صاحب کی رائے کیوں کر معصوم ٹھہرے گی۔‘‘

عالمان دین دغا باز[1] اور چور — آپ کرتے ہیں پس دیوار کیا؟
سیرت عیسیٰؑ ابن مریم تھی یہی؟ — ہے یہ استکبار واستحقار کیا؟
جو کھلائیں آپ کو کھا جائیں وہ — کیسی مہمانی[2] ہے اور ادرار کیا؟
یہ جو مکتوبات[3] لکھتے ہیں جناب — ان میں ہے ذکر مرض[4] ہر بار کیا؟
پڑھتے ہیں اپنی نمازیں بیٹھ کر — بحث کا پھر دعویٰ وپندار کیا؟
ٹالتے ہو کس طرح ماہ صیام — کرتے ہو مل کے سب افطار کیا؟
نعرۂ ہل من مبارز کس لئے — عجز کی حالت میں استکبار کیا؟
جب کہ حضرت ہیں مسیحائے زمان — پھر طبیبوں سے استنصار کیا؟
شاخ پنجم[5] سلسلہ بیعت کا ہے — ساری شاخوں میں ہے یہ پربار کیا
کار خانے میں ترقی گر ہوئی — دیکھنا لگتے ہیں پھر انبار کیا؟
گر مثیل عیسیٰ مریم ہیں آپ — خود پڑے بستر پہ ہیں ناچار کیا؟
تم نے خوبوں کو مسیحا کردیا — خود گلے میں ہے مرض کا ہار کیا
آپ جو کچھ ہیں سو ہیں پر کیا کہیں — آپ کی مجلس کے ہیں حضار کیا
اعور[6] اعرج کا کر لیجئے علاج — خاص شاگردوں کا یوں اندار[7] کیا
دیکھئے تشبیہ[8] عیسیٰ چیل سے — ہے نجس دجال کی منقار کیا

۱ (قول فصیح ص۳، فتح اسلام ص۴خزائن ج۳ ص۴) مولویوں کو دغا باز کہہ کر حرام کاری بنایا ہے اور اپنے معاملات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔
۲ یہ آمدنی کا تیسرا سلسلہ ہے بیانید وبخورند وبخوارند۔
۳ یہ چوتھا سلسلہ ہے۔
۴ بحث سے گریز کرنے کے لئے عمدہ بہانہ رکھا ہے۔اگر خدانخواستہ اس عاجز کی طبیعت زیادہ علیل ہو جائے وغیرہ۔(خط بنام مولوی محمد حسین صاحب مؤرخہ ۸؍مارچ ۱۸۹۱ء مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص ۳۱۸ مکتوب ۹)
۵ یہ آمدنی کا آخیر سلسلہ ہے۔
۶ یک چشم اور لنگڑا جب ظاہر ہے دل کا بھی ویسا ہی ہے۔
۷ حساب میں نہ لانا
۸ (قول فصیح ص۷) ’’مگر وہ برابر انتظار میں ہیں کہ کب آسمان سے چیل کی طرح منڈلاتا پر ڈھیلے چھوڑ کر اترتا ہوا مسیحا ان میں دکھائی دیتا ہے اور دوہزار برس سے برابر راہ تکتے ہیں۔‘‘

ہے اشاعۃ[۱] سنتوں کے تفرقہ — کوئی پوچھے اس کے ہیں اوطار[۲] کیا
جب تو اچھے اکمہ وابرص کئے — اب مسیحا ضعف کے اعذار کیا
خیر امۃ کے مقابل میرزا — باندھ کر اٹھے ہو یہ ہتھیار کیا
اہل ایمان تھے مؤیدآپ کے — دیکھو ہے امسال کیا تھا پار کیا
حسن ظن تھا تم سے اہل دین کو — تھے تمہارے طالع بیدار کیا؟
کس لئے کرتے ہو انکار نصوص — ہیں یہ تاویلات ناہموار کیا؟
دونوں حلیوں میں نہیں ہے فرق مو — باندھتے ہو جھوٹ کا طومار کیا؟
کیا جعودت جسم میں ہوتی نہیں — خاص ہے یہ ازپئ اشعار کیا؟
خلط کیوں کرتے ہو وصف موے وجسم — تم بھی ہو ہر بات میں ختّار[۳] کیا؟
گر نہ ہوں نص جلی کے کچھ خلاف — ظاہری معنوں سے استنکار کیا؟
باطنیت[۴] کا ہو کیوں در کھولتے — کر رہے ہو حق سے یہ پیکار کیا؟
گر ہو قول حق لغز اور چیستاں[۵] — خلق کو ہو اس سے استبصار کیا؟
حسب خواہش معنی قرآن لکھو — تم کو خوف طعنۂ اغیار کیا؟
ایسی تاویلات فاسد دیکھ کر — ہوگا مومن کو نہ افشعرار کیا؟
استعارے[۶] ہیں جو قرآن وحدیث — ہے حقیقت کے لئے معیار کیا؟
حامل معنائے ظاہر گر نہ ہو — سود مند خلق ہو انذار کیا؟

۱ (قول فصیح ص۵) ’’رفع یدین اور آمین کے مباحثے بے سود ہیں اس سے فسادات تفرقہ اور شقاق پھیلتا ہے۔ ملخصاً‘‘ اب مرزاجی (جاہل) نے مسلمانوں میں عجیب اتفاق پیدا کیا ہے کہ سارے امت کو اندھا بنا کر آپ مسیحا بن بیٹھا۔

۲ مرادات ومقاصد۔ ۳ فیبندہ۔

۴ باطنیہ ایک ملحد فرقہ ہے جو حسب ہوائے نفس تاویلات کر کے احکام واخبار شریعت کو باطل کرتے ہیں۔

۵ (قول فصیح ص۲۶) ’’پیش گوئی میں بھی چوں کہ یہ بھی رویا کے سلسلے میں ہوتی ہے لاانتہاء عجائبات مگر…… لغز وچیستان مندرج ہوتے ہیں۔

۶ (فتح اسلام ص۱۵، خزائن ج۳ ص۱۱ حاشیہ)

چاہئے مانع[1] کوئی بہر مجاز بے محل ہو حامل اسفار کیا؟
گر ہے لاحل عقدہ قرآن بہر عام پھر یہ ہوگا دافع آزار کیا؟
کیوں توجہ سوئے[2] یسّرنا نہیں کچھ یہ مشکل ہے پئے اذکار کیا؟
مجھ کو قرآن سا ملا ہے اور بھی یہ نہیں قول شہ ابرار کیا؟
یہ نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ ان میں ہوسکتے نہیں اسرار کیا؟
علت غائی ہے نظم دنیوی ورنہ جنت کیا عذاب نار کیا؟
استعارے ہیں سبھی حور وقصور واقعی ہے تحتھا الانھار کیا؟
رنج و راحت سب اس عالم میں ہے لغو ہے سب آخرۃ کا وار کیا؟
ہیں[3] جو موٹی عقل کے شہوت پرست ان کو سمجھائے کوئی ہشیار کیا؟
مدت[4] خلق جہاں کچھ اور ہے شنبہ وآدینہ اور اتوار کیا؟
ہوچکے یاس اے مریدان مریض دیں گے صحت عیسیٰ بیمار کیا؟
آتا ہے دورہ مرض کا بیخبر ہے ستاتا ضعف ناہنجار کیا؟
ان سلاسل میں ہیں جو پابند انہیں عروۂ وثقیٰ سے استظہار کیا؟

۱؎ معنائے ظاہر سے مانع کوئی نصریح چاہئے، عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے نزول کو کوئی حکم شرعی مانع نہیں۔صرف مرزا کا مسیح بننا نزول روح اللہ کو روکتا ہے ورنہ شرعی حجت کوئی نہیں جس کی ضرورت سے یہاں استعارہ یا مجاز بنایا جاوے۔

۲؎ ’’ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدّکر (القمر:۱۷)‘‘
خداتعالیٰ فرماتا ہے ہم نے قرآن کو نصیحت وپند کے لئے آسان کیا ہے کوئی پند گیر بھی ہے۔

۳؎ سب مسلمانوں کو موٹی عقل والے قرار دیا ہے۔ دیکھو (اشتہار ۲۶؍مارچ ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۰۲) یہ چاروں شعر عقائد باطنیہ کا مضمون ہیں۔

۴؎ (قول ص۲۴) اس جسمانی مگر ناقص آدم کے چھ ہزار برس بعد اللہ تعالیٰ نے ایک کامل آدم کامل انسان بلکہ اکمل فرد کو پیدا کیا۔ اس ساتویں دن کو خدا نے مقدس وبرگزیدہ کیا۔ اب وہ عالم کی ساری ترتیب اور پورا انتظام کرکے اپنے عرش عظیم پر قائم ہوگیا۔ ایسے نواختراع تفسیروں پر مرزا کی تعریف ہورہی ہے۔

دکّہ[۱] وقف رسائل سرد ہے — پھر دشمن پر گرمی بازار کیا؟
کارخانے میں ہمارے دو تمام — تھا یہی عیسیٰ کا استکثار کیا؟
تاک میں ہو ہر طرف بھر شکار — چپ ہو یوں ہم شکل بوتیمار[۲] کیا؟
مدرسوں[۳] اور مجلسوں کو کچھ نہ دو — انتظار نوش ونیش مار کیا؟
آپ ہادی اور سب عالم مضل — جیفۂ دنیا[۴] بھی ہے مردار کیا؟
سنت وتوحید[۵] پر قائم ہیں جو — آپ انہیں بندھوائیں گے زنار کیا؟
بہر اصلاح[۶] آئے ہیں بروقت آپ — پھر وہ[۷] پیش از وقت کا اظہار کیا؟

۱؎ ایک خاص مرید سے کہا گیا تھا کہ مرزا نے یہ دو رسالے پہلے شائع کئے اور علماء کو ان کے دو اعتراض پر الزام دیا جاتا ہے خود ہی صبر کرتے اپنا ازالہ ہے پھر نکالنا تھا اب بھی آخر شائع کرنا بند کیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں اب دو پمفلٹ ویلیو بی ایبل روانہ کر کے آیا ہوں۔ پھر کہا گیا کہ ہم نے سنا ہے اب موقوف کر دے تو اس نے کہا کہ ہاں صرف مفت مانگنے والوں کو نہیں دیتے تو اس کو اسی وقت اس کی علت سمجھائی گئی کہ یہی زرطلبی کی علامت ہے لیکن اس خاص مریض پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ۲؎ بگلا بھگت۔

۳؎ (فتح ص۷۵، خزائن ج۳ ص۴۲) ''اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کے انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں۔'' الی ما قال ''تا تریاق ازعراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود'' اور (فتح اسلام ص۴۳ خزائن ج۳ ص۲۶) ''جس اصلاح کے لئے اس (خدا) نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچ طریقوں کے ظہور پذیر نہیں۔''

۴؎ اسی دنیا کی خاطر جہان کو سب سے پھیر کر اپنی طرف بلاتے ہو جو معاملات سے ظاہر ہے۔

۵؎ موحدین کو آپ سوائے تحریفات قرآن اور کیا تعلیم دیں گے اسی پر آپ کو فخر ہے اور یہ زنار بندی سے کیا کم ہے۔

۶؎ (فتح ص۱۰، خزائن ج۳ ص۸) ''میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' اور (براہین ص۵۵۸، خزائن ج۱ ص۶۶۶ حاشیہ درحاشیہ نمبر۴) میں الہام درج ہے: ''میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے اس کو قبل از وقت پایا۔'' یہ قبل از وقت کا لفظ عجیب ہے۔ مرزا نے اپنے ہمت سے قبل از وقت لے لیا یا خدا نے جلدی میں دے دیا۔ ناظرین کو اس پر توجہ چاہئے۔ ایسے الہام کبھی نہ سنے ہوں گے یہ الہام نہیں احلام ہیں۔

۷؎ (قول فصیح ص۴۰، ازالہ اوہام ص۶۶۲ خزائن ج۳ ص۴۴۷) ''امت محمدی لاانتہا فتن ومصائب میں ابتلا ہوئی...... ان کی آہوں کے تیر آسمانوں کو چیر کہیں کے کہیں نکل گئے تھے۔ مگر حضرت مسیح نہ جاگتے تھے نہ جاگے!! مرزا نے لدھیانہ میں زبانی بھی کہا کہ شہر کے مسلمان دعا کر کے مسیح کو اتار لیں اگر سچے ہیں۔'' لیکن یہ جانتے کہ مسلمان تو قیامت کو بھی نہیں لاسکتے بلکہ پیغمبر بھی اس میں معذور تھے قیامت کا نشان نزول مسیح کس کے اختیار میں ہے۔

تم تو خود کہتے تھے عیسیٰ آئیں گے
پڑ گئی اب یہ خدا کی مار کیا؟
دیر[۱] سے وعدے کو جھٹلاؤ نہ اب
اس سے کم ہے حشر کا رانظار کیا؟
آئیں گے عیسیٰ جلالی طور سے
یہ براہین[۲] میں نہیں اقرار کیا؟
چاہئے کچھ شرم دل میں اے مسیح
اپنے ہی اقرار سے انکار کیا؟
ایسے چکر کھاتے ہو باتوں میں تم
پڑ گئی یہ گردش اعصار کیا؟
آگے پیچھے[۳] گر نہیں ہوتے ذرہ
ہیں فرشتے قاصد اسفار کیا؟
ہے یہ پیش بندگان کاملین
شکل[۴] روح کوکب دسیار کیا؟
مرتے[۵] ہی سب خلد میں جاتے ہیں گر
پھر حساب و وزن اور احضار[۶] کیا؟

۱؎ مہلت دینا۔

۲؎ (براہین ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱، ۶۰۲ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) ’’اور حضرت مسیح علیہ السلام نہالت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔‘‘ الی ما قال یعنی اس وقت جلالی طور پر خداتعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔

۳؎ (توضیح ص۳۲، خزائن ج۳ ص۶۷) ’’بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ کی برابر آگے پیچھے نہیں ہوتے۔‘‘ حالانکہ قرآن شریف میں بایدی سفرۃ کرام بررہ موجود ہے یعنی قرآن مکرم پاک سفر کرنے والوں کے ہاتھوں میں آتا ہے۔

۴؎ (اور ص۴۰، ۴۱، خزائن ج۳ ص۷۱، ۷۲) پر خود بھی اقرار کیا ہے ’’یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہوکر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہوکر دکھائی دیتے ہیں۔‘‘ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس سے پہلے ان نفوس نورانیہ کو کواکب وسیارات کی روحیں لکھا ہے اور قرآن شریف سے اس کے ثبوت کا دعویٰ کیا ہے جو محض بے سروپا ہے۔

۵؎ (توضیح ص۸، خزائن ج۳ ص۵۴، ۵۵) ’’اور مقدس بندوں کے لئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہے۔ کیونکہ برطبق آیت قیل ادخل الجنۃ وادخلی جنتی وہ بلاتوقف بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں۔‘‘ قیامت کا معاملہ سب فرضی بنادیا۔ وسیق الذین اتقوا الی الجنۃ زمراً اور حدیث میں آیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بہشت کے سب دروازوں سے پکاریں گے اور جناب سرور کائنات نے بھی فرمایا ہے کہ سب سے پہلے میں بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا وغیرذالک۔ اس نیچری کو ان سب معاملات سے انکار ہے۔

۶؎ یعنی قیامت میں حاضر کرنا۔

نیچری ہو تم مرید نیچری
دیکھ لو ہو منکر انشار کیا؟
ظاہری[۱] احیاء موتی کے لئے
آچکے کافی نہیں آثار کیا؟
تخرج الموتیٰ باذنی قول حق
گردن منکر پہ ہے منشار کیا؟
خلق[۲] طیر عیسوی گر شرک ہے
تم نہیں ہو عالم اسرار کیا؟
آسمان سے وحی آتی ہے تمہیں
[۳]قادیان تک لگ رہا ہے تار کیا؟
دل کے اندھوں کو بصر دیتے ہو تم
بنتے ہو خود مطلع انوار کیا؟
ہادی عالم ہو اپنے زعم میں
ہو شریک ایزد غفّار کیا؟
گر کہو مشروط اذن حق ہے یہ
واں نہیں اس شرط کا اشعار کیا؟
جس کے وعدے ہوچکے یعنی سراج[۴]
غیب کے اس میں نہیں اخبار کیا؟
وہ قلم کی سرخ چھینٹیں[۵] دیکھ کر
جامۂ عیسیٰ کا استفسار کیا؟

۱؎ جناب مسیح ابن مریم علیہما السلام کے معجزہ احیاء موتی کے بھی منکر ہیں صرف ایمانی احیاء مراد بتلاتے ہیں کیونکہ آپ نے ایک مکھی بھی زندہ نہیں کی۔ ایمانی احیاء کا دعویٰ ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کیا ایمان سکھلا رہے ہیں۔ بجز اس کے کچھ نہیں کہ آؤ کچھ لاؤ خود کھاؤ ہمیں کھلاؤ ہم بھوکے بیمار مسیحا ہیں خیرالامم سب اندھی ہے۔

۲؎ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ خلق طیور کو ماننا نئے نیچری شرک بتاتے ہیں اور خود لایعلم الغیب الا اللہ کو خیال میں نہیں لاتے اور اخبار غیب ظاہر کرتے ہیں خواہ سچ نکلیں خواہ جھوٹ۔

۳؎ (براہین ص۴۹۸، خزائن ج۱ص۵۹۳، خزائن ج۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) انا انزلناہ قریباً من القادیان الہام درج ہے۔

۴؎ سراج منیر ایک رسالہ ہے جو برسوں سے معرض اخفاء میں ہے اور اس میں بڑی بڑی پیشین گوئیوں کا وعدہ دیا گیا ہے خدا جانے نکلے گا کب یا براہین کی طرح واپس خدا کے پاس چلا جاوے گا۔

۵؎ (توضیح ص۵، خزائن ج۳ص۵۳ حاشیہ) میں جناب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آسمان پر ہونے اور لباس پہننے پر استعجاباً سوال کیا ہے کہ ان کے ''پارچات از قسم پشمینہ ہوں گے یا ابریشم یا معمولی سوت کے اور ۱۶قسم کے کپڑوں کے نام بھی بطور مثال لکھے ہیں، پھر کس نے آسمان میں بنے ہوں گے اور کس نے سیئے ہوں گے اب تک کسی نے مسلمان یا عیسائیوں میں سے اس کا پتہ نہیں نہیں دیا۔'' حالانکہ ان کے ایک مرید گرویدہ نے اوائل ۱۳۰۳ھ یا اواخر ۱۳۰۲ھ میں مجھ سے بمقام لاہور ظاہر کیا تھا (کہ میں دوپہر کے وقت تنہا ایک کوٹھڑی میں دروازہ بند کئے ہوئے بمقام قادیان مرزا کی چاپی کررہا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آسمان پر زندگی ہے گر محال نیچری کی ضد پہ ہے اصرار کیا؟
خوب کیجئے نفی معراج رسولؐ آپ کو کہہ سکتے ہیں دین دار کیا؟
یاد ہے کچھ مدت اصحاب کہف واں وہ کھاتے تھے میان غار کیا؟
نیچری ہیں آپ ثابت ہوگیا اس کے رد میں حاجت تکرار کیا؟
خود مباہل[۱] ہیں علی گڑھ سے جناب اب ہے امرتسر سے استشعار[۲] کیا؟
مذہب اسلام میں اس کے سوا ہے علاج شوخی اشرار کیا؟
خلق پر الزام[۳] بدظنی ہے کیوں آپ کے مخفی ہیں نیک اطوار کیا؟

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اور وہ سوئے ہوئے تھے میں نے یکا یک سرخ رنگ کی چھینٹیں اپنے اور مرزا کے کپڑوں پر دیکھیں اور ہاتھ سے مس کیا تو تر بھی تھیں جس سے مجھ کو یقین ہوا کہ چھینٹیں ابھی پڑی ہیں اور ظاہری سبب وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اسی حیرت میں تھا کہ مرزا کی آنکھ کھل گئی اور ایک تازہ خواب بیان کیا کہ میں اب بحیثیت پیشکاری ایک مقدمہ کی مثل حاکم اعلیٰ کے سامنے بغرض دستخط پیش کر رہا تھا حاکم نے قلم سرخ رنگ میں ڈبویا اور بہ سبب بہت زیادہ رنگ لگ جانے کے جھاڑا اور دستخط کئے۔ یہ چھینٹیں اسی رنگ کے ہیں۔'' (سرمہ چشم آریہ ص۱۳۲، خزائن ج۲ ص۱۸۰ حاشیہ ملخص) لیکن اس وقت یہ نہ بتلایا کہ یہ رنگ کاہے کا ہے اور کس نے پیسا اور گھولا ہے، وہ قلم کس کا بنایا ہوا تھا اور دوات کس چیز کی تھی اور حاکم کیسی کرسی پر بیٹھا تھا وہاں میز کیسا تھا اور حاکم ننگا تھا یا کچھ پہنے ہوئے۔ وغیرہ! اب وہ مرید چھینٹوں پر تو ایمان رکھتے ہیں اور جناب ابن مریم کے لباس پر ایمان نہیں لاتے۔ مرزا کا خواب تو سچ مان لیا تھا اب حدیث پر یقین نہیں آیا۔ خدا ہدایت کرے۔

۱؎ (فتح ص۳۷ خزائن ج۳ ص۲۳ حاشیہ) مولوی اسماعیل مقیم علی گڑھ سے صرف اس بات پر ناراض ہوکر کہ انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے مرزا کے پاس آلات نجوم موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں۔ جھٹ آیت مباہلہ پڑھ دی اور عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر نے آپ کے جھوٹے دعوے کی تکذیب کر کے مباہلہ کو بلایا تو بہانے بنانے لگے کہ فریقین مسلمان ہوں تو مباہلہ نہیں ہوتا پہلے مرزا کافر تھے یا مولوی اسماعیل مسلمان نہ تھے؟ اگر کہو کہ مولوی موصوف اتہام کے باعث مسلمان نہ رہے تو غزنوی صاحب تکفیر مسیح سے کب مسلمان رہے۔

۲؎ دل میں ڈرنا۔

۳؎ (قول ص۱۶ مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص۱۳۱ مکتوب نمر۶) آخری انتخاب میں جو حکمت ہے عیاں ہے کہ قوم سوءظن سے بچ جائے۔ ایک خط میں مرزا کہتا ہے بوجہ اخوت حسن ظن بھی کرنی چاہئے۔

آپ لکھیں چپ[1] رہیں سب اہل علم
اور بے صبر آپ ہیں صبّار کیا؟
سچ کہو بنتے ہو تم جن کے مثیل
ان کا یاں ایسا ہی تھا گھر بار کیا؟
اور پھر اس گھر میں زینت کے لئے
تھا لباس وحلیہ زرتار[2] کیا؟
بس بہت ہیں ہوچکے جتنے مرید
سب جہاں ہوجائے خدمت گار کیا؟
روغن بادام ہے گھر کی جگہ
اڑ رہے ہیں درہم ودینار کیا؟
میوجات ومغز ہیں جائے بقول
اب کفایت کرسکیں قنطار کیا؟
لاٹھیوں سے نپٹتے ہیں چور کے تھان
سچ ہے مال مفت میں اقتار کیا
کھاتے پیتے ضعف[3] سے مرتے ہو تم
اور کہئے ہوتی ہے پھٹکار کیا؟
کیا ہوا گر خرچ مہماناں[4] ہے یوں
کم ہی لاتے ہیں جو کچھ زوّار کیا؟
ایک بھائی[5] بھنگیوں کا لال بیگ
دوسرا اس سے بھی ہے طرّار کیا؟

[1] (توضیح المرام بیک ٹائٹل، خزائن ج۳ ص۱۰۰، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۰۱) ’’جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔‘‘ کوئی مرزا سے پوچھے کہ تم نے صرف دو رسالے نکالے ہیں جلدی کیوں کی تم صبر کرتے تو بہتر تھا جب تینوں رسالے تیار ہوجاتے تو نکالتے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پیٹ نے صبر نہ کرنے دیا۔ دو دو آنے کے رسالے آٹھ آٹھ آنے کو بکیں تو گزارہ چلے ورنہ کھائیں کیا۔ اب اوروں کو بے صبر کہا جاتا ہے اور اپنی بے صبری کو دیکھتے ہی نہیں۔ اب زیادہ غصہ یہ ہے کہ رسالے ہنوز بکنے بھی نہ پائے کہ عامہ مسلمین میں مخالفت پھیل گئی۔

[2] جیسا آپ کے گھر میں ہے۔

[3] غذا کا یہ حال اور ضعف کی یہ صورت کہ نماز بیٹھ کر اور روزے کو بالکل جواب اور گفتگو کے وقت دورہ مرض کا اندیشہ کہ بیان حقیقت اسلام کا نام مغزخوری رکھنا۔ لیکن اپنے خاصوں میں بیٹھ کر اچھی خاصی لن ترانیاں ہیں۔

[4] ایک نیا پیر مرید کثرت مہمانان کی نسبت فخریہ بیان کرتا ہے۔

[5] نیچری مرزا کا ایک بھائی مرزا امام الدین بھنگیوں کا امام ہے اور انہوں نے مسلمانوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا ہے۔

ہیں مسیحی آپ کے سارے مرید ۔ قول ابنیت[۱] سے ان کو عار کیا؟
ہے دلوں پر ان کے رین نیچری ۔ اب اتر سکتا ہے یہ زنگار کیا؟
ہو مغل اور بنتے ہو پھر نسل فارس[۲] ۔ جھوٹ سے ڈرتے نہیں سرکار کیا؟
ڈر خدا سے بچۂ چنگیز خاں ۔ تو ہلاکو سے بھی ہے خونخوار کیا؟
کہتا ہے اندھی[۳] ہے سب خیرالامم ۔ یہ شذوذ اے مفسد غدّار کیا؟

۱؎ (توضیح ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴) ''مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارے کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔'' پس اب مرزا غلام احمد مسیح الزمان ابن اللہ کہلاتے ہیں کیا کسر ہے۔ حواری من عندر بنا کہنے کو تیار ہیں۔ استعارے کی ٹٹی خوب مل گئی ہے۔ ابنیت سے الوہیت بھی مستعار لے لیں گے۔ اعاذنا اللہ من ھذہ المزخرفات۔

۲؎ (فتح ص۱۴، خزائن ج۳ ص۱۰ حاشیہ) اپنے تئیں فارسی الاصل لکھا ہے۔ حالانکہ مغل تاتاری ہیں اور نسب چنگیز خان سے ملتی ہے۔ جنہوں نے فارسی مسلمانوں پر سخت ظلم کئے تھے۔ سعدی شیرازی اپنے بادشاہ کی تعریف میں لکھتا ہے۔

تراسد یاجوج کفر از زرست ۔ نہ روئیں کہ دیوار اسکندر است

یعنی تو نے چنگیز خانی کافروں کو روپیہ دے کر مسلمانوں سے آفت دور کردی۔ سکندر کی دیوار روئیں کی تھی تیری دیوار سونے کی ہے۔ البتہ اگر مرزا مسلمانوں کی تائید کرتا اور خود بھی عقائد اسلام پر رہتا تو وہ عیب دور ہو جاتا جب اس نے راہ اسلام سے انحراف کیا تو ویسے کا ویسا ہی ہو گیا۔

۳؎ (قول جزو ثانی ص۱۱۳ ازالہ اوہام ص۱۴۱، خزائن ج۳ ص۱۷۲) ''جب کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔'' حالانکہ یہ وہ امت ہے جس کو خداتعالیٰ نے فرمایا ہے: ''**کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** ''تم سب امتیوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قیامت سے پہلے اس امت میں ہمیشہ ایک فرقہ ہدایت پر رہے گا۔ پر مرزا کا طریق آج ۱۳۰۰ برس کے بعد نکلا ہے۔ اس لئے اس تمام امت کو اندھی بتاتا ہے۔

اور (جزو اوّل ص۴۰) میں اس کا وہی اعور شاگرد خاص کہتا ہے ''اب ایسے بلاہت اور کورخردی کا وقت نہیں ہے کہ تعلیم یافتہ قوم اس بے ثبوت بات پر کچھ بھی توجہ کرے۔'' استاد شاگرد دونوں مقر ہیں کہ اگرچہ امت نے اتفاق یا اجماع کیا ہوا ہے لیکن سب اندھی ہے اور ان کا وقت بلاہت اور کورخردی کا وقت تھا۔ اب تعلیم یافتہ قوم ایسی باتوں کو کب مانتے ہیں۔ بے ثبوت کا لفظ محض دھوکے کے لئے اور مراد اس ثبوت سے دیکھ لینا ہے۔ قرآن وحدیث کا ثبوت ان تعلیم یافتوں کے آگے کیا چیز ہے اسے تو ان کا نیچر مانے تو مانیں۔ یہ سخت فریب ہے کہ پیغمبر بھی غلطی کھاتے ہیں معاذ اللہ! اگر ایسا ہو تو امت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ ان کو اگر کوئی غلط خیال آتا بھی ہے تو فوراً آگاہ کئے جاتے ہیں کبھی اس کے عمل تک نوبت نہیں آتی۔

کھا کے تیر اسلامیوں کے اب کہاں
پادریؒ کھینچیں گے یہ سوفار کیا؟
تو جہاں جائے گا ذلت پائے گا
اور ہو گا بے ابھی افگار کیا
کب غلط پر کوئی پیغمبر چلا
یہ فریبائے روبہ مکار کیا؟
وحی میں بھی دخل شیطانی ہو گر
کرتے ہیں پھرے کے چوکیدارؒ کیا؟
اس قدر اسلامیوں پر دست برد
ہے یہی خاصیت تاتارؒ کیا؟
کر دیئے اسلامیوں کے دل دو نیم
ہے زبان منہ میں تیرے تلوار کیا؟
ہے مرض کی بھی شکایت ساتھ ساتھ
ہیں مسیحائی زمان عیارؒ کیا؟
بحث میں حیلے بہانےؒ کس لئے
لاف مردی ہے تو یوں احذار کیا؟

۱؎ ’’میں اس کو لے کر اس ہدیہ طیبہ کے پیش کرنے کی غرض سے عیسائی صاحبوں کی طرف رخ کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس سختی سے مسلمانوں نے میرے ساتھ برتاؤ کیا وہ نہیں کریں گے۔‘‘

(اشتہار بمقابل پادریان مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۲۳)

۲؎ امت کو حکم پہنچانے میں تو ممکن ہی نہیں کہ خط ہو وحی کے ساتھ پہرہ دار آتے ہیں کہ شیطان کا دخل نہ ہو جاوے یا وڑتا کہ خدا کا حکم صحیح صحیح پہنچایا جاوے۔

۳؎ تاتاری کافروں نے مسلمانوں پر سخت ظلم کئے تھے لیکن پھر ان میں سے اچھے اچھے مسلمان بھی ہوئے لیکن مرزا اپنے اصل کی طرف رجوع کر گیا جیسا کہ اس کا بھائی اسلام سے نکل کھڑا ہوا لیکن مرزا نے اسلام میں رہ کر سخت فساد مچایا، خدا اس کے شر سے مسلمانوں کو بچاوے۔

۴؎ تاکہ لاجوابی کے وقت بہانہ ضعف سپر بن جائے۔

۵؎ بحث کے اشتہار نکالتے ہیں لیکن ایسے قیود وشروط لگاتے ہیں کہ نہ کوئی اتنا سامان کرے نہ بحث ہو۔ مولوی ابوسعید سلمہ اللہ کو بتاریخ ۱۶؍فروری ۱۸۹۱ء (مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص۳۱۲ مکتوب نمبر۶) آپ نے لکھا کہ: ’’اب مجھے آپ کی ملاقات کے لئے صحت حاصل ہے۔ اگر آپ بٹالے میں آجائیں تو اگرچہ بیمار ہوں اور دوران سر اس قدر ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی تاہم افتان وخیزان آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔‘‘ جب انہوں نے لکھا میں ایک شب کے لئے قادیان میں خود پہنچ سکتا ہوں اور اگر اس سے زیادہ وقت آپ چاہتے ہیں تو آپ بٹالے میں تشریف لاویں اور جب تک چاہیں میرے غریب خانہ پر رہیں اور اظہار مافی الضمیر کریں تو آپ نے ۲۱؍فروری ۱۸۹۱ء (مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص۳۱۳ مکتوب نمبر۷) میں اس کا جواب لکھ دیا۔ ’’اس عاجز کی طبیعت بیمار ہے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

منزل عیسیٰ بن مریم ہے دمشق — تم کو تاویل[1] اس کی ہے دشوار کیا؟
قادیان میں جانب مشرق نہیں — چوں منارہ خدانہ اذکار کیا؟
مل گئے ہیں گھر میں بیت ذکر و فکر[2] — بس حضور مسجد اب درکار کیا؟
پاک پٹن[3] کا بہشتی در ہے وہ — امن سے ہیں داخل در بار کیا؟

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) دوسران سر اور ضعف بہت ہے ایسی طاقت نہیں کی کثرت سے بات کروں جس حالت میں آں مکرم کسی طور سے اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ ۲۶/فروری کو بٹالہ پہنچوں گا آپ کی ملاقات کرنے کا شوق ہے، گفتگو کی ضرورت نہیں۔''

یہ گریز شروع ہوا ہے۔اب مرزا قادیانی اس کو اعراض کہتے ہیں اور ۱۳/مارچ ۱۸۹۱ء کے خط (مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص ۳۱۹ مکتوب نمبر۱۰) میں اپنے آپ کو امی اور جاہل قرار دیا ہے۔

۱؎ چنانچہ اس کی تاویل میں شعر ہے ۔

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار — چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

شاعر ملہم کا سکون لام کلمہ پھڑک جانے کے قابل ہے اور دمشق کی تاویل میں آپ فرماتے ہیں (قول ص ۱۴ جزء ۲، ازالہ اوہام ص ۶۱، خزائن ج ۳ ص ۱۳۳)''کیا دمشق کے لفظ سے سچ مچ یہی دمشق مراد ہے۔''

۲؎ (براہین ص ۵۵۸، ۵۵۹، خزائن ج ۱ ص ۶۶۶، ۶۶۷ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴) الہام ہے: ''ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی تجھ کو بیت الکفر اور بیت الفکر عطاء کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص وقصید تعبد وصحت نیت وحسن ایمان داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا، بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔'' کہتے ہیں کہ اب آپ وہیں نماز پڑھتے ہیں کہیں جمعہ وجماعت سے غرض نہیں۔

۳؎ جاہل لوگوں نے پاک پتن میں ایک دروازے کا نام بہشتی دروازہ رکھا ہے کہتے ہیں وہاں باوا فرید بیٹھا کرتے تھے اس کی نقل مرزا نے اپنے گھر میں ایک مسجد برائے نام بنالی ہے اور اس پر لکھ دیا ہے: ''**من دخلہ کان آمنا**'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۵۸، خزائن ج ۱ ص ۶۶۶، حاشیہ در حاشیہ نمبر۴) جو حرم مکہ کے حق میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے حرم مکہ میں تو دنیاوی مصائب سے امن ہے، مصائب اخروی کے لئے کوئی عہد نہیں خاتمہ کا خوف لگا ہوا ہے۔ مرزا کی مسجد میں داخل ہوکر سوء خاتمہ سے امن ہوجاتا ہے لیکن اس میں بیس پچیس آدمیوں سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتے۔ مرزا کے بعد یہ بھی پاکپتن کا بہشتی دروازہ بن جائے گا۔

ابن مریم قاتل دجال ہیں | قتل خنزیر وشکست دار کیا؟
امت احمدیہ ہے جور مسیح[۱] | دیر ہے وعدے میں اے قہار کیا؟
تیرے آگے میرے خالق میرے رب | حاجتوں کو حاجت اظہار کیا
تجھ کو ہر دم عالم ما فی الصدور | ہے برابر جہر کیا اسرار کیا
امر ادعونی بلاتا ہے ہمیں | استجب تیرا ہے شیریں کار کیا
بخشدے ساری خطائیں لغزشیں | تجھ کو مشکل ہے یہ اے ستار کیا
امن دے دارین کی آفات سے | حصن ہے مجھ کو تری زنہار کیا
عافیت دے دین ودنیا میں مجھے | ہے کمی رکھتی تری سرکار کیا
جنت الفردوس میں گھر دے جہاں | ہے عجب نعمت ترا دیدار کیا

۱؎ جیسا کہ مسیح جناب عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کا لقب ہے بمعنی دوستی وسیر زمین کیونکہ جناب ممدوح بسبب تجرد اکثر سیر وکشت میں رہے ہیں اسی طرح یہ لفظ دجال کا لقب بھی ہے بمعنی دروغ گو یک چشم وابروندا شتہ یعنی جس کے ایک آنکھ اور ابرو صاف ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گر پیش حکم غیر خدا التجا بری — گردی بروز حشر ز دوزخ کجا بری

قول پیمبر آمدہ تفسیر قول حق — باوے مکن جدال ز راہ ستمگری

بامردم از مسئلہ گفتگو کنی — از خود غرض مپرس خصوصاً ز مفتری

نفی نزول عیسیٰ بن مریم ہمی کند — بر حرص جانشینی آں پاک ناصری

برگفتہ مسیح خیالی چہ اعتبار — چوں آرزد کند بسلاسل[1] توانگری

اے ابوالہوس مکن سپر[2] استعارہ پیش — آگاہ باش تارہ الحاد نسپری

گیری بہانہ کتب واشتہار پیش — اموال روزگار بباطل ہمیخوری

با ایں چنیں معاملۂ خود طمع مکن — کائنات اہل علم وتفقہ[3] پچا کری

در ہر دو جاحلیہ[4] مو فرق میکنی — با علم خویش پردۂ الہام میدری

یک جعد وصف موست وگر جعد درصف جسم — ملہم شدی ولی بلغت رہ نمی بری

۱ وہی پانچ سلسلے کارخانہ مرزا کے۔

۲ ابن مریم اور دمشق اور منارہ شرقی سب استعارے بنادیئے ہیں۔ اب نماز روزہ وغیرہ احکام کو بھی استعارہ اور مجاز کہا جائے گا۔ کیوں کہ استعارہ اور مجاز کے لئے کوئی شرط اور قید تو بیان ہی نہیں کی، جہاں چاہا استعارہ بنادیا۔

۳ مرزا کا (ازالہ اوہام ص۱۷۳، خزائن ج۳ص۱۸۴) شعر ہے:

گر علم خشک و کوریٔ باطن نہ رہ زدے — ہر عالم وفقیہ شدے ہمچو چاکرم

علماء اسلام کو خشک اور کور باطن ٹھہرایا ہے خود جو کچھ کمار ہے ہیں اس کا حساب کبھی نہیں۔

۴ حلیہ مسیح علیہ السلام ایک حدیث میں احمر جعد عریض الصدر وارد ہے اور دوسری حدیث میں رجل الشعر۔ ایک جگہ جعد سے جسم کی جعودت اور مضبوطی مراد ہے اور دوسری جگہ لچکتے بال بیان ہوئے ہیں۔ آپ نے دھوکہ دینے کو جعد کے معنی گھنگریالے بال لے کر مسیح دو شخص الگ الگ مقرر کردیئے ہیں۔ رنگ ایک جگہ گندم گوں اور دوسری جگہ سرخی والا مذکور ہوا ہے جس میں کوئی تضاد نہیں۔ اسود اور ابیض ہوتا تو تضاد ہوتا۔ ایک ہی شخص کو کبھی گندم گوں اور کبھی سرخی والا بول سکتے ہیں۔

از حلیۂ خودت کس وناکس مسیح بیں[۱] | از رنگ وموئے خود بچہ اعجاز اندری
مرأۃ پیش نہ[۲] دردندان خود بہ بیں | عیسیٰؑ نبی ست پاک ز مکروہ منظری
ہرکس[۳] بمرگ خویش اگر میرسد بخلد | از بہر چیست حشر بمیدان داوری
وزن عمل قیام قیامت سوال قبر | وارد شد ایں ہمہ مگر اقوال سرسری
حاشا کہ پائے پاک رساند باو مسیح | آں کبروحرص را کہ تو بالائے[۴] منبری
ما ینبغی لہ[۵] آمدہ از حق بشان شعر | ایں طرفہ بیں کہ جمع شد الہام وشاعری
غیور ووہم جائے غیور ووہم سزد | کیں شاعری سجل پئی الہام آوری
گوئی کہ کور باطن و خشک[۶] اند اہل علم | خود را بہ بیں کہ از خس وخاشاک کمتری
جوید بآب ہرکس وخاشاک برتری | پنداشتی کہ کشتی نوح ست[۷] برتری

۱؎ اگر آپ حلیہ ظاہری سے مسیح بنتے ہیں تو اس حلیہ والوں سے جہاں بھرا ہوا ہے۔

منظر زیبا نمی آید بکار | اے برادر سیرت زیبا بیار

۲؎ دانت مسواک سے محض نا آشنا معلوم ہوتے ہیں۔

۳؎ مرزا کا شعر ہے کہ (ازالہ اوہام ص۱۵۹، خزائن ج۳ ص۱۸۱)

آنرا کہ حق بجنت خلدش مقام داد | چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

اگر بالفرض موت مسیح بھی ہو چکی ہو تو پھر آنا کیا محال ہے۔ اس جنت خلد سے باہر آنا تو بعد از قیامت خلاف وعدہ ہے۔ ابھی وہ جنت خلد کہاں جنت کی خوشبو اور ہوا وغیرہ راحتیں اور بات ہیں۔

۴؎ مرزا (ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم | عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابہ منبرم

۵؎ **وما علمناه الشعر وما ینبغی له** شعرگوئی صاحب الہام کا کام نہیں مرزا ملہم ہوکر شاعر بھی ہے۔ لیکن اس میں بھی ناقص غیور اور وہم بہ تشدید یا وسکون ہاصحت لفظے کے شاہد ہیں الہام کی سند یہی شعر یا آیات قرآن بہ تحریف یسیر۔

۶؎ مرزا (ازالہ اوہام ص۷۵ و۱۷۷، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

گرہم چو خاک پیش تو قدرم بود چہ باک | چوں خاک نے کہ از خس وخاشاک کمترم

۷؎

واللہ کہ ہچو کشتی نوحم ز کردگار | بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

بدبخت آں کہ پانہد اندر سفینہ ات
باحمل کفروبدعت وبشکستہ لنگری

انکار قدرت از رہ ابعاد میکنی
رہن تعجبی بتقضائے نیچری

نیچر فسون کفر بروح تو در ومید
ناممکن ست رفعت ایں جسم عنصری

منکر ز رفع عیسیٰ ومعراج احمدیؐ
بر رد دین ز کوری نیچر مشدی جری

روحت نشان ز عیسیٰ مریم نیافت ہیچ
تا ہجدہ سال گشتہ دریں چرخ چنبری

اے مرغ پائے بستہ بدام ہوائے نفس
کے بر ہوائے علم روحانیاں پری

ضعف دماغ ودور مرض کردہ فانیت
باایں تمام درپے تجدید بستری

منکر شدہ ز ختم نبوت حواریت
تاگسترد برائے تو فرش پیمبری

حکم ایدت ز چرخ ورسانیش بر زمیں
با انبیاء سابقہ در وحی ہمسری

اکنون بگو رسالت حق چیس غیر ازیں
البتہ حسب قول خودت سخت کافری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بقاضی الحاجات

الٰہی گنہ گارم وبندۂ ام
ز بار ندامت سر افگندۂ ام

نخست از عدم دا دی از ادیم
بانواع رحمت شرف دادیم

بس اینست فضلت کہ انسان شد
پس آں کہ مشرف بایماں شدم

عطا کردیم ہرچہ بائیستی
گدا را غنا دادہ اے غنی

بفضل تو چوں کہترے گشت مہ
غنائے دلی بیشتر زاں بدہ

بکولی ضیائت مرا راہ دہ
بہر دو جہاں عزت وجاہ دہ

بکارے زیاں کار گردانیم
بفضل توزاں باز گردانیم

توئی کافر بدی مرا زابگل
دگر رہ نگردانیم پابگل

بود مشرقین از تو ہم معربین
سبکدوش گردانیم از ہاد دین

کجا اوفتم چوں ہنر نیستم
کہ جز تو پناہ دگر نیستم

ز فضل قدیم تو دلبرم امید
کہ وقت حلیم رسانی نوید

قبول ست گرچہ ہنر نیستش — کہ جز ما پناہ دگر نیستش
چو زیجا فتد رخت بردن مرا — بنامت بود جاں سپردن مرا
دراں دم تراا خوانم وجاں دہم — سر شرق بر خط فرماں نہم
چو بنہد در گور تنہا مرا — سپارند زیر کفنہا مرا
بود رحمت مونس وغمگسار — جواب نکیرینم آموز گار
بخسپم ازاں پس دراں تنگ جا — بدل شادماں ہمچو نوکتخدا
چو بیدار گرداندم نفخ صور — ترا یابم از بہر عصیاں غفور
چ روحم وگربارہ آید بہ تن — بداماں احمدؐ بود دست من
بیشرم بود وزغ بردست است — بگیرم عملنامہ در دست راست
پس آئیم باہل اقرء وابر زباں — بجمد تو شیریں دہاں تیرزباں
جگر گوشہا دادی اے بے نیاز — ولے چند ازاں ہاگیرفتی تو باز
منم راضی وصابر ومحتسب — تو دانی چہ دارم بدل فاستجب
دل من بہ نعم البدل شاد کن — بلطف از غم وغصہ آزاد کن
ز ازواج واولادم اے ذوالمنن — بود ہر یکے قرۃ العین من
بفضلت بود حزب اہل تقی — من بندہ آں خرب را پیشوا
براہ تو از صدق پویاں روند — ہمہ باقی صالح من شوند
جگر پارہائے کہ رفتند پیش — زمجوری شاں ولم ریش ریش
خداوندگار امن ناتواں — بحشرز حکمت چو آئم رواں
بیایند وگیرند امان من — شفاعت گر از بہر عصیاں من
وزاں جا کشندم بسوئے بہشت — بود منزل من بکوئے بہشت
تو پروردگاری دآمرزگار — عذاب جہنم زمن دور دار
عذابش بود بدترین عزام — کہ زشت ست آں مستقر ومقام
بدنیا وعقبیٰ نکوئی دہم — مبادا باتش قدم درنہم

ولم کج مکن وچوں نمودی رہم — میفگن چو برداشتی از چہم
بہ بخشائی ورحمت کن از نزد خویش — نباشد کسے از تو بخشندہ بیش
مکن اخذ بر خطا ونسیان من — منہ زیربار گراں جان من
میفگن بمن بارے از جنس آں — کہ افگندہ بودی بہ پیشینیاں
بمن عفو وغفران ورحمت بریز — توئی کار سازم بوقت جہیز
بقوم مخالف بکن نصرتم — بغایت ضعیفم بد قوتم

غزل

جس نے احمد کی بشارت ہی ابھی پائی نہیں — ہاں وہ کہلائے مسیح لیک عیسائی نہیں
وہ خدا کیوں کر ہو جس کی زندگی کہانی پہ ہو — اے مسیحی سچ ہے تجھ سا کوئی سودائی نہیں
کیا خدائی ہے پیا ماں کے شکم میں خون حیض — اور سولی[1] سے بھی آخر مخلصی پائی نہیں
خالق ومخلوق میں جو کر نہ سکتا ہو تمیز — دیدۂ دل میں ذرا بھی اس کے بینائی نہیں
ہے تسلی قبر میں خود لائیں گے منکر نکیر — اس لئے تصویر جانا ہم نے کھچوائی نہیں
کس سے کھچ سکتی وہ صورت دست خالق کے بغیر — اس لئے تصویر جانا ہم نے کھچوائی نہیں
خواب میں دیکھیں گے تا تلبیس شیطانی نہ ہو — اس لئے تصویر جانا ہم نے کھچوائی نہیں
ہم کو ازبر یاد ہے وہ حلیہ بمثل خوب — اس لئے تصویر جانا ہم نے کھچوائی نہیں
خاصۂ اسلام کا ہے سعدیا اس بن نہیں — ذات موئی کے لئے اثبات یکتائی نہیں

تمت

[1] الزاماً للنصاریٰ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

گیدڑ نامہ

حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

غلام قادیاں دجال ہوگا ۱۳۰۳

مثنوی کا قصہ عجب شہنشاہ ہے + قادیانی مرزا کے حسب حال

جسجگہ ہے اسکی غداری کا حال + نقل ہے اک شوخ ہشیاری کا حال

بوم و شپر کا ہے قصہ برمحل + اور پھر سب کا خلاصہ اک غزل

ہے یہ فوٹو میرزا کے حال کا + حال دیکھو وقت کے دجال کا

نام

گیدڑ نامہ

شائع ہوگیا

خوب مطبوع طبائع ہوگیا

نظم و نثر سعدی امیدوار + ہو قبول درگہ پروردگار

پہلے جسکے ہاتھ کا ثاقب شہاب + کھا کے کاذب کو نہیں آئی ہے تاب

ماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ ہجریہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نظامی پریس لودیانہ میں منشی وجیہ الدین صاحب کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ونعت

نام لے اللہ کا جو اے زبان
ہے نہایت رحم والا مہربان

حمد خالق میں دلا کر کے سجود
مصطفیٰ پر بھیج تسلیم ودرود

اصل میں ہادی وہی ہے پاک ذات
اس نے سکھلائے ہیں ایمانی صفات

حکم خالق سے ہے اس کا ہم پہ حق
اس سے ہم سیکھے ہیں ایمانی سبق

ورنہ ہم کیا جانتے اللہ کو
کیا سمجھتے اس کی سیدھی راہ کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناقب صحابہ

اس کے حکموں کے مبلغ ہیں جو مرد
دین کا ہر دم تھا جن کے دل میں درد
افضل امت وہ اصحاب نبی
جن کو پروا تھی نہ جان ومال کی
ہر گھڑی تھے جاں نثار مصطفیٰؐ
ہر طرح خدمت گزار مصطفیٰؐ
راہ دیں میں اس قدر ثابت قدم
بیشتر ایماں تھا جن کا دم بدم
تھی سمعنا اور اطعنا جن کی بات
حق نے بخشے تھے جنہیں پائے ثبات
حکم بے چون و چرا تھے مانتے
جو پیمبرؐ کو تھے سچا جانتے
سیر اقصیٰ کی خبر سن کر کہا
وہ کہے سیر فلک تو شبہ کیا
منحرف حکم نبی سے دیکھ کر
اک منافق کا اتارا تن سے سر
کافروں کے غول میں تنہا گئے
راہ حق میں جانب بطحا گئے
جن کے دل کو یہ نہ تھا ہرگز قبول
لکھ کے کاغذ پر مٹے لفظ رسول
ان کے تابع تھے جو باطرز حسن
جن سے راضی ہے خدائے ذوالمنن
سب کے سب تھے خیرخواہان رسول
ان پہ ہو باران رحمت کا نزول
حق نے ہم پر یہ بڑا احسان کیا
بھیجا احمدؐ ہادی کل مصطفیٰؐ
چاہئے اے دل توکل اس پہ بس
یاد رکھ اللہ بس باقی ہوس
مصطفیٰؐ ہادی کے فرمانوں پہ چل
بس اسی میں خوش ہے وہ عزوجل
نیچری دجال اب جتنے ہیں یہ
آخر ایام کے فتنے ہیں یہ
ان کے دھوکوں میں کبھی آنا نہ تو
غیب پر ایماں سے گھبرانا نہ تو

خبر دجاجلہ

دی بخاری اورمسلم نے خبر[۱] ہے یہ قول حضرت پیغامبرؐ
ہوں گے دجالون کذابون تیس مدعی پیغمبری کا ہر خسیس
ان دنوں ان میں سے اک ظاہر ہوا ہے نبوت[۲] جس کا اصلی مدعا
باوجود آں کہ ہے اکثر علیل بنتا ہے عیسیٰ ابن مریم کا مثیل
نسل چنگیزی میں ہے پیدا ہوا باپ ہے جس کا غلام مرتضٰی
اب بنا جاتا ہے نسل فارسی[۳] آتی ہے تاتار سے کچھ عار سی

۱؎ ’’قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلّھم یزعھم انه رسول اللہ. متفق علیه ‘‘ قیامت سے پہلے قریباً تیس جھوٹے دجال آئیں گے ان میں ہر ایک اپنے آپ کو خدا کا پیغمبر خیال کرتا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۲؎ ’’اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خداتعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں...... ’’فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی ‘‘ (توضیح ص۱۸،۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

اس تمام تحریر میں اگرچہ بہت بل کھائے ہیں لیکن آخر محدث اور نبی ایک ہی بنا دیا ہے اور اصل مدعا بھی یہی ہے کہ کسی طرح نبی بنوں اور تاکہ حدیث نبیؐ ’’لاتقوم الساعة ‘‘(الحدیث) کا مصداق صحیح ہو جائے۔

۳؎ ’’تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا...... پس خداتعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی (یعنی مرزاقادیانی) ہے چاہو تو قبول کرو۔‘‘ (فتح اسلام ص۱۴،۱۵ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۰)

کہتا ہے حملے ہیں زور آور مرے — آسماں پر ہیں ملک یاور مرے
خود نبیؐ[۱] نے کافروں سے برملا — انما الأیٰت عنداللہ کہا
پر یہ جھوٹا دیکھو ہے کتنا جری — مدعی آیات کا اور نیچری
اس کے فتنوں سے خدا کی لے پناہ — کر دعا اللہ سے شام ویگاہ
خوف یا غم تو نہ کچھ کھانا کہیں — کیا[۲] پڑھا لا یفلح الساحر نہیں
راہ دیں میں چل دلا ببرا نہ تو — سن کے گیدڑ بھبکیاں گھبرا نہ تو
روم کے صوفی صافی مولوی — اک جہاں کہتا ہے جن کو معنوی
مثنوی میں لکھتے ہیں ذکر شغال — ہے سراپا میرزا کے حسب حال

۱؎ ’’وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الأیٰت عنداللہ وانما انا نذیر مبین‘‘ (العنکبوت:۵۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کافروں نے کہا اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے نشان کیوں نہیں اترتے تو کہہ دے نشان تو اللہ ہی کے پاس ہیں میں تو صرف کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔

اب میرزا کی جرأت دیکھو کہتا ہے ’’میں چالیس دن تک نشان دکھلا سکتا ہوں۔ انبیاء میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘ (اشتہار میرزا مؤرخہ یکم/اگست ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۲۹ حاشیہ)

حضرت خاتم الانبیاء کو تو یہ حکم کہ کہہ دے نشان تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میرزا کہتا ہے کہ میں چالیس دن کے اندر نشان آسمانی دکھلا سکتا ہوں۔ گویا اللہ نے اس کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے۔ حقیقت میں یہ محض دھوکا ہے۔ مدت سے یہ وعدے کرتا ہے اور اب تک خاک بھی نہیں دکھلا سکا۔ کچھ نہ کچھ حیلہ بہانہ کرکے ٹال دیتا ہے۔

۲؎ ’’قال اللہ تعالیٰ ولا یفلح الساحر حیث اتی‘‘ (طٰہٰ:۶۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جادوگر جہاں آتا ہے مراد کو نہیں پہنچتا۔ یعنی آخر ذلیل ہو جاتا ہے جیسا کہ فرعون کے جادوگر عصائے موسوی کے سامنے کچھ نہ کر سکے اس سے پہلے جو کر چکے سو کر چکے۔

حکایت

رنگ کے خم میں شغال اک گر پڑا کچھ ذرا سی دیر اس خم میں رہا
نکلا اس سے ہو کے جب کچھ نیلگوں دل میں یوں سمجھا کہ میں طاؤس ہوں
نیل میں جب پشم رنگیں ہوگئی دھوپ سے وہ رنگ چمکے اور بھی
جب لگا اپنا تلوّن دیکھنے آیا اپنے بھائیوں کے سامنے
سب ہوئے حیران یہ حالت دیکھ کر پوچھا اس سے خوش ہے تو کیوں اس قدر
کس خوشی میں تو الگ ہم سے ہوا کبر ونخوت کس بنا پر بے حیا
خوش دلی ہے یا کوئی حیلہ ہے یوں تو جو سبز وسرخ اور پیلہ ہے یوں
یوں نہ جب تو آ سکا بر روئے کار کی یہ کیا بی شرمی آخراختیار
یہ نکالا تو نے مکاری کا طور تا تری حالت پہ حسرت کھائیں اور
اک عجب صورت میں تجھ کو دیکھ کر تیری خدمت کے لئے باندھیں کمر
سن کے طاؤس خیالی نے کہا تم تو اندھے ہو بتاؤں تم کو کیا
مجھ کو دیکھو اور میرے رنگ کو مجھ سا بت بت خانہ میں دیکھا نہ ہو
کیا ہی مثل باغ رنگا رنگ ہوں حکم مانو مجھ سے ہو سرکش نہ یوں
شان وشوکت آب وتاب ورنگ سے فخر دنیا رکن دیں سمجھو مجھے
مظہر لطف خدائی ہوں میں آج لوح شرح کبریائی ہوں میں آج
اب مجھے گیدڑ نہ سمجھو گیدڑو چشم دل کھولو نہ دھوکے میں پڑو
تم نے دیکھا ہے کوئی مجھ سا شغال ہو میسر جس کو یہ حسن وجمال
ہو گئے سب گیدڑ اس کے پاس جمع جیسے پروانے ہوں گردا گرد شمع
پھر لگے کہنے کہ سمجھیں کیا تجھے بولا اب طاؤس سمجھو تم مجھے
سن کے حیرت سے ہوئے سب حرف زن مور ہیں مصروف گلگشت چمن
تیرا جلوہ بھی کہیں ہے باغ میں یاں تجھے ہم مور کیوں کر مان لیں

بانگ طاؤسی بھی ہے، بولا نہیں
بولے اب کیوں کر کریں تیرا یقیں

مور تو ہرگز نہیں اے بوالفضول
ایسا بیہودہ نہ دے دعوے کو طول

قدرتی سب رنگ ہیں طاؤس کے
موران رنگون سے تو کیا ہوسکے

ہاں سنا پرواز کی کچھ بات تو
رہتا ہے غاروں میں کیوں دن رات تو

تو ہے چوہا یہ مگر طاؤس طیر
ہے میسر کس طرح تجھ کو وہ سیر

مور کیوں کر بن سکے گیدڑ سے تو
کاٹ دو ٹانگوں کو اپنی جڑ سے تو

اور اڑنے کے لئے بازو لگا
پھر کسی اونچے شجر پر بیٹھ جا

اک دم زیبا کسی سے مانگ تو
ظاہراً کچھ تو بنا لے سانگ تو

ہے اگر دعویٰ دلیل اس کی دکھا
بیٹھ ہٹ گردن کو کھجلا گو نہ کھا

جب لتاڑا اس کو ہم جنسوں نے یوں
رہ گیا خاموش نادم سرنگوں

میرزا کی ہے یہی بالکل مثال
رنگ کچھ کچھ لایا تھا مثل شغال

خواب جو ایک آدھ سچا ہوگیا
چوں بنا صیاد[1] دخ دخ بول اٹھا

دل میں سمجھا میں بھی ملہم بن گیا
آخر کار ابن مریم بن گیا

حرص دنیاوی نے بلعم کردیا
افترا برحق نے اظلم کردیا

وحی اور الہام کا دعویٰ کیا
وحی بھی مانند وحی انبیاء

[1] ابن صیاد ایک یہودی کاہن تھا جو کہانت کرتا اور کچھ جھوٹی باتوں میں ایک آدھ سچی ملا کر لوگوں میں بیان کرتا تھا اور اسی طرح اس کو اپنی نبوت کا گماں ہوگیا۔ ایک دن جناب رسول خدا ﷺ اس کو کسی راہ میں مل گئے۔ پس آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے ایک بات دل میں چھپائی ہے (اس وقت آں حضرت کے خیال میں آیت: **یوم تاتی السماء بدخان مبین ۔ الدخان:۱۰** تھی) اس نے کہا دخ۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھٹکار ارہ تو اپنے اندازہ سے نہیں بڑھ سکتا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن کاٹ دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے۔ اگر یہ وہی ہے جس کا تجھے اندیشہ ہے تو ہرگز اسے قتل نہ کر سکے گا۔ (کیونکہ اس کے قاتل عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام)

مرزا کا نشانِ مسیحیت

مثل طاؤس خیالی مرزا — خود بخود دل میں مسیحا بن گیا
رنگ اور بالوں سے کھایا اشتباہ — دیں وایماں کر لیا اپنا تباہ
ہمنشیں میرزا کی ہیں جو بزم کے — گیدڑوں سے بھی گئے گزرے ہوئے
پوچھتا ان میں سے کوئی بھی نہیں — تیرے دعوی پر کریں کیوں کر یقیں
تجھ سے رنگ ومو کے ہیں لاکھوں بشر — میرزا نازاں ہے تو کس بات پر
رات[1] دن تیری معیشت اور ہے — کل سے تجھ کو آج علت اور ہے
سخت گوئی ہے تیری تحریر میں — حیلہ جوئی ہے تیری تقریر میں
تجھ کو نسبت خلق عیسیٰ سے ہے کیا — زشت گفتاری ہے تیری برملا
جب[2] ملے اک چور سے عیسیٰؑ نبی — اپنی چشم پاک کی تکذیب کی
پر تری آنکھوں میں اے مکار کور — عالمان دیں دغا باز اور چور
خلق عیسیٰ ہے نہ خلق عیسویؑ — تو مثیل اس کا ہے کیوں کر اے غوی
پیٹ کی خاطر ترا سب تارو پود — امت احمد کو تو سمجھے یہود

صفات اہل اسلام

جو خدا کو جانتے ہیں لاشریک — جان ودل سے مانتے ہیں لا شریک
مصطفیٰؐ کی سنتوں پر ہیں فدا — حق سے مستغفر ہیں تائب ہیں سدا
از سر تحقیق ہیں اس کے مقر — مالک اپنے خلق پر ہے مقتدر
ساری مخلوقات کی موت و حیات — اس کی قدرت کو ہے اک ادنیٰ سی بات

۱؎ کتابوں کے بہانے سے ہزاروں روپے کھا گیا ہے۔ چنانچہ رسالہ (فتح اسلام ص۴۹، خزائن ج۳ص۲۹) میں دس ہزار روپیہ آنے کا قائل ہے۔ ضعف بیماری اور دوران سر مشہود ومشہور ہے۔

۲؎ ’’عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال رأی عیسیٰ ابن مریم رجلاً یسرق فقال له اسرقت قال کلّا والذی لااله الا هو فقال عیسیٰ اٰمنت باللّٰه و کذبت عینی ‘‘(البخاری) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا اور فرمایا کیا تو نے چوری کی اس نے کہا اللہ کی قسم نہیں تو جناب روح اللہ نے کہا میں اللہ کو مانتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھوٹا جانتا ہوں۔

جس کو چاہے زندگی دے جس قدر
کیا ہے عمر نوحؑ وادریسؑ وخضرؑ

مکتفی ہے ذکر اصحاب الرقیم
از برائے عبرت قلب سلیم

دیکھ پڑھ کر قصۂ اصحاب کہف
زندگی میں حصہ اصحاب کہف

قول حق میں ھم الوف تم پڑھو[۱]
اور موتوا ثم احیاء ھم پڑھو

دیکھ قرآن آیت اور کالذی[۲]
سو برس کے بعد پھر دی زندگی

کھانا پینا سب رہا وہاں برقرار
ہڈیوں کی ہو گیا ڈھیری حمار

ہڈیوں کو پھر ملایا سامنے
گوشت بھی ان پر چڑھایا سامنے

ہیں یہ سب احیائے محشر کے ثبوت
پاک ہے وہ ذات حیٌّ لا یموت

منکر احیائے موتیٰ نیچری
کافر مطلق ہیں وقف خود سری

مصطفیٰ کو عرش وکرسی تک دکھائے
چرخ چارم پر مسیحا کو بٹھائے

ایک دم میں جائیں اور آئیں رسولؐ
ملتوی ہو ابن مریمؑ کا نزول

ہیں سبھی معراج کو حق جانتے
رفعت عیسیٰ کو ہیں سچ جانتے

ہر جگہ اسرار حکمت ہیں نہاں
ہوتے ہیں سب وقت پر اپنے عیاں

کس قدر گندے ہیں تیرے اعتقاد
جن سے ڈالا دین میں تو نے فساد

۱؎ ’’الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون‘‘ (البقرہ:۲۴۳) خداتعالیٰ فرماتا ہے تو نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو موت سے بچنے کو گھروں سے نکل پڑے اور وہ ہزاروں تھے تو اللہ نے ان کو کہا مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ کر دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل رکھتا ہے ولیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

۲؎ ’’او کالذی مر علی قریۃ تا آخر آیت‘‘ (البقرہ:۲۵۹) یا جیسے وہ شخص کہ گزرا ایک شہر پر اور وہ اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا۔ کہنے لگا خداتعالیٰ اس مردہ شہر کو کیونکر زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو سو برس کے لئے مار دیا پھر اس کو اٹھایا۔ پوچھا تو کتنی دیر رہا۔ وہ بولا ایک دن یا کم۔ فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے، اپنا کھانا اور پینا دیکھ کچھ نہیں سڑا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کیا حال ہے) اور ہم تجھ کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنایا چاہتے ہیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ ہم کس طرح ابھارتے ہیں۔ پھر اس پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب یہ سب کچھ اس پر ظاہر ہو گیا کہنے لگا اب میں نے یقیناً جان لیا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

میرزا کے عقائد

لیلۃ القدر[۱] استعارہ ہے فقط
در حقیقت رات کہنا ہے غلط

اک زمانہ ہے یہ جس کا ڈھنگ ہے
ظلمۃً جو رات کا ہمرنگ ہے

وہ احادیث رسولؐ مجتبیٰ
جن میں ہے ذکر شب قدر آچکا

گرچہ ثابت ہیں بانداز صحیح
ان سے تو منکر ہے اے نقلی مسیح

گو براہین[۲] میں تو اس کا تھا مقر
اب وہی اقرار ہے تجھ کو مضر

اس لئے برعکس اب قائل ہوا
نیچریت کی طرف مائل ہوا

تھا نزول[۳] ابن مریم کا مقر
اب عدم پر ہورہا ہے تو مصر

انبیاء سارے بنائے مزمرسٹ[۴]
ہے مزین ملحدوں کی تجھ سے لسٹ

خود علیل الطبع رہتا ہے سدا
تونشان[۵] لوگوں کو دکھلائے گا کیا

۱؎ ’’اس زمانے کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔‘‘ (فتح اسلام ص۵۴، خزائن ج۳ ص۳۲)

۲؎ ’’یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۳۵۱، خزائن ج۱ ص۴۱۸)

۳؎ ’’**عسٰی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیراً** ‘‘ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفع اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہ کریں گے...... حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے...... یعنی اس وقت جلالی طور پر خداتعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کررہا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱، ۶۰۲ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

۴؎ مزمرسٹ (Mesmerist) مزمرزم (Mesmerism) کا عمل کرنے والا مزمرزم کے معنی انگریزی میں اپنی خیالی قوت سے دوسرے شخص کو کچھ دکھلا دینا جو واقع میں نہ ہو یا دوسرے کی طبیعت پر کسی طرح کا اثر ڈالنا۔

۵؎ عمل مزمرزم کرنے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ صحت بدنی کامل ہو ورنہ عمل نہیں چل سکتا اور مرزا کا مریض رہنا طشت از بام ہے یہ بیچارہ اس سے بھی ناکام ہے ورنہ اب تک شاید کچھ کر کے دکھلاتا بھی۔

دیکھ تو تمہید[۱] ہشتم کو ضرور
ہے ولی سے خرق[۲] عادت کا صدور
خرق کو کہتا ہے اب ممکن نہیں
تو ولی حق تو کیا مومن نہیں
تیرا انکار[۳] احادیث صحاح
ہو گیا معلوم چوں نقد صراح
تجھ کو گنجائش نہیں انکار کی
خارج از سنت ہو ایک بارگی
جھوٹ[۴] ہے تیرا بخاری پر یقین
مانتا اس کی روایت کیوں نہیں
گر زیادت[۵] فی القصص جائز نہ ہو
چاہئے تفسیر پھر ہرگز نہ ہو
گزرے ہیں جتنے امام المسلمین
نسخ فی الاخبار[۶] کے قائل نہیں
اس کے لکھنے سے تجھے کیا فائدہ
دھوکہ بازی کا بچھایا مائدہ
تاکہ سمجھیں غیر مذہب کے جھول
ہے مسلمانوں کا مذہب کیا فضول
حیف ہے اس دعویٰ تجدید پر
تو تو اک دجال ہے یا بے خبر
کیا یہی تفسیر قرآن ہے تیری
تو محدث کب سے ہے مفتری

۱ (تمہید ہشتم براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳)

۲ ’’جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے وہ حقیقت میں اس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ امت ہے۔‘‘ (حوالہ مذکورہ)

۳ مباحثے میں احادیث صحاح پر جو صحیحین میں مروی ہیں اور جن میں معراج نبوی کا ذکر ہے بہت کچھ اعتراض کئے ہیں جیسے غیر مذہب کے لوگ کرتے ہیں۔

۴ (اشتہار یکم راگست ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۲۹) میں عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہتا ہے: ’’مگر بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ یقین رکھتا ہوں اور واجب العمل مانتا ہوں۔‘‘

۵ پھر کہتا ہے: ’’ہاں! صرف اتنا کہتا ہوں کہ قرآن کریم کے اخبار اور قصص اور واقعات ماضیہ پر نسخ وزیادت ہرگز جائز نہیں۔‘‘ (حوالہ مذکورہ)

یہ ایک دھوکہ ہے زیادت تو تفسیر میں ہوتی ہی ہے اگر مجمل قصے کی تشریح کی جائے تو کیا خرابی ہے خرابی اس وقت ہے اگر بیان شدہ بات کے خلاف تشریح میں بیان کیا جائے۔

۶ یہاں میرزا نے لفظ نسخ محض اکابر وائمہ سابقین پر عیب لگانے کی غرض سے لکھا ہے۔ ورنہ ہر کس وناکس جانتا ہے کہ نسخ فی الاخبار ممکن ہی نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے یا اس کے رسولوں نے جو خبر ایک دفعہ دی۔ ممکن ہی نہیں پھر اس کے خلاف کہہ کر پہلی خبر کو منسوخ کردیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مسلمان آج تک اس کا قائل نہیں۔ یہ مرزا کی چالاکی ہے کہ عوام کو دیکھ کر سمجھیں کہ مرزا کی مخالفت سلف سے اس واسطے ہے کہ وہ نسخ فی الاخبار کے قائل تھے اور یہ جائز نہیں سمجھتا۔

میرزا کی تفسیر

جس جگہ قرآن میں آئے حدیث[۱] ہے وہ پیغمبر جو فرمائے حدیث
ہے[۲] جعلنا ھم احادیث آچکا اور[۳] فلیأتوا خدا فرما چکا
یاں بتا اس لفظ سے ہے کیا مراد کیا حدیث پاک ہے اے نامراد
شاعری کی دھن بھی ہے الہام میں تا کہیں استاد ہے ہر کام میں

میرزا کی شاعری

کلمہ[۴] تیرے منہ پہ ہے کیا نادرست ہے تیرے الہام کی بنیاد سست
لکھتا ہے کیوں کہ دہُم کو دہم[۵] تو میرزا بے شک ہے ابن الوہم تو
پڑھتا ہے غیور[۶] کیوں جائے غیور لفظ ہے مشہور بروزن غفور
نام حق تیری زبان پر ہے غلط تو ہو الہامی سراسر ہے غلط
تو کہاں کاذب کہاں شان مسیحؑ جانتا ہے آسمان شان مسیح

۱ قرآن کی تفسیر میں اگر کوئی حدیث پیش کی جائے تو کہتا ہے قرآن میں آیا ہے ’’فبایّ حدیث بعدہ یؤمنون ‘‘تم اس قرآن کے بعد کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۵۴، خزائن ج۳ص۴۵۳) یعنی قرآن ہو تو پھر کوئی حدیث نہ ماننی چاہئے۔ اس جگہ حدیث کے معنی حدیث نبوی لیتا ہے۔

۲ ’’فجعلناھم احادیث ومزّقنٰھم کلّ ممزق‘‘ تو ہم نے ان کو احادیث (یعنی افسانے کہانیاں) کر ڈالا اور چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ قوم سبا کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳ ’’فلیأتو بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین ‘‘تو چاہئے کہ لائیں ایسی (یعنی قرآن جیسی) کوئی بات اگر یہ (کافر) سچے ہیں (اس بات میں کہ قرآن کو رسول اللہ نے خود بنالیا ہے) ان آیات میں حدیث واحادیث کے معنی میرزا سے پوچھنے چاہئیں۔ ابھی کہتا ہے کہ میں بخاری پر یقین رکھتا ہوں۔

۴ قول فصیح میں مرزا کا ایک قصیدہ نقل ہے۔ اس میں ایک جگہ کہتا ہے: ’’از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ص۱۸۰) لام کلمہ کو غیر متحرک باندھا ہے۔

۵ پھر آگے چل کر کہتا ہے: ’’آں قبلہ رونمود بگیتی بچار دہم‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۶۰، خزائن ج۳ ص۱۸۱) یہاں لفظ دہم کی ہے کو غیر متحرک کر دیا ہے۔

۶ ایک جگہ کہتا ہے: ’’غیوریٔ خدا بسرش کرد ہمسرم‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۵۹، خزائن ج۳ ص۱۸۱) لفظ غیور (جو بروزن غفور اسمائے الٰہی میں سے ہے) کی یے کو مشدد لایا ہے۔

اس قدر ضعف[1] اور یہ حرص[2] نکاح ہوگی شاگردوں کو تجھ سے کیا فلاح

میرزا کا اشتہار نصرت دیں

زوجہ دیرینہ کو دے کر طلاق[3] کرتا ہے بیٹو کو محروم اور عاق
زوجہ نو کے لئے اتنا فساد بیوی اور بیٹوں سے یہ بغض وعناد
ایک سے ہے دیکھ لے آرام کیا جب ہوئیں دو کر سکے گا کام کیا
ہے کہاں سنت[4] یہ ابراہیم کی نفس نے ہے جو تجھے تعلیم کی
واں خیال نفس دل سے دور تھا حکم حق ہر حال میں منظور تھا
امّ اسحٰق ہو گھر میں ولے ام اسماعیل کو وادی ملے
وادی بے زرع[5] لیکن رشک طور جس سے اس امی نبیؐ کا ہے ظہور

۱؎ ضعف بھی دماغ میں ہے کہ دوران سر کا نہایت شاکی رہتا ہے۔''

۲؎ حرص نکاح اس قدر ہے کہ ایک نوعمر بیوی پرانی بیوی کے علاوہ موجود ہے اور اپنی برادری میں میرزا احمد بیگ کی لڑکی کی درخواست بڑے حیلوں اور دھمکیوں سے کر رہا ہے۔ چار پانچ سال ہوگئے ابھی خیال نہیں چھوڑا۔

۳؎ جب اپنے دونوں جوان بیٹوں کو دیکھا کہ اس نکاح ہونے میں ان کی رائے مخالف ہے اور ان کی ماں ان سے متفق ہے تو ایک اشتہار بدین عنوان خفیہ طور پر چھپوا کر ان کو ڈرانے کے لئے بھیجا۔ (اشتہار نصرت دیں وقطع تعلق از اقارب مخالف دین متین مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۱۹،۲۲۱ ملخص) علی سنۃ ابراھیم حنیفاً جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ: ''اگر میرزا کا بیٹا سلطان احمد اور اس کی ماں اس معاملے میں اس کے مخالف رہیں گے اور میرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح اور جگہ سے نہ روکیں گے تو میری طرف سے وہ عاق ہوگا اور اس کی ماں کو طلاق ہوگی اور اگر دوسرا بیٹا فضل احمد (جو احمد بیگ کی بھانجی اور علی شیر کی بیٹی سے بیاہا ہوا ہے) میرے خلاف منشاء کام ہونے کی صورت میں اپنی بیوی کو طلاق نہ دے تو وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔''

۴؎ اس طلاق بازی اور عاق سازی کا نام کم بخت نے سنۃ ابراہیم رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے فتنوں سے بچائے۔

۵؎ ''ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون '' اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد میں سے ایک کو تیرے ادب والے گھر کے پاس بن کھیتی میدان میں بسایا ہے۔ اے ہمارے رب تاکہ یہ نماز کو قائم رکھیں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور ان کو میوؤں میں سے روزی دے تاکہ تیرا شکر کریں۔ اپنے لخت جگر اور اس کی والدہ کو ان دعاؤں کے حصن حصین میں چھوڑا اور خود گھر کی راہ لی جہاں مشیت ایزدی نے پہلے ہی سب سامان بنائے ہوئے تھے۔

ہے جو اس بیت محرم کے قریب — ہو مجھے یا رب طواف اس کا نصیب
ایک گھر میں جب نہ دو کی نبھ سکے — یوں خلیل اللہ نے تدبیر کی
یاں زن[۱] نو سے تجھے آرام ہے — اور دیرینہ پڑی ناکام ہے
بلکہ اس پر جبر ہے ایک اور لا — ورنہ چل جس جا تیرا جی چاہے جا
میری جانب سے تجھے بائن طلاق — تیرے بیٹے فضل وسلطان دونو عاق
کچھ تو شرمندہ ہو دل میں اے مثیل — کیا یہ ہے سنت و راہ خلیل
ایک زن کے واسطے کنبہ تباہ — واہ وا نقلی مسیحا واہ واہ
اس قدر ضعف اور یہ دوران سر — تھا یہی عیسیٰؑ ابن مریم کا ہنر
ارے سگ بدشکل خارش کے مریض — مت پہن تو شیر کا چرم عریض
شیر کا نعرہ جو توں سن پائے گا — تیرا کتا پن وہیں کھل جائے گا
جائے پیش شیر گر کلب حریص — بھاگے چلّا تا ہوا ھل من محیص
بے ہنر گیدڑ ہے اے منحوس تو — مت سمجھ اپنے تئیں طاؤس تو
جب ترا طاؤس لیں گے امتحاں — خواری وزشتی تری ہوگی عیاں
تخرج الموتیٰ باذنی ہے عیاں[۲] — مکر ہے سب تیرے تفسیر وبیاں
تو نے بھی چوں عیسیٰ بن مریم ہے کیا — اکمہ وابرص[۳] کوئی اچھا کیا
خلق طیر[۴] عیسوی مشہور ہے — اور یہ سب قرآن میں مذکور ہے

۱ میرزا اس پرانی بیوی صاحب اولاد کو قادیان میں چھوڑ کر خود لدھیانہ میں براج رہا ہے۔

۲ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ہے: ’’اذ تخرج الموتی باذنی‘‘ یعنی میرا احسان یاد کر کہ جب تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔

۳ اور یہ بھی فرمایا ہے’’وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی‘‘ اور تو اچھا کر دیتا تھا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو۔ میرزا خود ہی دائم المریض ہے۔

۴ ’’واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنخ فیھا فتکون طیراً باذنی‘‘ اور یہ بھی یاد کر جب تو مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر اس میں پھونک مارتا تھا تو ہو جاتا تھا اڑتا جانور میرے حکم سے۔ ان سب معجزات عیسوی سے منکر ہے۔

چونکہ تجھ سے ہو نہ سکتے تھے یہ کام — استعاروں میں اڑا ڈالے تمام
معجزوں[۱] کا مدعی بنتا ہے تو — جھوٹ پر کیوں اس قدر تنتا ہے تو
بھر دیا ہے اشتہاروں سے جہاں — پر نشان آسمانی ہے کہاں
چلتا ہے دم بازیوں سے تیرا کام — خوب پھیلایا ہے مکاری کا دام
ہے کہاں تیری بشارت کا بشیر[۲] — اے تعیّش اور تفاخر کے اسیر

میرزا کی دھمکیاں

دھمکیاں دے دے کے احمد[۳] بیگ کو — اس کی دختر مانگتا ہے زشت خو
گر نہ دے گا جلد تو مرجائے گا — بیوگی کا اس کو صدمہ آئے گا
دیکھ اس کو اور سے مت بیاہنا — اپنی رسوائی نہ ہرگز چاہنا
اور تخویف علی شیر[۴] اس قدر — بیٹی جا بیٹھے گی تیری تیرے گھر
گر تو کروا دے نکاح اس گھر مرا — جان ودل سے ہوں میں فرمانبردار ترا
فضل احمد[۵] اب مرے قبضے میں ہے — پھر سمجھ لینا تیرے قبضے میں ہے

۱؎ اور خود کہتا ہے چالیس دن کے اندر نشان دکھلا سکتا ہوں کوئی میرے پاس آ کر رہے اور جب کوئی کہے کہ دکھلاؤ تو صاف ٹال دیتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص۱۹۰، خزائن ج۲ ص۲۳۹، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۱۸،۱۱۹)

۲؎ بشیر ایک لڑکے کا نام رکھا تھا جس کی بابت بڑے لمبے چوڑے اشتہارات دیئے تھے کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا اور ویسا ہوگا جہاں کو نور اور دین سے بھردے گا وغیرہ۔ جب وہ چھوٹا ہی سا مر گیا تو کہہ دیا کہ اب بھی دوستوں کو بہ سبب صبر کرنے کے باعث خیر عاقبت ہوا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۶۳ تا۱۸۸) ایسی بہت سی بیہودہ تاویلیں کرلیں۔

۳؎ دیکھو (اشتہار نصرت دین مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۱۹ تا۲۲۱)

۴؎ علی شیر میرزا کے بیٹے فضل احمد کا خسر ہے جس کی بیوی احمد بیگ کی بہن ہے۔ علی شیر اور اس کی بیوی کو ڈراتا ہے کہ اگر تم احمد بیگ کی بیٹی مجھے نہ لے دو گے تو میں اپنے بیٹے سے تمہاری بیٹی چھوڑوا دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور مخالف ارادہ اس کا بند کرادو گے تو میں بدل وجان حاضر ہوں۔

۵؎ ’’اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مان ان کا مال ہوگا۔‘‘

(خط مرزا علی شیر بیگ از لدھیانہ ۴؍مئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۵ تا۱۲۷)

تیری لڑکی اس کے گھر بس جائے گی — مال و دولت میرا ورثہ پائے گی
اس کو محرومی کی دھمکی ہے ادھر — اپنی بیوی کو نہ چھوڑے گا اگر
آج تک بیٹے کو سمجھایا نہ کیوں — اس کی آبادی کا دھیان آیا نہ کیوں
مجھ کو لڑکی دینے میں کیا ننگ وعار — کیا کہیں کا تھا میں چوڑھا یا چمار
مجھ کو خوار و روسیہ کرتے ہو تم — میری ذلت سے نہیں ڈرتے ہو تم
جن کی لڑکی تھا میں لینی چاہتا — گر بنا دیتے وہ میری بیاہتا
ہوتے جو اطفال اس کے پیٹ سے — بنتے میرے بعد سب وارث مرے[۱]
اب وہی فی النار کرتے ہیں مجھے — روسیاہ و خوار کرتے ہیں مجھے
ذلت اسلام سے ڈرتے نہیں — دین کی پروا ذرا کرتے نہیں
دشمنوں کو ہیں ہنسانا چاہتے — مجھ پہ ہیں خنجر چلانا چاہتے
اب میں اس پر صبر کرسکتا نہیں — ہوتا ہے دیوث[۲] مومن بھی کہیں؟
ہے یہ دیوثی نئی اے میرزا — تیری منکوحہ وہ مخطوبہ ہے کیا؟
ہیں کہاں چیلے جو مرزا سے کہیں — کیا ہوا یہ حضرت اقدس تمہیں
عشق میں ہے اس قدر بکواس کیوں — کھو دیا عزت کا اپنی پاس کیوں
تھی تمہارے ہی مقدر میں وہ گر — کیوں مچایا شور وغوغا اس قدر

۱؎ ’’اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔‘‘ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتا ہیں، ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ (خط مرزا علی شیر بیگ از لدھیانہ ۴؍مئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۵،۱۲۶)

۲؎ احمد بیگ کی لڑکی کے اور جگہ نکاح ہونے پر جو رضا مند ہیں، مرزا ان سے قطع تعلق کرتا ہے اور کہتا ہے: ’’ان سے تعلق رکھنا دیوّثی ہے (اور بمقام لدھیانہ مرزا نے ایک شخص کو انہیں معنوں میں مجبوراً دیوث بنا دیا) مومن دیوّث نہیں ہوتا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۱۹ تا ۲۲۱) ایسی دیوّثی کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی۔ اگر منکوحہ کی طرف کوئی نظر کرے تو اس پر صبر کرنا بے شک دیوّثی ہے مخطوبہ کا ایک خاطب پر بند ہو جانا کیا ضرور ہے جہاں اس کی رضا ہو وہاں نکاح کرے۔ پہلا خاطب دیوّث نہیں ہوسکتا۔

ایک ہی پیغام کافی تھا فقط
جب تمہیں ملنا تھا اس نے ہر نمط

بیوہ[۱] ہوکر آئے گی یا باکرہ
تجھ کو اب تک شک ہے اے واقف شرہ

یا تیرے ملہم کو شک ہے یا تجھے
پس تردد میں ہے تو ہر طور سے

ثیّبہ ہو کر تجھے ملنا ہے اگر
باکرہ کے واسطے کوشش نہ کر

بھائیوں سے اس طرح لڑتا ہے کیوں
آتش وذلت میں یوں پڑتا ہے کیوں

مطمئن ہوتا اگر الہام سے
اس قدر تشویش کیوں ہوتی تجھے

دھمکیاں یہ چال بازی ہیں فقط
بہر مطلب حیلہ سازی ہیں فقط

دھمکیوں میں آگئے گر سادہ دل
حسب شہوت پاس ہوجائے گا بل[۲]

میرزا کی تاویلیں

اور ہی سے وہ اگر بیاہی گئی
پھر بہانے اور ہیں باقی کئی

بیوہ ہوکر آئے گی اب میرے پاس
امر ربی سے نہیں کچھ جائے پاس

گر خدا ناخواستہ بیوہ ہو پھر
کل امر عند ربی قد قدر[۳]

ہو مسیحائی سے تیرے لاکلام
فتح اسلام اور توضیح مرام

اور اگر پھر ہوگیا اس سے نکاح
دین ودنیا کے لئے ہوگی فلاح

گر رہے محروم ہی پھر یوں سہی
ہم نے مدت کی ہے کب تعیین کی

آخر اک دن لے رہیں گے ہم اسے
لائیں گے یہ دیں پرنم اسے

اور ہی سے گر دوبارہ عقد ہو
ہے وہ پہلا عذر کافی آپ کو

۱؎ اشتہار میں لکھا ہے کہ: ''وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خداتعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔'' (حوالہ مذکورہ)

۲؎ بل (Bill) انگریزی میں حساب کے کاغذ کو کہتے ہیں جو بوقت تحصیل زرپیش کیا جاتا ہے اگر روپیہ منظور ہوجائے تو کہتے ہیں بل پاس (pass) ہوگیا۔

۳؎ سب کام میرے رب کے نزدیک مقرر ہوچکے ہیں۔ کسی کا بیوہ ہوجانا کسی کا سہاگن رہنا۔ میرزا کی بدخبری کو اس میں کیا دخل ہے۔

یعنی اب کے بیوہ کر آئے گی
پھر تمنائے دلی بر آئے گی
یوں ہی ٹل جائیں گے کتنے ماہ وسال
آ کر اک دن ہو ہی جائے گا وصال
پھر کسی الزام جب خود چل بسے
ہیں یہ سب جھگڑے قضیئے زیست کے
حرص مال و جاہ میں تو غرق ہے
شہرہ اس کا غرب سے تا شرق ہے
سلسلہ بندی ہے کھانے کے لئے
حرص اتنی زر کمانے کے لئے
اپنے عیبوں کے لئے اے خر دماغ
انبیاء پر بھی غلط گوئی کا داغ[1]

میرزا اور پیر نیچری کا مقابلہ

نیچری سید ہے تو جس کا غلام
راہ پر جس کے ہے تو اب تیز گام
اس کے جو دینی مسائل ہیں غلط
یہ غلط اندیشی ہے اس کی فقط
کچھ اسے ذاتی طمع دل میں نہیں
جانتے یہ بات ہیں سب بالیقیں
مانگ کر اس نے کمایا جس قدر
مدرسے میں لا دیا ہے سربسر
گر کوئی چاہے کہ اس سے لے حساب
ایک پیسے پیسے کا لے لے حساب
اس کو اندیشہ نہ تھا کچھ پیٹ کا
یوں مجدد بھی اسے بننا نہ تھا
دعویٰ الہام بھی اس کو نہیں
کچھ محدث پن کی اس میں بو نہیں
مدرسے کا ایک ہے خدمت گزار
قوم کی ہے فکر دنیا میں فگار
راہ دیں میں چونکہ آگاہی ہے کم
اس لئے کھاتا ہے ٹھوکر دمبدم
نسبت اس سے تجھ کو ہے کس بات میں
فرق بیّن ہے بہت دن رات میں

[1] اپنے بشیر کے مرجانے اور دیگر پیشین گوئیوں کی غلطی کا الزام دور کرنے کے لئے انبیاء پر بھی ایسی غلطئیں تھاپتا ہے کہتا ہے کہ: ’’جب کہ پیشین گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔‘‘ یہ فقرہ یاد رکھنے کے لائق ہے خود مقر ہے کہ تمام امت نزول مسیح علیہ السلام پر متفق ومجتمع ہے۔ (قول فصیح از ازالہ ص۱۴۱، خزائن ج۳ ص۱۷۲)

تیری ہر دم مال مردم پر نظر / اس کا سرکاری وظیفہ بے ضرر
تجھ کو صبح و شام دمبازی سے کام / فکر اسے تعلیم کالج کی مدام
تجھ کو فکر سلسلہ بندی سدا / اس کو شوق انتظام اوقات کا
وہ مدارس اور مجالس کا مد / اور تجھ کو ایسے سب کاموں سے ضد[1]
اس کو لینا دینا سب کرکے حساب / تجھ کو کھا جانے کا چسکا بے حساب
جانتے ہیں سب تیرے ہر کام کو / ہے غضب تو خیر خواہ قوم ہو
مال دمبازی سے جو جیتا ہے تو / شیر مادر کی طرح پیتا ہے تو
جانتا ہے بے حساب آمد ہے یہ / عیش کرنے کے لئے کیا مد ہے یہ
کھا چکا نام براہین پر بہت / اور پھر احسان ہے دیں پر بہت
بہر بیعت دے رہا ہے اشتہار / تاکہ کچھ جاہل بنیں خدمت گزار

[1] (فتح اسلام ص۷۰، خزائن ج۳ ص۴۲) ''اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کے انجمنوں اور مدارس کے ذریعے سے کی جاتی ہیں اور (ص۶۹، خزائن ج۳ ص۴۱) میں ہے۔'' اس کی (میرزا کی) خدمت میں آؤ اور اس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو تا اگر خداتعالیٰ چاہے تو ان برکات کی بارشیں جو اس پر ہورہی ہیں اور حقانی وحی کے انوار جو اس پر اتر رہے ہیں ان میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔'' یہ صرف دمبازی ہے تاکہ جو کوئی آئے گا کچھ لائے گا مرشد کے پاس خالی ہاتھ کیا جائے گا۔ کیونکہ (ص۵۷، خزائن ج۳ ص۳۴) میں ارشاد ہوچکا ہے: ''میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو...... اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے...... لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا۔ تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔'' یہ ارشاد زیادہ تر قابل غور ہے کچھ کہا بھی نہیں اور سب کچھ کہہ بھی لیا۔ بھوپال کا ایک غائبانہ مرید کہتا ہے کہ میرزا ہزاروں روپے دے دے کر بلاتا ہے اور کوئی نہیں آتا اور یہاں حسب توفیق سب سے مانگا جاتا ہے۔ پیران نمے پرند مریدان مے پرانند۔

ہم ترے حالات اس[1] سے سن چکے
اب جو لکھتا ہے عزیز اپنا تجھے

ضعف سے تیرے تسلی ہے جسے
اب اعانت میں تعلّیٰ ہے جسے

خوب واقف ہے تیرے حالات سے
اب قسم کھا جائے گو ہر بات سے

گھر بگڑنے کا تھا جس کے دل میں طیش
رخنہ پڑنے کا تھا جس کے دل میں طیش

ملنے والے اس کو روکا کرتے تھے
زشت گفتاری پر ٹوکا کرتے تھے

کہتے تھے اتنی تو بے شرمی نہ کر
الحذر نواب ناصر الحذر

آپ کا رشتہ بہت نازک ہے یہ
اس قدر کھینچئے کماں اپنی نہ زہ

کہتا تھا آنکھوں کا دیکھا ہے یہ سب
کوئی بدظنی نہیں اس کا سبب

اب تری خاطر اسے منظور ہے
راست ہے اہل غرض معذور ہے

یہ لحاظ اس کا تجھے منظور تھا
اشتہار نصرت دیں یوں چھپا

خاص چیلے بھی تھے اس سے بے خبر
یا تھی سب نے جھوٹ پر باندھی کمر

جب کبھی مضمون کا ذکر آ گیا
سن کے استبعاد سے حاشا کہا

جرم فرزند وزن فرزند کا
کیا ہے اسلامی شریعت میں بتا

یہ بہو پر ظلم بے موجب طلاق
لخت دل ورثے سے محروم اور عاق

[1] وہ میرزا ناصر نواب نقشہ نویس خسر مرزا ہے جس نے بہت سی میرزا کی پردہ دری اور افشاء راز کر کے میرزا کی مریدی اختیار کی اور اپنے رجوع نامے میں عزیزی میرزا لکھ کر پکارا ہے جس کے پہلے خلاف کی وجہ ایک ذاتی غرض تھی اور اب رجوع میں بھی ویسے ہی غرض۔ مخالفت وہ کہ ہمارے سامنے میرزا کے متعلق بے شرمی کی باتیں کیا کرتا تھا اور سب دوست منع کرتے تھے۔ جب وہ سلسلہ نکاح دختر احمد بیگ بند ہوگیا اور دو تین برس گزر گئے تو آپ مرید بن گے لیکن بدقسمتی سے انہیں دنوں میں میرزا کی دبی آگ پھر سلگ اٹھی۔ اشتہار نصرت دیں خفیہ خفیہ چھاپ کر بھیجا گیا پیچھے ان کو خبر ہوئی لیکن اب ہاتھ میں ہاتھ دے چکے۔ نہ ادھر کے نہ ادھر کے۔ بیوی نے وقت بیعت کہا بھی تھا کہ اب تم میرزا کی بیعت کرتے تو ہو مولوی محمد حسین کے سامنے جا کر یہ بیعت ٹوٹ جائے گی اور مقام روپڑ میں ایسا ہی ہوا اور میر صاحب نے سب کے روبرو اس بات کو ظاہر کیا۔ لیکن سامنے آئے تو پھر وہی لحاظ۔

میرزا کی فقاہت

گر ہے نافرماں ترا کافر نہیں — تیرا قاتل بھی نہیں از راہ کیں
تاکہ تیرے ارث سے محروم ہو — کیا کہیں تیرے نئے اسلام[1] کو
کیا یہی تجدید دیں ہے مرزا — حسب خواہش آتی ہے وحی خدا
اشتہار نصرت دیں لکھ دیئے — اور یہ سب زوجۂ نو کے لئے
تجھ کو علم شرع دیں مطلق نہیں — زوجۂ دیرینہ پر کچھ حق نہیں
زوجۂ نو تجھ کو لا کر دے کہیں — تو بتا بکتے ہیں کیا بردے کہیں
ماں پہ سوکن لا کے دیں بیٹے تجھے — یہ نہیں بیٹوں پہ حق اسلام کے
تو جو کچھ چاہے کر اپنے لئے — جنگ کیا ہے زوجہ و اولاد سے
تجھ پہ کیا نازل بلا کرتے ہیں وہ — سچ تو ہے تیرا بھلا کرتے ہیں وہ
تجھ کو مارا اس شغالی رنگ نے — دل میں جب خواہش ہوئی ملہم بنے
ارفع واعلیٰ ہے شان انبیاء — تو نے اے دجال انہیں سمجھا ہے کیا
کیوں ارے دجال یہ ناموس کیا — تو ہے گیدڑ بنتا ہے طاؤس کیا
تو جو طاؤسوں میں جا نکلے کہیں — خوار ورسوا ہو گرے رو بر زمیں
تیرے ساتھی رکھتے گر عقل شغال — تجھ کو سمجھا دیتے اے نقل شغال
پر انہوں نے کہہ کے آمنا[2] تجھے — کر دیا آسان بنی بننا تجھے

[1] مورث کا قاتل ورثے سے محروم ہوتا ہے یا وارث مرتد ہو جائے، میرزا کے بیٹے ان دونوں جرموں سے تاحال بری ہیں۔ مرزا نے کس قاعدہ شرعی سے ان کو محروم الارث ٹھہرایا ہے۔ خود ہی کہا کرتا ہے کہ علماء مجھ کو اختلافی مسائل میں مختلف ہونے سے کافر کیوں بتاتے ہیں۔

[2] (قول فصیح ص۱۳) ''مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے نہایت عجز وفروتنی سے اس بلند قدر گرامی منزلت منزل من السماء کے آگے گردنیں رکھ دیں اور جب سنا کہ وہ اپنے آپ کو وحی والہام سے مشرف کہتا ہے آمنا کہا۔''

میرزا کا دام تزویر

جب مصدق اپنے دیکھے چند لوگ / عجب سے زائد ہو دل کا وہ روگ
بعض اہل علم سن کر بے دھڑک / بول اٹھے گمراہ تجھ کو یک بیک
احتیاطاً بعض نے روکی زباں / بعض نے تجھ پر کیا اچھا گماں
بعض نے تائید بھی کی تھی تری / تا حد امکاں حمایت کی تری
تو نے یوں سمجھا کہ پھیلا جال خوب / اب چلے گی میری روٹی دال خوب
ہوچکی ہے رہن ساری جائیداد / اب کٹیں گی رات دن حسب مراد
کھل گیا آخر ترا مکر لفیف / کیوں کہ بیشک مکر شیطان ہے ضعیف
تھے جو اہل علم منصف بول اٹھے / دیکھو جو کچھ برملا کہنے لگے
معتقد تیرے ہیں اعمیٰ یا شریر / دام میں ہرگز نہیں آتے بصیر

میرزا کے دو شاگرد و مرید

خاص و مخلص تیرے شاگرد و مرید / دیکھ تو ہیں کس قدر حق سے عنید
کیا ضمیمے[۱] میں ہیں پھکڑ بازیاں / کیوں نہ ہو تجھ سے جو ہیں ہمرازیاں
ہے مریدی اور شاگردی کا پھل / کذب میں کیا کیا زباں کھاتی ہے بل
گر حدیث[۲] عرض کا دیتے نشاں / یعنی لکھتے ہے بخاری میں کہاں

۱؎ ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ مورخہ ۱۲/اگست ۱۸۹۱ء دو ورق ۱۲ کالم ہیں بکواس کے سوا کوئی مطلب کی بات نہیں۔ میرزا کے وہ جھوٹ کو اخیر مباحثہ (واقعہ اخیر جولائی بمقام لدھیانہ) میں اس نے بولے اور وہ عام لوگوں پر ظاہر کر کے (اشتہار یکم/اگست ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۲۵ تا ۲۲۹) میں چھاپے گئے ان میں سے کسی کا رفع نہیں کرسکا۔ رسالہ الحق (جس کے پہلے ہی چار نمبر (الباطل) نکلے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور) کا وعدہ دیا اور اس میں بھی ان کا جواب کچھ نہیں۔ بجز ایک الزام کے کہ میرزا کا گاڑی میں سوار ہوکر بھاگ جانا کیوں لکھا وہ پیدل راہ میں ٹھہر ٹھہر کر تشریف لے گئے تھے۔

۲؎ حدیث عرض سے وہ حدیث مراد ہے جو بعض زنادقہ کی بنائی ہوئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ میرے بعد تم کو بہت حدیثیں ملیں گی تم قرآن سے مطابق کر کے دیکھ لیا کرنا جو مطابق ہو اس کو قبول کرنا جو مطابق نہ ہو رد کر دینا۔ میرزا نے مجمع عام میں اس حدیث کو بخاری سے نقل کیا اور کہا کہ تم بخاری کو معتبر جانتے ہو تو بخاری کی اس حدیث کو کیوں نہیں مانتے۔

پیش کرتے گر کوئی تحریر تھی　　بوحنیفہؒ کی جہاں تحقیر تھی[۱]
اور دکھلاتے کوئی وضعی حدیث　　ایسی جو شیخین نے لکھی حدیث
تھا تعارض اس کا جو قرآن سے　　اس دو ورقی میں وہ اپنی چھاپتے
اور جورو کو جو دی تو نے طلاق　　اپنے بیٹو کو کیا محروم وعاق
لکھتے اس کی وجہ کچھ معقول گر　　ہوتے جانب سے تیرے سینہ سپر
تیرا کرتے حق شاگردی ادا　　فائدہ کیا ورنہ اس بکواس کا
اور بھی بدنام کرتے ہیں تجھے　　منہ پہ یہ سب کہہ چکا ہوں میں تجھے
لیک تو خود چاہتا ہے میرزا　　ایسے ہی الفاظ سننا برملا
روکتا بیہودہ گوئی سے نہیں　　سب تیری تعلیم ہے یہ بالیقیں
آپ بگلا بھگت بن بیٹھا ہے تو　　ہیں حوالی میں حوالی جنگجو
ہیں تیرے اخلاق کے خود مدح خواں　　بک رہے ہیں عالموں کو گالیاں
تو بھی تحریروں میں ان سے کم نہیں　　اشتہاروں سے یہ حاصل ہے یقیں
یہ تیرے اخلاق ہیں بالکل نفاق　　آج کل اس فن اپنے تو ہے طاق
تیرا کذب و افترا کیا کیا لکھوں　　ہے ذرا مشکل کہ سرتاپا لکھوں
نظم میں کرنا اگر چاہوں بیاں　　مشتی از خروار کرتا ہوں بیاں

مرزا کے جھوٹ

جو بخاری میں حدیثیں ہیں رقم　　بوحنفیہؒ کو ملی تھیں یک قلم
اس نے ان سے کچھ نہ پایا انتفاع　　چھوڑا ان کو باوجود اطلاع
اور بخاری میں حدیث عرض ہے　　اب دکھانا اس کا تجھ پر فرض ہے
اتفاق اس پر تھا کل اصحاب کا　　وہ بن صیاد ہی دجال تھا
کچھ حدیثیں لائے ہیں شیخین جو　　کرتی ہیں رد آیت قرآن کو
ہیں احادیث صحیحہ کے خلاف　　بلکہ بعض ان میں سے ہیں موضوع صاف

۱؎ یہ ایک اور جھوٹ بولا تھا کہ مولوی محمد حسین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیر کی ہے۔
(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۲۸)

منہ[1] پہ تعریف اپنے مطلب کے لئے
دور تر ہے شیوۂ اسلام سے

یہ تری مطلب براری خوب ہے
گرچہ پیش اہل دل معیوب ہے

بحث کے دعویٰ میں ایسے اشتہار
جب ہوئی بحث آپ کو سوجھا فرار

بحث میں قائم نہ ہوں جب تک اصول[2]
بحث کا آغاز ہے بالکل فضول

تجھ سے گر پہلے نہ اک اقرار لیں
ہو شتر مرغی تجھے ہر بات میں

بھاگتا ہے بحث تمہیدی سے تو
تا کھلی ہو راہ رفتن چار سو

تو کرے اقرار اگر اک بات پر
جلد پھس جائے کہے این المفر

عام جلسے میں کئے جھوٹے خطاب
پھر سنا ان کا نہ کیوں رد و جواب

خوف تجھ کو تھا فقط اس بات کا
میرے ذمے بوجھ ہے اثبات کا

اہل مجلس کہہ نہ دیں انصاف سے
بے سند اقوال ہیں یہ آپ کے

جھوٹ بولے ہیں بہت سے بے سند
کیا کروں گا گر کوئی مانگے سند

گر مکرر[3] لفظ پڑھنے کو کہا
نقض کیا ہے وہ شرائط لا دکھا

۱؎ مولوی محمد حسین صاحب رئیس لدھیانہ، صاحب مکان مباحثہ نے انتظاماً عوام لوگوں کو اپنے مکان پر آنے سے روک دیا تھا۔ میرزا نے بڑی خوشامدانہ اور چال بازی کر کے مولوی صاحب سے دروازہ کھلوا دیا اور خود بہت سا مجمع اپنے کاذیب وافترآت سنانے کے لئے اپنے حسب منشا لوگوں کو داخل کر لیا تاکہ بہت لوگ باہر جا کر میری تعریف کریں۔ اگرچہ دو چار دن ہی اس کا اثر رہے کیونکہ آخر سچ تو ظاہر ہو ہی گیا۔

۲؎ بحث اصول میں میرزا ایسا مبہوت ہوا کہ آخر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پوچھا گیا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو کلیۃً صحیح مانتے ہو یا کلیۃً نامعتبر یا بعض معتبر بعض نامعتبر۔ اس بات کا جواب صاف لفظوں میں اخیر دم تک نہ دیا پر نہ دیا۔ اگرچہ بار بار پوچھا گیا کہ مختصر جواب صرف لا و نعم سے دو۔ اس میں اس کو یہ مصیبت تھی کہ اگر معتبر کہتا ہوں تو فوراً لاجواب ہو جاؤں گا۔ اگر نامعتبر کہتا ہوں تو اہل سنت سے خارج ہوتا ہوں۔ آخر اس بحث سے بھاگنے کی ہی سوجھی۔ جب تک یہ بات طے نہ ہو بحث کس طرح ہو سکتی ہے۔ جب ایک حدیث پیش کی گئی اس کو نامعتبر کہہ دیا اب اس کو معتبر ثابت کرنا پڑا۔ بحث پھر اسی بات پر شروع ہوگئی۔ یہی وجہ تھی کہ اصول پیش کئے گئے اور ابتداء میں اس کو میرزا نے تسلیم کر لیا تھا اور خود بھی اصول پیش کرنے کی اجازت لے لی تھی۔ جب دیکھا کہ اب میں مارا جاؤں گا اس بحث کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

۳؎ بحث میں پہلے یہ اقرار تھا کہ جواب تحریری دیئے جائیں گے زبانی نہ کہے جائیں۔ لیکن آخری تقریر میں میرزا نے ایک لفظ غلط پڑھا کتاب کا نام مسلم الثبوت ہے اس نے مسلم النبوت پڑھا۔ صرف لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اس لفظ کو دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ منصفین غور کریں کیا نقض عہد ہوا۔

اک جگہ تحریر سے زائد پڑھا[1]
کیا نہیں یہ نقض عہد اے بے وفا

تھا ثبوت اک جا کہیں لکھا ہوا
تو نے اے ملہم نبوت پڑھ دیا

اس پر گر ٹوکا برائی کیا ہوئی
کون کہتا ہے کہ یہ بے جا ہوئی

جلسے میں لکھنے کا وعدہ تھا تیرا
پر نہ آخر وہ بھی تجھ سے نبھ سکا

جا کے تیرے گھر پہ خود لکھتے رہے
سامنے ہی واں پڑا لکھنا تجھے

واں بہت گھنٹے ہمیں گزرا کئے
بیٹھے تھے منتظر تیرے لئے

لیک پہلے دن تو جب آیا ادھر
اور پڑا تجھ کو ٹھہرنا دوپہر

پانچ گھنٹے تک قلم جاری رہا
سکتہ حالت پر تری طاری رہا

تو نے سمجھا دوں گا اس کا کیا جواب
سامنے لکھنا مجھے ہوگا عذاب

گھر سے لکھ لانے کی جھٹ درخواست کی
مجلس تحریر خود برخاست کی

کی گئی یہ شرط اس تقریر میں
جانبین اس طور لکھنے پر جمیں

ہم تمہارے آدمی کے سامنے
تم ہمارے آدمی کے سامنے

میر[2] صاحب تیسرے دن آئے جب
لکھا ان کے سامنے باقی وہ سب

ہر ورق پر دستخط ان سے لے لئے
پھر بلایا تجھ کو سننے کے لئے

سن کے تو وہ سامنے سب کے گیا
صاف نقل اس کی اسی دم لے گیا

جب کہ بھیجا ہم نے اپنا آدمی
شرط کے ایفاء میں کی تو نے کمی

کیوں نہ اس کے سامنے لکھا جواب
گھر میں جا کے کرلیا اس سے حجاب

اب یہی کافی شہادت ہے فقط
تیرے کاغذ پر نہیں ہیں دستخط

حیلہ سازی کرکے ہفتہ بھر میں سب
''میں سنانے آؤں گا'' لکھا تو نے جب

[1] میرزا نے اپنی تحریر پڑھتے وقت مولوی صاحب کی تحریر میں سے بلفظ قولہ کچھ پڑھا اور اس میں کچھ اپنی طرف سے ملا دیا اسی وقت ٹوکا گیا کہ یہ لفظ ہمارے نہیں ہیں۔ اگر پڑھتے ہو تو لکھ دو اور پھر پڑھو ورنہ زبانی کہہ کر لوگوں کو دھوکا دینا اچھا نہیں۔ منشا یہ تھا کہ اب اگر لکھ دے تو یہ افترا ثابت ہوگا۔ ورنہ اب زبانی کہنے پر کیا گرفت ہوسکتی ہے۔

[2] میر عباس علی صاحب خاص مرید میرزا۔

وقت شب رقعہ لکھا تھا اک تجھے
جس میں تھا آ گہ کیا اس بات سے

تم کو ایسے وقت آنا چاہئے
ہم کو رد کے واسطے فرصت ملے

تو نے سمجھا یہ جو تاروپود ہے
گر ہوا یوں ہی تو سب بے سود ہے

گر انہیں رد کی ذرا فرصت ملے
پھر ہے کیا ہستی ہمارے جھوٹ کی

تھی یہ چالاکی تری اے حیلہ گر
ختم کردی بحث اپنے قول پر[1]

تاکہ اب اس کا نہ دے کوئی جواب
رد نہ ہوں اقوال زشت و ناصواب

کذب گوئی کی یہ شامت تھی تجھے
وہ گھڑی گویا قیامت تھی تجھے

رعب سے مجلس میں تھی حالت دگر
دودھ سے کرتا تھا حلق تر[2]

جب کہا سن لیجئے اب اس کا جواب
تو اٹھا مجلس سے کھا کر پیچ وتاب

کذب تیرے جب لگے کھلنے وہاں
تیری محنت ہو چلی سب رائیگاں

باندھ کر سر پر دوپٹہ چل دیا
جیسے ہو کوئی آذاں سے بھاگتا

عذر لنگ[3] شور ہے یہ کس لئے
تو نے بولے جھوٹ وہ رد کردیئے

ہاتھ اٹھایا تھا کسی نے تجھ پہ کیا؟
یا تجھے دشنام کا مورد کیا

[1] میرزا اپنی تحریر کو فیصلہ کی تحریر بنا کر گھر سے لے آیا تاکہ اس کا جواب نہ سنوں۔

[2] اثناء تحریر خوانی میں تین چار دفعہ دودھ پی پی کر حلق تر کیا اور مرتے بھرتے ختم کو پہنچایا۔ یہ کذب وافتراء کی شامت سے رعب ودہشت کا غلبہ تھا۔

[3] جب آخر میں کہا گیا کہ اس کا جواب مختصر سا تیار ہے سن لو تو اٹھ کر بھاگا اس وقت مجبوراً اس کو جاتے جاتے کہا گیا کہ اپنے ان اکاذیب کا جواب دو اور لوگوں کو بھی سنا دیا گیا کہ اگر مرزا اپنے ان اکاذیب کی سند دے دے تو ہم ہزار روپیہ دیں گے چوں کہ میرزا کو اس وقت بھاگنا ہی منظور تھا اور اسی طرح سے اس کی جان بچتی تھی مفت کا بہانہ کر کے چل دیا۔

میرزا کا گریز اور اس کے بہانہ گریز پر ایک مثال

قصہ اک مجھ کو یاد آ گیا
ایک بھٹیاری تھی از بس بے حیا

ہاتھ پھیری میں بڑی چالاک تھی
شوخ تھی عیار تھی بے باک تھی

جب مسافر کوئی آتا اس کے پاس
کچھ نہ کچھ لیتی چرا ناحق شناس

گوندھتے ہیں یا پکانے میں جہاں
داؤ لگ جاتا اڑا لیتی وہاں

اک مسافر آیا ناگہ اس کے گھر
ہر طرح سے ہوشیار وباخبر

جس نے دیکھے تھے جہاں کے سرد وگرم
آزمائے تھے بہت کچھ سخت ونرم

چست وچالاک اپنے حفظ مال میں
پختہ کار ومنتظم ہر حال میں

آپ لایا جا کے آٹا دال گھی
کی حفاظت خوب اپنے مال کی

کچھ نمک مرچ اپنی گٹھڑی سے نکال
کر دیا شامل جہاں رکھی تھی دال

پھر کہا بھٹیاری اس کو دے پکا
دوں گا پکوائی کا معمولی ٹکا

بیٹھ کر پکوایا اپنے سامنے
رو دیا دل میں زن ناکام نے

کچھ نہ عیارہ کی عیاری چلی
دل ہی دل میں حسرتیں کھا کھا جلی

پک کے آیا سارا کھانا خوان پر
ہاتھ ملتی رہ گئی وہ حیلہ گر

دست وپا سے گرد دھو کر راہ کی
مرد نے کھانے پر بسم اللہ کی

بولی جھنجلا کر یہ کیا کہتا ہے رے
بس ملانے والی کا بیٹا مرے

پھر کہا لڑکے کو رکھ کر سر پہ ہاتھ
اٹھ تو بیٹا کھالے تو بھی اس کے ساتھ

یوں تو اس کے دل سے ہوگا وہم دور
بھوک تجھ کو ہو نہ ہو کھا لے ضرور

کیسے بھٹیاری ہے دیکھو میرزا
عہد ٹوٹا جب زباں سے کچھ کہا

لفظ کیوں پوچھا دوبارہ بول کر
کیوں ہوئے مجھ سے مصر تحریر پر

جب نہ کوئی بھی ملی راہ فرار
کیا بہانہ کرکے لی راہ فرار

ترک مجلس کے سبھی آداب کر
اپنا وہ کاغذ بغل میں داب کر

کیوں دیا کاغذ نہ جو معمول تھا
دستخط ہی کیوں نہ کروا لے گیا

کرکے یوں وعدہ کہ دوں گا بعد نقل
پھر مکرنا دشمن ایمان و عقل

میرزا کی عہد شکنی

عہد بشکستی و پیماں نیز ہم
دیں زد سست رفت وایماں نیز ہم
منحرف وعدہ سے جب پایا تجھے
بعض یاروں نے بھی سمجھایا تجھے
صدق و گرمی اولیا کا ہے شعار
ہوتے ہیں اہل دغا بے ننگ و عار
خلق کو اپنی طرف ہیں کھینچتے
ظاہراً اچھے ہیں باطن میں برے
پر تو ان کی بات کیوں کر مانتا
مفتری تھا دل میں تھی تیرے دغا
جانتا تھا تو کہ یہ بیہودگی
ہے مرا اظہار کفر آلودگی
جھوٹ کے طومار ہیں اوراق میں
ان سے ہو جاؤں گا خوار آفاق میں
کی نہ چیلوں سے بھی کچھ شرم وحیا
عہد سے گھر جا کے اپنے پھر گیا
کیوں کہ چیلے خود ہیں تیرے راز دار
تیری خاطر کرتے پھرتے ہیں شکار
بعض سادے پھنس گئے ہیں دام میں
ان سے تو آتا نہیں الزام میں
ان کو سہا دیتا ہے کہ کہہ کے کچھ
وہ چلے آتے ہیں چپ رہ رہ کے کچھ
خوف نے کچھ وہم نے مارا انہیں
کردیا ہے سخت بیچارا انہیں
حسب عادت اور باندھا ایک جھوٹ
نیچریت میں ہے کار نیک جھوٹ

میرزا کا جھوٹ پر جھوٹ

ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخے ہیں جو
تم حدیث عرض ان میں دیکھ لو
پر وہ چھاپے کی کتابوں میں نہیں
ہاتھ کے لکھے نہیں ملتے کہیں
تیری قلعی کھل گئی آخر میں خوب
اب چھپائے سے نہیں چھپتے عیوب
آپ اپنی تو نے کی پردہ دری
جاہل مطلق ہے تو یا مفتری
جب بخاری پر یہ باندھا افترا
ہر کس وناکس ہوا واقف تیرا
کی حدیث عرض اے زندیق پیش
کی نہ اس کی کس لئے تحقیق پیش
کیوں نہ تصحیح روایت کرسکا
جھوٹ ہی نام بخاری کا لکھ دیا
اب بتا تحقیر نعمانؒ ہے کہاں
اے منافق تیرا ایماں ہے کہاں

بوحنیفہؒ کی کوئی تحقیر کا لفظ تحریر حسینیؔ میں دکھا
گر حدیث مصطفیٰؐ آنکھوں پہ ہو اور پھر کیا چاہئے نعمانؒ کو
سب مسلمانوں کا ایمان ہے حدیث کیوں نہ ہو تفسیر قرآں ہے حدیث

مناقب ائمہ دین

گزرے ہیں اسلام میں جتنے امام تھے حدیث مصطفیٰؐ کے سب غلام
ان کا قرآن وحدیث ایمان تھا ان اماموں میں سے اک نعمانؒ تھا
اترکوا قولیؔ بہت مشہور ہے سعی ان ابرار کی مشکور ہے
رد اقوال نصاریٰ ہے جہاں دیکھ قول حق ''ہمارا ہےؔ جہاں''

۱؎ تحریر حسینی سے مراد تحریر مولوی محمد حسین ہے۔

۲؎ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول بہت مشہور ہے اترکو قولی بخبر رسول اللہ ﷺ یعنی میری بات کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث مل جانے پر چھوڑ دو۔ اسی طرح بعض نے کہا ہے کہ دیوار پر مار دو۔ وغیرہ۔ غرض سب پیشوایان دین کی یہی وصیت ہے کہ حدیث رسول اللہ کے سامنے کسی کی بات نہ مانو۔ ان کو تو کبھی بوجہ نہ ملنے حدیث کے ضرورۃً قیاس کرنا پڑا لیکن چوں کہ ان کے سامنے علم حدیث جمع نہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ ہمارے بعد علم حدیث جمع ہوگا اس لئے اپنا ذمہ پاک کرنے کے لئے سب کو ارشاد فرما گئے کہ سب حدیث کو قبول کریں۔ اس بات کو ادنیٰ تامل کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ ایک مجتہد عصر مرجع خلائق کو بوقت نہ جمع ہونے دواوین وکتب احادیث صرف اپنے معلومہ احادیث سے کس قدر استنباط اور قیاس کی ضرورت پڑی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ بالآخر وہ اکابر فرما گئے کہ جب حدیث ملے اس کو لینا اور ہمارے قول کو چھوڑ دینا۔

۳؎ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''له ما فی السموٰت وما فی الارض وکفی باللّٰہ وکیلاً لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للّٰہ ولا الملائکۃ المقربون (النساء:۱۷۱، ۱۷۲)'' اسی (اللہ) کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے (یعنی سب جہان) مسیح کو اس بات سے عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتوں کو اور پھر فرمایا: ''واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبھم عذاباً الیماً (النساء:۱۷۳)'' اور جو لوگ (بندگی کو) عار سمجھتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ دکھ والے عذاب میں مبتلاء کرے گا۔ نصاریٰ نے کہا تھا کہ یہ پیغمبر ہمارے مسیح کی تحقیر کرتا ہے کہ اس کو خدا کا بندہ کہتا ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ جواب دیا۔ اب میرزا نے اس بات کو (کہ امام صاحب نے بہ سبب نہ معلوم ہونے حدیث کے قیاس کیا ہے جہاں ضرورت پڑی ہے اگر ان کو حدیث مل جاتی تو کبھی قیاس نہ کرتے۔ حدیث کو اپنے سروچشم پر رکھ لیتے) امام صاحب کی تحقیر مشہور کیا ہے۔ اصل مقصود اس سے یہ ہے کہ حنفیہ اس بات پر مولوی صاحب (محمد حسین) کی طرف سے برافروختہ ہوں۔ پس علماء محققین تو اس بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ حنفیہ ہوں خواہ شافعیہ، حاملین اسفار کا کچھ ذکر ہی نہیں وہ جو چاہیں سمجھیں۔

’’کب ملائک اور روح اللہ کو — بندگی حق سے استنکاف ہو‘
’’بندگی سے آئے جس کے دل میں عار — حشر میں پائے گا ذلت اور مار‘
کہتے ہیں تحقیر نصرانی اسے — جانا ذلت ہے نادانی اسے
بندگی خالق رب احد — ہے عروج حضرت انساں کی حد
تو جو ابنیت[۱] کا دعویٰ دار ہے — بندگی سے تجھ کو شاید عار ہے
ان اماموں کو بھی تو اے شر ناس — نفس پر اپنے کرتا ہے قیاس
ان میں تھا کوئی نہ آزادی پسند — تجھ سا ملک دیں میں بربادی پسند
ان کو دھیان اس بات کا ہر آن تھا — کاش مل جائے حدیث مصطفیٰ
گرچہ ان کے پاس تھا قرآن جمع — وہ تھے پروانے حدیث ان کی تھی شمع
تجھ سا گر قرآن کو کافی جانتے — کس لئے خاک بیاباں چھانتے
یوں سفر کرتے بھلا کس واسطے — ان کو گھر پیارا نہ تھا کس واسطے

[۱] اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:’’انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد‘‘ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تو اکیلا ہی معبود ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی ولد ہو (خواہ بنایا ہوا ہو خواہ نسبی ہو) اس کی تشریح قرآن میں کئی جگہ مذکور ہے۔ لیکن میرزا اپنے (توضیح ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴) میں کہتا ہے:’’مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔‘‘ یعنی رتبہ عبودیت کو کافی نہیں سمجھتا خود بیٹا بننے کے لئے جناب مسیح علیہ السلام کو بھی اپنا شریک بناتا ہے جس کو رد کرنے کے لئے قرآن نازل ہوا ہے۔ اگر میرزا کی بات صحیح ہوتی تو قرآن میں یوں ہوتا کہ مسیح علیہ السلام تو ہمارا از روئے قرب ومحبت بیٹا ہے تم اس کو نسبی بیٹا نہ سمجھو حالاں کہ خدا تعالیٰ نے’’لم یتخذ ولداً‘‘ (اسراء:۱۱۱) کہہ کر بیٹا بنانے سے اپنے آپ کو پاک فرمایا اور’’لم تکن لہ صاحبۃ‘‘ (الانعام:۱۰۱) فرما کر نسبی بیٹے کی نفی کر دی۔ سورہ مریم کے اخیر میں فرمایا ہے اور (بے ایمانوں نے) کہا کہ رحمٰن نے (کوئی) بیٹا بنا لیا (یعنی اس کو بیٹے کے درجے میں کر لیا) ارے کم بختو تم نے تو غضب کی بات کہہ دی۔ آسمان وزمین پھٹنے لگے اور پہاڑ کانپ کر گرنے پر آگئے۔ جب کہا کہ رحمٰن کا کوئی ولد ہے رحمٰن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ کوئی ولد بنائے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اس کے پاس بندہ ہی ہو کر آنے والے ہیں۔ یعنی کسی کی مجال نہیں کہ کسی طرح کا حق جتا سکے۔ غلام کا آقا، خالق مالک پر کیا حق بیٹے کے تو باپ پر حقوق ہو جاتے ہیں۔

ضرورت احادیث نبوی

یوں حدیثوں میں نہ ہوتی سعی گر ۔۔۔ اور نہ کچھ اہل النبی کرتے سفر
تھے حلال اہلی گدھے ...... گد ۔۔۔ کیونکہ ہے قرآن میں قل لا اجد[۱]
ہوتی پھوپھی اور بھتیجی ایک جا ۔۔۔ بھانجی خالہ کی سوکن برملا
یہ نہیں آئے ہیں تحت حرمت[۲] ۔۔۔ دیکھ قرآن گر ہے اس کی معرفت
بلکہ حلت ماوراء سے ہے عیاں ۔۔۔ قول پیغمبرؐ نے کی حرمت بیاں
گر نہ فرماتے رسولؐ مجتبیٰ ۔۔۔ پھر حرام ان کو نہ کوئی جانتا
سب مسلمانوں کا ہے مانا ہوا ۔۔۔ از رہ تحقیق سچ جانا ہوا
ہے بہت مشہور یہ قول نبیؐ ۔۔۔ مجھ کو قرآن سا ملا ہے اور بھی
اس کا منکر ہے فقط تیرے سواء ۔۔۔ نیچری یعنی وہ تیرا پیشواء
بن گیا تو واقعی جس کا غلام ۔۔۔ اصل میں تو مقتدی ہے وہ امام
رکھتا ہے اس کے قدم پر تو قدم ۔۔۔ دیدہٗ و دانستہ گاہے بیش و کم

۱؎ (الانعام:۱۴۵)’’قل لا اجد فیما اوحی تا غفور رحیم ‘‘خداتعالیٰ اپنے نبی کو حکم دیتا ہے تو کہہ دے جو مجھ پر وحی ہوا ہے میں تو اس میں کسی کھانے والے پر ان چیزوں کے سواء کچھ حرام نہیں پاتا۔ مردار یا خون ذبح یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا فسق جس پر اللہ کے سواء اور کا نام لیا جاوے۔ سو جو مجبوراً کھالے سرکشی اور حد سے نکلنے کی نیت نہ ہو تو بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر حدیث کو نہیں مانتے تو حرمت خر اہلی وغیرہ کی احادیث کو اس آیت پر پیش کر کے میرزائیوں نیچریوں کو چاہئے کہ رد کر دیں اور گدھا اور بھیڑیا اور گدو غیرہ سب جانور کھایا کریں۔

۲؎ دیکھو(النساء:۲۳،۲۴)’’حرمت علیکم تا علیما حکیما ‘‘جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کو گن کر آخر میں فرمادیا ہے۔’’واحل لکم ما وراء ذالکم ‘‘یعنی ان کے سواء تمہیں سب حلال ہیں۔ ایک عورت کے نکاح میں ہوتے اس کی بہن سے نکاح حرام کیا ہے لیکن اس کی پھوپھی اور خالہ کا ذکر نہیں کیا یہ تشریح حدیث نبوی میں ہوئی ہے۔ اب میرزائیوں نیچریوں کو چاہئے کہ بیوی کے ساتھ اس کی پھوپھی اور خالہ سے بھی نکاح کر لیں کیونکہ قرآن سے تو حلت ثابت ہے۔

تا کہ ظاہر عام لوگوں پر نہ ہو
پر ہے سب معلوم اہل علم کو
پوش[۱] ہر رنگے کہ دل میخواہدت
خوب بشناسیم ز انداز قدت
پہلے زندیقوں کو بھی انکار تھا
غیب پر ایماں جنہیں دشوار تھا
وہ حدیث عرض کے واضح ہوئے
نیچری ہیں ان کے جو تابع ہوئے
اہل سنت میں نہیں زنہار تو
نیچریت سے نہ کر انکار تو
نیچری[۲] نے ہاتھ چومے ہیں تیرے
اب بہانے لاکھ تو کرتا پھرے
استعاروں پر ہے تیرا کاروبار
نیچری سے لے چکا ہے تو ادھار
تجھ کو مجلس سے نکلنا جلد تھا
تو تو اڑتا تار میں گاڑی[۳] ہے کیا
تا تجھے جاتا نہ کوئی دیکھ لے
اندروں در کہاں ملتی ولے
تار میں اڑ کر گیا کہتے اگر
تیرے حق میں ٹھیک آتا سر بسر
گر حقیقت سے تجھے انکار ہے
استعارے سے یہاں کیوں عار ہے
گھر سے یوں بھاگا تھا تو اے زشت خو
دم لیا تو نے نہ تا انجام کو
پیر[۴] زادے کا ہوا واں منتظر
بھگانے سے کس لئے انکار پھر

۱؎ اصل مشہور شعر یہ ہے:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

۲؎ ایک دفعہ میرزا نے اپنی مجلس میں اپنا خواب بیان کیا تھا کہ: ’’میں علی گڑھ میں گیا ہوں اور سید احمد خان نے میرے ہاتھ چوم لئے ہیں۔‘‘

۳؎ ضمیمہ پنجاب گزٹ کا (ص۴ کالم۲) یہ جھوٹ جڑ دیا کہ میرزا قادیانی گاڑی پر ایسے جلدی سوار ہوکر بھاگے کہ ان کے ہمراہی چلتی گاڑی پر دوڑ کر سوار ہوئے۔ حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ میرزا قادیانی قریباً پندرہ منٹ ایک کوچہ کے دروازے پر کھڑے رہے اور (پیرزادہ) سراج الحق صاحب کا جو پیچھے رہ گئے تھے اور جن کے پاس مضمون کی کاپی تھی انتظار کرتے رہے اور پا پیادہ اپنے گھر تک معہ احباب کے نہایت آہستگی کے ساتھ بلکہ تھوڑی تھوڑی دور پر ٹھہر ٹھہر کر تشریف لائے۔‘‘ الخ

۴؎ اگر میرزا کے بھاگ جانے کو گاڑی میں سوار ہوکر بھاگا کہا گیا تو کیا خلاف ہے جب کہ پیرزادہ سراج الحق پندرہ منٹ کے بعد اس کو جا کر ملا۔

یوں گیا تو جانب کو اس گھڑی ریل گاڑی تھی وہاں گویو کھڑی
واں سے بھاگا اس میں تو ہو کر سوار چلتی گاڑی میں چڑھے خدمت گزار
یہ ٹھہرنے کا بہانہ[۱] راہ میں خوب ہے دم لیتے جانا راہ میں
بھگانے کی بس علامت ہے یہی حیلہ دفع ندامت ہے یہی
لفظ گاڑی کا جہاں مسطور ہے عنصری گاڑی[۲] کا کب مذکور ہے
استعارہ ہے لطیف اے میرزا اس غباوت سے سمجھ میں آئے کیا
عقل میں اپنی نہ آنا واہ واہ جھوٹ کی تہمت لگانا واہ واہ
استعارے سے یہاں تو کام لے جھوٹ کا ناحق نہ یوں الزام دے
وہ[۳] دمشقی استعارہ دیکھ تو اور دجالی[۴] نظارہ دیکھ تو
دیکھ تو ابن غلام مرتضیٰ کس طرح سے ابن مریم[۵] بن گیا
لیلۃ القدر استعارہ ہو گیا قادیان میں وہ منارہ ہوگیا
ریل گاڑی ہے گدھا دجال[۶] کا کب گدھا ہوتا ہے ایسی چال کا
بھاگنے کی تیرے گاڑی سی مثال غور کر کے دیکھ ہے کیا حسب حال
کس قدر ہیں تیری تاویلیں رکیک دیکھ کیسا استعارہ ہے یہ ٹھیک

۱؎ ٹھہر ٹھہر کر جانا وہی اپنے ضعف اور بھاگنے اور بار ندامت کے باعث سے تھا۔

۲؎ صرف لفظ گاڑی سے اپنے مرید قاضی خواجہ علی صاحب کی پہیوں والی دو گھوڑے کی گاڑی سمجھنا کیا کور خردی اور غباوت ہے اس کو استعارہ پر کیوں حمل نہیں کرتا۔

۳؎ اپنے قادیان کو دمشق بنالیا اپنے (ازالہ ص۶۱، خزائن ج۳ ص۱۳۳) میں کہتا ہے: ''کیا دمشق کے لفظ سے یہی دمشق مراد ہے۔''

۴؎ ایک جگہ لکھا ہے کہ کیا کفار کے اقبال کا یک چشم بے ایمان دجال چاروں طرف عالم میں متسلط نہیں ہوگیا۔

۵؎ عیسیٰ ابن مریم بغیر باپ پیدا ہوئے اور یہ غلام مرتضیٰ کا بیٹا دائم المریض جناب ممدوح کا مثیل بنتا ہے اور استعارۃً اپنے آپ کو عیسیٰ بن مریم کہنا جائز سمجھتا ہے۔

۶؎ ایک جگہ لکھا ہے: ''کیا اس کا عالم گرد گدھا ریل مشرق سے غروب تک دنیا میں نہیں پھر گیا۔''

(ملخص ازالہ اوہام ص۱۴۶، خزائن ج۳ ص۱۷۴)

میرزا اور مرزائیوں کی ایک مثال

میرزائی دل کے اندھے اور غبی ہیں جو اہل علم سے ملتے کبھی
پڑھتے ہیں جس وقت مرزا کا سبق رنگ رخ ردسن کے ہوجاتا فق
پھر وہاں جا کر بیاں کرتے ہیں وہ میرزا کی ہاں پہ ہاں کرتے ہیں وہ
میرزا جس چیز کو کہہ دے، نہیں بس انہیں اس کے عدم پر ہے یقین
سارے عالم مل کے کیا دکھلا سکیں کیوں کر ان کو راستی پر لا سکیں
دل میں جب علم وبصیرت کچھ نہ ہو کب سمجھ سکتے ہیں چاہے کچھ کہو
عالمان مذہب اسلام کی کل شہادت ان کے ہے کس کام کی
دیکھنے کی آنکھ چہرے پر نہیں اور جس میں مغز ہو وہ سر نہیں
کہتے ہیں عیسیٰؑ ابن مریم ہے کہاں دو کتاب اللہ وسنت میں نشاں
مردہ زندہ ہو نہیں سکتا کبھی خرق عادت استعارے ہیں سبھی
ہیں سبھی عالم انہیں دکھلا رہے پر یہ آنکھیں بند ہیں گھبرا رہے
کہتے ہیں عالم کسی سے پوچھ لو تم ہمارے ہی نہ کہنے پر چلو
عالموں کا ایک عالم تھا گواہ میرزا کو مخلصی کی تھی نہ راہ
چھوڑ کر سارے جہاں کو لے لئے نیچری اپنی شہادت کے لئے
قدرت حق سے تھی جن کی آنکھ بند جن کو یکساں تھے مسلماں[1] اور ژند
صادق آئی بوم و شپر کی مثال میرزا اور نیچری کے حسب حال

۱ پیر نیچری کہتا ہے: ''لہ اسلم من فی السموات والارض'' سے مراد یہ ہے کہ سب مسلمان ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زند کی کتاب کے عنوان کا ترجمہ ہے۔

حکایت بر سبیل تمثیل

بوم وشپر کی حکایت

بوم رہتے تھے کہیں اک غار میں
شاد وخورم اپنے حال زار میں

ہوتا جب عالم میں نور آفتاب
روشنی سے غار میں کرتے حجاب

رات نے جس دم اندھیرا کرلیا
سب پرندوں نے بسیرا کرلیا

دن گزر کر جب کہ آیا وقت شام
غار سے باہر نکل آئے تمام

سارے عالم کا سبات ان کا معاش
سب کو سونا ان کو روزی کی تلاش

صبح سے پہلے سب آ گھستے وہیں
مہر کا پرتو نہ پڑ جائے کہیں

ایک دن بچوں نے پوچھا غار میں
ہیں سنائی دیتی آوازیں ہمیں

کچھ جہاں میں اور بھی طائر ہیں کیا؟
کان میں آتی ہے کیوں پیہم صدا؟

ہم نہیں کیوں دیکھتے ان کو کبھی؟
ہم سے رہتے ہیں الگ کیوں وہ سبھی؟

بولے الّو ہم ہیں سب کے بادشاہ
اور ان کے دین ودنیا کی پناہ

سب ہمارا کرتے ہیں پاس ادب
سامنے کیوں کر ہلا سکتے ہیں لب

رعب ودہشت ان پہ غالب ہے مدام
ہم سے ہوسکتے نہیں وہ ہم کلام

ہے ہمارا سطوت وقہر وجلال
غائبانہ کرتے ہیں سب عرض حال

اک شجر تھا واں دہان غار پر
اس پہ اک طوطا تھا ہمرنگ خضر

سن رہا تھا اتفاقاً اس گھڑی
چھوٹے منہ سے بات جو نکلی بڑی

شام کو الّو جو نکلے بہر سیر
کرنے آرام آیا وہ فرخندہ طیر

غار کے منہ پر پکارا نا شکیب
چھوٹے بچو تم نہ کھانا یہ فریب

جو سنا ہے تم نے واہی جھوٹ ہے
الّوؤں کی بادشاہی جھوٹ ہے

ہم ہزاروں قسم کے ہیں جانور
دن میں اڑتے پھرتے ہیں با کرّ وفر

کوئی زور آور کوئی کمزور ہے
تم جو سنتے ہو ہمارا شور ہے

رات کو آرام کرتے ہیں سدا
جس طرح سے اور مخلوق خدا

باپ دادا ہیں تمہارے دن میں کور — رات کو اٹھ کر مچاتے ہیں جو شور
تم کسی سے پوچھ لو مخفی نہیں — اس سے نا آگاہ کوئی بھی نہیں
جانتے ہیں بوم کو منحوس سب — ہے یہ ویرانہ میں رہنے کا سبب
دن میں باہر یہ نکل سکتے نہیں — نوچ لیں کوے اگر نکلیں کہیں
دن نکلنے کا جو وقت آیا قریب — غار میں آ کر گرے الّو غریب
مہر نے جب ظلمت شب دی بھگا — دن ہوا طائر ہر اک اڑنے لگا
آ سنبھالے الّوؤں نے آشیاں — بات کی طوطے کی بچوں نے بیاں
سب لگے کہنے یہ باتیں ہیں غلط — ہے یہ اک حالت زمانے میں فقط
جو گھروں میں دیکھتے ہو تم سدا — جانتے ہو روشنی ہے کیا بلا؟
تم نے بیہودہ یہ سن لی بات کیا — نام سب فرضی ہیں دن کیا رات کیا
شام کو سوئے شجر طوطا بڑھا — رات آئی الّوؤں کا دن چڑھا
طوطا آیا شب ٹھہرنے کے لئے — نکلے الّو گشت کرنے کے لئے
یوں کیا طوطے نے بچوں سے خطاب — بوم زادو کیا ملا تم کو جواب
جو سنا بچوں نے اس سے کہہ دیا — اس خضر نے پھر خطاب ان سے کیا
رات اور دن وقت کے حصے ہیں دو — چل کے سارے طائروں سے پوچھ لو
روشنی کے وقت کا ہے نام دن — رات ہے پھر جب کہ ہو انجام دن
نور سے سورج اجالا کرتا ہے — چھپ کے پھر اندھیرا ڈالا کرتا ہے
آفتاب وشمس اس کے نام ہیں — تاجور اس سے یہ ہفت ایام ہیں
نام غیبوبت کا اس کی رات ہے — پوچھ لو سب سے یہ سچی بات ہے
قمری وشاہین ہیں اس کو مانتے — باز اور صعوہ ہیں اس کو جانتے
ان کے آپس میں ہیں گو جنگ وجدال — پر یہاں ہیں متفق بے قیل وقال
الّوؤں نے جب یہ سب آکر سنا — ہو کے آشفتہ بہت سر دھنا
تم کو بچو کون بہکاتا ہے یوں — ہے کوئی دشمن جو سہاتا ہے یوں
شمس سورج ایک فرضی نام ہیں — ہے غلط دن رات اس کے کام ہیں

ہم نے سورج کو نہیں دیکھا کبھی — روشنی اس کی نہ دیکھی خاک بھی
جھوٹ کا پہلا یہ طوطا ہے غضب — کیا ہیں طوفاں جوڑنے کے اس کو ڈھب
کذب کی اپنے سزا پائے گا یہ — اس شجر سے بھی اجڑ جائے گا یہ
سب ہیں فرضی رات دن یا روز وشب — پھر دلیل شمس ہے اس پر غضب
آؤ بچو کر لو یہ تصدیق تم — سیکھ لو ہم سے رہ تحقیق تم
باز وصعوہ نے کیا ہے اتفاق — کر لیا قمری و شاہین نے وفاق
ان کی باتوں کا نہیں کچھ اعتبار — ہیں بڑے منصف ہمارے ایک یار
آؤ تم کو ان سے پچھوائیں یہ بات — کچھ نہیں سورج نہ کچھ دن اور رات
رات کو جس دم اندھیرا ہوگیا — دن کا پھرنے والا ہر اک سوگیا
لے گئے بچوں کو شپر تھے جہاں — واہ وا اندھوں کے اندھے مہماں
ان سے پوچھا جانتے ہو کیا ہے شمس — تم نے دنیا میں کبھی دیکھا ہے شمس
دن ہے کیا چیز اور پھر ہے رات کیا — سچ بتاؤ تم کہ ہے یہ بات کیا
ایک احمق آ کے ان بچوں کے پاس — کہہ گیا کچھ لفظ خارج از قیاس
شپروں نے دی گواہی صاف صاف — رات دن سورج ہیں سب لاف وگزاف
آفتاب وشمس کچھ بھی شئے نہیں — کس طرح آئے نظر جو ہے نہیں
کوئی دشمن دل دکھانے کے لئے — کہہ گیا تم کو ڈرانے کے لئے
سن کے بچے ہوگئے سب مطمئن — لغو ہیں الفاظ سورج رات دن
بات ہے اپنے بزرگوں کی درست — قول تھے طوطے کے سب اوہام سست
دیکھتے ہم بھی جو ہوتا آفتاب — ہم کو کیا سہا گیا خانہ خراب
خالہ چمگاڈر ہمیشہ خوش رہیں — اس طرح سے جو تسلی دیں ہمیں
ہر جگہ اپنے بزرگوں کا ہے راج — اور ہم بھی صاحب عالم ہیں آج
سعدیا بس چھوڑ دے اب پھر سہی — میرزا کی بات جو باقی رہی
اب ازالہ اس کا ہونے دے تمام — حق نے پھر چاہا تو لکھنا والسلام
لکھ دے البتہ غزل تو ایک یاں — نظم کا جس میں خلاصہ ہو بیاں

غزل

میرزا کوئی بہانا چاہئے
بحث میں ہے بھاگ جانا چاہئے

بیٹھ کر گھر میں یہ گانا چاہئے
ہم کو بھی جوڑا زنانا چاہئے

گر نہ سچ سے ٹھیک بیٹھے کوئی بات
جھوٹ کا طوفاں اٹھانا چاہئے

وہ ندامت دور کرنے کے لئے
عالموں کو پھر بلانا[1] چاہئے

ہیں جو شیر بیشہ علم حدیث
ان سے کیا زور آزمانا چاہئے

اے مسیحائے خیالی ان کے پاس
طفل مکتب بن کے آنا چاہئے

شرم ہے گر کچھ حدیث عرض کو
اب بخاری میں دکھانا چاہئے

اور اگر چھاپے کو نسخوں میں نہ ہو
ہاتھ کا لکھا منگانا چاہئے

مصطفیٰ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ
کیا جہنم میں ٹھکانا چاہئے؟

کیا ہوئی اور کس سے تحقیر امام
کچھ پتا اس کا لگانا چاہئے

گر نہ ہو کچھ ہو سکے گا بھی نہیں
ڈوب کر پھر مر ہی جانا چاہئے

طے نہ ہولیں بحث کے جب تک اصول
مفت میں کیوں سر کھپانا چاہئے

لکھ تعارض ہائے قرآن و حدیث
خوب[2] دونوں کو لڑانا چاہئے

جس قدر ہیں انبیاء کے معجزات
مزمرزم ان کو بتانا چاہئے

خود بدولت اس سے بھی خالی ہوں گر
استعاروں میں اڑانا چاہئے

سیکڑوں دے دے کے پہلے اشتہار
شور عالم میں مچانا چاہئے

جب نشان آسمانی ہو طلب
کر کے کچھ حیلہ ٹلانا چاہئے

ایسی باتیں کر کے خود اسلام پر
کافروں کو بھی ہنسانا چاہئے

قادیان میں راز چھپ سکتے نہیں
اب قیام لودھیانہ چاہئے

۱؎ جب میرزا بحث سے فرار پر سب طرف سے نادم ہوا تو بعض چیلوں سے ایک خط لکھوا کر شائع کیا جس میں علماء کو پھر بحث کے لئے طلب کیا۔

۲؎ احادیث صحیحہ کو قرآن کا متعارض کہتا ہے اور اس داؤ سے ان احادیث کو جو صریحاً اس کے دعوے کو رد کرتی ہیں باطل کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۵۳ تا ۶۵۶، خزائن ج۳ ص۴۵۳،۴۵۴)

گھر کے بھیدی کرتے ہیں غمازیاں[۱] یاں الگ آرام پانا چاہئے
نسخہائے[۲] باہ وزیور کے لئے جس طرح ہو زر کمانا چاہئے
پڑھ نہیں سکتے کھڑے ہوکر نماز اسپ خواہش کیا کو دانا چاہئے
مرزا احمد بیگ اگر لڑکی نہ دے موت[۳] سے اس کو ڈرانا چاہئے
اور اس کی دختر بیچارہ کو بیوگی کا ڈر سنانا چاہئے
زوجۂ دیرینہ گر ساعی نہ ہو خوب پھر اس کو جلانا چاہئے
دو طلاق اس کو کرو بیٹوں کو عاق سارے کنبے کو ستانا چاہئے
گوہر مقصود گر لے کر نہ دیں سمدھیوں کا دل دکھانا چاہئے
اپنے بیٹے کو سنا کر یا اس ارث ان کی بیٹی کو چھڑانا چاہئے
گر بسا دیں وہ نیا گھر آپ کا پھر اسے لا کر بسانا چاہئے
گر کتابوں سے نہ کچھ پوری پڑے سلسلوں کو پھر بڑھانا چاہئے
گر براہین کا ذخیرہ ہوچکا اور فکر آب ودانہ چاہئے
اہتمام رب[۴] میں اب دے کر اسے مال مردم مفت کھانا چاہئے
کم سے کم دس دس تو سب سے لے لئے اور قاروں کا خزانہ چاہئے

۱؎ میرزا کو قادیاں میں رہنا دشوار ہے کچھ دینی مخالفت اس کا سبب نہیں کیوں کہ یہ مخالفت تو ہر جگہ ہے بلکہ میرزا کے معاملات ہی ایسے ہیں جو قادیان میں رہنے نہیں دیتے۔ اس کے ذاتی حالات کو وہاں کے لوگ خوب جانتے ہیں۔ اس لئے وہاں سے بھاگتا ہے اور اب یہاں سے بھی بھاگنے کو تیار ہے۔ (بلکہ بھاگ بھی گیا)

۲؎ یہ اطلاع خاص میرزا ناصر نواب سے ملی ہے جن دنوں انبالہ میں قیام تھا وہاں میرزا کو بچشم خود دیکھ کر ہم سے بیان کیا تھا۔

۳؎ قریباً چار سال ہوئے کہ احمد بیگ کو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر لڑکی کو اور جگہ بیاہ دے گا تو جلد مرجائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۰۲ حاشیہ)

۴؎ دیکھو (اخیر براہین احمدیہ چہارم، خزائن ج۱ ص۶۷۳) (ہم اور ہماری کتاب) ''اب اس کتاب کا متولی ومہتمم ظاہراً وباطناً حضرت رب العالمین ہے...... اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔''

اب تولی اس کی ہے اپنے تئیں — سب تقاضوں سے بچانا چاہئے
چاہئے لوگوں کو کچھ کرنا مرید — کام بیعت سے چلانا چاہئے
حکم بیعت کو نہ مانیں گر عوام — میں ہوں عیسیٰؑ یوں منانا چاہئے
کرکے پہلے دعویٰ تجدید دیں — خلق میں سکہ بٹھانا چاہئے
لیلۃ القدر ونزول عیسوی — مان کر سب کو پھنسانا چاہئے
اولیاء سے بھی خوارق کا صدور — شدومد کے ساتھ مانا چاہئے
جب ذرا لوگوں میں شہرہ ہوگیا — کوس انکار اب بجانا چاہئے
جس قدر ہوں ملحدوں کے اعتقاد — ان کو مذہب میں ملانا چاہئے
تو مجدد کہہ کے محدث بن گیا — دیں بھی اب کیوں پرانا چاہئے
عیسیٰ دوران مسیحائے زماں — کوئی مردہ تو جلانا چاہئے
خرق عادت سے تو منکر ہیں جناب — مزمرزم اپنا جگانا چاہئے
ہیں مسیحا سب ترے شاگرد خوب — چشم بد دور ایک کانا چاہئے
مار کر عیسیٰ کو ترسا قوم کا — قول کفارہ جمانا چاہئے
از پئے انا قتلنائے یہود[1] — شاہد عدل ایک لانا چاہئے

[1] (النساء:۱۵۷تا۱۵۹)’’**وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول تا يكون عليهم شهيدا**‘‘ خداتعالیٰ نے جہاں یہودیوں کے اقوال کفرنقل کئے ہیں۔فرمایا ہے:اوران کا کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کوقتل کرڈالا۔حالانکہ نہ انہوں نے اس کوقتل کیا نہ سولی دیا لیکن ان کے لئے ایک شبیہ بنادی گئی تھی اور بے شک جولوگ اس معاملے میں اختلاف کرتے ہیں اس کی طرف سے شک میں ہیں۔ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔صرف ظن کے پیچھے لگے ہیں اوراس کو یقین کے ساتھ قتل نہیں کیا بلکہ اس کوتو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اوراللہ زبردست حکمت والا ہے۔(اس کے ساتھ ہی اس کے پھر آنے کی خبر دی ہے) کوئی اہل کتاب نہ ہوگا جواس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے اوروہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔میرزا کا ایک چیلہ قول جمیل میں کہتا ہے(ص۳۲) دوپہر کے بعد کا وقت تھا جب ان کوصلیب پر چڑھایا گیا۔دیکھو کیسے صریح تکذیب قرآن کی ہے۔پھر کہتا ہے ایک شاگرد خاص نے جھٹ پٹ جسم ناتواں کوصلیب سے اتارا اور یہودیوں کے ڈر سے بلاتجہیز وتکفین قبر میں رکھا اورمٹی کی مہر کی۔باوجودان باتوں کے کہتا ہے کہ صلیب پر جان نہیں نکلی،ادھ موئے اتارے گئے تھے پھراچھے ہوکراپنی اجل مسمّی سے مرے۔کیا یہودیوں کو ہنساتا ہے۔کیا مسخراپن ہے۔

گرچہ حق نے ان کو جھوٹا کردیا — پر تمہیں سچا بنانا چاہئے
جن میں ہے ذکر نزول عیسوی — ان حدیثوں کو مٹانا چاہئے
میرزا کی گت بخوبی ہوچکی — اب مناجاتی ترانہ چاہئے
تو ہے مومن[1] سعدی مسکیں تجھے — تکیۂ حیّ توانا چاہئے
بس مدد گار دل امیدوار — مالک بینا و دانا چاہئے
شر مخلوقات سے اپنے تئیں — حفظ خالق میں چھپانا چاہئے
دفع وسواس شیاطیں کے لئے — حق کے آگے گڑگڑانا چاہئے
امر ادعونی پہ واجب ہے عمل — اپنے مولا کو بلانا چاہئے

[1] ''قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمنّ على من يشآء من عباده وماكان لنا ان نأتيكم بسلطان الّا باذن الله وعلى الله فليتوكل المؤمنون'' (ابراہیم:۱۱)
کافروں کو ان کے پیغمبروں نے کہا ہم تو تمہارے جیسے ہی آدمی ہیں لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ہم میں طاقت نہیں کہ کوئی بات تمہارے پاس اللہ کے اذن کے بغیر لے آئیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات

یا الٰہی یا اللہ العالمین
رافع افلاک و مہّاد زمیں

عرش سے تا فرش ہے سب کچھ تیرا
سب کو اے مالک ہے تیرا آسرا

چاند سورج لال ٹینیں ہیں تیری
جن سے روشن ہے یہ خشکی و تری

وہ چلی جب اہل مغرب کے لئے
اہل مشرق اس نے روشن کردیئے

یہ ہمیشہ اختلاف روز وشب
تیری قدرت کا نشان ہے میرے رب

موسموں کا یوں بدلنا سال میں
فائدہ جس سے ہمیں ہر حال میں

دیکھ کر کشتی کو پانی پر رواں
خالق کل تیری قدرت ہے عیاں

جل شانک ریل گاڑی اور بھاپ
تو نمونے اپنے دکھلاتا ہے آپ

تیری ہی قدرت ہے اے رب جلیل
کیسا آساں کردیا جرّ ثقیل

ورنہ کیا طاقت ہے مشت خاک میں
آئیں ایسی صنعتیں ادراک میں

پورب اور پچھّم سے چلتی ہے ہوا
حکم ہی سے رخ بدلتی ہے ہوا

حکم ہے تیرا کہ پانی کے بخار
ابر بن کر یوں ہوا پر ہوں سوار

جس جگہ پھر حکم تیرا ہو گریں
آب پاشی خلق پر کرتے پھریں

تو ہی سب کا خالق اور رزاق ہے تو
الغرض ہر حمد کے لائق ہے تو

تو نے کچھ باطل نہیں پیدا کیا
پاک ہے تو ہم کو دوزخ سے بچا

اس میں جو داخل ہوئے وہ خوار ہیں
ایسے جو ظالم ہیں بے انصار ہیں

جب سنی تیرے منادی کی ندا
صدق دل سے ہم نے اٰمنا کہا

تجھ کو مانا ہم نے واحد لاشریک
اور سمجھے اس کے سب فرمان ٹھیک

میرے مولا یہ بھی تیرا فضل ہے
سخت منزل ہوگئی جس سے یہ طے

ورنہ اکثر ساتھ کے چالاک وچست
رہ گئے ویسے کے ویسے نا درست

مغفرت کر تو ہے غفار الذنوب
خاصہ تیرا ہے تقلیب القلوب

میری بدیاں مجھ سے کردے دور تو
میرے دل میں بھر دے اپنا نور تو

سعدی اس دنیا سے جب طیار ہو
رحلت اس کی بھی مع الابرار ہو

فضل سے اپنے وہ یا رب دے ہمیں
جو رسولوں نے دیئے وعدے ہمیں

ان کے سب وعدے تیرے وعدے ہیں صاف
اور تو ہرگز نہیں وعدہ خلاف

مانگنے کا بھی نہیں مجھ کو شعور
عفو کر اس میں جو ہو جائے قصور

یاد میں تیری رہوں میں رات دن
اس طرح گزرا کریں یہ سات دن

ایسی حالت میں ہو پوری زندگی
جس سے عقبیٰ میں نہ ہو شرمندگی

پاک کر مجھ کو الٰہی پاک کر
پاک دروازے کی اپنے خاک کر

میں تیرے در پر پڑا رویا کروں
اشک سے داغ گنہ دھویا کروں

جام دے اپنی محبت کا مجھے
کام دے احمدؐ کی سنت کا مجھے

میری جانب سے الٰہی صبح وشام
اس رسول پاک پر لاکھوں سلام

اس کی آل پاک اصحاب پر
رحمتیں نازل تیری شام وسحر

عشق میں تیرے میرا دل چور ہو
پھر مرا اجڑا وطن معمور ہو

جوش زن ہو دل میں پیمان الست
یاد کر کے وہ بلی ہوجاؤں مست

دور کر دل سے مرے دنیا کے غم
روز وشب ڈھاتے ہیں مجھ پر ستم

مجھ کو تجھ سے دور رکھتے ہیں یہی
بس مجھے مہجور رکھتے ہیں یہی

نور قرآن سے منور کردے دل
الفت درس سنن سے بھر دے دل

حکم تیرے سب مرے معمول ہوں
سب عمل میرے ترے مقبول ہوں

دلدہی[1] کر کے دلیری دیکھنا
اپنی روبہ کہ کے شیری دیکھنا

ناصر دیں پیمبرؐ کر مجھے
اہل بدعت کا نہ کچھ ڈر مجھے

جو نہیں سنتے پیمبرؐ کی حدیث
تیری قدرت کے ہوئے منکر خبیث

میں دکھاؤں تیری قدرت کے ثبوت
دم نہ ماریں لب پہ ہو مہر سکوت

قدرتیں تیری جو دیکھیں سیکڑوں
مثل نمرود شقی مبہوت ہوں

[1] اصل شعر یہ ہے:

تو مرا دل دہ و دلیری بیں
روبۂ خویش خواں وشیری بیں

بول بالا تیرے پیغمبرؐ کا ہو
سر نگوں ہر مبتدع کافر کا ہو

میں نہیں کہتا کہ یہ کر وہ نہ کر
چاہتا ہوں تیری رحمت کی نظر

جاں کنی کا وقت ہے مشکل بہت
کانپتا رہتا ہے اس دے دل بہت

فضل تیرا چاہئے پروردگار
خاتمے پر ہے سبھی دارومدار

دار دنیا سے جو رحلت ہو مری
تیری وحدت پر شہادت ہو مری

فتنہ ہائے زندگی سے دے پناہ
حادثات بعد مردن سے پناہ

تو ہے واقف میرے ضعف حال سے
امن دیجو فتنہ دجال سے

قبر میں جس روز ہو میرا مقام
شاد ہوں سن کر فرشتوں کا سلام

ان سے من ربک سنوں میں جب سوال
ربی اللہ ہو میرا حسن مقال

مصطفیؐ پیارے کی صورت دیکھ کر
واں فدا ہو جاؤں میں شوریدہ سر

امتحان میں راست جب پائیں مجھے
مرحبا کہہ کر سلا جائیں مجھے

آنکھ کی ٹھنڈک مرے فرزند ہوں
باقی صالح سبھی دلبند ہوں

ہیں جو پہلے گزرے ہوں میرے فرط
آگ سے لیں میری آزادی کا خط

حشر میں پھر مصطفیؐ کا ساتھ ہو
اس کا دامن اور میرا ہاتھ ہو

اس کے ہاتھوں سے پیوں کوثر کا جام
اس پر اس کی آل پر لاکھوں سلام

گرچہ اس پل سے گزر دشوار ہے
تیری رحمت ہو تو بیڑا پار ہے

غزل

حاجت ہے کیا ہو کوئی نگہبان حدیث کا
حافظ ہے آپ خالق سبحاں حدیث کا

نطق نبیؐ ہے وحی خدا کیا ہوا کا دخل
والنجم میں گواہ ہے قرآں حدیث کا

ایماں کی حیات سے ہے ملیں انہیں جنہیں
ہے وصل محدثات کا ہجراں حدیث کا

قرآن پر عرض کرتے ہیں بہر معارضہ
کیا مانتے ہیں نیچری احساں حدیث کا

کیا جانیں نکتہائے حدیث نیچری
اہل الحدیث ہی کو ہے عرفاں حدیث کا

ترجیح دے حدیث پہ احلام نفس کو
ناقدر داں نہ اتنا ہو ایجاں حدیث کا

رہتے ہیں صرف ریب وتردد میں نیچری
سب حکم مانتے ہیں مسلماں حدیث کا

ہے شافعیؒ و مالکؒ و احمد کو جیسا عشق
عاشق اسی طرح سے ہے نعمانؒ حدیث کا
بے وجہ ان سے چھٹ نہیں سکتی کوئی حدیث
ان سب کے چشم و سر پہ ہے فرماں حدیث کا
شیطان کے سبل ہیں چپ و راست بیشمار
پہنچا صراط تا در رضوان[۱] حدیث کا
مومن کو رنگ و رونق ایماں کے لئے
قرآن کا ساز چاہئے ساماں حدیث
بدعت کے حادثوں سے جہنم میں ہو پناہ
ہم لیں نہ اپنے سر پہ جو داماں حدیث کا
بیشک فلا وربک لا یؤمنون میں[۲]
قرآن نے ہم سے لے لیا پیماں حدیث کا
ہے[۳] طاعت اللہ اطاعت رسولؐ کی
دل کو نہ ہو شوق فراواں حدیث کا
چاہ ہوائے نفس میں ڈوبے ہیں نیچری
اسلامیوں کا عروہ ہے فرماں حدیث کا
سینہ ہے وہ کہ مشرق نور اللہ ہے
نکلا جہاں سے نیّر تاباں حدیث کا
وہ کون سا قضیہ ہے جو فیصلہ نہ ہو
دربار عام رکھتا ہے دیواں حدیث کا
جل جائیں فلسفہ کے خس وکار محدثات
پھولے پھلے مدام گلستاں حدیث کا
آمیں کہو فرشتوں کی آمیں کے ساتھ ساتھ
سنتا رہے گروہ حسوداں حدیث کا
جان دی ہے حق نے بہر فدائے کلام حق
بخشا ہے مجھ کو دل کہ ہو قرباں حدیث کا

۱؎ جناب رسول خداﷺ نے ایک دن صحابہ کے روبرو ایک سیدھا خط کھینچا اور کچھ دائیں بائیں طرف اس کی شاخیں نکال دیں اور پھر فرمایا: ''ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرّق بکم عن سبیلہ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون'' (الانعام:۱۵۳)
یہ میرا سیدھا راستہ ہے سوتم اس پر چلو اور ان راہوں پر نہ چلو ان راہوں پر چلنا تم کو خدا کے راہ سے الگ کردے گا۔ یہ تم کو کہہ دیا ہے تاکہ تم بچتے رہو۔

۲؎ ''فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثمّ لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما'' (النساء:۶۵)
سو تیرے رب کی قسم ہے یہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم بنالیں پھر تیرے فیصلے پر ان کے دلوں میں کچھ خفگی بھی نہ آئے اور عمدہ طور سے مان لیں۔ یعنی خواہ نفع ہو خواہ نقصان عقل مانے چاہے نہ مانے ان آنکھوں سے نظر آئے یا نہ آئے۔

۳؎ ''من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ'' جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کرلی۔

جھگڑوں سے زید وعمرو کے ناآشنا ہوں میں
سیکھا ہوں ابتداء ہی سے ایماں حدیث کا
مضمون ہیں اتباع حدیث رسولؐ کے
دیواں کا میرے نام ہے دیواں حدیث کا
شعروسخن میں اور ہی کچھ آب وتاب ہے
سعدی ہوا ہے جب سے غزل خواں حدیث کا

دیگر

دعویٰ جدید دیکھئے ہر سال وماہ ہے
نیکی کی کچھ طمع ہے نہ خوف گناہ ہے
اس میرزا کی سلسلہ بندی کو دیکھئے
بھرتا ہے اپنے پیٹ کو بانگ رفاہ ہے
انکار معجزات کی تقریر ہے سدا
لب پر حواریوں کے عجب واہ واہ ہے
سو سال بعد زندگی اوکالذی میں دیکھ
اس موت وزندگی کا گدھا بھی گواہ ہے
تم سے[۱] نہ ہووے کچھ تو بلالو مسیح کو
یہ قول کافروں کا بلا اشتباہ ہے
کفار نے کہا تھا نبیؐ سے اسی طرح[۲]
دکھلا دے حشر لا کے اگر دستگاہ ہے
سائل اسی روش پہ ہوئے ہم سے نیچری
سب منکران حق کی وہی ایک راہ ہے
ہم آج کس طرح سے بلالیں مسیحؑ کو
خالق کے اختیار میں سب کوہ کاہ ہے
مستعجل نزول مسیحاؑ ہوں کس طرح
پہلے خروج[۳] اعور سینہ سیاہ ہے

۱؎ قول جمیل میں میرزا کے حواری کا یہ شعر ہے تم سے نہ ہووے کچھ تو بلالو مسیح کو وقت نزول ہے یہی ہنگامہ گاہ ہے۔ ناظرین! اس شوخی اور بے باکی کو دیکھیں۔ ایسے مثیل دجال کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول مقدر نہیں۔ آنجناب کا نزول تو اس آخری دجال اعور کے قتل کرنے کو ہے یہ مثیل مسیح دجال اس درجہ کا نہیں۔ اس کے لئے اور علماء امت ہی کافی ہیں۔

۲؎ (الدخان:۳۴تا۳۶)''ان ھٰؤلاء لیقولون ان ھی الّا موتتنا الاولٰی وما نحن بمنشرین. فأتوا باٰبائنا ان کنتم صادقین'' یہ کافر کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ ہمارا پہلی ہی دفعہ کا مرنا ہے۔ پھر ہم کبھی نہیں اٹھنے کے۔ سو اگر تم (نشر کے ماننے والو) سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو اٹھا کے دکھلا دو۔ یعنی بن دیکھے کیوں کر مان لیں۔ ایسا ہی ان میرزائی نیچریوں نے ہم سے سوال کیا ہے کہ تم اب حضرت عیسیٰ کو بلالو اگر تم سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

۳؎ ہم حضرت کے نزول کی درخواست کس طرح کریں وہ اعور (کانا) دجال ان سے پہلے ظاہر ہوگا اور ہم اس کے فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ کے نزول کی درخواست کریں تو گویا دجال کا خروج پہلے چاہیں۔ اعاذنا اللہ من شرور فتنہ!

مؤرخہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۰۹ھ

دجال کے مثیل ہیں فتنہ گر اس قدر — فتنوں سے خاص اس کے خدا کی پناہ ہے
جن کے یقین قوی ہیں قیامت سے ڈرتے ہیں — دل حاضری سے کانپتا ہے شام وپگاہ ہے
کیا کہنے ہیں مثیل کے عشق وجنوں کے — عورت نئی کی فکر میں کنبہ تباہ ہے
سعدی ہمیشہ صدق پہ ثابت قدم ہو تو — مرزا کو دیکھ جھوٹ سے کتنا نباہ ہے

تاریخ طبع ہذا

دلا نظم سعدی ہے یا آب تسکیں — کہ جس سے ہوئے منطفی حرّ فتنہ
جو کہتے ہیں سب تو سن طبع لکھ دے — ہے مدفوع دجال کا شر فتنہ ۱۳۰۹ھ

فتم به المتن بالخير

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ گیدڑ نامہ

گزشتہ دجالوں کے کچھ حالات جنہوں نے اپنے لئے نبوت تجویز کی تھی۔

۱...... مسیلمہ کذاب بنی حنیفہ میں سے نکلا شراب اور زنا کو حلال کیا۔ زمانہ صدیق اکبرؓ میں خالد بن ولیدؓ نے اس کو قتل کیا۔

۲...... اسود عنسی مدعی نبوت ہوا۔ فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شعبدہ باز تھا اس کا گدھا اس کو سجدہ کرتا تھا۔ جناب رسول خدا ﷺ کی خبر مرض سن کر یہ دونوں کذاب مدعی رسالت ہوگئے تھے۔

۳...... ابن صیاد

۴...... طلیحہ بن خویلد، غطفان نے اس کو نبی مانا۔ لیکن آخر تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔

۵...... سجاح بنت سوید ہے۔ تمیم اس کے مددگار رہوئے، مسیلمہ کذاب سے ملی اس نے یہ الہام سنایا ’’الم تر ان اللہ خلقنا ازواجاً وجعل النساء لنا ازواجا نولج فیھن ایلاجاً ونخرج منھم اذا شئنا اخراجاً‘‘ سجاح کی رال ٹپک پڑی تو مسیلمہ نے اور سنائی ’’الا قومی الا لمخدع فقد ھئ لک

المضجع فان شئت فرشناک. فان شئت علی اربع وان شئت بثلثیہ. وان شئت بہ اجمع ’’خوش ہوگئی۔ بولی’’بل بہ اجمع‘‘ وہ بولا مجھے بھی یہی حکم ہوا ہے۔ پھر تعمیل کی ٹھہری، سجاح نے اپنی نبوت اس کو سونپ دی۔ مہر میں نماز عصر معاف ہوئی۔ لیکن یہ سجاح زمانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں توبہ کر کے مسلمان ہوگئی تھی۔

۶...... مختار ہے۔ اپنے آپ کو مختار رسول لکھا کرتا تھا۔

۷...... متنبیّ مشہور شاعر ہے آخر تائب ہوگیا تھا۔

۸...... بہبود۔ معتمد کے زمانے میں فتنہ زنخ کا قائد تھا۔ عراق برباد کیا، سادات کو ذلیل کیا۔ کہتا تھا مجھے رسالت ملی تھی۔ میں نے قبول نہ کی۔ غیب دانی کا دعویٰ کرتا تھا۔

۹...... یحییٰ بن ذکرویہ قرمطی زمانہ مکتفی میں تھا۔

۱۰...... حسین۔ برادر یحییٰ مذکور۔

۱۱...... عیسیٰ بن مہرویہ۔ کہتا تھا مدثر میرا ہی لقب ہے۔ ملک شام پر غلبہ پایا اسی فساد میں مارا گیا۔

۱۲...... ابوطاہر قرمطی۔ یہ زمانہ مقتدر میں تھا۔ خانہ کعبہ سے حجر اسود کو اکھیڑ کر لے گیا تھا۔

۱۳...... محمد بن علی شلغانی۔ زمانہ راضی باللہ میں ظاہر ہوا۔ مدعی الوہیت واحیاء موتی تھا۔ سولی دیا گیا۔

۱۴...... ایک جوان فرقہ تناسخیہ میں سے تھا۔ اپنے آپ میں روح علیؓ اور اپنی بیوی میں روح فاطمہؓ بناتا تھا۔

۱۵...... ایک شخص تھا اپنے تئیں جبرئیل کہتا تھا۔ مارا پیٹا تو سید بن کر معزالدولہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

۱۶...... ایک شخص اطراف نہاوند بزمانہ مستظہر ۴۹۹ھ میں ظاہر ہوا۔ پیغمبر بن کر بہت لوگ تابع کر لئے۔ آخر مقتول ہوا۔

۱۷...... ’’لا‘‘ نام مشہور کیا اور کہا لانبی بعدی سے میں ہی مراد ہوں۔ (میرے بعد لا نبی ہوگا۔ یہ ترجمہ اسی لا سے منقول ہے)

۱۸...... غازاری ساحر تھا مالقہ سے غرناطہ میں جا کر ابوجعفر بن زبیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۱۹...... ایک عورت تھی کہتی تھی لانبی بعدی میں نبی کی نفی ہے نبیہ کی نفی نہیں۔

۲۰...... استادسیس ملک خراسان میں مدعی نبوت ہوا۔ اخشم عامل مروروز کو شکست دی۔ حازم بن خزیمہ نے اس کو گرفتار کیا۔

۲۱...... دامیہ ایک سوڈانیہ عورت تھی۔ سوڈانی اس کو بھی مان گئے۔ آخر گرفتار ہو کر ماری گئی۔

۲۲...... یوشیا۔ مدعی نبوت ہوا۔ مہدی کے سامنے صلیب دیا گیا۔

۲۳...... مقنع مدعی الوہیت ہوا، ماہ تخشب اسی سے مشہور ہے نام عطا تھا، قوم کا دھوبی، کاوہ ملک مرو کا باشندہ، بدشکل کانا، پست قد، چہرہ پر برقع رکھتا تھا، محصور ہوا زہر کھا کر مرگیا۔

۲۴...... ابومسلم خراسانی۔ اس کے اتباع منصور کو رزاق وخدا مانتے تھے۔ معن بن زائدہ نے سب کو منصور کے سامنے ہی واصل جہنم کیا۔

۲۵...... ایک شخص زمانہ مامون میں مدعی ہوا کہ میں ابراہیم خلیل ہوں۔

۲۶...... ایک شخص زمانہ خالد بن عبداللہ قسری میں مدعی نبوت ہوا۔ سورۃ کوثر کے مقابل لکھا: ’’انا اعطیناک الجماهر. فصل لربک وجاهر ولا تطع کل ساحر کافر ‘‘اس سولی دینے کے وقت خلف بن خلیفہ شاعر’’انا اعطیناک العمود فصل لربک علی عود وانا ضامن ان لا تعود‘‘

۲۷...... ایک شخص مدعی نبوت ہوا کہ میں نوح صاحب فلک ہوں ایک طوفان اور آئے گا۔

۲۸...... زمانۂ حال میں مرزائے قادیانی ہے جس کے حالات مفصل شائع ہورہے ہیں۔ کہتا ہے’’میں عیسیٰ بن مریم ہوں جس کے آنے کی خبر شرع اسلام میں دی گئی ہے۔ مجھ پر وحی آتی ہے۔ میری وحی بالکل پاک ہے۔ میں محدث ہوں اور محدث اور نبی ایک ہی ہوتے ہیں۔ مجھ سے جب کوئی طلب کرے چالیس دن کے اندر آسمانی نشان دکھلاسکتا ہوں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

✡ ✡ ✡

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انہزام کادیانی

بہ جواب

دعوت دہلی آں بہتانی

حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین (الروم)

پھر بدلا لیا ہم نے اُن سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ عجالہ صدق مقالہ مسمّٰی بہ

رباعی

رفتیم بہ قادیاں کلیسا دیدیم
بیمار ترین خلق عیسا دیدیم
کافر شدہ مدعیٔ ابنیت حق
گردش بسجود چند ترسا دیدیم

انہزامِ کادیانی

بجواب

دعوتِ دہلی آں ہتانی

رباعی

یک قاطع نسل و یک مسیحی زماں
یک مہتر لال بیگیان دوراں
اُفتد چو گزر بہ قادیانت گاہے
ایں خانہ تمام آفتاب است بخواں

جس میں لودیانہ - دہلی - پٹیالہ - لاہور - سیالکوٹ وغیرہ سے کادیانی کی شکست کا بیان ہے

و نظم ہدایت معالی

رباعی

کچھ فیض جو قادیاں میں بٹتے دیکھا
تالیف سے خوب زر سمٹتے دیکھا
گر فارسی اصل گاہ سید ہے
کایا عجب اک مغل پلٹتے دیکھا

مسمّٰی بہ

اظہارِ فریبِ کادیانی

رباعی

عیسا کا جلال او دو نشانہ کیا
خود نقل جمال بنت نا کیا
ہو ماصلبوہ حجت شہادت جو
پھر اُس کو صلیب پر چڑھا کیا

جس میں اُس کے رسالہ نشان آسمانی کا دلچسپ جواب ہے

از تالیف محمد سعد اللہ عفی اللہ عنہ و عافاہ مؤلف شہاب ثاقب بر مسیح کاذب گیدڑنامہ وغیرہ

در سنہ ۱۳۱۰ ہجری

انڈین رحیمی پریس لودیانہ میں بکمال صفائی طبع ہوا

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۳ ر ۶ پائی - قیمت ۱۰ جلد مع محصول ڈاک عمہ ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاعتبروا یاولی الابصار

کادیانی چھوڑ دے سب حیلہ وتزویر بس — اب نہ ہوگی دیں میں تیری عزت وتوقیر بس
خیر امت نے تجھے دجال ثابت کردیا — ہی مزخرف یہ تری بے فائدہ تقریر بس
سلسلے ٹوٹے وہ تیری بیعت وتجدید کے — مرسل[1] یزداں رہی اب کفر کی زنجیر بس
دو[2] ملک تیرے یفیض[3] المال سے فائض ہوئے — زردرو![4] کھلنے کو ہے تیری بھی اب تقدیر بس
دیکھ احسن بن کے اسود کس طرح خارج ہوا — نور دین تیرا بجھا جاتی رہی تنویر بس
ابتلا[5] و زہد ہیں سب تسلیہ اطفال کا — کھل چکا ہے فیض سب پر حضرت بے پیر بس
ہم بنیں جس سے نہ مدہن خفتہ دل بیدار ہوں — تیرے رد میں چاہئے ہاں ایسی ہی تحریر بس
لفظ سخت اظہار کید مدعی میں ہوں[6] رقم — کذب وتہمت سے قلم کو پر رہے تحذیر بس
اس لئے ہے وصف وسال نظم سعدی دلپسند — انہزام کادیانی قابل تشہیر بس

۱ دیکھو لوح ازالہ کادیانی ''مرسل یزدانی مامور رحمانی۔''

۲ (ازالہ ص۲۱۹، خزائن ج۳ ص۲۰۹) کہتا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جن دو فرشتوں کا آنا حدیث میں آیا ہے۔ اس سے دو آدمی اور ہیں جو مددگار وناصر ہوں گے۔''

۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ رہے گا۔

۴ مرزا اپنے آپ کو بیمار اور زردرو کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زرد لباس میں بنتا ہے۔

۵ ہر شخص اپنی تکلیف کو اچھا ابتلاء نہیں کہہ سکتا عذاب اور تنبیہ بھی ہوتی ہے۔

۶ (ازالہ ص۲۹، خزائن ج۳ ص۱۱۷) میں سخت الفاظ کو اظہار حق کے لئے ضروری لکھا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو شتاب کاری کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے سخت لفظ خواب غفلت کے لئے ٹھوکر ہیں۔

صلوا علٰی من ظلته غمامة　　والجزع حن له وافصحت الضّبا

مناجات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد سب ہے تجھی کو یا اللہ　　تو نے ہم کو دکھائی اپنی راہ
ہم نہ دوزخ سے پاتے آزادی　　آپ بنتا نہ تو اگر ہادی
اعتقاد اصول دین بخشا　　اپنے وعدوں پہ پھر یقین بخشا
غیب پر لائے دل سے ہم ایماں　　ہے ترقی پہ دمبدم ایماں
فٰلق الحبّ والنّوی ہے تو　　درد بیچارہ کی دوا ہے تو
مشت خاک آفرینش آدم　　قطرۂ آب اور سارے ہم
کن کہے نر سے مادہ پیدا ہو　　صرف مادہ سے نر ہویدا ہو
خاک پر گرچہ ہے سکونت عام　　جس کو تو چاہے دے فلک پہ مقام
کرہ ارض سی بہت گیندیں　　تو نے رکھی ہیں اس بلندی میں
کیا عجب ان میں بھی جو خلقت ہو　　فرض ان پر تری عبادت ہو
تجھ کو جو کام کرنا ہو منظور　　کن سے موجود ہو بغیر فطور
مارنا اور زندگی دینا　　بیکسوں کی سدا خبر لینا
تیری رحمت کا سب تقاضا ہے　　ورنہ تجھ پر ہمارا حق کیا ہے
تیری رحمت کا کچھ حساب نہیں　　کس کو لاتقنطوا خطاب نہیں
دیکھ کر ہم سے سو بدی تو نے　　پھر بھی توفیق توبہ دی تو نے
عظمت وقہر بھی ہے بے پایاں　　کبریائی تجھی کو ہے شایان
مالک عرش خالق ہر شئے　　الغرض ہے جو کچھ وہ تیرا ہے
سب ترے در پہ ہیں سر افگندہ　　مصطفیٰ بھی ہے اک ترا بندہ
سرور دیں پناہ ہادی کل　　خاتم انبیاء و فخر رسل

تیرا پیارا محمد عربی　　مکی و ہاشمی و مطلبی
میری جانب سے اے مرے معبود　　لاکھ لاکھ اس پہ ہوں سلام ودرود
اس کے احباب پر تری رحمت　　آل و اصحاب پر تری رحمت
ہم کو تکلیف جس پہ بھاری تھی　　رات دن فکر اسے ہماری تھی
سعی اس راہ میں تھی اس حد تک　　تجھ سے سنتا تھا باخع نفسک
ہادی امت وحریص حقیق　　ہر طرح ہم پہ مہربان وشفیق
رحمت عالمیں پناہ امم　　فخر کونین وبادشاہ امم
اے خداوند اے مرے مولا　　آرزوئیں جو نیک ہوں برلا
مانگنے کا مجھے شعور نہیں　　عفو کر جو خطا ہوئی ہو کہیں
ہے شفیع قصور بے ادبی　　سبقت رحمتی علیٰ غضبی
تو مرے سب گناہ کردے معاف　　اور جو کچھ ہو کام میں اسراف
رکھیو ثابت قدم مجھے دیں پر　　دیجو نصرت گروہ بے دیں پر
پائے اصلاح میری ذریت　　پاک ہو ان کا دین عمل نیت
کیجو اولاد پاک ہم کو عطا　　تو دعائیں ہماری ہے سنتا
مانگتا تجھ سے ایسی چیز ہوں میں　　جس سے دارین میں عزیز ہوں میں
اے مرے ذوالجلال والاکرام　　میرا نور بصر ہو تیرا کلام
تو سمیع اور ہے علیم بھی تو　　تو ہی تواب ہے رحیم بھی تو
ہیں امید قبول رکھتے ہم　　تب علینا برحمۃ وکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام اللہ زیب عنوان ہے — یاد جس کی سکینۂ جاں ہے
ہے وہ فعّال قادر مطلق — وہی سب کا ہے خالق برحق
اس نے سب کو عدم سے ہست کیا — اک بلند اور ایک پست کیا
متصرف وہ اپنے ملک میں ہے — کیوں نہ ہو جب اسی کی ہو ہر شئے
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے — سب مشئیت سے اس کی ہوتا ہے
ایک کے گھر میں مینہ برستا ہے — ایک اک گھونٹ کو ترستا ہے
ایک ہے ارذل العمر پاتا — ایک ہے شیرخوار مر جاتا
ہوتا اک نوجوان ہے یوں رخصت — مل نہیں سکتی بات کی فرصت
گر کوئی بد ہے اور کوئی نیک — ایک ہے عدل اور فضل ہے ایک
حکمتیں ہیں یہ سب حکیم ہے وہ — منتقم بھی ہے گر رحیم ہے وہ
ایک حکموں پہ اس کے دل سے فدا — ایک کا کام حجتیں ہے سدا
ایک بندہ ہے مومن بالغیب — ایک کو ہر طرح تردد وریب
تیز رو راہ راست پر کوئی — دل کا اندھا ہے بے خبر کوئی
ایک کو اس کی بندگی سے کام — ایک شیطان پر دغا کا غلام
ایک در پردہ نیچری بھی ہے — اس سے پھر جنگ زرگری بھی ہے
شور جزئی پیمبری بھی ہے — برسر حملہ آوری بھی ہے
انبیاء[1] سے برابری بھی ہے — فتنہ گر اور مفتری بھی ہے
منکر اقوال مصطفیٰ کا ہے — فطرۃ اللہ[2] سے محض اندھا ہے
ایک حامی مذہب وملت — کام جس کا اشاعۃ السنّت
اور مکار نیچری کا رد — اس کی جھوٹی پیمبری کا رد

۱؎ جیسے مرزا (کادیانی بہ مکاید وقادیانی بہ سکونت) (توضیح مرام ص۱۸و۱۹، خزائن ج۳ص۶۰) میں مدعی ہے۔

۲؎ عام فرقہ نیچریہ جو اپنے ہی مشاہدات کو خدا کا نیچر سمجھتے ہیں اخبار نبوی سے بالکل منکر ہیں۔

اس کے فتنوں کو روکنا سب سے ۔۔۔ نصرت اسلام کی ہو جس ڈھب سے
ایک بگلا سا بھگت لگتا ہے ۔۔۔ لیکے قرآن کا نام ٹھگتا ہے
کام قرآن سے نہیں زنہار ۔۔۔ محض تحریف پر ہے دارومدار
بن کے ابن خدا بطور مجاز[1] ۔۔۔ کافر اس کفر پر ہے کرتا ناز
کہ یہ سب ہیں معارف واسرار[2] ۔۔۔ زندگی اس سے پاتے ہیں ابرار
اس کی تکفیر ایک کرتا ہے ۔۔۔ شق ارضا وسما سے ڈرتا ہے
ٹوٹ کر گر پڑیں کہیں نہ جبال ۔۔۔ کبرت ما یقولہا الدجال
اعتقاد اپنے ایک چھپاتا ہے ۔۔۔ مرگ عیسیٰ کا غل مچاتا ہے
درپے رد ہے اس کے اک بندہ ۔۔۔ کہ ابھی تک مسیح ہیں زندہ
پھر وہ قبل از قیامت آئیں گے ۔۔۔ سولیاں توڑ کر دکھائیں گے
رجس ہوجائیں گے تہ شمشیر ۔۔۔ نہ پلیں گے گھروں میں یوں خنزیر
اک عقائد جدید گھڑتا ہے ۔۔۔ حق نہیں سنتا اور اکڑتا ہے
لغو ہیں سب عقائد اسلام ۔۔۔ لیلۃ القدر و معجزات تمام
وہ حقیقت میں کوئی رات[3] نہیں ۔۔۔ ہیں خیالات معجزات نہیں
عمل الترب[4] ومزمرزم ہیں سب ۔۔۔ میں جو خالی ہوں اس سے ہے یہ سب

۱؎ قادیانی کہتا ہے کہ: ’’مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کرسکتے ہیں۔‘‘ (توضیح ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴) حالانکہ خداتعالیٰ نے نصاریٰ کو المسیح ابن اللہ کہنے پر کافر فرمایا ہے اور (براہین ص۲۴۴، خزائن ج۱ ص۵۲۰ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) میں خود کادیانی نے عقیدہ اتخاذ ولد کو مخلوق پرستوں کی طرف منسوب کیا ہے۔

۲؎ مرزا کا ایک چیلہ ان کفریات کی تعریف میں کہتا ہے۔ صوفیوں کی ہیں جان وہ اسرار، زندگی ان سے پاتے ہیں ابرار۔ (دعوت دہلی ص۴)

۳؎ ’’اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔‘‘ (فتح اسلام ص۵۴، خزائن ج۳ ص۳۲)

۴؎ ’’غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا...... بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا...... جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر!‘‘ (ازالہ ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳ حاشیہ)

اس کو مکروہ جانتا ہوں میں[۱] ان سے کچھ کم نہیں جو چاہوں میں
ہوتا ہے لاجواب[۲] جب گمراہ پڑھتا ہے لاالٰــــــہ الّا اللہ
پھر یہ مومن اسے پکڑتا ہے کیوں جہنم میں دیکھ پڑتا ہے
ہے بری یہ منافقانہ چال دل میں کچھ منہ پہ اور کچھ دجال
سر باطل جو یوں دباتا ہے سعی کا حق سے اجر پاتا ہے
ہے یہ سب نعمت خدائے کریم فضل خلاق انس و جان ہے عظیم
جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے ایسی نعمت سعید لیتا ہے
دیں سعادت بزور بازو نیست غرۂ علم و زور مفتونیست
آج تک ہوچکے بہت دجال سنئے دجال حال کا کچھ حال
قادیاں[۳] سے خروج ہے جس کا نیچریت عروج ہے جس کا
نکلا ہے ختم سیزدہ صد پر فخر کرتا ہے حساب ابجد[۴] پر

۱؎ ’’مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو...... ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی ﷺ نے قدم مارا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۷، ۲۵۸ حاشیہ) گویا کہ معجزات انبیاء کے پسند اور کسب پر موقوف تھے جیسے بھان متی کا کھیل۔ اعاذنا اللہ من ہٰذہ العقائد!

۲؎ جب ان عقائد کی بحث میں تنگ آتا ہے تو کہتا ہے میں مسلمان ہوں کلمہ گو ہوں مجھے کافر کیوں کہتے ہو کلمہ کی آڑ میں یہ کفریات بکتا ہے۔

۳؎ قادیان پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ میں ایک گاؤں ہے۔

۴؎ اپنے (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰) میں کہتا ہے کہ: ’’میرے نام (غلام احمد قادیانی) کے عدد پورے ۱۳۰۰ ہوتے ہیں...... میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔‘‘ مرزا کو یہ توجہ کشفی طور پر دلائی گئی ہے۔ مرزا کا خیال ہے کہ تیرھویں صدی کے آخر میں میں مجدد ہوں یہ اعداد گواہ ہیں۔ الہام میں مجددی وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں۔ نعمت اللہ ولی کے قصیدے کی تشریح میں اپنا نام احمد قرار دیا ہے۔ یہ محض بغاوت ہے کہ غلام احمد سے احمد بن بیٹھا۔ اس لئے نام محض غلام مناسب ہے احمد سے نسبت قطع ہوگئی۔ اب پورا جملہ جس کو اس کے لئے بمنزلہ تاریخ یادگار سمجھنا چاہئے۔ قادیانی غلام ہے دجال جس میں مبتدا و خبر دونوں موجود ہیں اور عدد ۱۳۰۰ پورے۔

نام میں میرے سیزدہ صد ہے
مبتدا کی خبر ندارد ہے
نام ہے صرف کچھ بیان نہیں
ہے وہ دجال یا مجدد دیں
جملہ پورا ہے یوں خروج کا سال
قادیانی غلام ۱۳۰۰ ہے دجال
احمد[۱] نیچری کا ہے جو غلام
مدعی نبوت و اسلام
لفظ جزئی سے ٹالتا ہے پھر
خاتم الانبیاء کا ہے منکر
فرق رکھتا نہیں سر مو بھی
دیکھ توضیح[۲] کھول کر تو بھی
ہے جو فیضی کی بے نقط تفسیر
اس کے حق میں کیا ہے یوں تحریر
بے نقط[۳] اک فضول گوئی ہے
شاعری اور ہرزہ پوئی ہے
میرزا کو حساب ابجد کا
اب سکھانے لگی کتاب خدا
جیسی یہ شاعرانہ صنعت ہے
وہ بھی اک منشیانہ حکمت ہے
حیف ہے وہ فضول گوئی ہو
اور یہ سربسر نکوئی ہو
سورۃ العصر کے تمام اعداد
خلق آدم کا سن ہے ان سے[۴] مراد
ایک جاہل نے معنی[۵] طٰہٰ
جیسے اے ماہ چاردہ چاہا
پہلے کہتا تھا میں مجدد ہوں
دین اسلام کا مؤید ہوں
بن گیا پھر محدث وملہم
اس میں کرتے رہے تساہل ہم
ہم نے سمجھا مؤید اسلام
اس کی تائید ہے ہمارا کام
شور سن سن کے سب براہین کا
اس کو سمجھے حمایتی دیں کا

۱؎ سید احمد خان نیچری علی گڑھی سی.ایس.آئی۔

۲؎ وہی (ص۱۸،۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

۳؎ (براہین احمدیہ ص۳۸۴ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۴۶۰)

۴؎ (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰) دیکھو۔

۵؎ حکیم ہذہ الامۃ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قول جمیل میں فرماتے ہیں کہ ایک جاہل واعظ نے طٰہٰ کے معنی اے چودھویں رات کے چاند ظاہر کئے۔ کیونکہ ان دونوں حرفوں کے ہندسے ۱۴ ہوتے ہیں۔ ایسا ہی میں نے سنا ہے کہ ایک پیر پرست نے گیارھویں کا ثبوت لفظ یا سے دیا کہ قرآن میں جا بجا یا آتا ہے۔ جیسے یاایھاالذین، یاایھاالمزمل، یاایھاالنبی وغیرہ! اس یا سے بھی پیران پیر کی گیارھویں مراد ہے۔

’’تین سو جز کی ہوگئی ہے کتاب‘‘
سن کے کہتے تھے ہوگا فصل خطاب

ہو سکا جس سے جس قدر بھیجا
اس کو بیٹھے بٹھائے گھر بھیجا

اس قدر پھیلے دست و پائے ہوس
پانچ قیمت تھی ہوگئی پھر دس

بعض سے کہہ کے لئے پچیس
آئی لیکن کتاب جز پینتیس

اے جفا کار حضرت اقدس
ٹھگ لئے تو نے ہم سے ناحق دس

منتظر تھے کہ اور آئے گی
کچھ براہیں ہمیں دکھائے گی

میر[۱] ناصر نے ایک دن آکر
کی تسلی ہمیں یہ سمجھا کر

تم ابھی منتظر ہو صد افسوس
جلد پنجم رہی ہزار دس کوس

آگے لکھا ہے کچھ نہیں مضمون
میں قسم کھا کے تم سے کہتا ہوں

آچکی بس جناب ساری کتاب
پڑھ کے دیکھو ہم اور ہماری کتاب

جلد چہارم[۲] کے آخری فقرے
نہ سمجھئے گا سرسری فقرے

’’ہیں جو انوار جلد چہارم تک
مکتفی ہیں پئے ازالۂ شک

زیست کا مجھ کو اعتبار نہیں
حیّ وقیوم خود ہے ناصر دیں

متولی و مہتمم ہے خدا‘‘
میرزا سے ہو مانگتے اب کیا

فارغ البال ہوگیا مرزا
سب کا کھا پی کے سو گیا مرزا

جب سنایا یہ گھر کے بھیدی نے
یوں کہا سوچ سوچ کر جی نے

شکل انسان ہیں بہت ابلیس
کر نہ بیعت میں تو کسی کی ریس

تیرا خالق ہو گر ترا ہادی
تجھ کو کافی ہے مصطفیٰ ہادی

تجھ کو ان بیعتوں کی کیا حاجت
تو پڑھا کر کتاب اور سنت

رب زدنـــی دعا ہے قرآن میں
برکت ہوگی تیرے ایمان میں

فہم قاصر کہیں ہو تیرا اگر
دین کے عالموں سے پوچھا کر

پوچھنا ہے نہ جاننے کا علاج
اہل ایمان ہیں علم کے محتاج

۱ میر ناصر نواب نقشہ نویس محکمہ نہر، دلی کے ایک سید صاحب ہیں جو دھوکے میں آکر مرزا سے رشتہ جوڑ بیٹھے ہیں۔

۲ وہی براہین احمدیہ کی (حصہ۴، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

مدعی علم من لدنّا کا
قادیانی ہے سر بسر جھوٹا

ہے یہ وحی ونبوت والہام
کہ سناتا ہے نفس کے احلام

آج اکیس[1] نقد آئیں گے
کل ہمیں بیس نقد آئیں گے

کاہنوں کی طرح بیان کرنا
کچھ نہ کچھ پیش گوئیاں کرنا

کوئی گر ان میں راست بھی نکلے
میرزا جی تو پھر نبی نکلے

خبر بد کی ایک کو تخویف
اپنے مطلب کو ایک کی تعریف

جوتشی جیسے بعض کرتے ہیں
اور کچھ جاہل ان سے ڈرتے ہیں

کٹ کے ہر شاخ جدیوں کی مرے
جلد تر قعر نیتی میں گرے

بیوہ ہونے کا ڈر کسی کو ہے
موت کی بدخبر کسی کو ہے

ہو طمع قیمتی زمین کی جسے
دے کے بیٹی بھی کیا عجب کہ پھسے

فخر کیا ایسی پیش گوئی پر
راست بھی نکلے اتفاقاً گر

ایک فرضی پسر کی مدح و ثنا
زن نو ٹانکنے کی عمدہ بنا

کہ پھسے کوئی عقل کا اندھا
جد فاسد بنے مبشر کا

''نسل پھیلے گی میری عالم میں''
کوئی جاہل تو آئے گا دم میں

گھر میں اپنے ہوئی جو کچھ امید
مشتہر کی اسی پسر کی نوید

ملتی[2] ہے اب کلید فتح و ظفر
ہیں مبارک مجھے یہ ہر دو سفر

ایک وہ لدھیانہ کو جانا
دوسرا ہوشیار پور آنا

آسمانی نشان آتا ہے
مرحبا مہمان آتا ہے

وہ جلالی ظہور آتا ہے
نور آتا ہے نور آتا ہے

محص عطر رضا سے ہے ممسوح
جس میں ڈالی گئی خدا کی روح

برکت اس سے پائیں گی قومیں
ہوگا ممتاز لاکھ میں سو میں

[1] براہین احمدیہ میں اس قسم کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے پر بڑا فخر کیا ہے (جن کو عامل جنیات فی الفور کر کے دکھا دیتے ہیں اور جو کچھ کہو سامنے منگا دیتے ہیں۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص ۴۷۴ و ۵۲۳، خزائن ج ۱ ص ۵۶۵ و ۶۲۴، ۶۲۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

[2] دیکھو اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۹۷ تا ۱۰۳)

اس پہ ہوگا خدا کا ظل ظلیل نام ہوں گے بشیر عموائیل
سخت ہوگا ذہین اور فہیم کلمہ اس کا اور دل کا حلیم
حق تعالیٰ سے پائے گا انعام ظاہری باطنی علوم تمام
مظہر الحق والعلا ہے وہ گویا اللہ آرہا ہے وہ
پائے گا جلد جلد نشو ونما شہرہ سارئے جہاں میں پائے گا
ہر جگہ اس کا بول بالا ہو تین کو چار کرنے والا ہو
اس کے معنوں سے خود ہے بیخبری اپنے الہام سے یہ بہروری
کہ مجھے سمجھیں افتراء سے بری بل بے دجال تیری فتنہ گری
قدرت حق سے جب بجائے پسر جلوہ افروز آ ہوئی دختر
اتنے لاف وگزاف کا انجام آئی غیرالمبین[1] بوقت خصام
پلنے ریشم پہن کے اور زیور زندگی پانچ سال کی لے کر
پھر یہ مکار نے بنایا کید ہم نے اس حمل کی نہ کی تھی قید
مدت حمل نو برس تک ہے ہاں ولادت پسر کی بے شک ہے
داؤ ہیں یہ مسیح کاذب کے کہ یہ لکھوایا میر[2] صاحب سے
میر صاحب جو شیفتہ تھے بہت حسن ظن سے فریفتہ تھے بہت
اس نے جو کچھ کہا سو مان لیا کچھ نہ پوچھا کہ کیوں کیا نہ کیا
کیوں کہ مرزا کے اعتقاد تمام تھے بظاہر موافق اسلام
حالت دل سے کون تھا آگاہ کہ نجاست یہ ہوگی تحت میاہ
گنداد بھرے جو ہر رسالے میں فتح وتوضیح پھر ازالے میں
سب نے جانا کہ میرزا کیا ہے ایک چنگیزیوں کا مرزا ہے
ہے وہی ایک مخرب اسلام لعن حق برمکذب اسلام

۱؎ ’’اومن ینشؤا فی الحلیۃ وھو فی الخصام غیر مبین‘‘(الزخرف)
یعنی کفار ایسی چیز خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو زیوروں میں پلے اور کسی بحث کے وقت اچھی بات نہ کر سکے۔فرشتوں کو جو خدا کے بندے ہیں اس کی لڑکیاں بنایا۔

۲؎ میر عباس علی صوفی لدھیانوی مرحوم۔

حسب حال اس کے ایک قصہ ہے | جس کی مکاری اس کا حصہ ہے
گیدڑ اک سوئے شہر جا نکلا | شہر جانا اسے بلا نکلا
لئے لتے سگان شہری نے | گر نہ چھپتا نہ دیتے وہ جینے
جان بچتی نہ دیکھی جھٹکوں میں | جا چھپا نیل گر کے مٹکوں میں
تھے سراسیمہ ایسے ہوش وحواس | نیل کے خم میں گر پڑا خنّاس
واں سے اچھلا دبک کے بیٹھ گیا | خوف جاں سے دبک کے اٹھ نہ سکا
شام کے وقت جب کہ سب بازار | خالی کتوں سے ہو گیا اک بار
ہو سکا جیسے شہر سے نکلا | جاں سلامت وہاں سے لے نکلا
خشک ہو کر ہوئی عجب صورت | بن گیا ایک نیلگوں مورت
اور جنگل کے جانور سارے | دم بخود بیٹھے خوف کے مارے
کہ نہ دیکھا تھا یہ قد و قامت | نیل کی اس پہ اس طرح رنگت
کیا حقیقت تھی آہوان و پلنگ | شیر بیشہ بھی دیکھ کر تھے دنگ
پھر تو دل میں سمایا اور خیال | کہ یہ مجھ کو نہیں سمجھتے شغال
کچھ مجھے اور چاہئے بننا | ہے یقین سب کہیں گے امنّا
ایسی مکار نے بنائی شکل | دور سے مس مسی دکھائی شکل
سب نے سمجھا کہ ہے کوئی ممتاز | رکھ دیا آکے روئے عجز و نیاز
کہ کہاں سے حضور آئے ہیں | کر کے طے راہ دور آئے ہیں
نام نامی جناب کا کیا ہے | سب کو پا بوس کی تمنا ہے
بولا تم میں کوئی نہ تھا افسر | ملک بے انتظام ہے ابتر
میں پئے انتظام آیا ہوں | سند ملک ساتھ لایا ہوں
رنگ میرا ہے آسمانی خاص | افسری کی ہے یہ نشانی خاص
ہو کے تابع مرے رہو تم سب | اپنی حاجت مجھے کہو تم سب
میں ہوں بھیجا گیا تمہارے پاس | مجھ کو مانو بدل بلا وسواس
میں تمہارے لئے کروں گا دعا | تم ذخیرہ کیا کرو اک جا

دشمنوں سے مقابلے کے لئے
مدد خرچ قافلے کے لئے

اپنے کچھ سلسلے بڑھانے کو
سب کے پھر حوصلے بڑھانے کو

آج سب کے لئے کفیل ہوں میں
سایۂ رحمت جلیل ہوں میں

میرے تابع رہیں گے سب منصور[1]
اور اہل مخالفت مقہور

میرے حملے ہیں سخت زور آور
کہ فرشتے بھی ہیں مرے یاور

طے کروں گا میں سب امور اہم
مجھ پہ ہے ذمہ داریٔ عالم

اسد ازرقی ہے میرا نام
لے کے آیا ہوں میں تمہیں پیغام

ایسی کچھ سب پہ چھا گئی ہیبت
آگئے دم میں دیکھ کر ہیبت

جب کہ شیروں نے کی نہ چون وچرا
پھر نہ مانے تھا حوصلہ کس کا

اک بڑا موجب اس میں یہ بھی تھا
کہ مخالف نہ کوئی کچھ بولا

سب کا رخ سوئے احتیاط رہا
اپنے دل میں ہر ایک نے یہ کہا

راست گو ہے تو کچھ دکھائے گا
گر ہے جھوٹا تو مارا جائے گا

یوں ہی گزرا کئے کئی مہ وسال
اسد ارزقی رہا وہ شغال

سوچ کر بولتا بوقت سخن
تھا تو گیدڑ ولے تھا گرگ کہن

کلمات تفاخر ذاتی
سے طبیعت کبھی نہ گھبراتی

سب سمجھتے کہ ہوگا سچ شاید
بر کسے سوء ظن نمے باید

ایک شب گیدڑوں کا مجمع تھا
حسب عادت جو ان کا شور اٹھا

اسد ارزقی ہوا بے حال
ضبط ہرگز ہوئی نہ صوت شغال

گرچہ روکی بہت پر رک نہ سکی
طبع کھینچی بہت پر جھک نہ سکی

چیخ اک کھینچ کر لگا ہی دی
اصل پر اپنی خود گواہی دی

نہیں تبدیل بہر خلق اللہ
ڈھل سکے کب گلیم بخت سیاہ

۱؎ براہین وغیرہ میں اس قسم کے بڑے بڑے بول بہت ہیں اس کی تطبیق کر کے دیکھنے چاہئیں۔ ازاں جملہ اپنے حق میں وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الہام لکھا ہے۔

(براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

شیر بر اٹھا سخت گھبرا کر — اپنی غفلت پہ طیش سا کھا کر
ہم کو گیدڑ نے دے دیا دھوکا — ناس ہو اس شغال بدخو کا
شور برپا ہوا کہ اے احباب — ان[۱] ھٰذا لشغبر کذاب
کھل گیا راز جلد شکر خدا — ورنہ بیڑا ہی ڈوبتا سب کا
رہتے بے فکر اس بھروسے پر — سب کو کرتا تباہ یہ شغبر
گرچہ ہوشیار پاک ہوجاتے — لیک ناداں ہلاک ہوجاتے
سب نے دھتکارا چل ارے گیدڑ — بعض نے چند سر کئے تھپڑ
دم دبا کے چلے جناب شغال — نیل بداختری کو اپنے سنبھال
ہے یہ بالکل مثال مرزا کی — غور سے دیکھو اس کی چالاکی
کافروں سے جو بحث کرتا تھا — اپنی نالائقی سے ڈرتا تھا
دعویٰ پیش گوئی والہام — کر کے حسب شریعت اسلام
جب کہ نکلا مقابل کفار — اور اکثر ہوا ذلیل وخوار
لی سپر سامنے براہین کی — اور بظاہر حمایت دیں کی
متفق مجھ سے تا مسلماں ہوں — میرے غمخوار اہل ایمان ہوں
نقد سے بھی کریں مدد میری — اور جاری رہے رسد میری
جھوٹ سچ سے کیا گزرا کچھ — عالموں نے دیا سہارا کچھ
کتب دیں سے نقل تھی جب تک — تابع شرع عقل تھی جب تک
کچھ تھا الہام پیش گوئی کچھ — بولا عالم نہ اس میں کوئی کچھ
اس نے جانا کہ کچھ تو ہوں میں بھی — کیا ہیں یہ اہل گر ہیں بھی
میں محدث ہوں اور ملہم ہوں — پھر جو پوچھو تو ابن مریم ہوں
گرچہ بے حد فریب وزور کئے — نرہا اصل بن ظہور کئے
دیکھ کر ملحدوں کا شور وفساد — کھل پڑے نیچریت و الحاد

۱ یہ تو ایک پرلے سرے کا جھوٹا گیدڑ ہے۔

ضبط کر کے گزارے سال کئی | چیخ بے ساختہ نکل ہی گئی
جوش زن ظرف دل ہوا آخر | عہد وپیماں گسل ہوا آخر
ہو کے منکر نزول عیسیٰ کا | اپنا سب میں اڑا لیا خاکا
ہے براہین[1] میں کرچکا اقبال | عیسیٰؑ آئیں گے باکمال جلال
پھیل جائے گا ہر جگہ اسلام | کوہ وصحرا بیوت سقف و خیام
میں بطور جمالی آیا ہوں | ان کا پہلا نمونہ لایا ہوں
انکسار و توکل و ایثار | اور آیات غربت و انوار
ہم میں ہے یوں مشابہت اکمل | جس طرح اک درخت کے دو پھل
میں ہوں خلق[2] اور خلق میں یکتا | سب سے بڑھ کر مشابہ عیسیٰ
کب ہے نجار تیرا شرعی باپ | حلیہ لکھتا ہے مختلف تو آپ
خلق میں کیا مشابہت تجھ کو | جب ہو جھوٹا تو خلق میں کیا ہو
اب کہا وہ تو محض تھی تقلید | اور یہ روح القدس کی ہے تائید
ایسا ختم الرسل بھی کرتے تھے | یعنی کچھ کہہ کے پھر مکرتے تھے
پہلے کہتے کہ یوں ہوا[3] الہام | پھر یہ کہتے وہ رائے تھی اک خام
جو یہی شان انبیاء سمجھے | ایسے کذاب سے خدا سمجھے
نیچری کی یہ کاسہ[4] لیسی کی | قے اگل دی صلیب عیسیٰ کی

۱؎ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ص ۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

۲؎ (ازالہ اوہام ص۱۲۴، خزائن ج۳ ص ۱۶۵)

۳؎ (سرمہ چشم آریہ ص آخیر، خزائن ج۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰) میں ایک اشتہار لگا ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ براہین اللہ کی طرف سے ملہم و مامور ہوکر لکھی گئی ہے جس میں حضرت ابن مریم کا نزول واقعی طور پر بڑے دعوے سے تسلیم کیا ہے اور اب اس کو ایک تقلیدی اعتقاد کہتا ہے اور پھر اپنی وحی کو انبیاء کی وحی کے ساتھ ہم پلہ سمجھتا ہے۔ درپردہ یہ کہتا ہے کہ انبیاء بھی میری ہی طرح کبھی یہ کبھی وہ کہا کرتے تھے۔ حاشا شانہم!

۴؎ علی گڑھ نیچری اپنی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صلیب پر چڑھنا وغیرہ جو کچھ کئی سال سے لکھ چکا ہے۔ اب مرزا نے اس کی نقل اڑالی ہے اپنے ذاتی اغراض کے لئے کہیں کہیں حسب ضرورت کمی بیشی کرلی ہے۔ کیونکہ اس نیچری کو خود عیسیٰ علیہ السلام بننا مطلوب نہ تھا اور یہاں علت غائی یہی ہے۔

کہ ''انہیں دی یہود نے سولی ‏ ‏ اور پھر پائی موت معمولی
ان کا اب انتظار کیسا ہے ‏ ‏ یہی عاجز مثیل عیسیٰ ہے
جس کے آنے کی تھی خبر میں ہوں ‏ ‏ اب خدا کا پیامبر میں ہوں
زرد رو[1] صاحب مرض میں ہوں ‏ ‏ زرد جوڑے میں الغرض میں ہوں
قادیاں[2] یہ دمشق ہے میرا ‏ ‏ جانب شرق ہے مرا ڈیرا
پر بزرگوں کا قول یاد نہیں ‏ ‏ کیا گلستاں نہیں پڑھی تھی کہیں
ایں محال ست کاہل دل میرند ‏ ‏ جائے شاں کور باطناں گیرند
کس نیاید بذیر سایۂ بوم ‏ ‏ ورہما از جہاں شود معدوم
کوئی کس وصف پر ترے بھولے ‏ ‏ جائے عیسیٰ غضب ہے گر تولے
نخوت و حب جاہ و کبر و غرور ‏ ‏ کذب و مکر و فریب و حیلہ و زور
تیری تحریر سے عیاں ہے سب ‏ ‏ دم تقریر برزباں ہے سب
تجھ میں موجود ہیں یہ سب اوصاف ‏ ‏ صحبتی تیرے جانتے ہیں صاف
تجھ کو بیماریاں عذاب خدا ‏ ‏ اور عیسیٰ کا معجزہ ابراء
عیسوی معجزات خلق طیور ‏ ‏ تجھ کو مکھی نہ مارنے کا شعور
تو مثیل مسیح[3] ابتر ہے ‏ ‏ تیرے چیلوں سے کیا عجب تری

۱؎ (ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲،۱۴۳) دیکھو کہتا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زرد لباس میں اترنے کے یہ معنی ہیں کہ بوقت نزول کسی قدر بیمار ہوں گے حالت صحت اچھی نہیں رکھتے ہوں گے۔'' (جیسا کہ خود مریض رہتا ہے)

۲؎ دمشق کے شرقی منارہ سے قادیان میں میری مسجد کا شرقی منارہ مراد ہے۔

(ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰)

۳؎ مسیح ابتر سے مراد مسیح دجال ہے ابتر بمعنی دم بریدہ و ناتمام کیونکہ وہ بے فرزند رہے گا۔

کہ مثیل المسمیٰ[1] لکھیں تجھ کو	ایسی طنز اور ہسی لکھیں تجھ کو
یہ بقیہ ہے پیش گوئی کا	قادیانی کی حیلہ جوئی کا
بارثانی کے حمل چپ تھا	قدرت حق سے ہو گیا لڑکا
اشتہاروں میں خوب کی تشہیر	کہ وہ موعود آ گیا یہ بشیر
یوں[2] چھپا اشتہار خوشخبری	جس نے کی مفتری کی پردہ دری
ناظرین آپ کو بشارت ہے	کہ یہ لڑکا وہ مبارک پے
حضرت حق سے مطلع ہو کر	جس کے آنے کی میں نے دی تھی خبر
کہ نہ ابکے اگر ہوا پیدا	بار ثانی میں بے شک آئے گا
تیرہ سو[3] چار سولھویں ذیقعد	رات آدھی پہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد
باسعادت پسر ہوا پیدا	ہے سزا وار حمد پاک خدا
آریہ لوگ کہتے تھے اکثر	پیش گوئی بقید وقت ہوگر
اور ویسا ہی پائے پھر وہ ظہور	اس کو مانیں گے ہم بصدق ضرور
اب انہیں ماننا پڑا اس کو	دور کر کے دلی وساوس کو

۱؎ مرزا کے دو مریدوں نے دعوت دلی وتنبیہ العلماء کے (ص۱۰ سطر۸ وص۲۳ سطر۲) میں مرزا کا لقب مثیل المسمی نظم میں باندھا ہے۔ پھر مثیل المسی کو بلوایا اور مثیل المسی کی برہاں سے۔ اگرچہ کتابت میں مثیل المسیح لکھا ہے لیکن حائے آخری دم تقطیع کٹ جاتی ہے اور مسیح کا مسی رہ جاتا ہے گویا چیلوں نے دانستہ ہنسی کی ہے اور امر واقعی اس غلطی کے پیرایہ میں کنایۃً ظاہر کیا ہے کہ مرزا مسیح پس بریدہ کا مثیل ہے نہ اس مسیح کا جو دوبارہ آ کر صاحب اولاد ہوگا۔ یہ سب پر ظاہر ہے کہ مرزا اپنے جوان بیٹوں کو عاق کر کے مقطوع النسل ہو چکا ہے اور نئی اولاد کے دعوے ہی دعوے ہیں۔ اگر رہی بھی تو امید ہے کہ مرزا کا نام ونشان مٹانے والی ہوگی۔ واللہ علیٰ ما یشاء قدیر! اگر مرزا کہے کہ فن شاعری میں جہالت کے سبب سے یہ غلطی ہوئی ہے تو مناسب نہیں کیونکہ خود (ازالہ اوہام ص۷۸۴، خزائن ج۳ ص۵۲۴) میں ایک کے لئے شعر وسخن اور قوت بیان کی شہادت دے چکا ہے اور دوسرا مصنف قول جمیل (ازالہ اوہام ص۸۱۸، خزائن ج۳ ص۵۴۲) میں مولوی وصاحب نظر وسیع کے خطاب سے مشرف ہے۔

۲؎ وکٹوریہ پریس لاہور میں۔

۳؎ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء

تاشے بجوائے گھر میں شادی کے ہیں جو سامان نامرادی کے

جب کسی نے کہا[1] یہ بدعت ہے یہ تفاخر خلاف سنت ہے

بولا جھنجلا کے یوں مسیح زماں کہ تجھے کیا خبر ہے اے ناداں

شور شادی سے گونجتا ہے فلک آج تاشے بجا رہے ہیں ملک

جب ملا گھر سے حکم فی الفوری قیمتی آیا مہد لاہوری

عاقلے پختہ کار گفت چہ خوش ''دل بے رحم ومال مفت چہ خوش''

واہ وا غربت مثیل مسیح دیکھئے کیا مماثلت[2] ہے صریح

جوش زن غیرت غیور ہوئی قامع قصر مکر وزور ہوئی

یعنی جب گزرا اک برس کے قریب اٹھ گیا یاں سے وہ بشیر غریب

ادعا خاک میں ملے سارے قدرت حق میں کون دم مارے

پھر مزوّر اور زور کیا ایک برپا نیا فتور کیا

عمر طبعی بشیر اگر پاتا چھوٹی سی عمر میں نہ مرجاتا

متصف سب صفات سے ہوتا متصل حق کی ذات سے ہوتا

اب بھی وہ موجب نجات ہوا کہ فرط ہوگیا محبوں کا

سب نے جانا کہ حیلہ ساز ہے یہ اپنے اس فن میں یکہ تاز ہے یہ

آریہ اب خموش کیوں رہتے اس سے پہلے وہ کیا نہ تھے کہتے

جب کہ دیکھا وہ خوش خبر پرچا اہل ایمان میں بھی ہوا چرچا

ہر طرف سے جو یہ لتاڑ ہوئی زیست کذاب کو پہاڑ ہوئی

پھر یہ مضمون نیا تراشا ایک قادیانی بھی ہے تماشا ایک

''ہم کو الہام جب پسر کا ہوا سمجھے ہم مژدہ ایک لڑکے کا

اصل میں تھے مراد دو لڑکے'' کیا سناتا ہے نو بنو گھڑ کے

''ایک وہ اک یہ مرنے والا تھا ہم نے مطلب ولے غلط سمجھا

[1] یہ کہنے والا ایک معمار تھا جو ان دنوں میں مرزا کی کسی تعمیر میں لگا ہوا تھا اور اس فعل سے ناراض ہوکر کام چھوڑ کر چلا گیا۔ رواہ محمد عمر بٹالوی

[2] دیکھو(ازالہ اوہام ص۱۲۴، خزائن ج۳ ص۱۶۵)

پیش گوئی نہ اصل میں تھی غلط
غلطی رہ گئی سمجھ میں فقط
انبیاء سے بھی یوں ہوا اکثر
کہ غلط سمجھے مدعا اکثر“
مدعا کچھ ہوا اور سمجھیں کچھ
نہیں نقص نبوت اس میں کچھ
انبیاء پر بھی رکھ دیا الزام
ہائے کذاب دشمن اسلام
”یعنی عیسیٰ[1] نے اک حواری کو
تخت جنت دیا سواری کو
لیکن آخر وہ دوزخی نکلا
کھایا عیسیٰ نے سربسر دھوکا
کنجیاں دیں بہشت کی اک کو
لعنت حق کا مستحق تھا جو
سب سے روز صلیب[2] کہتا تھا
آج ڈیرا بہشت میں ہوگا
گرچہ میخیں لگیں ولے نہ مرا
چڑھ کے سولی پر ادھ موا اترا“
آج کل کی مروجہ انجیل
جس کی صحت پر کچھ سند نہ دلیل
اس کو تحریف سے بری مانا
جھوٹی باتوں کو اس کی سچ جانا
عہد نامہ جو ہے جدید وعتیق
اس کے حق میں ہوا ہے یوں تحقیق
کہ وہ تحریف سے نہیں خالی
پادری بھی ہیں اس کے اقبالی
پر یہ محفوظ مانتا ہے اسے
مثل قرآن جانتا ہے اسے
حق تعالیٰ سے کشتی یعقوب[3]
پڑھ کے کہتا ہے یہ مجاز ہے خوب
لوط کا قصہ وہ معاذاللہ
سربسر فاحشہ خدا کی پناہ
گر مجاز اور استعارہ ہے
پھر نبوت کا کیا اجارہ ہے
سب ہے الہام جو بکے کوئی
استعارہ جو لکھ سکے کوئی
یوں تو جو قصہ یا کہانی ہے
بے گماں وحی آسمانی ہے
شرم! شرم! اے گروہ مرزائی
دیکھو مرزا کی اپنے خود رائی
اس میں تقلید کی بخاری کی
اور عیاں اپنی خام کاری کی

۱ یہوداہ کو بہشت کا ایک تخت اور پطرس کو بہشت کی کنجیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیں جو آخرکار اس سے محروم رہے اور دوزخی نکلے۔ (ازالہ اوہام ص۷-۶۹۰، خزائن ج۳ ص۴۷۲و۱۰۶)

۲ (ازالہ ص۳۹۳، خزائن ج۳ ص۳۰۳)

۳ (ازالہ اوہام ص۲۳۳، خزائن ج۳ ص۲۱۷)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کہ بخاری نے لکھ دیا ہے کہیں
کچھ بھی تحریف لفظی ان میں نہیں[1]

راست اس کے قیاس کو جانا
اور امام المحدثین مانا

ہے وہ بیشک امام فن حدیث
سب کو ہے اس پہ حسن ظن حدیث

مجتہد ہے مصیب اور مخطی
انہ قد یصیب ویخطی

مل گئی جب کہ نص صاف ہمیں
پہلے اہل الکتاب کے حق میں

یعنی فرماتے ہیں رسول خدا
جھوٹا ان کو کہو نہ تم سچا

مانیں اب کس طرح کسی کا قول
ایسی تقلید پر پڑھو لاحول

خاص معراج[2] کی حدیثوں پر
طعن سے گندہ کرلیا دفتر

گو صحیحین کی روایت ہے
اس میں موذی کو سو شکایت ہے

اپنے مطلب کو جو مضر ہو بات
واں نہ انجیل دیکھے تے توراۃ

جاہلوں کو فریب دیتا ہے
اپنا مطلب نکال لیتا ہے

بے وقوفوں نے کرلیا تسلیم
مفتری نے جو کچھ کیا تعلیم

تھے جو ذی علم دین سے آگاہ
جن کے سر پر تھا ظل فضل اللہ

اس کے دھوکوں میں کب وہ آتے تھے
صاف مردود شرع پاتے تھے

انبیاء کی اگر یہ حالت ہو
خاک ہوگی تسلی امت کو

مفتری کا یہ افترا اک سن
ہے جو مروی حدیث اطولکن

اس کے معنوں سے بیخبر تھے رسول[3]
جب وہ ہاتھوں کا ناپتی تھیں طول

ان کو روکا نہ فہم ظاہر سے
خود ہی سمجھے نہ جب تو کیا کرتے

اس قدر جھوٹ اور پھر کس پر
ایسے جھوٹے کا آگ میں ہے گھر

چار سو[4] انبیا نے دی تھی خبر
ہوگی ان کے شہ زماں کو ظفر

1 (ازالہ اوہام ص۲۷۳، خزائن ج۳ ص۲۳۹)

2 (ازالہ اوہام ص۹۳۲و۹۳۳، خزائن ج۳ ص۶۱۲،۶۱۳)

3 (ازالہ اوہام ص۶۸۸،۴۰۰، خزائن ج۳ ص۴۷۱،۳۰۷) کیسا کذب صریح ہے کہ ازواج مطہرات نے آنحضرت کے روبرو ہاتھ ناپے اور آپ نے باوجود علم ان کو اس سے نہ روکا۔

4 (ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

لیکن آخر اسے شکست ہوئی — بات پیغمبروں کی پست ہوئی
بلکہ میدان میں وہ قتل ہوا — تھا یہ ناپاک روح کا القاء
گرچہ وہ پیش گوئیاں تھیں ٹھیک — ہو گئیں لیک موجب تضحیک
کیونکہ اکثر مکاشفات مسیح[1] — جیسا لازم ہے تھے نہ صاف وصحیح
کی غلط ان کی آپ نے تعبیر — لعنت اے کادیانی بے پیر[2]
یوں جو تسویل وکذب کوشی ہے — جھوٹ کی اپنے پردہ پوشی ہے
کہ مٹے داغ مرگ عموائیل — جھوٹ کی جھوٹ سے ہوئی تکمیل
گر یہ ہو پیش گوئیوں کا حال — امم انبیاء کا پھر کیا حال
جنتی جن کو مصطفیٰ نے کہا — ان پہ کیا تجھ کو اعتبار رہا
تیرے مذہب کا ہوگیا کیا حال — سچ بتا اے منافق اے دجال
تو ہے کیسا محدث وملہم — کچھ دنوں سمجھے خار کو گل ہم
ہے جو اکثر زبان پر وحی[3] — اس سے ثابت ہے تیری نا اہلی
کب تھا ہجر ویمامہ کا دعویٰ — گرچہ دل میں تصور آیا تھا
حج کا دل میں تھا اپنے گرچہ خیال — کب کہا تھا کہ ہوگا اب کے سال
خواب اپنا سنا دیا تھا فقط — کی تھی تعبیر کب بیان غلط
اس سفر میں تھے کچھ مقاصد اور — تو نہ سمجھے تو کیا کریں اے ثور
گر سمجھ ہو تو صلح کیا ہے کم — جو حدیبیہ میں ہوئی باہم
تجھ کو اسرار کی خبر کیا ہے — تو میاں مٹھو آپ بنتا ہے
ہے جاہل ہو تجھ پہ کیا مکشوف — ہیں یہ اسرار علم پر موقوف

۱؎ (ازالہ اوہام ص۶۹۰، خزائن ج۳ ص۴۷۲)

۲؎ مرزا کا روحانی باپ کوئی نہیں۔ (ازالہ اوہام ص۶۵۹، خزائن ج۳ ص۴۵۶)

۳؎ (ازالہ اوہام ص۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۲) دل میں خیال آنا اور بات ہے انبیاء دعویٰ نہیں کرتے جب تک یقین نہیں ہوتا۔ جھوٹا دعویٰ بلا یقین دجالوں کا کام ہے جنہیں مخلوق کو فریب دینا مقصود ہوتا ہے۔ انبیاء اگر کوئی مشتبہ بات کہتے بھی ہیں تو اپنی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں ایسی بات خدا کے ذمہ کبھی نہیں لگاتے۔ یہی کہتے ہیں: ''میرا وہم اس طرف گیا۔'' (ازالہ اوہام ص۲۱۲، خزائن ج۳ ص۲۰۴)

مدعی علم مـــن لـــدنـــا کا — تو ہے مکار سربسر جھوٹا
چال تیری منافقانہ ہے کیا — ہر جگہ اک نیا بہانہ ہے کیا
اپنے مطلب کی بات گھڑ لینا — انبیاء پر بھی جھوٹ جڑ دینا
”وحی میں کچھ ملا کے کہتے تھے — اجتہادات[۱] کرتے رہتے تھے“
فرد ہے تو دروغ گوئی میں — انبیاء تک کی عیب جوئی میں
درج فی الوحی وہ نہ تھے کرتے — تھے وہ تلقائے نفس سے ڈرتے
ان کی عادت نہ تھی ز خود کہنا — بلکہ چپ رہنا منتظر رہنا
جب کبھی کچھ خطا تھی ہوجاتی — اس پہ تنبیہ تھی معاً آتی
تو ذرا اپنے اشتہار اب دیکھ — اور پھر اپنا حال زار اب دیکھ
پڑھ ذرا اشتہار خوشخبری — اپنی مکاری اور حیلہ گری
پھر جو تبلیغ کی ہوئی تکمیل — اشتہار مثیل ابن مثیل
آیا ثانی بشیر اور محمود — ہو یہ شاید وہ مصلح موعود
لیکن اب تک نہیں کھلا مجھ پر — کہ یہ ہے عمر پانے والا پسر
یا کوئی اور ہوگا اس کے بعد — کشف اور غور ہوگا اس کے بعد
رکھ دیئے ہیں تفاولاً یہ نام — حسب تحقیق ہوگا پھر اعلام
میں نے دیکھا تھا ایک یہ رویا — اس کی نسبت زباں ہے یوں گویا

۱ (ازالہ اوہام ص۶۹۰، خزائن ج۳ ص۴۷۲) ”مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے ان کی کسی قدر (پیشین گوئیوں کی) تفصیل کرتے ہیں اور اس میں کبھی احتمال خطاء کا بھی ہوتا ہے۔“ یہ کادیانی کا محض مغالطہ ہے۔ انبیاء کبھی ایسا نہیں کرتے، اگر کبھی ضرورت پڑتی ہے تو ضرور اپنی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں اس کو وحی الٰہی سے جدا کر دیتے ہیں۔ ورنہ انبیاء کا اعتبار جاتا رہے۔ اس قسم کی جرأتیں کادیانی میں ہیں نہ انبیا نے بغیر اطمینان ایسے سخت دعوے کئے نہ ان کو یہ معاملے پیش آئے۔ طرفہ یہ کہ کادیانی اس بات کا خود قائل بھی ہے۔ ”جب تک خداتعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشین گوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔“

(ازالہ اوہام ص۴۰۶، خزائن ج۳ ص۳۱۰)

تو ہے فخر رسل[1] بقرب خدا | دور سے آیا دیر میں پہنچا
پہلے لڑکے کے ہاتھ دیکھے تھے | اب مسیحائے دہر ہیں ڈرتے
آپ پر اب[2] یہ کھل نہیں سکتا | ہے یہ طفل اور یا وہی یکتا
سینکڑوں اشتہار اور دیئے | چپ ہیں اب تک ولیک اس کے لئے
کہ کہیں پھر دغا نہ دے یہ بھی | داغ پہلا نہیں مٹا ہے ابھی
کام بن کر بہت خراب ہوا | اپنوں غیروں سے لاجواب ہوا
چپ ہی رہتا تو ہوتا کیوں نادم | کیوں بگڑتے بنے تھے جو خادم[3]
دھمکیاں آریا کو دے دے کر | عیب رکھوایا اہل ایماں پر
جی میں جو آئے بھونکتے رہنا | اس کو پھر وحی ایزدی کہنا
اس کی وحی رسل سے پھر تطبیق | ہوں گے عالم میں تجھ سے کم زندیق
اس قدر تو نے چال بازی کی | دی سند اپنی جعل سازی کی
گالیاں[4] انبیاء کو دلوائیں | مفسد ہرزہ کارزشت آئیں
تو ہو مقیاس انبیائے عظام | اے دغا باز قادیاں کے غلام
تجھ کو ہے انبیاء سے کیا نسبت | ان کے اعجاز سے تجھے نفرت

[1] (تکمیل تبلیغ دو ورقہ ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۹۲ حاشیہ) کادیانی اپنے مصلح کے تصور میں بحالت خواب یہ شعر (جو کسی شاعر نے خاتم الانبیاء کی شان میں کہا ہے) پڑھتا ہے:

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد | دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

البتہ ختم کی جگہ فخر بدل لیا ہے۔

[2] اسی تکمیل میں ہے: ’’آج ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے محض تفاؤلاً نام تو بشیر اور محمود رکھ دیئے ہیں مگر ابھی یہ نہیں کھلا کہ یہ مصلح موعود عمر پانے والا ہے یا کوئی اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔‘‘ (ملخص مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۹۱ حاشیہ)

[3] دل کی تسلی کے لئے کہتا ہے کہ: ’’بڑے بشیر کی موت نے کچے الگ کر دیئے سچے رہ گئے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۹۱)

[4] جب کادیانی کے ایسے ایسے کذب ظاہر ہوئے تو آریہ وغیرہ نے انبیاء کو بھی انہیں الفاظ سے یاد کیا جن سے اس کو خطاب کیا۔ کیونکہ اس نے ہر طرح سے اپنی مماثلت انبیاء کے ساتھ بیان کی تھی۔

اس کو مکروہ جانتا ہے تو
مزمرسٹ ان کو مانتا ہے تو
خود تہی دست ہے تو ہر شے سے
تیرے چیلے ہیں بے بصر کیسے
مانا ابن الہ تک تجھ کو
لکھتے ہیں کیسا بے دھڑک تجھ کو
حضرت اقدس و مسیح زماں
نہ یہی بلکہ مرسل یزداں
مدعی حمایت اسلام
رات دن پیٹ پالنے سے کام
کھا گیا دس ہزار نقد و لیک[1]
کام پورا نہیں ہوا ہے ایک
لا دکھا ہے کہاں سراج[2] منیر
جو ڈرانے کی محض تھی تدبیر
کون احمق تھا یوں جو ڈر جاتا
اس طرح تیرے دام میں آتا
پھنس گئے بعض سادہ لوحی سے
کان کے بہرے آنکھ کے اندھے
بعض بے باک ہو گئے ہمراہ
پہلے وہ نیچری[3] تھا جن کی پناہ
لگ گئے کہنے حضرت اقدس
کیا ترے کہنے حضرت اقدس
نور دیں نام ایک بھیرے کا
ہوا سردار تیرے ڈیرے کا
نیچری اک ملازم بھوپال
بول اٹھا بن کے حامی دجال

۱؎ (فتح اسلام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۲۹)

۲؎ (سراج منیر مندرجہ خزائن ج۱۲ ص۳ تا ۱۰۲) ایک فرضی رسالہ ہے پانچ چھ سال سے اس کا نام مشہور کر رکھا ہے کہ اس میں عجب عجب پیش گوئیاں درج ہیں جو مرزا کی حقیقت پر شاہد ہیں اور اس کے لئے کئی سو روپیہ چندہ معرفت حاجی عبدالرحیم سوداگر چھاؤنی انبالہ جمع کرا کر کھا گیا کہ اب چھاپیں گے اس کو دیکھ کر اہل اسلام بہت خوش ہوں گے۔ لیکن اصل میں کچھ بھی نہیں، محض دھمکیاں تھیں کہ سید احمد اور وزیر پٹیالہ جیسے شاید ڈر جائیں۔ اگر مرید ہو جائیں تو بڑا شکار ہاتھ آئے۔

(چاروں طرف سے لعنتیں پڑنے کے بعد پھر مرزا نے اس کو شائع کیا۔ فقیر مرتب!)

۳؎ وہی پیر نیچری سید احمد خان علی گڑھی، مرزا کے مریدوں میں اکثر نیچری ہیں جن کو یہ نیا فلسفہ چڑ گیا ہے عذاب قبر اور نار و جنت وغیرہ کو مرزا بھی ایسا ہی مانتا ہے جیسا سید احمد (ازالہ اوہام ص۴۱۵، خزائن ج۳ ص۳۱۶) میں کہتا ہے کہ: ''کسی قبر میں کھود کر سانپ اور بچھو دکھاؤ، عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتا پیتا ہے۔'' وغیرہ ذالک! نیچری چیلے ایسے خرافات سن کر خوب ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ نور دین بھیروی مرزا سے پہلے کا نیچری ہے۔

نہیں دیکھی۱؎ ہے آ کے صورت بھی
کیا خبر ہوگی اس کو سیرت کی

کاشف خبث نفس ہے صحبت
چاہئے بہر کشف اک مدت

خوب لایا ہے غیب پر ایماں
واہ رے تیرا بے خبر ایماں

اور تو تین سیالکوٹی ہیں
رکھتے دل سخت عقل موٹی ہیں

فتنہ سازی میں ہیں بڑے چالاک
زشت گوئی میں ہیں بہت بے باک

گالیاں دے کے غل مچاتے ہیں
بس یہی کام ان کو آتے ہیں

ہوں جہاں عالمان دین نبیؐ
فرض انہیں کرنا ان کی بے ادبی

ہے سراسر فریب اور خدعت
اہل دلّی کی لکھتا ہے دعوت

حق میں ان مفسدوں کے قول خداء
پڑھ الا انہم ہم السفہاء

ہیں ہم المفسدون کے مصداق
فتنہ سازی میں ہیں بڑے مشاق

لکھتا ہے پھر مذمت دلّی
جا کے مرزا جہاں بنا بلی

اصل بیتی ہوئی چھپاتا ہے
بات بلی کی یوں بناتا ہے

ہم سناتے ہیں ماجرا کیا تھا
کیسی بلی وہاں یہ مرزا تھا

کادیانی ہے لدھیانہ میں
بحث کا شور ہے زمانہ میں

مجھ کو اک جام ساقیٔ کوثر
صلوات و سلام ہوں تجھ پر

فتنہ وشر کا وقت آیا ہے
اہل بدعت نے سر اٹھایا ہے

کفر پر کر رہے ہیں اب اصرار
سن کے سحقاً تمام ہوں فی النار

اہل ایماں کو حق سناؤں میں
اپنا دیکھا ہوا دکھاؤں میں

فتنہ پرداز کادیانی نے
خود سر نیچری کے ثانی نے

اشتہار اہل علم کو دے کر
لدھیانے میں آ مچایا شر

بحث کے واسطے تھا صبح ومسا
شور ھل من مبارز برپا

سب ہوئے بہر بحث آمادہ
رد دعویٰ پہ اس کے استادہ

کر کے شرطیں لگا ٹلانے پھر
کچھ نہ کچھ کر دیئے بہانے پھر

۱؎ احسن امروہی ہے جو بھوپال بیٹھا دور ہی سے بن دیکھے براہین پڑھ کر مرزا پر حسن ظن کر بیٹھا اور اب وہ حسن ظن گلے پڑ گیا اس کو زبردستی نباہ رہا ہے۔ بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید۔ پر عمل کررہا ہے۔

سب کو باتیں بنا کے ٹال
بوسعید اس جگہ ہوئے وارد
میر ناصر[۲] نے بحث کروا دی
مترقب یہ بات گرچہ نہ تھی
پانچویں[۳] روز بوسعید کے ساتھ
بحث کے اشتہار دیتا تھا
میرزائی سبھی لگی جھڑنے
نیچریت لگی عیاں ہونے
جب کہ پوچھا گیا بتا بہ یقیں
بن نہ آئی بغیر اس کے پھر
جس میں شرح نزول عیسیٰ ہے
بولا ہیں یہ مخالف قرآں
جتنی معراج کی حدیثیں ہیں
محک امتحان قرآن ہے
اپنے دعوے پہ با عقیدۂ بد
اور لکھا کہ ہے بخاری میں
ساتھ ہی اور اک غضب یہ کیا
علم اسرار یوں دکھایا ہے

نہ کیا کچھ بھی پاس شرم وحیا
ان کے قابو پہ چڑھ گیا مارد[۱]
کھول دی میرزا کی شیّادی
ان کو لے آئی اس کی کم بختی
بحث میں سے چھڑا کے بھاگا ہاتھ
بحث ہونے لگی تو پھر کیا تھا
گندہ سب مادہ لگا سڑنے
اعتقادات سب بیان ہونے
ہیں صحیحین معتبر کہ نہیں
کہ حدیث نبی کا ہو منکر
اور تہدید قوم ترسا ہے
ان پہ میں لاؤں کس طرح ایماں
متناقض انہیں کتب میں ہیں
ہم کو رد حدیث آساں ہے
لایا لکھ کر حدیث عرض سند[۴]
یہ اسی معتبر تمہاری میں
کام تحریف وافتراء سے لیا
کہ جو لفظ حدیث آیا ہے

۱ مرزا کا ایک چیلا ملقب بہ مولوی مبارک اپنی تنبیہ العلماء میں مرزا کو ایک بلّی مان کر اس کے مقابلے میں علماء کو چوہوں سے تشبیہ دیتا ہے جو چوہے بلّی نامہ میں ایک مشہور نقل ہے کہ میاؤں کو کون پکڑے گا۔ (ص۲ سرکش)

۲ وہی میر ناصر نواب نقشہ نویس۔

۳ بحث میں دن تو زیادہ لگے تھے لیکن جلسہ بحث پانچ دن ہی ہوا۔ باقی ایام مرزائی گھر میں بیٹھ کر لکھنے میں لگا دیئے تھے۔

۴ دیکھو گیدڑ نامہ ص۷ اوغیرہ بحث لدھیانہ۔

بعدہ یؤمنون سے پہلے　　ہے حدیث نبی مراد اس سے
عام لوگوں کو کردیا حیران　　ہائے دجال خانماں ویراں
جھوٹ میں کس قدر دلیر ہے تو　　کون کہتا ہے گربہ شیر ہے تو
دھمکیاں تھیں کتاب مت لاؤ　　ہم جو پوچھیں وہ حفظ بتلاؤ
یاد ہی سے لکھیں گے ہم بھی جواب　　ساتھ ہرگز نہ ہوگی کوئی کتاب
اس میں پنہاں تھا مکر دجالی　　میں ہوں علم کتاب سے خالی
میں نہ دیکھو تو کیا مجھے نقصاں　　دیکھنا بھی مجھے نہیں آساں
وقت پر کیا سند دکھاؤں گا　　واں شہادت کہاں سے لاؤں گا
میرا احلام پر ہے دار و مدار　　خود بخود ہوں میں کاشف اسرار
وضع الہام مجھ کو آسان ہے　　کون ایسا جری مسلمان ہے
جب ضرورت پڑے گھڑے الہام　　بے سند قول پر جڑے الہام
اہل حق نے اسے کیا نہ قبول　　قابل رد تھی شرط نامعقول
شرط ٹھہری یہ دونوں جانب سے　　سامنے ایک دوسرے کے لکھے
ہو کے ایفائے شرط سے عاری　　آخر کار کی یہ غداری
کہ محافظ کر کے گھر میں حجاب　　چور نے لکھا اک طویل جواب
مانگ کر ایک شیعہ[1] سے عبقات　　اس میں ضائع کئے کئی دن رات
بہر جرح بخاری ذی شان　　یہ بھی سنّی ہیں اک خدا کی شان
خود اصح الکتب اسے کہنا　　جرح کی یوں تلاش میں رہنا
ارے دجال اتنی فتنہ گری　　کس قدر تو ہے کاذب اور جری
نہ مسلمان نہ اہل سنت تو　　لیتا ہے کیا قسم کی جنت تو

[1] عبقات الانوار شیعوں کی ایک کتاب صحیح البخاری کی جرح میں لکھی گئی ہے۔ کادیانی نے ایام مباحثہ لدھیانہ میں میر فرزند حسین شیعہ کی معرفت میاں الہ دین جلدگر کو بھیج کر منگوائی۔ ازالہ کے آخری حواشی (ازالہ اوہام ص۹۲۲ تا ۹۴۳، خزائن ج۳ ص۶۰۶ تا ۶۲۲) غالباً اسی کی کاسہ لیسی سے لکھے ہیں جس میں خصوصاً احادیث معراج پر اعتراض جمائے ہیں لیکن مکار کو یہ خبر نہیں کہ ان باتوں کے جواب علماء حقانی نے پہلے ہی دیئے ہوئے ہیں۔ نہ خود علم ہے نہ اہل علم سے استفادہ اپنے ہی اضغاث احلام میں مست ہے۔

نقل کی امتحان میں وہ بھی غلط — اک سند تھی گماں میں وہ بھی غلط
کچھ بھی الہام سے مدد نہ ملی — تو تھا کاذب تجھے سند نہ ملی
وحی و الہام سارا کھیل ہوا — سخت نالائقی سے فیل ہوا
ایک الحق[1] سے ہے سراسر دور — جس کے زنگی کا نام ہے کافور
اپنے غمزے جدے لگاتا ہے — کذب دجال کو چھپاتا ہے
''یہ تو سچ ہے حدیث عرض کہیں — ہند کی ان بخاریوں میں نہیں
پر یہ لازم نہیں کسی میں نہ ہو — دیکھو دنیا کی سب کتابوں کو
جب کہ لکھتا ہے صاحب تلویح — کس طرح ہم اسے کہیں نہ صحیح
شوہر[2] بیوہ زن کا مہری خط — نہیں بنتا کس طرح سے غلط
مبحث لا اجد احل لکم — پڑھ کے دیکھو شغال[3] نامہ تم
بول کر جھوٹ روبرو سب کے — جو موافق تھے اپنے مطلب کے
اپنا پرچہ بغل میں داب لیا — بحث سے برملا گریز کیا
کہہ گیا یوں کہ آج کا پرچا — نقل ہوجائے گی تو بھیجوں گا
دل میں بدنیتی تھی سر تا سر — وقت کا ٹالنا تھا مد نظر
اس لئے بوسعید بولے یوں — کہ ابھی میں جواب لکھتا ہوں
وقت اک آدھ گھنٹہ ہے درکار — جھوٹ کا اس کے ہے فقط اظہار
اٹھ کے مجلس سے چل دیا دجال — دیکھئے کیا چلا فریب کی چال
حضرت بوسعید نے آخر — سب زبانی وہ کردیئے ظاہر
پھر یہ سوگند کھا کے سب نے کہا — نقد مبلغ ہزار میں دوں گا
گر دکھاوے حدیث عرض ہمیں — میرزا مسند بخاری میں

۱؎ الحق نام ایک رسالہ ماہوار ہے جس کے ایڈیٹر میاں کریم بخش عرف مولوی عبدالکریم ایک آنکھ اور ٹانگ سے معذور عینک والے مشہور ہیں، نیچری مصالحہ مرزا سے بھی تیز لگا ہوا ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے کہ: ''میری تعلیم کی اکثر باتوں سے اکثر متفق الرائے ہیں اور شاید بعض سے نہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۷۸۲، خزائن ج۳ ص۵۲۳)

۲؎ وہی ایک احمق کا قول کہ گو میں زندہ ہوں عورت ضرور بیوہ ہوگئی ہے، کیونکہ گھر کا مہری خط غلط نہیں۔

۳؎ معروف بہ گیدڑ نامہ۔

جب کسی نے کیا یہ جا کے سوال — پھر بھی چوکا نہ وہ قدیمی چال
جھوٹ پر اور جھوٹ کی تہ دی — بل بے جھوٹے مسیح اورمہدی[1]
قلمی نسخے اس ہیں حامل — سارے مطبوع ہیں یہ ناکامل
لافہاکم زن ای زدیں خالی — تو مثیل مسیح دجالی
سب طرف سے یہی صدا نکلی — خوب تجدید میرزا نکلی
پائی وہ ذلت اور رسوائی — ہوگئی تہ تمام مرزائی
بہر افطار پھر[2] علیل ہوا — شہر میں خوب ہی ذلیل ہوا
مر گئی پھر مسیح کی لڑکی — وہ جو تھی جانشین مبشر کی
پڑ گئے اور لینے کے دینے — کر لی آمد وصول بیٹے کی
باپ کا ارتداد جب دیکھا — اس سے بیزار ہوگیا بیٹا
میرزا سوئے قادیان طیار — گھر میں پرلے سرے کا شوق دیار
ایک قربان ہیں بوصف علی — لکھنوی ماہر خفی وجلی
دیکھ کر میرزا کا وہ اعلام — جس میں تھا ایک ہزار کا انعام
’’کوئی قرآن میں دکھا دے اگر — ہو توفی سوائے موت، مگر
فاعل اس کا خدا رحمان ہو — اور مفعول ذات انسان ہو‘‘
ہوئے طیار ہم دکھائیں گے — ساری شرطیں بہم دکھائیں گے
لکھ کے بھیجا یہ ایک نوٹس میں — ’’علما بھی ہوں عام مجلس میں
علما داد دیں اور آپ سنیں — وہ اگر سچ پہ دیں قرار ہمیں
پائیں گے ہم ہزار کا انعام — آپ کا کذب ہوگا شہرۂ عام‘‘
’’تم میری شرط کو نہیں سمجھے — اور جلدی ہے اب سفر کی مجھے
ان کے نوٹس کا یہ جواب دیا — راہ دلّی کی لی فرار کیا
رائے مشتاق آگئی غالب — ساتھ مطلوب کے چلا طالب

۱؎ (ازالہ ص۵۷۲، خزائن ج۳ ص۴۰۹) وغیرہ مہدی اور مسیح سب کچھ خود ہی بن گیا ہے۔

۲؎ رمضان شریف میں روزہ ایک نہیں رکھا کہ میں بیمار ہوں حالاں کہ دوتین میل روزمرّہ پیدل گشت کو جاتا تھا اور نماز بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ صرف زردروئی دکھانے کو کہ میں زرد جوڑے میں مسیح اترا ہوں۔

ساقیا مجھ کو ایک جام طہور
تا کہ جو سعی ہو وہ ہو مشکور

دور ہوجائے کاہلی میری
آرزو ہے یہ اک دلی میری

صلح جوئی کے تیرے کیا کہنے
پر وہ مفسد نہ پائے یاں رہنے

جس نے اسلام کو بگاڑا ہے
اپنے انجام کو بگاڑا ہے

ہے حکومت اگرچہ انگریزی
لایا ہے فتن ہائے چنگیزی

ایک نیا رنگ روز لاتا ہے
فارسی بن کے پ دکھاتا ہے

گاہ بنتا ہے مہدی موعود
قرشیّت اگرچہ ہے مفقود

صاف شرم وحیا سے ہے خالی
لایا آخر میں روپ دجالی

اے قلم راستی دکھا اپنی
ہم کو دیکھی سنی سنائی اپنی

سیکھے ہیں سب تری بدولت ہم
ہم کو اقرأ کا یاد ہے علّم

خبریں دور کی ملیں تجھ سے
جو نہ جانیں وہ سیکھ لیں تجھ سے

فن تعلیم میں ہے تو مشّاق
راستی میں ہے شہرۂ آفاق

تیرے شیدا ہیں کیا کہیں کب سے
پڑھتے ہیں نٓ والقلم جب سے

پہنچے دلی میں جابر ومجبور
شہر میں یہ خبر ہوئی مشہور

مدعی پیمبری آیا
لو یہاں بھی وہ مفتری آیا

مرگ عیسیٰؑ پہ سخت تنتا ہے
خود مثیل مسیح بنتا ہے

گرچہ قرآن میں ہے ما صلبوہ
لیک کہتا ہے وہ بلٰی[1] صلبوہ

۱؎ (ازالہ اوہام ص ۳۷۸، خزائن ج ۳ ص ۲۹۴) ’’قرآن کریم کا منشا ما صلبوہ کے لفظ سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا۔‘‘ ناظرین! غور سے دیکھیں کہ متوفیک ورافعک کے معنوں میں جو بعض علماء اسلام نے تقدیم وتاخیر کی ہے تو کادیانی نے اس بات پر انہیں تحریف کرنے والے لکھا ہے۔ حالانکہ یہ معنی صحابہ سے منقول ہیں اور احادیث سے بھی اشارۃً مفہوم ہوتے ہیں۔ یہاں ما صلبوہ کے معنی بالکل برعکس کرنے کے لئے اناجیل محرفہ کی گواہی منظور کرتا ہے۔ مرزائیو! غور کرو آنکھیں کھولو تفسیر نیچری دیکھو کادیانی نے سب مضمون اسی سے چرایا ہے۔ افسوس ہے تم کو اتنی تمیز بھی نہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد کی تصدیق چاہو تو اس کا ایک خط مؤرخہ ۲۸/اپریل ۱۸۸۸ء (مکتوبات احمدیہ قدیم ج ششم حصہ اوّل ص ۲۹، مکتوبات نمبر ۵، مکتوبات احمد جدید ج اوّل ص ۴۱۱، ۴۱۲ مکتوب نمبر ۷)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دیکھنے بعض اہل علم آئے
ساتھ اپنے کتاب بھی لائے
کہ دکھائے مثیل اپنی سند
کیوں یہ پھیلائے ہیں عقائد بد
متوفیک بول اٹھا مرزا
مردہ پھر لوٹ کر نہیں آتا
جو مسیح آنے والا تھا میں ہوں
سب حدیثوں کا مدعا میں ہوں
مولوی نے ھوالذی پڑھ کر
دی شبینہ توفیوں کی خبر
شب کو مخلوق سب ہے سو جاتی
موت ہر شخص کو نہیں آتی
متوفی ہوگر بجائے ممیت
اسم فاعل میں ہے کہاں توفیت [1]
ہوگا یہ بھی پس از نزول جلال
پھر جب آئیں گے قاتل دجال
اور پڑھے [2] یکلم الناس اب
لفظ فی المهد اور کھلاً سب
جب وہ اتانی الکتاب کہا
وعدۂ مہد ہوگیا پورا

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) دیکھو ”خدا نے جن کتابوں کا نام بتلایا اس کے ساتھ یہ دل توڑنے والی خبر دے دی کہ وہ تمام کتابیں محرف اور مبدل ہیں...... آپ کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ خود یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے اقرار سے ثابت ہے کہ پہلی کتابیں جو دنیا کے لوگوں پر نازل ہوئی تھیں کچھ تو ان میں سے بتمام ہا نابود ہوگئیں اور کچھ تحریف کی گئیں اور کچھ ناقص رہ گئیں اور اب بصحت وکاملیت وجامعیت دستیاب ہونا ان کتابوں کا محال ہے۔“

[1] صیغہ اسم فاعل میں زمانہ ووقت کی تخصیص نہیں ہوتی۔ اگر متوفی کے معنی مارنے والا لئے جائیں تو بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مار ڈالا صرف یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت دینے والا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

[2] خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا تھا: یکلم النّاس فی المهد و کهلاً (آل عمران:۴۶) یعنی عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کلام کرے گا مہد میں اور ادھیڑ عمر میں۔ سو جس دن پیدا ہوئے تو یہودیوں سے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور میرے واسطے اللہ نے کتاب دی ہے۔ وغیرہ! ادھیڑ عمر میں کلام اس وقت ہوگا جب آنجناب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ کیونکہ بتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے تھے جو عین عالم شباب (جوانی) تھا حضرت عیسیٰ کا مہد اور کہولت میں کلام کرنا عجائبات میں سے ہے ورنہ اس کا ذکر فضول تھا۔ کیونکہ معمولی بات کو یوں نہیں بیان کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سن طفولیت ایام زندگی اور خدمات نبوت سب ہی نئی قسم کے ہیں کسی نبی میں وہ نہیں۔ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض (البقرہ:۲۵۳) خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا ہے جس میں کسی کی عقل وفکر کو دخل نہیں۔

اب کہولت کا سن کب آئے گا | بات کرنے کا دن کب آئے گا
پھر نہ جب تک دوبارہ ہوں نازل | میرزا چھوڑ دعوے باطل
تیس پر دو برس کے تھے حضرت | اس زمین پر سے جب ہوئے رخصت
مردے اللہ کرتا ہے زندہ | فاماتہ کو پڑھیئے تا[۱] بعثہ

۱ حضرت عزیر کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس طور سے فرمایا ہے کہ اس نے ایک گاؤں ویران دیکھ کر تعجب سے کہا کہ خدا تعالیٰ اس کو کیوں کر دوبارہ بساوے گا تو خدا تعالیٰ نے اسی کو سو برس کے لئے مردہ کر دیا اور پھر اٹھایا اور پوچھا کہ تو کتنی دیر یہاں رہا۔ اس نے کہا ایک دن یا کچھ گھنٹے تو فرمایا کہ نہیں تو سو برس رہا ہے۔ اپنا کھانا اور پینا دیکھ بسا نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ اور غرض یہ ہے کہ تجھے لوگوں کے لئے ایک نشان بنادیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کہ ہم ان کو کیونکر قائم کرتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب اس پر یہ سب کھل گیا بولا کہ اب میں یقیناً جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اجڑا ہوا گاؤں بسا دینا تو ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اس قصے میں بھی کادیانی نے اپنا دجال ہونا خوب دکھایا ہے۔

دیکھو (ازالہ اوہام ص ۳۶۵، خزائن ج۳ ص ۲۸۷، ۲۸۸) کہتا ہے: ’’ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلا دیا تا اپنی قدرت پر اس کو یقین دلاوے۔ وہ دنیا میں آنا صرف عارضی تھا اور دراصل عزیر بہشت میں ہی موجود تھا۔‘‘ کادیانی! کیا اس کو بہشت میں جا کر یقین نہ آیا تھا کہ پھر ایک لمحہ کے لئے دارالہموم میں بھیجا گیا۔ جب کہ سب انبیاء اور صدیق مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جاتے ہیں تو یہ ایک لمحہ کیا ہے۔ سو برس کے بعد زندہ کرنا کیسا۔ کیا اس کو سو برس کے بعد پھر شبہ قدرت الٰہی میں پڑ گیا تھا یا سو برس تک اسی شک میں رہا۔

مرزائیو! خفیہ نیچریو! دیکھو تمہارا مسیح کس طرح سے **کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس** (البقرہ:۲۷۵) کا مصداق بنا ہے۔ افسوس تم نے اندھوں کی طرح اس کی لاٹھی پکڑی ہوئی ہے اور **فاوردھم النار** (ہود:۹۸) کا نمونہ دکھلا رہے ہو۔ اگر ان آیات کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کیا جائے۔ یہ اگر صاف کہہ رہا ہے کہ کادیانی یہ معانی لکھتا ہوا دل میں جانتا ہے کہ میں جھوٹ موٹ لکھ رہا ہوں ورنہ یہ اگر وگر کیسی جو معانی یقینی ہیں وہی کیوں نہیں لکھتا اور یہ تو پوچھو کہ اگر صرف ایک لمحے کے لئے زندہ کر دینا تھا تو لوگوں کے لئے نشان کس بات کا ہوا۔ دنیا میں تو رہا ہی نہیں وہ تو دراصل بہشت میں ہی تھا۔ ایسی دجالیوں پر کہتا ہے کہ: ’’آپ حسن ظن کے لئے ماہور ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۴۰۹، خزائن ج۳ ص ۳۱۲) ’’عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی نہیں تھی ورنہ بعد اس کے ضرور کہیں اس کی موت کا بھی ذکر ہوتا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۶۶، خزائن ج۳ ص ۴۵۹) کادیانی! حضرت آدم کی موت کا ذکر قرآن میں کہاں ہے۔

خرجوا من دیارهم کاذکر[1] اس جگہ پر ہے خوب قابل ذکر
پیش کیں اور بھی بہت آیات میرزا کو ولے نہ آئی بات
سن کے چہرے پہ کھل گئی ہلدی دم دبا کر مجددی چل دی
پھر یہ پوچھا گیا کہ مرزا جی آپ مذہب کے ہیں اگر سنّی
یہ عقیدہ ہے اہل سنت کا وحی والہام انبیاء کے سوا
دخل شیطان سے نہیں محفوظ کیوں نہیں رکھتے آپ اسے ملحوظ
آپ کو کیا سند ملی اس کی کہ ہے الہام آپ کا قطعی
جھٹ حوالہ دیا بخاری[2] کا پھر ''معالم میں بھی لکھا ہے'' کہا

[1] ایک قوم کے ہزاروں آدمی تھے جو موت سے ڈر کر گھروں سے نکل پڑے تو اللہ نے ان کو حکم دیا (مرجاؤ) پھران کو زندہ کردیا۔ بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (البقرہ:۲۴۳)

[2] (سورۃ الحج:۵۲تا۵۴) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جو رسول اور نبی بھیجے ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہی رہا کہ جب کبھی ان کی تمنا میں شیطان نے دخل دیا تو اللہ تعالیٰ نے شیطانی دخل کو دور اور اپنے نشان کو مضبوط کردیا اور اللہ صاحب علم وحکمت ہے اس میں یہ خوبی تھی کہ وہ دخل شیطانی منافقوں اور سخت دلوں کے لئے آزمائش ٹھہرے اور ایسے ظالم دور کی مخالفت میں ہوتے ہی ہیں اور علم والے جان لیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور پھر اس پر ایمان لے آویں۔

اس آیت میں وحی والہام کا کچھ ذکر نہیں اپنے دلی خیال کا ذکر ہے جس کو تمنا کہتے ہیں اور رسول اور نبی کی تمنا میں ایسا پیش آنا اس کی عبودیت اور انسانیت کا اظہار ہے جس پر مؤمن یقین رکھتے ہیں اور کفار ومنافقین مال ہٰذا الرسول یأکل الطعام الایۃ (الفرقان:۷) جیسے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ رسول ونبی کی وحی ورسالت کا محفوظ ہونا سورۂ جن کی آخری آیات میں بیان ہوا ہے۔ کادیانی نے اپنا نام محدث رکھ کر بخاری کی ایک روایت کو لیا ہے جس میں ایک قرأۃ شاذہ کا لفظ محدث بھی رسول ونبی کے ساتھ آیا ہے اور اس لئے اپنے آپ کو وحی والہام میں دخل شیطانی سے مثل انبیاء ورسل محفوظ کہتا ہے اور یہ محض دھوکا ہے اوّل تو محدث ہونا چاہئے اس کے کام دیکھو جو عام مسلمان بھی کرتے ہوئے شرمائیں۔ طرفہ یہ ہے کہ (اشتہار یکم/اگست ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۹۷ طبع جدید) میں کہتا ہے کہ: ''قرآن کریم کے اخبار اور قصص اور واقعات ماضیہ پر نسخ وزیادت ہرگز جائز نہیں۔'' اب اسی بخاری کے حوالے سے قرآن کریم کی اس آیت میں جو ایک واقعہ ماضیہ ہے لفظ زیادہ کرنا جائز بلکہ ضرور مان لیا۔ مرزائیو! دیکھو اپنے پیر کے اصول قواعد ایک جگہ قائم کرتا ہے پھر خود ہی ڈھاتا ہے۔

چونکہ موجود واں یہ تھیں دونوں — مولوی نے اٹھا کے دیں دونوں
ورق الٹائے بس کہ مرزا نے — کچھ نہ دکھلا سکا خدا جانے
جب تقاضا جواب کا دیکھا — بولا میرا ازالہ نکلے گا
دیکھنا اس میں سب سوال و جواب — میں ہوں ضعف دماغ سے بیتاب
عبد حق نے کیا ذلیل مثیل — مرحبا بندۂ خدائے جلیل
اور اک بندۂ خدا پہنچا — کہ مجدد علی ہے نام اس کا
اس طرح سے شروع کی تقریر — کہ نہ کاذب سے کچھ بنی تدبیر
رفع عیسیٰ جہاں سے ثابت ہے — موت ان کی کہاں سے ثابت ہے
اور ثابت ہے پھر نزول ان کا — سب کو آنا ہے وہ قبول ان کا
متفق اس پر سب مسلمان ہیں — سنی وشیعہ اس میں یکساں ہیں
کیا یہ کورانہ اتفاق ہے سب — ہائے مرحومہ امت اور یہ غضب
میرزا جھانکنے لگا بغلیں — کہ کسی ڈھب یہ میرے سر سے ٹلیں
بس حوالہ دیا ازالے کا — اپنے اوہام کے رسالے کا
گرچہ ٹالا بہت وہ ٹل نہ سکا — اس کی شوکت سے یہ مچل نہ سکا
جب کہا کچھ تو آپ فرمائیں — ہم بھی کچھ تو زباں سے سن جائیں
متوفی[۱] سنایا ظالم نے — نفی قتل و صلیب عالم نے
بولا قتل وصلیب ہی ہیں کیا — راستہ موت و فوت انساں کا
اس نے پوچھا کہ توفی کا — کیا فقط ایک موت ہی معنی
بولا یہ سن کے سر کو کھجلاتا — یہ بمعنائے قبض ہے آتا
والتی لم تمت[۲] پڑھی جس دم — رہ گئی مرزا کی گردن خم

۱ یٰعیسی انی متوفیک ورافعک الیّ (براہین احمدیہ ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴، ۶۶۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴) پر خود اس کے معنی ’’میں تجھے کامل اجر بخشوں گا‘‘ لکھے ہیں۔

۲ (الزمر:۴۲)’’اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا ‘‘اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قابو کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتی اس کو اس کی نیند میں۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ توفی کے معنی مار ڈالنا ہی نہیں نیند بھی ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور کہا قبض کے ہیں دو اقسام
ایک ہے غیر تام اور اک تام
صاحب علم نے کیا ارشاد
ہے یہاں قبض غیر تام مراد
بولا اس کے لئے قرینہ ہے کیا
اس کا عالم نے یوں جواب دیا
ذکر رفعت یہاں قرینہ ہے
بل[1] مزیل شکوک سینہ ہے
دو کے حق میں ہے لفظ رفع صریح
ایک ادریس اور ایک مسیحؑ
رفع روحی کا عذر ہے دھوکا
اس میں پھر خاصہ ہے کیا دو کا
اس میں شامل ہیں سب نبی بیشک
بلکہ امت کے نیک بندوں تک
ایسا مرزا کے لب پہ آیا سکوت
لدھیانہ میں جیسا تھا مبہوت
کرکے ضعف دماغ کا حیلہ
لی اک انگڑائی منہ کیا ڈھیلا
دست برسر کیا بہانہ پھر
بات کرنے کبھی تم آنا پھر
میں نہیں اب کلام کرسکتا
گرچہ رہتا تھا رات دن بکتا
یوں ہوئی تھی تمام جب ترکی[2]
تیس تاریخ تھی ستمبر کی
صاحب علم و فہم و فضل و ہنر
پھر کئی بار پہنچا اس کے گھر
نہ رہے عذر کوئی تا باقی
گرچہ پہلے بھی کچھ نہ تھا باقی
کی بہت سعی مرد کامل نے
پر نہ چیلوں نے پھر دیا ملنے
لکھ کے دے آیا آخر اپنا سوال
کہ مزوّر کو کچھ رہے نہ مجال
خاص کیوں رفع ساتھ ہے دو کے
رفع روحی کے لغو ہیں دھوکے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) جو متوفی آیا ہے تو وہاں صرف سلانے والا معنی ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلا کر اٹھالیا تھا تا کہ کسی طرح کی تکلیف یا خوف لاحق نہ ہو۔ اسی لئے فرمایا ہے کہ یہود اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کردیا نہ انہوں نے اس کو قتل کیا نہ سولی دیا۔ ان کے لئے تو ایک شکل بنادی گئی تھی وہ ایک شک میں ہیں ان کو اس کا یقین نہیں صرف ظن کے پیچھے لگے ہیں، انہوں نے یقیناً اسی کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے کہ عیسیٰ کو ان کے ہاتھ نہ آنے دیا بلکہ اٹھالیا۔

[1] ''بل رفعه الله اليه ''(النساء:۱۵۸) قتل اور صلیب کی نفی کرکے فرمایا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا مومن کے لئے یہ بلکہ اطمینان کافی ہے۔

[2] مرزائے کادیانی تارتاری کی ترکی تمام ہوئی۔

یہ تو سب انبیاء کو ہے حاصل   بلکہ مومن بھی اس میں ہیں شامل
ہے یہ تاویل یوں بھی نامعقول   روح ہے رفع کا اگر مفعول
ہے کدھر پھر رجوع ماقتلوہ[1]   ہوں گے معنی یہ کس قدر مکروہ
نہ ملا کچھ جواب پر نہ ملا   پھر ملا کیا وہاں اگر نہ ملا
جب کہ کاذب نے دیر کی بے جا   کاغذ اک اور چھاپ کر بھیجا
آؤ مسجد میں فتح پوری کی   آپ کی شرط ہم نے پوری کی
لاؤ بہر ثبوت فوت مسیح   کوئی آیت کوئی حدیث صحیح
تا مسلمان آ کے سب سن لیں   آپ کے کفر کا سبب سن لیں
اک بہانہ نیا بنایا پھر   عذر دلی میں یوں مچایا پھر
شیخ کل سے کریں گے ہم تو بحث   ان سے کرنا ہے صرف ہم کو بحث
شیخ کل مولوی نذیر حسین   ہادی شرع سیدالثقلین
دل میں سمجھا کہ ہیں وہ پیر نحیف   بحث کرنے کب آئے ایسے ضعیف
بوسعید اس جگہ بھی جا پہنچے   خوب سر کوب میرزا پہنچے
اس کے مکروں سے خوب تھے آگاہ   اب کہاں فتنہ گر کو جائے پناہ
لدھیانہ کی یاد تھی ذلت   اپنا اظہار مذہب وملت
خوب سمجھا کہ آئی پھر شامت   میری ہرجا ہے منتظر شامت
دل میں یہ رنج تھا کہ کیوں آیا   آ کے دلی میں کیا مزا پایا
قادیاں جا کے چین سے رہتا   یاں نہ آتا نہ ایسے دکھ سہتا
ہائے بئس القرین[2] نے مارا   یاں مسافر[3] ہوں سخت بیچارا

۱ اگر رفعہ اللہ میں معنی یوں کئے جائیں کہ اللہ نے اس کی روح کو اٹھالیا تو اس سے پہلے ما قتلوہ کے بھی معنی ایسے ہونے چاہئیں کہ یہود نے اس کی روح کو قتل نہیں کیا۔ یہ کیسے لغو معنی ہیں انہوں نے کب کہا تھا کہ ہم نے اس کی روح کو قتل کیا جس کی تکذیب ما قتلوہ میں ہوئی۔

۲ برا ساتھی جو دھکیل کر دلی لے گیا۔

۳ مرزا کا مرید دعوت دلی میں لکھتا ہے: ’’اک مسافر تمہارے پاس اترا‘‘ یعنی اے اہل دلی مرزا ایک مسافر آیا تھا۔

باوجود اس کے پھر ڈھٹائی کی / چال دکھلائی میرزائی کی
بہر تبلیغ ہم ہیں یاں آئے / چند روزہ ہیں مہماں آئے
فرض آئے ہیں یاں ادا کرنے / جان اسلام پر فدا کرنے
دوستو یہ وہی مثال ہوئی / جیسے اک حالت شغال ہوئی
ہے یہ پنجاب میں مثل مشہور / کہ و مہ کی زبان پہ ہے مذکور
ڈگ کے گدڑ نے ٹوئے وچ کہا / یاراں دا اج ایہو مقام رہا
گر کے گیدڑ نے گڑھے میں کہا / آج اپنا یہی مقام رہا
واہ رے شوخ ترک تاتاری / یوں اٹھاتا ہے ذلت وخواری
جھوٹ پر جھوٹ رات دن بکنا / نہ ندامت کبھی نہ کچھ تھکنا
پھر شروع اشتہار بازی کی / پھر دکاں کھولی فتنہ سازی کی
”میں یہ کہتا ہوں مر گیا عیسیٰ / اب دوبارہ نہ آئے گا عیسیٰ
جس کے آنے کی دھوم تھی میں ہوں / گر نبی[1] چاہئے نبی میں ہوں
بحث کے واسطے ہوں میں تیار / آئے جو شہر میں ہو واقف کار
شیخ کل آئیں خواہ عبدالحق / میں سناؤں گا بے تأمل حق
میں ہوں عیسیٰ نبی کا آج مثیل / رنگ رخ موئے سر ہیں اس پر دلیل
میں ہوں مامور جانب رب سے / اس کا پیغام کہنے کو سب سے“
اعتقادات ہیں جدید بہت / کہ وہ اس سے بھی ہیں پلید بہت
کچھ نہ ان کا کیا یہاں اظہار / کردیا بلکہ ظاہراً انکار
روز ثانی ماہ اکتوبر / نکلا یہ اشتہار فتنہ وشر
متفق ہوکے شیر والوں نے / عام لوگوں نے باکمالوں نے
طبع کروا کے ایک بھیجی عرض / آپ کو بے طلب ہے آنا فرض
لیک یہ با ادب نگارش ہے / سب کی جانب سے یوں گزارش ہے
آکے وقت نماز جمعہ حضور / ہم کو تبلیغ کیجئے گا ضرور

۱؎ (ازالہ اوہام ص۱۰۷، خزائن ج۳ ص۴۷۸) میں کہتا ہے کہ نبوت تامہ تو نہیں ہاں جو محدثیت تک محدود ہے، وہ نبوت اس عاجز کو دی گئی ہے۔

شہر کے لوگ ہوں گے کثرت سے — شوق سب کو ہے ایک مدت سے
جس کو جو شک ہے دور کرلے گا — نور ایمان دل میں بھر لے گا
پہرہ پولیس کا وہاں ہوگا — با فراغت کھلا مکاں ہوگا
گر نہ حضرت وہاں ہوئے حاضر — اور تبلیغ میں رہے قاصر
ہم سبکدوش ہوگئے سارے — سچ ہے ہر مردے اور ہر کارے
ہم ارادت دکھا کے پاک ہوئے — آپ منہ پھیر کر ہلاک ہوئے
مطمئن گر نہ آپ کا ہو دل — پھر یہ جرأت ہے آپ سے مشکل
آپ کا ادعا ہے سب کچا — ہم نہ جانیں گے آپ کو سچا
ہاں یہ سچ ہے مبلغ آپ آئے — اس کے گھر پر ہر ایک کیوں جائے
خاص کر جب ہو گھر کی دربندی — اہل پولیس کی کمربندی
اور مبلغ جہاں میں ہو مشہور — سخت کذاب راستی سے دور
یہ جو اعلان لائے سارے ہیں — شہر میں منتخب ہمارے ہیں
زیر زانو دبا لیا اعلاں — نہ چلی کچھ دروغ گو کی زباں
آٹھ صفحوں کا پھر چھپا کاغذ — تھا جو عبداللطیف کا کاغذ
کاذب[1] امر ورشد رسول خدا — چہ عجب گر خدا شود فردا
رد کئے اعتقاد مرزا کے — وہ جو مکار نے چھپائے تھے
اس کی ہر بات کا جواب دیا — شہر میں خوب ہی ذلیل کیا
ڈیڑھ سو سیکڑے چھپے کاغذ — ہند میں خوب ہی بٹے کاغذ
میرزا کے وہ سب عقائد بد — جن پہ کوئی دلیل تھی نہ سند
خوب تفصیل سے بیان کئے — اس کے صفحوں کے سب نشان دیئے
قادیانی! مغالطے کب تک — تیرے انکار شرح میں کیا شک
سچ تو یہ ہے کہ تو بوجہ نفاق — اتـــواصـــوبـــہ کاہے مصداق[2]

[1] عنوان پر اصل شعر یہ تھا:

یار ما امروز دعوائے نبوت کردہ است — سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

[2] یعنی جو کام منافق کر گئے ہیں گویا ان کی وصیت تو نے قبول کی ہے۔

نکلا استاد نیچری کا تو
اس سے اکثر ہے گرچہ سیکھا تو

کیا غرض تیری اس تمنا کی
بحث ہو تو صرف مرگ عیسیٰؑ کی

کیوں تیرے ساتھ بحث عام نہ ہو
سب عقائد میں کیوں کلام نہ ہو

اگلے دن چھپ کے آیا اس کا جواب
جس میں پھر بوسعید کو تھا خطاب

ان کو یہ انتظار ہی تھا لگا
پھر بھی قابو چڑھے کہیں مرزا

شرطیں بالائے طاق سب رکھ کر
ہوئے آمادہ بحث مرزا پر

کہ نہ شرطوں میں ٹال جائے کہیں
جلد قابو پہ اپنے آئے کہیں

دو ورق چھاپ کر کئے ارسال
کہ رہے حیلہ ساز کو نہ مجال

صاف منکر ہوا جواب دیا
کی گریز اور نقاب منہ پر لیا

عہد بشکست و نیز پیاں ہم
دیں بدستش نبود وایمان ہم

پھر یہ غدار نے لکھا اک خط
شیخ کل سے کروں گا بحث فقط

شیخ کل نے کہا تلامذہ کو
مجھ کو اس سے بحث کرنے دو

ٹال دیتا ہے سب کو یہ مکار
کچھ نہ کچھ عذر کرکے یوں ہر بار

طلب حق نہیں اسے ہرگز
ڈر نہیں روز حشر سے ہرگز

خود یہ مکار دل میں ڈرتا ہے
یوں جو سب سے گریز کرتا ہے

ہے یہ دجال فتنہ گر جھوٹا
اپنے دعوے میں سربسر جھوٹا

دل میں اپنے جو مطمئن ہوتا
یوں ہراساں نہ رات دن ہوتا

اس کی حالت سے ہے یہ ظاہر خوب
کہ فقط شہرت اپنی ہے مطلوب

کیا سنائے جو حق سے ہو خالی
کیا سنے مدعی دجالی

اس کے عذروں کو توڑنا ہے ضرور
بے سخن کرکے چھوڑنا ہے ضرور

جا کے عبدالمجید نے آخر
میرزا پر یہ کردیا ظاہر

گر ہو تم بوسعید سے ڈرتے
بحث خود شیخ کل ہیں اب کرتے

جب کہ تم کو اسی پہ ہے اصرار
بحث کرنے کو خود وہ ہیں تیار

گیارہ تاریخ اہتمام ہوا
ایک جلسے کا انتظام ہوا

مہتمم حضرت ثریّا جاہ
اور عبدالمجید بھی ہمراہ

عام شہرہ تھا نو بجے دن کے — لوگ سب چاندنی محل پہنچے
بحث کا جلسہ ہوگیا تیار — آدمی تھے قریب چار ہزار
ناظرین بیٹھے تھے آ آ کے — حاضرین منتظر تھے مرزا کے
ہونے جب دوپہر لگی اس میں — اور مرزا نہ آیا مجلس میں
مہتمم نے بڑی فراست سے — خاص اپنی سواری پر بھیجے
نور احمد مہ[1] علی ہر دو — کہ تسلی میرزا کردو
لاؤ بٹھلا کے اس سواری میں — بولا کذاب عذر داری میں
کہ جواب اشتہار کا میرے — کچھ بھی اب تک نہیں ملا ہے مجھے
میں نے لکھا تھا جو چھٹی تاریخ — جس کے چھپنے کی ہے یہی تاریخ
چھپ کے حالانکہ بٹ چکا تھا عام — کوچوں بازاروں مسجدوں میں تمام
خاص پرچے دبا گیا مکار — جس کے تھے معتبر ذریعے چار
ہو نہ کچھ بھی حیا وشرم جسے — جھوٹ کہتا ہے کس دلیری سے
ایک رقعہ بھی لکھ کے بھیج دیا — جس میں اظہار کچھ تھا شرطوں کا
گر یہ شرطیں قبول ہوں تو پھر — مطلع کیجئے کہ ہوں حاضر
شرط کوئی نئی نہ تھی اس میں — جب سنایا گیا وہ مجلس میں
اتفاق اس پہ ہوگیا اکثر — کہ چلو بس جی اپنے اپنے گھر
ایسے مکار سے ہے بحث فضول — جھوٹی باتوں سے دے رہا ہے طول
پر یہ دو صاحبوں کی رائے ہوئی — قطع کردو اخیر حجت بھی
شیخ کل نے جواب لکھوایا — لکھ کے بھیجا گیا جو فرمایا
کہ یہ منظور ہے ہمیں سب کچھ — دیر ہرگز نہ کیجئے آپ اب کچھ
بحث مرگ و حیات عیسیٰ ہو — ذمہ امن بھی ہمارا ہو
ہر دو جانب بدست خود لکھیں — اس میں البتہ عذر ہے یہ ہمیں
ہم ہیں معذور ضعف وپیری سے — آپ تسلیم کرچکے ہیں اسے
گر طبیعت ہو اس سے اب منکر — دیکھئے کل کے اپنے خط کو پھر

[1] نام قمر علی ہے لیکن اس وزن میں آنہیں سکتا تھا اس لئے ترجمہ کیا گیا۔

ہم کہیں گے لکھے گا اور کوئی ہے نہیں اس بغیر طور کوئی
آئیں احقاق حق کی خاطر آپ دیکھئے ہم ہیں آج حاضر آپ
جب یہ خط پہنچا حیلہ جو کے پاس چھا گیا سخت دل پہ بیم و ہراس
لدھیانہ کی بحث یاد آئی ہائے وہ خواری اور رسوائی
یہی رہ رہ کے کہتا تھا جی میں آج پھر شامت آئی دلی میں
رخصت اے شرم کون واں جائے گر حیا آئے اپنا سر کھائے
کیا خبر تھی یہ دن بھی آئے گا مجھ کو پنجے میں یوں پھنسائے گا
توڑ کر عہد اور پیماں کو چھوڑ کر دی اور ایمان کو
اپنے معمولی اس بہانے سے کیا انکار صاف آنے سے
کہ مجھے خوف جان ہے جانے میں بیٹھا چھپ کر زنان خانے میں
نہ اٹھا ایک رقعہ لکھ کے دیا اور اس میں وہی بہانہ کیا
مجھ کو اندیشۂ فساد ہے آج عام مردم ہیں درپے تاراج
یوں ہمارے ہے رائے ٹھہری اب ضلع کی جائیں ہم کچہری اب
واں سے گر بحث کی اجازت ہو ہم کریں اطلاع پھر تم کو
بحث کا انعقاد پھر ہوجائے اور دوبارہ یہ مشتہر ہوجائے
نہ اٹھا گوزگاہ سے گیدی نامہ برنے بہت تسلی دی
یہ سواری شاہزادہ ہے آپ کے در پہ جو ستادہ ہے
کہئے لے آؤں ان کے چار سوار جا کے بہرحفاظت سرکار[1]
اور موجود ہے وہاں پولیس منتظر ہیں مجسٹریٹ ورئیس
نہ جگہ سے اٹھا نہ کی حرکت یہ مثیل المسی کی تھی برکت
لو مبارک یہی تھی کیا؟ بلی اجی حضرت یہ شہر ہے دلّی
ہے یہ بائیس خواجہ کی چوکھٹ چپ ہوئے یاں بڑے بڑے منہ پھٹ
بے ادب رہنے یاں نہیں پاتے جلد خواری سے ہیں نکل جاتے

[1] یہاں سرکار سے مراد سرکار کادیانی ہے۔

آکے بلّی میاؤں بھول گئی — ساری تک[1] بندی اب فضول گئی
سن لیا شیر شہر میں پھرتا — اور ہے اپنا بھی جانتی برتا
بیٹھی کونے میں اب ہے پچھتاتی — میں نہیں آتی میں نہیں آتی
اک میں آؤں تو اس کے کہلا دو — ضلع صاحب کا حکم ہی لا دو
بولنے کے لئے زبان دے دو — کچھ مدد وقت امتحان دے دو
قصہ کوتاہ جب کہ خط کھولا — اہل مجلس ہر ایک یوں بولا
قادیانی گریز کرتا ہے — بحث کرنے سے دل میں ڈرتا ہے
اٹھ کے عبدالمجید صاحب نے — کردیئے وہ شروع سب پڑھنے
جو خیالات اور عقائد تھے — میرزا کی کتاب میں لکھے
وہ عبارات اور وہی الفاظ — وقت افتا ہوتا کہ اس پہ لحاظ
علما جس قدر تھے واں حاضر — سمجھے مرزا کو ملحد و کافر
وہ جو فتویٰ ابوسعید کا تھا — دستخط اس پہ سب نے ثبت کیا
جانب حق سے جس نے منہ پھیرا — اس کو ذلت نے ہر جگہ گھیرا
جلسۂ آخری ہے اے ساقی — بھر دے اب جام میں مئے باقی
تزکیہ جس سے نفس کا ہو جائے — وسوسہ کوئی دل کے پاس نہ آئے
منجلی جس سے ہو بصارت دیں — اور ہو عین الیقین حق یقین
محتسب تشنہ کام ہیں جس کے — اہل دیں لب بجام ہیں جس کے
آتے ہیں جوق جوق محفل میں — شوق دیدار ہے ترا دل میں
حاضری کی صفیں جماتے ہیں — سر ترے سامنے جھکاتے ہیں
بیٹھا ہے ایک جانب اک مغرور — تیرے لطف وکرم سے ہو کر دور
تیرے شیدا اسے بلاتے ہیں — نام لے لے ترا سناتے ہیں
اس کو مطلق نہیں خبر ہوتی — کہ یہ قل قل ہے یوں کدھر ہوتی
شد بہ صورت چو گربۂ مسکین — لیک وارد بہ اہل مجلس کین
دل میں بویا ہوا ہے تخم فساد — مغز میں خود سری ہے اور الحاد

[1] ''دعوت دہلی'' میں کادیانی کے چیلے نے چوہوں اور بلی کا قصہ لکھا ہے۔

ہے الـــدالـــخـصـــام کا ثانی　　　بلکہ اہلاک میں ہے لاثانی
ساتھ دو چار چیلے چانٹے ہیں　　　خس وخاشاک اور کانٹے ہیں
سب یہ آتش زنی کا سامان ہے　　　اتحاد نمک حراماں ہے
اپنے دیوانوں کو بنادے مست　　　جوش میں آئے جس سے عہد الست
تیرے بن کر اسے نکالیں وہ　　　سر پہ مفسد کے خاک ڈالیں وہ
آتش فتنہ ہو فرد جس سے　　　عذر دلّی کا پھر نہ ہو جس سے
تیری محفل میں پھر نہ آئے کبھی　　　جیتے جی یوں نہ منہ دکھائے کبھی
بلکہ جائے جہاں ذلیل رہے　　　اس کے بطلان پہ یہ دلیل رہے
سولھواں دن ربیع اوّل کا　　　عصر کا وقت دن تھا منگل کا
بستمیں روز ماہ اکتوبر　　　نو دو ایک بہ ہیجدہ صد پر
آج بلی نے اک میاؤں کی　　　مسجد جمعہ میں میں آؤں گی
پہلے دو بارہ ہوچکی ہے گریز　　　سامعین اب یہ تیسری ہے گریز
گو تعجب کریں گے کچھ حضرات　　　کہ سمجھ میں نہیں یہ آتی بات
جب کہ تھے آزما چکے دوبار　　　بحث کرنے سے میرزا کا فرار
تیسری بار کیا ضرورت تھی　　　اس طرح انعقاد جلسہ کی
یہ تو سچ ہے نہ تھی ضرورت کچھ　　　فیصلے کی بھی تھی نہ صورت کچھ
شہر میں جب ہوا بہت ہی ذلیل　　　کادیانی یہی مسی کا مثیل
ساتویں دن پھر اشتہار دیا　　　خوب غیظ وغضب سے کام لیا
ختم کی اس میں کذب وبیباکی　　　خوب دکھلائی اپنی چالاکی
جیسے بکتا تھا نیلگوں گیدڑ　　　یا مجاذیب ہانکتے ہیں بڑ
گالیاں دے کے دل کیا ٹھنڈا　　　پھر اٹھایا فریب کا جھنڈا
کی ادا خوب صنعت تلمیع　　　محض اغوا مغالطات شنیع
رفع خجلت عقب گزاری تھی　　　پر حقیقت میں خامکاری تھی
کذب ہی کذب جس میں سر تا پا　　　اے مثیل المسی یہ کیا چھاپا
یوں صداقت سے کیوں ہوا محروم　　　کیا علی الکذبین نہیں معلوم

چھوڑ حیلہ گری و دمبازی | یاد کر قول شیخ شیرازی
راستی موجب رضائے خداست | کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
لکھ کے القصہ کذب بے پایان | نہ ہوا جب کہ دل کا اطمینان
صورت فیصلہ لکھی اک اور | محض بے شرمی وسراسر جور
تم نہیں چاہتے ہو بحث اگر | ایک مجلس میں شیخ کل آ کر
سن لیں میری دلیل ہائے صریح | ہیں جو دربارۂ وفات مسیح
ان دلیلوں کو وہ غلط کہہ دیں | پھر قسم تیں مرتبہ کھا لیں
جب گزر جائے اس کے بعد اک سال | جھوٹی قسموں کا کچھ نہ آئے وبال
اپنا دعویٰ میں چھوڑ دوں گا پھر | نہ رہوں گا حیات[1] کا منکر
بھیجا اب شیخ کل نے یوں لکھ کر | تا کہ حجت تمام ہو اس پر
گالیوں کا دعا سے بدلا دوں | ابر ہوں تلخ لے کے میٹھا دوں
کلمات مہذبانہ بھرا | آپ کا اشتہار میں نے پڑھا
ظاہراً آپ نے بصدق وصفا | کی تھی خود رفع شک کی استدعا
میں نے لکھا قبول کر کے جواب | اس پہ ثابت قدم رہے نہ جناب
بحث کی اس کے بعد کی درخواست | اس میں بھی آپ نہ نکلے راست
تیسری بار اب یہ ہے تحریر | آخری فیصلے کی یوں تدبیر
بدل وجاں مجھے بھی ہے منظور | مسجد جمعہ میں کل آئیں حضور
کیجئے ثابت سب اعتقاد اپنے | اور تجدید واجتہاد اپنے
مرگ عیسیٰ کا پھر ثبوت دکھائیں | اس کا اپنے تئیں مثیل بنائیں
ابن مریم نہ آئیں گے اب پھر | ہوں وہ موعود میں ہوا ظاہر
استعارے کے طور پر چیلے | مجھ کو ابن خدا ہیں کہہ سکتے
میں نبی بھی ہوں امتی بھی ہوں | صاحب وحی قادیانی ہوں
ہے جو دجال کی خبر مشہور | ہیں وہ گرجا کے پادری پر زور
کشف معراج تھا پیمبر کا | عنصری جسم چڑھ نہیں سکتا

۱؎ حیات عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔

خلق و احیاء عیسوی اعجاز
مان لینا ہے مثبت انباز

ہے جہاں میں جو کچھ ظہور پذیر
ہے یہ سب کچھ نجوم کی تاثیر

ہیں کواکب کی سب ملک ارواح
کہ نہیں ہیں بذات خود سیاح

انبیاء پر منزل تنزیل
عکس جبریل تھا نہ تھا جبریل

وہ جو دجال کے خوارق ہیں
موجب شرک ذات خالق ہیں

آپ کے ہیں جو اعتقاد ایسے
کیجئے ثابت حدیث و قرآن سے

ثقلین[۱] اس پہ گر گواہی دیں
آپ کی نکلیں ان سے تائیدیں

مجھ کو ہوں گی قبول سر تا سر
بات رکھئے گا یہ بھی یاد مگر

لا سکے ان پہ آپ اگر نہ دلیل
پھر نہیں ماننے کی کوئی سبیل

رد و انکار سب پہ لاؤں گا
تین کیا سو قسم بھی کھاؤں گا

میری قسموں کا یہ معاوضہ ہو
پھر نہ حق سے کبھی معارضہ ہو

عام لوگوں میں آپ تائب ہوں
مطلع حاضر اور غائب ہوں

حلف کے ساتھ لکھ دیں اک اقرار
ان عقائد کا پھر نہ ہو اظہار

اور جو آپ نے لکھی ہے دعا
سال کیا تا بزیست کیجئے گا

جب وہ مقرون ہو اجابت سے
آپ ہیں پھر رجوع کرسکتے

تیسرا جلسہ اس غرض سے ہے
ہو یہ جھگڑا کس طرح سے طے

آپ کا عذر وحیلہ کچھ نہ رہے
شور وشر کا وسیلہ کچھ نہ رہے

رقعہ پہنچا یہ جب مسیح کے پاس
بس فقرّو ہوئے تمام حواس

پھر سنبھالا لیا اٹھا کے قلم
شیخ کل کی طرف کیا یہ رقم

پیچدار آپ کی ہے یہ تقریر
جس کی توضیح سے نہیں ہے گزیر

میرا دعویٰ تو سن چکے ہیں آپ
کر چکا ہوں وہ مشتہر میں آپ

مدعی وفات عیسیٰؑ ہوں
طالب اس پر فقط قسم کا ہوں

اور باتوں میں بحث پھر ہوگی
ان کی ایسی پڑی ہے کیا جلدی

میں جو جلسے میں کچھ کروں تقریر
یا سناؤں لکھی ہوئی تحریر

۱ دو بھاری چیزیں شرعی اصطلاح میں قرآن اور حدیث کو کہتے ہیں۔

آپ چپ چاپ اس کو سنتے جائیں
لفظ تک بھی نہ اک زباں پر لائیں

گریباں کو مرے غلط سمجھیں
آپ سو گند کھائیں آخر میں

بس یہ میں نے سنا دیا سب کچھ
عذر باقی نہیں رہا اب کچھ

گر یہ منظور ہو تو آپ آئیں
اور آگاہ مجھے بھی فرمائیں

جمعہ مسجد میں آؤں گا میں بھی
بحث مرگ وحیات میں ہوگی

آئے لکھا ہوا جواب جو آئے
کہ بطور سند وہ رکھا جائے

منصف اب خود ہیں داد دے سکتے
کہ مسیح زماں ہیں کیا بکتے

کادیانی کے مکر ہیں سب ہیچ
کیا ہے تحریر شیخ کل میں پیچ

اس کی پھر اس نے کی ہے کیا توضیح
اپنے دجال پن کی ہے تشریح

گرچہ لکھا گیا تھا پہلے سب
احتیاطاً یہ اور لکھا اب[1]

لکھ چکا ہوں میں کل تمہیں جو کچھ
اب نہ اس کی مخالفت ہو کچھ

اس میں پیچیدہ کوئی بات نہیں
دیکھئے صاف دن ہے رات نہیں

اب یہ حیلے بہانے ہیں کیسے
آپ پہلو تہی ہیں کیوں کرتے

گر قسم ایک بات پر چاہی
میں نے کیا اس میں کی ہے کوتاہی

بلکہ شامل کئے ہیں چند امور
جس سے کوئی نہیں حرج نہ قصور

میں قسم کھاؤں توبہ آپ کریں
اہل سنت سے پھر ملاپ کریں

اس میں بھی اس قدر ہے شرط ولیک
پہلے اقرار نامہ لکھ دیں ایک

میں پڑھوں آپ کے عقائد بد
آپ آیت حدیث لائیں سند

پھر قسم پر ہو فیصلہ اس کا
آپ کو کچھ نہ بولنا ہوگا

ہاں مگر آپ سے جو پوچھا جائے
اس قدر آپ کی زبان پر آئے

گر زیادہ جناب بولیں گے
اپنی پرتیت آپ کھولیں گے

رکھ کے لکھے ہوئے کی پابندی
آیئے آپ آؤں گا میں بھی

میرا انیس بیس[2] کا مسطور
سنداً ساتھ لایئے گا ضرور

۱؎ بتاریخ ۲۰/اکتوبر ۱۸۹۱ء

۲؎ تاریخ ماہ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔

لے کے نقل مسیح نے یہ کتابؒ
نہ دیا کچھ بھی شیخ کل کو جواب
جس سے ثابت ہوا کہ یہ سب کچھ
ہے قبول اورنہیں ہے عذر اب کچھ
بعد پیشیں چنانچہ مسجد میں
آیا جھوٹا بھرا ہوا ضد میں
چند چیلے بھی ساتھ لا بیٹھا
بیچ کے در میں چپ کو آ بیٹھا
حاکم شہر ہائڈ اسکوائر
عملہ لے کے آ ہوئے حاضر
شیخنا شیخ کل سر اخیار
آئے مسجد سے اپنی ہو کے سوار
عصر سے پہلے پہنچے مسجد میں
ہوئیں قائم پئے نماز صفیں
آدمی دوہزار سے بھی سوا
باجماعت ہوئی نماز ادا
لیک جھوٹا مسیح اور چیلے
بیٹھے غوزیں لڑا لڑا کھیلے
گو کہا بھی گیا رہے سب سن
طائفہ تھا کــانھم خشــبٌ
جب فراغت ہوئی فریضہ سے
تین شخص آئے پاس مرزا کے
خان والا سعید دیں احمد
اور عبدالمجید صاحب جسد
شہر کے منتظم بشیر حسین
کہ یہ فرماتے ہیں نذیر حسین
’’گر قسم کھا کے میں کروں انکار
اپنی توبہ کا لکھ دیں آپ اقرار
کیجئے ایفائے وعدہ وتحریر‘‘
میرزا سن کے رہ گیا تصویر
بول اٹھے چیلے بعض گھبرا کر
توبہ ہوگی برس گزرنے پر
مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اگر
ہو نہ کچھ ان کی بد دعا کا اثر

سٹی سپریٹینڈنٹ پولیس (ہنس کر)

کام کی یہ تو کوئی بات نہیں
ہو نہیں سکتی یہ قبول کہیں

مولوی عبدالمجید (صاحب بہادر کو مخاطب کرکے)

آپ ہی اب رہے یہاں ثالث
ہو جو کچھ پوچھ دیجئے باعث
توبہ کرنے میں کیوں تردد ہے
کن خیالوں کی آمد وشد ہے
فرض ان پر ثبوت ہے لانا
شیخ کل پر ہے پھر قسم کھانا

صاحب بہادر(مرزا اور اس کے چیلوں کو مخاطب کرکے)

ؒ خط جیسے اذہب بکتابی ہذا قول سلیمان علیہ السلام۔

کیوں بڑھاتے ہو بات لاطائل ہیں یہ صرف اتنی بات کے سائل
تم بھی اک بات مختصر کہہ دو ہے یہ منظور یا نہیں تم کو

مرزائے کادیانی

کچھ نہیں عذر بات کرنے میں صرف عیسیٰ کے جینے مرنے میں

مولوی عبدالمجید صاحب

اس کا بھی اور کل عقائد کا فیصلہ ہو یہ اپنا ہے منشا
کیوں قسم صرف اس حیات پہ ہو جب کہ جھگڑا ہر ایک بات پہ ہو
آپ بنتے ہیں عیسیٰ موعود لائیے گر دلیل ہو موجود

صاحب بہادر وغیرہ

بیشک ایسا ہی چاہئے ہونا دور ہو تاکہ روز کا رونا

مرزائے کادیانی

ہے ہماری تو صرف ایک ہی بات ہم ہیں فی الحال مدعی وفات

مولوی صاحب

جو مطابق ہو رائے پبلک سے کیوں نہیں مان لیتے آپ اسے

مرزا کے چیلے

کس طرح فیصلہ یہ مانا جائے کیوں کہ پبلک ہے آپ کی ہمرائے

صاحب بہادر (مرزا سے)

آپ ہی گر مسیح کے ہیں مثیل پیش کیجئے گا اس پہ ہو جو دلیل
مان لیجئے کہ مر گئے عیسیٰؑ نہیں افلاک پر گئے عیسیٰؑ
خاک میں دفن ہوگئے مر کے اور پھر زندہ ہو نہیں سکتے
لیک یہ کس طرح سمجھ میں آئے کہ مسیح آپ ہی کو مانا جائے
کیا ہے اوروں پہ آپ کو ترجیح وہ فقط مولوی ہوں آپ مسیح
دیجئے دعویٰ کا اپنے آپ ثبوت نامناسب ہے لب پہ مہر سکوت
جب کہ صاحب نے یوں دیا الزام کادیانی کو بھولے سب الہام
ہوں نہ نکلی زبان سے اور نہ ہاں واہ رے واہ ترک نقطہ دہاں

نہ ملا کچھ جواب پر نہ ملا گو بہت ساکھا پہ لب نہ ہلا

مولوی صاحب (بآواز بلند)

ہاں توجہ سے صاحباں سنئے ہم ہیں تیار گفتگو کے لئے
اور جس مسئلے میں جی چاہئے مستعدیم بہر راہے
لائیں برہاں اگر ہیں یہ سچے ایسے حیلے بہانے ہیں کچے
جلسۂ بحث عام گرچہ نہیں طے بھی جھگڑا یہ روز کا ہو کہیں

مرزا کا چیلہ (غلام قادر)

یہ سناتے ہیں دیکھئے صاحب ہم ہیں ڈرتے اسی لئے صاحب

صاحب بہادر

جب کہ سچی ہو بات کیوں نہ سنائیں آپ ڈرتے رہیں یہ کیوں ڈر جائیں

خواجہ محمد یوسف وکیل علی گڑھ (بخطاب مولوی صاحب)

جب مسلمان ایک ہوتا ہو کس لئے روکتے ہیں آپ اس کو

مولوی صاحب

گر ہو تائب ہمارا بھائی ہے اس سے کیا کچھ ہمیں لڑائی ہے؟

خواجہ صاحب

اب میں لاتا ہوں توبہ کی تحریر وہ یہ لکھ دیں گے ''سب میری تحریر
جو خلاف حدیث و قرآں ہے رد ہے سب بندہ اک مسلمان ہے''

مولوی صاحب

گر و یہ بے مغالطہ مسطور ہم ابھی کرتے ہیں اسے منظور
خواجہ صاحب کو کادیانی نے اہل نیچر کے یار جانی نے
توبہ لکھ دی ولیک ویسی ہی جیسی پہلے بھی ایک لکھی تھی
جس میں بالکل مغالطے دھوکے سب کرشمے نفاق کی خو کے

مولوی صاحب

یہ تو پہلے بھی لکھ چکے ہیں جناب ایسی تحریریں آپ کی ہیں سراب
اس طرح صاف چاہئے لکھنا ہے جو حق توبہ کے لئے لکھنا

ہیں جو مضمون مرے رسالے میں فتح توضیح یا ازالے میں
برخلاف عقائد اسلام توبہ کرتا ہے ان سے آج غلام

خواجہ صاحب

ہے جو تحریر میرزا بہ یقین کچھ بھی اسلام کے خلاف نہیں
ہے سمجھ ہی کا اپنی فرق فقط بات کوئی نہیں ولیک غلط

مولوی صاحب

کہئے ان سے کہ گفتگو کرلیں اپنے مستحدثہ عقائد میں
یہ خصومت ہے جن مسائل میں ہیں وہ سب آپ کے رسائل میں
لیجئے ہم سناتے ہیں پڑھ کر کیجئے انکار اتہام ہوگر
یا دکھاویں کتاب وسنت سے ان کی تطبیق آپ ہی کرکے

مرزا کادیانی

''گفتگو ہم نہیں یاں کرتے'' شرم ہیں عیسیٰ زماں کرتے

اراکین جلسہ

ہے یہ جلسے کی علت غائی ہو عیاں آپ کی مسیحائی
دیں ثبوت اپنے اعتقادوں کا زور دکھلائیں اجتہادوں کا
جب غلط نکلیں وہ دلائل سب ہوں دروغ آپ کے مسائل سب
شیخ کل اس پہ حلف اٹھائیں پھر آپ دعویٰ سے باز آئیں پھر

مرزا کادیانی

ایک ہی ہے فقط ہماری بات لکھ کے دیں ہم کو یہ ثبوت حیات
اور ہم گفتگو نہیں کرتے زندہ عیسیٰ کو اب کوئی کردے

اراکین جلسہ

جلسہ تحریر بازیوں کا نہیں وقت یہ حیلہ سازیوں کا نہیں
لکھ تو سکتے تھے گھر میں بیٹھے بھی کیا ضرورت تھی ایسے جلسے کی
گر نہ منظور سب کی ہو درخواست حکم دیجئے کہ جلسہ ہو برخاست
فیصلہ گفتگو ہو گر مقصود ہیں یہ شیخ وتلامذہ موجود

مولوی بوسعید وعبد مجید لیجئے حاضر ہیں دو عزیز ورشید

خواجہ صاحب (عوام سے)

میرزا جی کا ایک ہے مضمون صاحبو پڑھ کے میں سناتا ہوں

مولوی صاحب

دخل کچھ آپ کا نہیں اس میں آپ مختار ہیں کہیں اس میں؟

خواجہ صاحب (کھڑے ہوکر)

روک اس میں نہیں ہمیں ہرگز آپ اس میں نہ دخل دیں ہرگز

مولوی صاحب

آپ اگر پڑھ کے کچھ سنائیں گے ساتھ ہی رد بھی سنتے جائیں گے

صاحب بہادر (خواجہ صاحب سے)

ہاں یہ ہرگز نہ چاہئے کرنا چاہئے نقض عہد سے ڈرنا

صاحب بہادر (مولوی صاحب سے)

جائیں کہہ دیجئے آپ لوگوں سے میرزا گفتگو نہیں کرتے

مولوی صاحب (لوگوں سے)

صاحبو! رخصت آپ کو مرزا نہیں دیتے ثبوت دعوؤں کا

صاحب بہادر

کہہ دو لے جائیں شیخ کل تشریف گفتگو سے ہے برکنار حریف
اور پھر کہنے یوں لگا صاحب گھر کو اب چلئے مرزا صاحب
اس طرح بیٹھ رہنا ہے بیکار اس کو سمجھے بسا غنیمت یار
اٹھ کے جلدی ہوئے تمام کھڑے لے کے حلقہ سپاہیوں کا بڑھے
تھی جو گاڑی تک آنے کی ہیئت مجھ سے اے سامعین پوچھو مت
چال تھی کیا عجیب مستانہ خاک برسر غریب مستانہ
چہرے پر تھی کھنڈی ہوئی ہلدی دمبدم تھیں ہوائیاں چھٹتی
شرم سے سرنگوں عرق میں غرق رعشہ اعضا میں پاؤں سے تا فرق
پانوں رکھتا کہیں کہیں پڑتا ہر دو جانب سہارا چیلوں کا

حاکم شہر ومنتظم آگے ‏ کادیانی کے بخت کیا جاگے
حلقہ اہل پولیس کا گردا گرد ‏ شہر کے جمع خواجہ وشاگرد
دیکھ کر میرزا کا حال عجب ‏ گویا یہ شعر پڑھ رہے تھے سب
یہی برتا تھا جس پہ تھا وہ خروش ‏ کیا یہ طمطراق تھی اور جوش
شان حق ہو جعل مقابل گل ‏ لو کہاں یہ کہاں وہ شیخ الکل
ہائے افسوس جب یہ حالت تھی ‏ میرزا کیوں گیا تھا تو دلّی
ہم ہیں معذور مانتے تجھ کو ‏ بندی غیر جانتے تجھ کو
گر گیا تھا تو رقعہ بازی کیا ‏ دعویٰ کبرو سرفرازی کیا
ہو جو مطلوب نام ہی پانا ‏ ایسے جلسوں میں کیا ضرور آنا
جیسے[1] نو روز پہلے ٹالا تھا ‏ اب بھی کوئی بہانہ کر دیتا
پھر تجھے چھاپنا بھی آتا تھا ‏ جھوٹ سچ تھاپنا بھی آتا تھا
جب کہ ہو تو حیا سے فارغ بال ‏ جو تیرے جی میں آئے سو کہہ ڈال
سچ بتا یہ صلاح دی کس نے ‏ تو گیا ازدحام میں پسنے
اس قدر اس جگہ خفیف ہوا ‏ سب کو افسوس تیری چپ پر تھا
حسرت وصل آکے کھو دی کیوں ‏ تیری حسرت تھی وہ ڈبو دی کیوں
ہائے افسوس تیرے رنج والم ‏ تجھ کو خفت کا اپنی ایک تو غم
واقعی وہ شذوذ کی دھمکی ‏ تالیاں پھر خوشی کے عالم کی
اور نعرہ کی او بریدہ پے ‏ جھوٹے عیسیٰ! یہ بھاگتا کیوں ہے
تجھ کو اپنے فریب وشر کی قسم ‏ فلکی فرضی اس پدر کی قسم
بھاگ اتنا نہ تو ذرا تھم بھی ‏ چوکڑی بھولا ہے نہ کر رم بھی
ایسے نازک پہ بوجھ تھا اتنا ‏ کم ہے گن گن کے میں کہوں جتنا
لالہ جب رنگ و بو دکھاتا ہے ‏ منہ پہ تھکواتا[2] مار کھاتا[3] ہے

۱؎ ۱۱؍اکتوبر ۱۸۹۱ء کا وہی جلسہ چاندنی محل۔
۲؎ شبنم سے۔
۳؎ صبا سے۔

تو نے مجمع میں ترک فرض کیا ——— مدعا اپنا کیوں نہ عرض کیا
سنت انبیاء سے منہ پھیرا ——— کہ تجھے خوف وشرم نے گھیرا
گھر پہ جائیں تو سر میں درد سنیں ——— جھوٹے عیسیٰ کا رنگ زرد سنیں
کیسا عیسیٰ ہے تو نبی کیسا ——— سب کو تبلیغ کیوں نہیں کرتا
اشتہار اہل علم دیکھیں گے ——— عام لوگوں کو نفع کیا ان سے
باہر آنے کی گھر سے ہے سوگند ——— پہرہ پولیس کا ہے اور در بند
اس حکومت میں خوف ہے کس کا ——— عدل کسریٰ غلام ہے جس کا
تو بھی اس سلطنت کا ہے قائل ——— لکھتا ہے کیسی مدح لا[۱] طائل
خوف جاں کا ہے یاں بہانہ کیا ——— مدح تھی وہ منافقانہ کیا
حق سنانے کہیں جو آئے تو ——— ہے یہ اندھیر مارا جائے تو
یہ وہی ہے مرارت وتلخی ——— عہد سکھاں میں سب پہ تھی جیسی
فرض ہے شکر تجھ پہ کس شئے کا ——— تو ہے کیسا منافق اے مرزا
کیا وہ تیری طرح سے ڈرتے ہیں ——— وعظ لیکچر بیاں جو کرتے ہیں
کیسی آزادی ان کو حاصل ہے ——— کانپتا کس لئے ترا دل ہے
خواہ جھوٹے ہیں خواہ سچے ہیں ——— تجھ سے ہر حال میں وہ اچھے ہیں
دعویٰ الہام کا نہیں کرتے ——— حق پہ خود افترا نہیں کرتے
راہ حق سے جو رہ گئے ہیں دور ——— محض انہیں کا نہیں ہے اس میں قصور
ان کو ان کے بڑوں نے کھویا ہے ——— چاہ تقلید میں ڈبویا ہے
نہ چلے راہ جاہدوا فینا ——— ان کا یکساں ہے مرنا اور جینا
ان کو شیطان نے کردیا کافر ——— کہ ہوئے انبیاء سے بھی منکر
لفظ توحید میں بھی جھوٹے ہیں ——— دیو ملعون نے خوب لوٹے ہیں
شرک کا سخت دیکھ کر الزام ——— صرف توحید کا ہے منہ پر نام

۱ (ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ص۱۶۶ بقیہ حاشیہ) ’’ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔ کیونکہ سکھوں کے وقت کی مرارت اور تلخی ہم سب بھول گئے۔‘‘

ابدی ان کے تین ہیں جوہر — مادّہ روح اور پرمیشر
تینوں اک دوسرے کے ہیں محتاج — ہو نہ تنہا سے کوئی کام نہ کاج
چوں نصاریٰ ہیں قائل تثلیث — ملتے جلتے ہیں اعتقاد خبیث
جھوٹ ہے قول سرب شکتی مان — قدرت حق پہ کچھ نہیں ایمان
دیں سے غافل جو کچھ مسلمان ہیں — راہ میں اپنی اپنی حیران ہیں
اتباع سلف سے ہیں محروم — نامہائے جدید سے موسوم
کچھ طریقے نئے نکالے ہیں — طوق اور غل گلے میں ڈالے ہیں
اصل نام اپنا چھوڑ بیٹھے ہیں — ہاتھ شاخوں سے جوڑ بیٹھے ہیں
نہ ہوئے گھاٹ کے نہ گھر کے ہوئے — نہ ادھر کے نہ وہ ادھر کے ہوئے
جن بزرگوں کا نام لیتے ہیں — ان کے حکموں کو پیٹھ دیتے ہیں
پیر کی کیا سمجھتے ہیں توقیر! — کام کو غیر نام کو ہیں پیر
کچھ حدیثوں سے انحراف بھی ہے — گاہ تاویل گاہ صاف بھی ہے
گو یہ سب ہیں خرابیاں کرتے — پر خدا سے بھی دل میں ہیں ڈرتے
کیا مجال اس قدر جری ہوں وہ — کہ خدا پر بھی مفتری ہوں وہ
اس قدر آج کل جری تو ہے — خالق کل پہ مفتری تو ہے
عبد حق نے مباہلہ کے لئے — چھاپ کر اشتہار تجھ کو دیئے
تو گیا آپ کیوں نہ امرتسر — تھا نہ اے چور اگر تجھے کچھ ڈر
تو اگر آپ جا نہ سکتا تھا — لدھیانہ میں اس کو بلواتا
عالموں سے تھا کیسا استفتا — ہے وہ تیرا مباہلہ کیسا
فتح[1] میں برخلاف اسماعیل[2] — کیا تھی واں تیرے پاس اس پر دلیل
دونوں اسلام میں برابر ہیں — دونوں تجھ کو سمجھتے کافر ہیں
ناروا اس سے اور روا اس سے — اس سے بے شرمی اور حیا اس سے
یہ بھی کیا تیرا مسخرا پن ہے — ایک کا دوست اک کا دشمن ہے

۱؎ (رسالہ فتح اسلام کادیانی مندرجہ خزائن ج۳ص۱تا۴۸)
۲؎ مولوی اسماعیل علی گڑھی

پڑھ کے عبدالمجید کا نوٹس — کیوں تو دلّی میں رہ گیا بے حس
جس میں مضمون مباہلے کا تھا — امتحان تیرے حوصلے کا تھا
تاکہ حجت تمام ہو تجھ پر — اور دب جائے تیرا فتنہ وشر
ہیں[1] جو تیرے دعاوی باطل — ان پر گر مطمئن ہے تیرا دل
اور تصدیق کرتا ہے قرآں — ہے حدیثوں سے ان کا صدق عیاں
لا دکھا تو سند جو رکھتا ہے — جس سے یہ ادّعا پرکھتا ہے
جو صریح الدلالت آیت ہو — مدعا کے لئے کفایت ہو
اس کی تائید میں حدیث صحیح — مثبت مدعا مع التصریح
بیٹھ کر عالموں میں کر اظہار — اس پہ انعام دوں گا نقد ہزار
وعظ میں اپنے از رہ تحقیق — تیری کرتا رہوں گا میں تصدیق
گر تو اس سے گریز کرتا ہے — چور ہے اپنے دل میں ڈرتا ہے
اور یوں بھی نہ ہو اگر منظور — آخری فیصلہ یہ کر منظور
جمعہ مسجد میں باوضو آجا — کر سہ کرّر شہادتین ادا
رکھ کے قرآن اپنے ہاتھوں پر — پھر یہ کہہ دے وہاں قسم کھا کر
ادّعا میں جو مفتری ہوں میں — دین وایمان سے بری ہوں میں
مجھ پہ ہوں وہ عذاب نازل پھر — کہ سزا وار جن کے ہیں کافر
زیست میں بھی کوئی بلا آئے — جس سے حق آشکار ہوجائے
قادیانی! جو اس قسم پر بھی — پائے تو عمل شیخ کل جیسی
مرض خاص کچھ نہ ہو تجھ کو — اور صحت تیری قویٰ میں ہو
شیخ کل کا رہا ہے جو عالم — راست گو تجھ کو مان لیں گے ہم
اس کو پڑھ کر نہ کچھ صدا نکلی — یہ مسیحی میرزا نکلی
چھوڑ کر ناتمام بحث بشیر[2] — بھاگا دلّی سے رات کو بے پیر
پانچ پرچوں کا گرچہ تھا وعدہ — نہ کیا ان سے بھی وفا وعدہ

[1] نوٹس کا مضمون شروع ہوا۔

[2] مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سلمہ ربہ۔

تیسرے ہی سے ہوگیا روپوش
اٹھ گیا بندھنا بوریا بردوش
واں سے کی منزل آ کے پٹیالہ
یاں بھی اسحٰق[1] سے پڑا پالا
عام جلسے میں گفتگو کر کے
جان اپنی چھڑائی مر مر کے
جس کی ایراد حق میں ہے تفصیل
کہ ہوا کس طرح مثیل ذلیل
بہر دفع ندامت وخفت
ان کو پھر سوئے بحث کی دعوت
جمعہ مسجد میں عام جلسہ ہوا
کہ وہاں آئے بحث کو مرزا
نکلا باہر نہ اپنی منزل[2] سے
پوچھو یہ صدمہ چور کے دل سے
بے کسی کی وزیر پر ظاہر
کہ مدار المہام ہو ناصر
''میں مسافر ہوں اور ڈرتا ہوں
آپ سے عرض حال کرتا ہوں
ذمہ امن آپ گر کر لیں
بحث کا بوجھ اپنے سر پر لیں
بحث اس شرط پر ہوں کر سکتا
دیکھئے معجزہ مسیحا کا
کہنہ وہ ذمہ دار بحث کا ہو
نہ پڑے کرنی گفتگو مجھ کو
اگلے دن شہر میں ہوا چرچا
میرزا لودھیانہ میں پہنچا
میر عباس کو بلایا پھر
کہ میں ٹھہرا ہوں آپ کی خاطر
آپ پہنچے بخدمت مرزا
با ادب بیٹھ کر کلام کیا
زور باطن کچھ اپنا دکھلا دو
بس رسول خدا سے پچھوا دو
لایئے اپنا وہ مکاشفہ اب
بولا میرا نہیں ہے یہ مذہب
لکھ چکا ہے ز راہ مکاری
اپنی اس فن میں تجربہ کاری
ناظرین دیکھنا ازالے کو
اس کے اوہام کے رسالے[3] کو
معتقد جب کہ ہو کوئی سائل
تجربہ کاریاں ہوں سب زائل

[1] مولوی محمد اسحاق صاحب اجراوری سلمہ۔

[2] مکان شیخ مستان علی صاحب۔

[3] ''چنانچہ اس بارہ میں خود یہ عاجز صاحب تجربہ ہے کہ بارہا عالم بیداری میں بعض مقدس لوگ نظر آئے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۴، ۲۵۱، خزائن ج۳ ص۳۵۴، ۲۲۶ حاشیہ) ''اور اگر کسی کو اس کوچہ میں کچھ دخل ہو تو ہم بڑی آسانی سے اس کو تسلیم کرا سکتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۵، خزائن ج۳ ص۳۵۴)

جاگتے سوتے کچھ دکھا نہ سکیں ۔۔۔ کچھ بھی تسلیم اسے کرا نہ سکیں
معتقد[1] بھی وہ ایسا لائق ہو ۔۔۔ جو محبت میں سب سے فائق ہو
سب سے پہلے سفر اٹھائے وہ ۔۔۔ محض للہ ملنے آئے وہ
ہو تعلق بھی جس کا روحانی ۔۔۔ خود بزرگی بھی اس کی ہو مانی
آدمی جس کے عمدہ ہوں حالات ۔۔۔ دشمنوں کی سنے بری ہر بات
واسطے جس کے ازرہ انعام ۔۔۔ **اصلہ ثابت** کا ہوا الہام
فرعہ فی السماء بھی ہو ساتھ ۔۔۔ متوکل کرے نہ نیچے ہاتھ
قوت ایمان میں ہو پھر ایسی ۔۔۔ وسوسوں کو ہو دفع کر دیتی
یاس وحسرت کا لاد کر چھکڑا ۔۔۔ راستہ سوئے قادیان پکڑا
بیٹھ کر کی یہ گھر میں مکاری ۔۔۔ خود ہی اک فیصلہ کیا جاری
آسمان سے کیا اسے منسوب ۔۔۔ واہ مکاری مسیح کذوب
اس کی ترمیم بوسعید نے کی ۔۔۔ چھاپ کر سب میں مشتہر کردی
گھر میں بیٹھے جو کچھ نہ سوجھا اور ۔۔۔ شامت آئی تو پھر گیا لاہور
تھے وہاں بو سعید و عبداللہ ۔۔۔ بند دونوں نے کر دی اس کی راہ
یوں کئے اشتہار و خط شائع ۔۔۔ کہ ہوئی سعی میرزا ضائع
پھر نظر آئی صورت دلّی ۔۔۔ آکے پچھتائی پھر یہاں بلی
یاں کے چیلوں نے کی عجب تنبیہ[2] ۔۔۔ خصم عاقل بہ از رفیق سفیہ
بحث عبدالحکیم[3] میں ہارا ۔۔۔ جب کہ پھٹکارا اور دھتکارا
اپنی پھر سادگی دکھائی یوں ۔۔۔ سادگی کیا ٹھگی دکھائی یوں
کی نبوت سے دست برداری ۔۔۔ بحث سے بھاگنے کی تیاری
کہ مسلمان ہیں اس سے گر نا خوش ۔۔۔ ان کو میں چاہتا ہوں کرنا خوش
فتح و توضیح یا ازالے میں ۔۔۔ یعنی میرے ہر اک رسالے میں

۱؎ (۹) ’’حبی فی اللہ میر عباس علی لدھیانوی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۹۰، خزائن ج۳ ص۵۲۷)

۲؎ لاہور میں تنبیہ کا باعث چیلے ہی ہوئے جن کے بھروسے پر یہاں آیا۔

۳؎ دیکھو (ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ مؤرخہ ۹؍مارچ ۱۸۹۲ء)

اب وہ لفظ نبی جہاں پائیں
غلط اس کو خیال فرمائیں
واں محدث لکھا ہوا سمجھیں
مجھ سے رکھیں نہ رنج کچھ دل میں
سادگی سے لکھا تھا لفظ نبی
کچھ حقیقت مری مراد نہ تھی
تھا لغت پر فقط خیال مرا
جانتا حق ہے دل کا حال مرا
میں نے ترمیم اس لئے کردی
ہو نہ ناراض بھائیوں کا جی
اہل انصاف سادگی دیکھیں
بلکہ اس پافتادگی دیکھیں
پر نہیں یاں بھی چال سے چوکا
کیا ٹھکانا ہے اس جفا جو کا
کہ جواب عبارت توضیح
نہ دیا مجملاً نہ بالتشریح
ہیں نبی ومحدث[1] ایک جہاں
کہ مکفر ہے جس پہ ایک جہاں
سربسر اس کو خورد برد کیا
صفحہ انیس ہے نہیں گویا
ایک مہدی[2] نے گت بنائی خوب
اک کرامت یہاں دکھائی خوب
کاذبے زد بہ کاذبے پاپوش
کہ منم مہدی ہدایت کوش
واجب ست اقتدائے من کردن
اے مسیح ایں چنیں مکش گردن
گھر میں مہدی سے کھا کے چوٹ گیا
واں سے بھاگا تو سیالکوٹ گیا
جا کے واں بھی یہی مچایا شور
بحث میں کوئی دیکھے میرا زور
پہنچے واں بوسعید حسب طلب
جب ہوئے اہل شہر طالب سب
کر کے سب انتظام سرکاری
لے کے پولیس کی مددگاری
صاحب ضلع نے بھی مان لیا
آپ آنے کا بلکہ وعدہ کیا

[1] (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) دیکھو ’’النبی محدث والمحدث نبی لکھا ہے یعنی نبی محدث ہوتا ہے اور محدث نبی۔‘‘ اگر یہاں نبی کی جگہ بھی محدث بنا دیں تو اس کا ترجمہ مرزا سے کرواؤ۔ نبی نبی ہوتا ہے اور نبی نبی ہوتا ہے۔ کیا ترمیم کی ہے یہ صرف دفع الوقتی تھی لاجواب ہو کر ایسی ہی بیہودہ باتیں کرتا ہے۔

[2] لاہور میں ایک شخص مہدی کہلاتا ہے بیشک ایسے مسیح کاذب کا ہم عصر ایسا ہی مہدی چاہئے اس کا کلمہ توحید ہے ’’لا الٰہ الا اللہ مھدی رسول اللہ‘‘

کادیانی کو یوں ہوا الہام
مجھ کو جانا وہاں ضروری ہے
قادیان میں بگڑ رہا ہے کام
اب ضرر وہ وہاں کی دوری ہے
شب کو بھاگا سوئے کپورتھلہ
واں کے چیلوں سے بھی مدد نہ ملی
کیا نئی راہ قادیاں کو چلا
کچھ بر آیا نہ مدعائے دلی
عالموں نے بہت نصیحت کی
بھاگ کر آیا واں سے جالندھر
جب نہ مانا تو پھر فضیحت کی
داغ حسرت کے سینکڑوں دل پر
کچھ دنوں اس جگہ قیام کیا
ساتھ تھے گرچہ کچھ کپور تھلی
وہی معمولی اپنا کام کیا
لیک جھوٹے کی پیش کچھ نہ چلی
جانب لدھیانہ آیا پھر
سدھیانہ نیا تعلق تھا
مکر کا جال یاں بچھایا پھر
اور منظور کچھ تملق تھا
یاں ہیں سدھی[1] کے چندگرویدہ
آیا احسن[2] وہ مخرج از بھوپال
معتقد میرزا کے نادیدہ
روئے نادیدہ عاشق دجال
فخر کرتا ہوا فراست[3] پر
واں سے نکلا ہوا بحسرت ویاس
متبرّی کچھ اس ریاست پر
دل پہ غالب تمام بیم وہراس
اور شیخی بگھارتا منہ سے
دم توکل کا مارتا منہ سے

۱؎ افتخار احمد خلف منشی احمد جان صوفی لدھیانوی۔

۲؎ وہی احسن امروہی جو مرزا کی بدولت بھوپال سے خارج کیا گیا۔

۳؎ منشی محمد عمر صاحب نے اسی احسن کو یہاں ایک خط لکھا جس میں مرزا کے کچھ حالات تھے اور اس کو نصیحت تھی اس کے جواب میں اپنی فراست کا ذبہ پر فخر کیا ہے کہ دیکھو آئندہ تم کو اس قلیل پنشن کے سواء جس میں تمہارا گزارہ بمشکل ہوتا ہے کوئی نوکری نہ ملے گی اور مجھے تو اب بھی فلاں انگریز سو روپے کی نوکری دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کہہ دیا کہ محمد عمر بڈھا آدمی ہے نوکری بھی نہیں رہی تو آپ نے میرزا کی طرح اس پر فراست دوڑائی کی پنشن بھی ہوئی ہوگی۔ حالانکہ پنشن نہیں ہوئی۔ بیٹا اپنی جگہ ملازم کرا دیا اور نوکری خود چھوڑ دی (تاکہ عقبیٰ کے لئے فارغ ہو جاؤں، حج بیت اللہ اور زیارت مسجد نبوی سے مشرف ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی ویسے اعمال نصیب کرے) اب وہ کسی کی نوکری کیوں کرنے لگے۔

دل میں یہ آرزو کہ ہو چندہ
کچھ مثیل المسی کرو چندہ[1]
تاکہ اوقات ہو بسر میری
زرد رو لیجئے خبر میری
مذہب نو کروں گا میں شائع
سعی ومحنت نہ ہوگی اب ضائع
بہر اعلام کردے یوں فارغ
پیرہن پھاڑ کر سٹوں فارغ
سوزن و رشتہ چاہئے باریک
میں ہوں بیکار یہ مثیل ہے ٹھیک
میر[2] صاحب نے میرزا پکڑا
کہ تیرے فیصلے میں ہے جھگڑا
چھوڑ دے مکر و حیلہ وحجت
پڑھ سعیدی اشاعۃ السنۃ
ایک صوفی سے فیصلہ کرلے
تو نشان دیکھ گر دکھا نہ سکے
پانچ ہفتے کی لیتا ہے مہلت
اور تجھے دس کی دیتا ہے مہلت
حیلہ گرنے کئے بہانے پھر[3]
حسب عادت لگا ٹلانے پھر
''پہلے صوفی کا نام چھپوا دو
جس سے ہوگا مقابلہ مجھ کو
کوئی عالم نہ کوئی صوفی ہے
سب بناوٹ بٹالوی کی ہے''
میر صاحب نے پھر لکھا یہ جواب[4]
چاہئے کہنا جس کو فصل خطاب
کہ تمہیں نام سے غرض کیا ہے
کام سب صاف صاف لکھا ہے
وقت پر گر نہ کچھ دکھایا کام
ہے محمد حسین پر الزام
مرد میداں ہو گر کھڑے ہوجاؤ
جس کو سب مان لیں نشان وہ دکھاؤ
پہلے چالیس دن کا تھا اقرار
اب یہ کیسی شکست اور فرار
ہیں کہاں حملہ ہائے زور آور
ہیں کدھر وہ ملک جو تھے یاور
اس قدر لاف اور یہ بدعہدی
واہ جھوٹے مسیح اور مہدی

۱؎ مرزا اپنے (نشان آسمانی ص۴۴، خزائن ج۴ ص۴۰۸، ۴۰۹) میں احسن کے لئے چندہ جمع کرنے کو بہت تاکید کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بے روزگار ہوگیا ہے۔ اب اشاعۃ مذہب مرزائی بڑی سرگرمی سے کرے گا۔ چنانچہ اب پچیس روپیہ ماہوار ہوگئے ہیں۔

۲؎ پہلے خود دس ہفتے مقرر کئے ہیں۔ دیکھو اس کا (ازالہ اوہام ص۶۶۳، خزائن ج۳ ص۴۵۸)

۳؎ (ج۱۴ نمبر۲ ص۵۱) کادیانی کے آسمانی فیصلے کی ترمیم۔

۴؎ قادیانی کی طرف تیسرا خط مؤرخہ ۱۲؍مئی ۱۸۹۲ء مطبوعہ نظامی پریس لودھیانہ۔

گر ہے غیرت دکھا نشان عجیب
جس سے ہو بوسعید کی تکذیب
یاں تجھے دو ہیں موجب شہرت
اپنی تصدیق خصم کی خفت
تو جو پھر بھی بہانے کرتا ہے
چور ہے اپنے جی میں ڈرتا ہے
خود[1] مقرر کئے ہیں دس ہفتے
کچھ ''دکھاؤ اگر ہو تم سچے
کچھ توجہ کروں گا یاں میں بھی
فتح آخر ہے بالیقیں میری'
لکھتا موٹے قلم سے ہے کذاب
ہے محمد حسین سے بھی خطاب
اب ذرا بات بن نہیں آتی
چھاتی ہے خوف سے پھٹی جاتی
جب یہ پرچہ چھپا ہوا نکلا
یاں سے مکار ادھ موا نکلا
احسن امروہے کی طرف بھاگا
قادیاں کو چلا گیا مرزا
میرزا کے مریدو اور چیلو!
اپنے ایمان پر نہ یوں کھیلو
صرف اہل الحدیث سے ہے خطاب
کہ ممیّز کریں خطا و صواب
نیچری قابل خطاب نہیں
سود مند جعل گلاب نہیں
کون سا فیض تم نے پایا ہے
کس لئے بوجھ یہ اٹھایا ہے
غیب پر کیوں نہیں رہا ایماں
بہہ گیا کیوں وہ بے بہا ایماں
کافروں نے یہ انبیاء سے کہا
جھوٹ وعدہ ہے سب قیامت کا
اپنے وعدوں میں ہو اگر سچے
ہم کو پچھوا دو پہلے مردوں سے
دیر سے حشر حشر سنتے ہیں
وعدۂ بعث ونشر سنتے ہیں
سچ بتاؤ یہ فیصلہ کب ہے
جھوٹ میں کچھ تمہارا مطلب ہے
دھمکیاں ہیں فقط ڈرانے کی
ہے خبر جھوٹ مر کے آنے کی
انبیاء روز حشر لا نہ سکے
زور سے اپنے کچھ دکھا نہ سکے
کچھ جواب ان کی ایسی باتوں کا
انّما العلم کے سوا نہ کہا
تم نے بھی کافروں کی پکڑی چال
ہے جو عیسیٰ اتارنے[2] کا سوال

۱؎ دیکھو (ازالہ اوہام ص۶۶۳، خزائن ج۳ ص۴۵۸)

۲؎ (ازالہ اوہام ص۴۶۲، ۱۸۵، ۱۵۴، خزائن ج۳ ص۳۴۷ و۱۸۹ و۱۷۹) ''ایک جماعت کثیر جمع ہوکر مسیح کے اترنے کے لئے دعا کریں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۶۳، خزائن ج۳ ص۳۴۷) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

گر ہے زندہ اتارو عیسیٰ کو
ورنہ مرنے دو[۱] یارو عیسیٰ کو
اس طرح سیکڑوں برس گزرے
کہ مسلمان ترس ترس گزرے
تھک گئے انتظار میں ہر روز
اترا عیسیٰ نہ آسمان سے ہنوز
تم جو یوں انتظار کرتے ہو
اس قدر ٹھنڈی آہیں بھرتے ہو
مل کے سب کیوں نہیں دعا کرتے
جلد اترے مسیح اوپر سے
آنے والا تو میں ہوں وہ موجود
اور اب انتظار ہے بے سود
حق کو باطل جواب سمجھتے ہو
پھر کبھی حق کہو گے باطل کو
کوئی بیلون[۲] دیکھ کر آتا
کھاؤ گے تم مسیح کا دھوکا

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) میں کیسا صریح بہتان باندھا ہے کہ:''یہ مقرر ہو چکا کہ قیامت سات ہزار برس گزرنے سے پہلے واقع نہیں ہوسکتی۔'' (اس کا ثبوت بھی کہیں نہیں کہ اب دنیا کی عمر کا ساتواں ہزار برس گزر رہا ہے) جناب ختم المرسلین علیہ السلام کو تو بمقابلہ کفار یہ جواب تعلیم ہوا ہے **انما العلم عند اللہ** قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔ **وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریباً** تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو۔ یہ مقرر ہو چکا کی وحی اب قادیانی وحی ہے جو **انا انزلناہ قریباً من القادیان** میں ہوگی۔ (ص۵۱، خزائن ج۳ص۱۲۸) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔''اس گھڑی کو میرے باپ کے سواء آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا۔'' **کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم الایۃ**۔ مکے اور مدینے کی طرح کادیانی کے قرآن میں قادیان کا نام بھی اعزاز کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ص۱۴۰ حاشیہ) یہ نہیں جانتا کہ کتنے مجددوں کی شہادتیں اور پیشین گوئیاں غلط نکل گئیں جس سے الہام غیر نبی کا ناقابل یقین ہونا خوب ثابت ہے۔ دیکھو (ص۵۶۴ تا ۵۶۶، خزائن ج۳ص۴۰۴، ۴۰۵)''جعفر صادق ظہور مہدی ۲۰۰ ہجری میں لکھ گئے ہیں ابوقبیل ۱۲۰۲ کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کو چراغ دین یعنی ۱۲۶۸ معلوم ہوئے۔ علمائے ظاہری وباطنی نے تیرھویں صدی کا اوائل لکھا ہے۔ مولوی صدیق حسن خان کی رائے ہے چودھویں صدی کے سر پران کا ظہور ہوگا۔ یہ صرف قرائن ہیں کوئی بات یقینی نہیں۔ حضرت عیسیٰ کا آنا قیامت کی نشانی ہے اور دجال اعور کا خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی دعا اس وقت ہوسکتی ہے جب دجال موعود بذات خود خروج کرے ابھی کادیانی جیسے اس کے پیش خیمے ہیں مسلمانوں کو حکم ہوا ہے کہ فتنہ دجال سے خدا کی پناہ مانگتے رہیں تو وہ ایسی دعا کیوں کریں جس کے قبول ہونے سے پہلے دجال کا فتنہ پیش آوے۔

[۱] (ازالہ اوہام ص۴۶۹، خزائن ج۳ص۳۵۱)''کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی تو دو۔''

[۲] (ازالہ اوہام ص۲۸۳، خزائن ج۳ص۲۴۴) یہ امید مت رکھو کہ سچ مچ ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترتے ہوئے دکھائی دیں گے...... ایسا نہ ہو کہ کسی غبارہ (بیلون) پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے کے دھوکے میں آجاؤ۔''

حق سے منکر جو آج تم ہوگے | ابن مریم اسے سمجھ لو گے
دیکھئے کید کادیانی کو | اس کے پھر ضعف و ناتوانی کو
پہلے کہتا[۱] ہے گر نبی عیسیٰ | آسمان سے اسی طرح اتر
جیسا اسلامیوں نے سمجھا ہے | جیسی ان کی دلی تمنا ہے
دیکھ کر سب یہود اور ترسا | بلکہ گبر اور منکران خدا
نا مسلمان رہیں نہیں ممکن | خواہ کیسے ہی ہوں وہ بد باطن
غیب میں ہے جو حکمت باری | یوں تو ہوجائے گی تلف ساری
کادیانی غضب کیا تو نے | لـلـبـسـنـا[۲] بھلادیا تو نے

۱؎ (ازالہ اوہام ص۲۷۸، ۲۷۹، خزائن ج۳ ص۲۴۲) کہتا ہے: اگر آنحضرت ﷺ کی نسبت توریت میں صریح پیشین گوئی بقید ولدیت وسکونت وحلیہ وغیرہ ہوتی تو کسی کو چون وچرا کی حاجت نہ رہتی (یہاں حاجت بمعنی گنجائش ہے اور یہ مرزائی انشاء پردازی ہے) حالانکہ خداتعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہود ونصاریٰ آنحضرت کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو صرف شرارت سے نہیں مانتے۔ مگر مرزا کہتا ہے کہ خداتعالیٰ نے تصریح اور توضیح سے لکھنا پسند نہیں کیا۔ مرزائیو! اگر نہیں کیا تو یہود ونصاریٰ بیٹوں کی طرح کس طرح پہنچاننے لگ گئے۔ ہاں مرزائی عبارت میں تصریح وتوضیح نہیں کی۔ سو خداتعالیٰ فرما ہی چکا ہے کہ اگر حق ایسے خبیثوں کی خواہشوں کے موافق چلے تو زمین وآسمان تباہ ہوجائیں۔

پھر (ازالہ اوہام ص۲۸۰، خزائن ج۳ ص۲۴۲) میں کہتا ہے کہ: ’’اگر یہود ونصاریٰ ومجوس وغیرہ آسمان سے اترتا ہوا حضرت عیسیٰ کو دیکھ لیں تو بلاشبہ ایمان لے آویں۔ حالانکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ منکر خود آسمان پر چڑھیں پھر بھی بے ایمان ہی رہیں۔‘‘

۲؎ (ازالہ اوہام ص۲۸۰، خزائن ج۳ ص۲۴۳) خداتعالیٰ قرآن شریف میں صاف فرماتا ہے کہ اگر میں فرشتوں کو بھی زمین پر نبی مقرر کر کے بھیجتا تو انہیں بھی التباس اور اشتباہ سے خالی نہ رکھتا۔‘‘ انتہیٰ۔ یہ التباس اور اشتباہ منکرین کی خبث طینت سے ہوتا جیسا کہ سورۂ حج رکوع ا میں ہے کہ اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں اور یہ اس میں چڑھنے بھی لگ جائیں تو بھی کہیں کہ یہ تو ہماری نظریں ہی مدہوش ہوگئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ ازلی کافر کبھی ایمان نہ لاتے خواہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ خود آکر محمد رسول اللہ کی شہادت دے جاتے یا اب آکر محمد رسول اللہ فرمادیں کہ ابن مریم ضرور آویں گے اور حضرت عیسیٰ اترتے ہوئے بھی نظر آجاویں۔ مرزا کے بھائی نیچری وغیرہ یہی کہیں گے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہر طرح متقی ہی مانیں گے ۔۔۔ فسقہ یوں بھی جھوٹ جانیں گے
ہوگا جب آپ کا فلک سے نزول ۔۔۔ اہل ایمان کریں گے ان کو قبول
نیچری سب کہیں گے جھوٹا ہے ۔۔۔ کوئی بیلون میں سے کودا ہے
حکمت ایزدی سے ہے دائم ۔۔۔ حکمت غیب ثابت وقائم
یوں تو مرزا سے تم کبھی پوچھو ۔۔۔ پوچھا سب کچھ یہ اور بھی پوچھو
خوب تجدید کی ہے پردہ دری ۔۔۔ تحت اور فوق سے یہ بے خبری
کہ مسیحا فلک کی گردش سے ۔۔۔ ہوں گے اوپر کبھی کبھی نیچے[1]
گر تجھے انقلاب کا ہے خیال ۔۔۔ گردش ارض سے ترا کیا حال
پاؤں اوپر ہیں اور سر نیچے ۔۔۔ جو ہے اوپر ادھر ادھر نیچے
اس کو سمجھیں گے نیچری چیلے ۔۔۔ کودن اتنی سمجھ تو ان سے لے
انبیاء سے بھی مسخری کرنا ۔۔۔ تو نے سیکھا ہے بس خری کرنا
ایسی باتیں ثبوت رندی[2] ہیں ۔۔۔ کہ ازالے میں تو نے لکھ دی ہیں
تجھ کو ہے یہ بھی اے محدث شک ۔۔۔ متحرّک زمین ہے کہ فلک
عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت ۔۔۔ توچہ دانی کہ پس پردہ چہ خوبست وچہ زشت
کافروں[3] نے کہا پیمبر سے ۔۔۔ تجھ پہ ایمان ہم نہ لائیں گے
چشمہ جب تک نہ اک بہا دے تو ۔۔۔ یا کوئی باغ یاں لگا دے تو
کہ کھجورین ہوں جس میں اور انگور ۔۔۔ نہریں اس میں چلیں بغیر قصور
یا فلک ٹکڑے ہو کے ہم پہ گرے ۔۔۔ ہے جو ہر دم خیال دل میں ترے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) **انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون** یعنی یہ تو ہماری نظریں ہی مدہوش ہوگئیں بلکہ ہم پر جادو (مسمرزم وغیرہ) کردیا گیا۔ چنانچہ کادیانی نے تو ایک جواب پہلے ہی تیار کررکھا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اترتے دیکھا بھی تو کہہ دے گا کہ کوئی بیلون میں چڑھا ہوگا اب کہیں سے گرا ہے۔ **وللبسنا علیھم** خوب صادق آجائے گا۔ ایمان بالغیب کی حکمت ہر طرح قائم رہے گی۔

۱؎ (ازالہ اوہام ص۴۸، خزائن ج۳ ص۱۲۷)

۲؎ (ازالہ اوہام ص۳۹۱، خزائن ج۳ ص۳۰۲) میں بجق خود لکھتا ہے۔

۳؎ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹۔

ہم کو اللہ یا دکھادے تو | ساتھ اس کے فرشتے لا دے تو
یا سنہری گھر ایک بنوائے | یا سپہر بریں پہ چڑھ جائے
پھر بھی چڑھنا ترا نہ مانیں ہم | تجھ کو سچا کبھی نہ جانیں ہم
لائے واں سے سند نہ تو جب تک | پڑھ کے جس کو مٹے ہماراشک
اس کا حق نے انہیں جواب دیا | اپنے پیارے کو یوں خطاب کیا
کہہ دے سبحان ربی اے احمد | پاک ہے عجز سے وہ رب صمد
یعنی اس کو یہ کام ہیں کیا دور | لیک بندہ ہے سر بسر معذور
کیا کروں میں ہوں ایک رسول بشر | بس نہیں میرا ایسے کاموں پر
کادیانی نے اس میں کید کیا | نیچری جاہلوں کو صید کیا
یعنی اللہ کا ہے یہ نیچر[1] | آسمان پر چڑھے نہ کوئی بشر
دل کے اندھے جو اس کے چیلے ہیں | دین وایمان پہ اپنے کھیلے ہیں
اتنی ہلتی نہیں کسی کی زبان | یہ تو فرمایئے مسیح زماں
باغ وانہار اور مزخرف گھر | حکم دیتا ہے ان میں کیا نیچر
حضرت اقدس اس جہاں میں کہیں | یہ میسر کسی کو ہیں کہ نہیں؟
ہے وہ سبحان ربی ان سب پر | سارے کاموں کو تھے رسول بشر
نیچری کی فقط اعانت ہے | صاف قرآن میں یہ خیانت ہے
تھا نہ ایسا جواب انہیں چھ پر | دیکھ لے عنکبوت میں پڑھ کر[2]
جب یہ کافر زبان پر لائے | اس کے رب سے نہ کیوں نشان آئے
حق نے فرمایا یوں پیمبر سے | قبضہ حق میں ہے نشان کہہ دے
میں تمہیں کہہ چکا ہوں میں کیا ہوں | آگ کا ڈر سنانے والا ہوں

۱؎ (ازالہ اوہام ص۲۸۲، خزائن ج۳ ص۲۴۴) آنحضرت ﷺ سے یہی (عروج فی السماء) کا سوال ہونا اور قل سبحان ربی اس کا جواب ملنا، کیسا مغالطہ ہے۔ حالانکہ کفار نے کئی سوال کئے تھے جن سب کے جواب میں سبحان ربی فرمایا گیا ہے۔ (توضیح المرام ص۹، خزائن ج۳ ص۵۵)

۲؎ ''وقالوا لولا انزل علیہ آیٰت من ربہ. قل انما الأیٰت عنداللہ وانما انا نذیر مبین'' (العنکبوت:۵۰)

تا کہ تم چھوڑ دو برے سب کام — اور سیکھو ہدایت اسلام
اختیار بشر بھلا کیا ہو — کہ دکھاوے تمہیں جو کچھ چاہو
انبیاء تھے فقط بشیرونذیر — بشر مثلکم[1] بقول قدیر
کافروں کو جو یوں جواب دیئے — اپنے اظہار بندگی کے لئے
تا وہ سمجھیں کہ انبیاء ورسل — ہیں سبھی بندگان خالق کل
شرک باری ذرا نہ ہونے پائے — وحدہٗ لا شریک مانا جائے
ورنہ جب حق سے اذن پاتے تھے — معجزے بھی بہت دکھاتے تھے
اژدھائے عصا[2] یدبیضاء — طیر کا خلق، مردے کا احیاء
اور ابراء کور مادر زاد — برد نار خلیل حسب مراد
ناقۃ اللہ، انشقاق قمر — نطق(بولنا) ضب(گوہ) وحصا(کنکر) مشی(چلنا) شجر(درخت)
سیر اقصیٰ وگشت افلاک — نیچری منکروں کے منہ میں خاک
اہل اسلام اے سراسر زور — حسن ظن کے لئے گر مامور
یعنی جو چاہے تو بیان کرے — تجھ پہ کوئی نہ بدگمان کرے
تو مسلمانوں سے ہے کیوں بدظن — عالموں کا ہے کس لئے دشمن
بن کے ابن اللہ تو نہ کافر ہو — کیوں ترا ایسا پاس خاطر ہو
مولوی سوء ظن کے ہوں مجرم — تو کرے ایسے ظلم اے ظالم
لیلۃ القدر سے کرے انکار — اور جب ہر طرف سے ہو پھٹکار
پھر کہے میں تو مانتا ہوں اسے — رات بھی ٹھیک جانتا ہوں اسے
اپنا انکار خورد برد کرے — سب پہ الزام اتہام دھرے
مسمرزم انبیاء کے ہوں اعجاز — پھر کہے یوں بصد تفاخر وناز
گر یہ مکروہ دل پہ سہتا میں — ابن مریمؑ سے کم نہ رہتا میں

۱؎ اخیر سورہ (کہف:۱۱۰)

۲؎ یہ سب معجزات انبیاء علیہم السلام ہیں جو قطعی طور سے ثابت ہیں اور ملاحدہ نیچریہ کے منہ میں خاک ڈالتے ہیں۔ کادیانی بھی براہین (ص ۵۲۸، خزائن ج۱ ص۶۳۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) میں اس پر ایمان ظاہر کر چکا ہے لیکن اس سے غرض مسلمانوں کو دام میں لانا تھا۔

قول کو اپنے دیکھ دشمن دیں — کم ہوئے ہوں گے تجھ سے رہزن دیں
’’جو ملے با سند حدیث نبیؐ — گرچہ اک قسم وحی ہے وہ بھی
پر یہ حاصل ہے رتبہ کب اس کو — کہ وہ قائم مقام قرآں ہو
کم سے کم ان کی تقویت کے لئے — چاہئے کچھ اشارہ قرآں سے
عمداً بھی خطا ہوئی ان میں — راستی کا نہیں یقین ہمیں
یہ حدیثوں کا دیکھ کر عالم — بوحنیفہؒ نے کی توجہ کم
ایک آیت کے اک اشارے پر — کہیں حدیثیں صحیح رد اکثر
پھر مدیح منافقانہ ہے — جو خوشامد کا اک فسانہ ہے
دیں کے ارکان واعتقاد سبھی — ہے سکھاتی ہمیں حدیث نبیؐ
ہیں مسلمان حکم کے پابند — گو نہ ہوں تجھ سے اہل نیچر چند
جلسہ و قعدہ ورکوع و قیام — قدر وکیفیت نماز تمام
سب حدیثوں سے ہم نے سیکھا ہے — فرض کیا کیا ہے مستحب کیا ہے
ہے پیمبرؐ مفسر قرآن — لگ چکا اس کے ذمے اس کا بیان[1]
وعظ میں مقصد[2] الا کیا تھا — معہ مثلہٗ ملا کیا تھا
وحی تھی وہ نہ کچھ سوائے حدیث — ایں دل وجان من فدائے حدیث
گر حدیثوں کا اعتبار نہ ہو — کوئی اسلام جیسا خوار نہ ہو
یہ سبق تو نے نیچری[3] سے لیا — کہ حدیثوں پہ ایسا حملہ کیا

۱؎ سورۃ النحل میں ہے، ہم نے تجھ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں پر واضح کر دے۔

۲؎ جناب رسول خدا نے ایک وعظ میں فرمایا تھا الا انّی اوتیت القرآن ومثلہ معہ آگاہ رہو مجھے قرآن کے ساتھ ویسا ہی اور بھی ملا ہے۔

۳؎ نیچری پیر نے رسالہ تفسیر الجن والجان علی مافی القرآن کے (ص۳۳) میں لکھا ہے تمام علمائے حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ کل حدیثیں بالمعنی روایت کی گئی ہیں نہ کہ باللفظ (اس کذب بے فروغ کے بعد لکھا ہے) علاوہ اس کے حدیث کی صحت اور مستند ہونے پر بجز ان افعال صحابہ اور تابعین وتبع تابعین جواب تک متواتراً اور نسلاً بعد نسلاً عمل (ص۱۴۹، خزائن ج۳ ص۶۱۸، ازالہ وغیرہ میں ایسے موقعہ پر لفظ تعامل لایا ہے) میں آتے رہے ہیں۔ اس قدر لمبی بحثیں ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تھے یہی حملہ ہائے زور آور کون کرلے ترا سخن[1] باور
افتراء ہے کہ تو مجدد ہے نیچری کا فقط مقلد ہے
گر مجدد ہے کہ کچھ دکھا تجدید اس میں روح قدس کی بھی تائید
کیا اشارہ ہے حرمت خر میں پالتے لوگ ہیں جسے گھر میں
وہم دل میں نہ لا خبائث کا کس نے تجھ کو گدھا خبیث کہا
لاجد جب کہ ہوچکا نازل پھر گدھے کھا کے اپنا خوش کر دل
ضرۃ خالہ بھانجی کو بنا اور پھوپھی بھتیجی رکھ اک جا
اس کو رکھ ما احلّ میں شامل کہ حدیثیں ہیں نقص میں کامل
ترک کر ختنہ اور بڑھا موچھیں پڑھ دے قرآن[2] لوگ گر پوچھیں
امر شیطان ہے خلق کی تغییر درج کر دے نسا میں یہ تفسیر
پوچھ فتویٰ امام اعظمؒ سے کیوں کہ بدظن بہت ہے تو ہم سے
واں سے پھر دیکھ کیا خطاب ملے اس خوشامد پہ کیا ثواب ملے
اترکوا قولی آپ کا ہے قول کیا وصیت ہے کیا بجا ہے قول
حق سے خیرالجزاء ملے ان کو رحمت حق بغل میں لے ان کو
واہ کیا پاک کر گئے ذمہ کیونکہ واں عجب کا نہ تھا شمہ
تھے سلف عاشق حدیث رسول سب اماموں کا تھا یہی معمول
پر پراگندہ سب حدیثیں تھیں نہ ہوئی تھی کتب کی یوں تدوین
کچھ حدیثوں کی جو کمی ہے یاں ترک اس کا سبب نہیں ناداں

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) جس کا ثبوت قرآن مجید سے علانیہ نہ ہوتا ہوا یسے طور پر ثابت ہوسکے جو بنیاد ایسے عقیدے کی ہوجس کا ثبوت نہ عقلاً ہو اور نہ اس کا وجود ظاہر میں ہو اور کادیانی کے ازالہ میں (ص۵۲۹، خزائن ج۳ص۳۸۴) لکھا ہے: ''حدیثوں میں ضعف کے وجوہات اس قدر ہیں کہ ایک دانا آدمی ان پر نظر ڈال کر ہمیشہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ ان کو تقویت دینے کے لئے کم سے کم نص قرآنی کا کوئی اشارہ ہی ہو۔''

[1] (ازالہ اوہام ص۱۵٦، خزائن ج۳ص۱۸۰) گویم سخن اگر چہ ندارند باورم

[2] ''ولأمرنهم فليغيرنّ خلق الله'' شیطان نے کہا تھا کہ میں بنی آدم کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی پیدائش کو بدلیں گے۔ (النساء:۱۱۹)

کچھ تو ان کو ملیں حدیثیں کم — کیونکہ سب آئی تھیں نہ زیر قلم
وہ جہاں رائے پر ہوئے عامل — حالت اضطرار تھی مشکل
اس لئے اہل رائے ہیں مشہور — پر حقیقت میں آپ تھے معذور
جو ملیں ان میں نقص یوں آیا — کہ نہ ان کو ثقات سے پایا
بعض کے راویوں میں ضعف جو تھا — آپ کو لگ سکا نہ اس کا پتہ
ہو گئیں یوں ضعیف ہی معمول — نیتوں پر عمل ہوئے مقبول
جو حدیث صحیح پاتے تھے — اس کو سر آنکھ پر بٹھاتے تھے
ان پہ ترک حدیث کا الزام — جو لگائے وہ دشمن اسلام
اب بتا اس میں سوء ظن ہے کیا — گر منافق کہیں تجھے علماء
ان کو تو واقعی سمجھ معذور — دل سے کر اپنے بدگمانی دور
جیسا وہ دیکھتے ہیں کہتے ہیں — امر معروف کرتے رہتے ہیں
کیا نہیں امرحسن ظن تجھ کو — پر تجھے کیا تو اہل دیں بھی ہو
نیچری کی مخالفت کرنا — اس کی پھر بات[1] بات پر مرنا
قبر کفار کھود کر ہم کو — سانپ بچھو کسی میں دکھلا دو
حشراجساد کا ہے گر اقبال — کیسا ہے پھر یہ منکرانہ سوال
بعد مردن جو حال سارے ہیں — استعارے ہی استعارے ہیں؟
نیچری بھی تو مانتا ہے اسے — تو بھی ویسا ہی جانتا ہے اسے
کیوں نہ ہو تو اسی کا چیلا ہے — کون کہتا ہے تو اکیلا ہے
ہے اشاعۃ پہ کس لئے الزام[2] — کب کیا اس نے دعویٰ الہام
تجھ کو موعود مانتا ہے کہاں — جھوٹ کی آشنا ہے تیری زباں
تجھ سے تھی اک اخوّت اسلامی — چاہتا تھا تری نکو نامی
نہ مقلد نہ متبع تیرا — عجب ونخوت نے ہے تجھے گھیرا
خود ہی موعود اور مثیل بنا — گاہ احمد گہے خلیل بنا

۱؎ (ازالہ اوہام ص۴۱۵، خزائن ج۳ص۳۱۶)
۲؎ (ازالہ اوہام ص۲۹۲، خزائن ج۳ص۲۴۹، ازالہ اوہام ص۱۹۱، خزائن ج۳ص۱۹۲)

حسن ظن تجھ پہ کرکے بدباطن — تیرے الہام کو کہا ممکن
وہ الــــدالـــخـــصـــام کا قصہ — دیکھ قرآں میں ہے ترا حصہ
یجبک جب سنے رسول عزیز — پھر محمد حسین ہے کیا چیز
دیکھ کر تیرے ظاہری احوال — تجھ کو مومن کیا بزرگ خیال
سن کے حق تو نہ جب اکڑتا تھا — بحث کرتا نہ تھا نہ لڑتا تھا
حق پہ کچھ معترض نہ ہوتا تھا — تخم کیں دل میں یوں نہ بوتا تھا
سن کے حق بات مان لیتا تھا — عار لانے کو چھوڑ دیتا تھا
اس پہ ہوتا تھا تجھ کو یوں الہام — کہ پسند آیا ہم کو تیرا کام
برکت تجھ کو ایسے ہم دیں گے — برکت تجھ سے شاہ ڈھونڈیں گے
انکسار وتذلل آیا کام — ایسا عالی تجھے ہوا الہام
اب تکبر نے تجھ کو خوار کیا — خود پسندی نے شرمسار کیا
جب ہوا حق پہ افترا پرداز — تیرا زائل ہوا سب وہ اعزاز
توں نہ دے بو سعید کو الزام — خودگریباں میں جھانک لے اے خام
تو نے کایا پلٹ[1] کئے کیا کیا — وہ موحد ہے جیسا پہلے تھا
اہل سنت میں برگزیدہ ہے — عالموں کا وہ نور دیدہ ہے
تو عقائد میں اپنے اے مکار — کھولتا ہے نئے نئے اسرار
سب کے نزدیک تو ہوا کافر — کیا کرے بو سعید اکیلا پھر
وہ کہاں تک کرے تری تائید — حسن ظن کی بھی کچھ تو ہے تحدید
عالم الغیب ہے وہی اللہ — ہے جو مافی الصدور سے آگاہ
ہو کے مامور وملہم اے کذاب — تھی براہین کی لکھی جو کتاب
جس میں تھا مندرج بشرح کمال — ابن مریم کا وہ نزول جلال
اس قدر تجھ پہ بارش الہام — اب وہ سودا نکل گیا سب خام

[1] پہلے مجدد، پھر محدث، پھر نبی اور ابن اللہ، کبھی حارث، کبھی فارسی الاصل آخر مسیح موعود اور مہدی۔ ابھی دیکھیں کیا کیا روپ دھارتا ہے۔ خاصہ بہروپیا ہے لیکن مولوی محمد حسین جیسا موحد مولوی بن کر بٹالہ میں آیا تھا ویسا ہی موحد ہے۔

ابن مریم تو مر کے خاک ہوا — اس کے آنے کا قصہ پاک ہوا
اب ترا بیٹا اور تو دونوں — ابن مریم ہو زرد رو دونوں
خاک پھر ہوگیا وہ بیٹا بھی — شرم کر ڈوب کر کہیں جا بھی
اب ہے کیا بنتا ان بہانوں سے — جھوٹ چمکا ترے نشانوں سے
اصلہ ثابت وہ[1] با اخلاص — فرعہ فی السماء ہمدم خاص
تو جسے خود بزرگ کہتا ہے — وہ تجھے کہنہ گرگ کہتا ہے
اصل ثابت دکھائی یوں اس نے — کردیا تجھ کو سرنگوں اس نے
استقامت نے کی درست عیاں — دقت فہم و قوت ایماں
سنتا[2] اس سے کوئی ترے اوصاف — تیرے الہام تیرے لاف وگزاف
کہ تجھے برسوں آزمایا تھا — پاس رہ رہ کے دیکھ آیا تھا
قادیانی کی اور دجالی — صدق سے ہے جو سربسر خالی
کہتا ہے غیر حق جو ہیں معبود — مر چکے سب کوئی نہیں موجود
کیوں کہ حق نے انہیں کہا اموات — ہیں وہ اموات جن میں ہو نہ حیات
چوں کہ پوجا گیا ہے عیسیٰ بھی — اس لئے وہ بھی مرچکا قطعی
دین میں اس قدر ستمگاری — یا جہالت ہے یا ہے مکاری
گر ہے اموات کا یہی معنی — میّت کیوں نبی کو حق نے کہا
آپ موجود جب تھے دنیا میں — اور وہ کافر بھی سب تھے دنیا میں
جن کو تھا میّتون فرمایا — قادیانی! یہ راگ کیا گایا؟
لفظ اموات جمع میت ہے — علم صرف ولغت میں ثابت ہے
میّت جس کا وصف مرنا ہو — زندگی سے کبھی گزرنا ہو
سارے اموات ہیں خدا کے سوا — ہے فقط حی لا یموت خدا
اپنے ہی منہ سے خود میاں مٹھو — بن گیا احمد اور عیسیٰ تو
لا ترا کون ہے ارے شاہد — تیرے احلام میں تیرے شاہد؟

۱؎ میر عباس علی صوفی لدھیانوی (ازالہ اوہام ص۷۹۱، خزائن ج۳ ص۵۲۸)

۲؎ میر صاحب موصوف ۱۴؍نومبر ۱۸۹۲ء کو جوار رحمت ایزدی میں جا بسے۔ غفر اللہ لہ ولہا

تو شہادت یہ کیسی لایا ہے؟ | کس نے ایسا سبق پڑھایا ہے؟
اپنا کچھ وصف آپ ہی کہنا | اور پھر چند سال چپ رہنا
دعویٰ اک روز پھر وہ کرلینا | اپنے اقوال کی سند دینا
دیر سے اس ادھیڑ بن میں تھا | میں بھی کچھ تو بنوں یہ تھا سودا
ایک بھائی نے خاکروب لئے | بھنگیوں میں بہت مرید کئے
ایسے کم علم نے کیا یہ شکار | میں ہوں لکھا پڑھا ہوا ہشیار
کیا ہوا گر پیمبری نہ رہی | اس صدی کی مجددی ہی سہی
گر مسلمان سہ گئے اس کو | بے دھڑک پھر قدم قدم کھس کو
پہلے صرف اک مثیل بن جانا | پھر نبوت کا رنگ بھی لانا
میں محدث ہوں اور محدث بھی | ہوتا ہے فی الحقیقت ایک نبی[1]
گر مسلمان ہوں معترض اس پر | پھر محدث بنے رہو ہٹ کر
جو رسالت پہ لائیں گے ایماں | وہ تو مانیں گے مرسل یزداں
پہلے بھی اک مثیل گزرا ہے | کہتا تھا میرا نام بھی لا ہے[2]
کفر میں جب کہ پھر لگا بڑھنے | لا نبــــــــیؐ وہاں لگا پڑھنے
جس جگہ لا نبــــی بـــعـــدی ہے | کہ یہ دیکھو میری خبر دی ہے
لا تھا کہلایا اس نے بھی برسوں | جیسے تشہیر تو نے کی برسوں
پر ہوئی اس کی تجھ سے کم تشہیر | ڈاک چھاپے کی جب نہ تھی تدبیر
تو نے ٹھگ ٹھگ کے مال لوگوں کا | کر لیا کچھ ادھر ادھر چرچا
لازمہ ہے یہ تیری فطرت کا | ہو بناوٹ کا سلسلہ لمبا
دس برس کچھ بڑی نہیں مدت | خفیہ رکھنا خباثت طینت
آٹھویں باب میں گلستاں کے | در ہیں بلبل نے جائے گل ٹانکے
نہ ہر آنکس کہ صورتش نیکوست | سیرت پاک وخوئے نیک ورو ست

۱ (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ص۶۰)

۲ مغرب میں ایک شخص نے اپنا نام ''لا'' مشہور کیا۔ اخیر میں کہہ دیا کہ لانبیؐ بعدی کی حدیث میرے حق میں بشارت ہے۔

ہم بیک روز در شمائل مرد
علم و فضلش شناخت بتواں کرد

خبث باطن و لے بودم مکتوم
آں نگردد بسالہا معلوم

کہتے ہیں جابر ابن عبداللہؓ
کہ سنا میں نے پیشتر اک ماہ

انتقال پیمبرؐ رب سے
تھے یہ فرماتے آپ ہم سب سے

پوچھتے یوں جو مجھ سے ہو تم سب
کہ بتا ہم کو ہے قیامت کب؟

میں تمہیں اس سے کیا کروں آگاہ
علم یہ خاص رکھتا ہے اللہ

یہ قسم کھا کے تم سے ہوں کہتا
کہ زمیں پر کوئی نہیں ایسا

یاں گزر جائیں سو برس اس کو
اور اس روز تک وہ زندہ ہو

قول ابن عمرؓ ہے یوں اس میں
کہ سمجھایا ہے یاں نبیؐ نے ہمیں

ہوگا سو سال تک یہ قرن تمام
ہے نبی کا یہ مدعائے کلام

چوں کہ خیرالقرون قرنی سے
اہل قرن نبی صحابہ تھے

سب مسلماں ہیں متفق اس پر
سارے قرنوں سے تھے یہی بہتر

نہ کہ باشندگان دنیا سب
بلکہ اصحاب ساکنان عرب

ہے زمین سے زمین عرب کی مراد
پڑھ کے دیکھو سزائے اہل فساد

کہ زمیں[1] سے انہیں نکالا جائے
دور اپنے وطن سے ڈالا جائے

نہ کہ ہو نفی ان کی دنیا سے
تاکہ مرجائیں بھوکے اور پیاسے

اس سے ارض محاربین ہے مراد
واں عرب کی فقط زمین ہے مراد

بلکہ شاید مدینہ ہو مقصود
کیونکہ اس پر قرینہ ہے موجود

بعض ملکوں کی ہے یہ آب وہوا
بعض کی عمر سو سے بھی ہو سوا

ہند میں ہم ہیں دیکھتے اب بھی
عمر سو سے زیادہ بعضوں کی

تیرہ سو سال پیشتر اس سے
کیا عجب ہو جو بیشتر اس سے

[1] انما جزاء الذین یحاربون اللہ۔الایۃ (المائدہ:۳۳) اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے والوں اور زمین میں فساد کی سعی کرنے والوں کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے کاٹے جائیں یا زمین (وطن) سے دور کئے جائیں۔ یہاں زمین سے ایک خاص زمین یعنی مفسدوں کا وطن مراد ہے، نہ کل روئے زمین۔

یاد کر عمر نوحؑ کی مقدار
جو قریباً برس تھے ایک ہزار
ایک تحریر نور دین مثیل
ہے حیات خضرؑ پہ عمدہ دلیل
شیخ جیلاں کے پاس آئے خضرؑ
اولیاء[1] سب ہیں مبتلائے خضر
کادیانی نے روبہ بازی کی
اس میں بھی ایک فتنہ سازی کی
اس روایت کو باعقیدۂ بد
موت دجال کی بنایا سند
اک جزیرے میں ہے جو قید کہیں
کچھ علاقہ عرب سے جس کو نہیں
نہ وہ خیرالقرون میں معدود
نہ مسلماں وہ کافر مردود
حیلہ جو کادیانی بے باک
کس قدر ہے فریب میں چالاک
نہ سلف سے اسے[2] ارادت کچھ
نہ خلف سے ہے استفادت کچھ
بات کو کیا بگاڑ لیتا ہے
کس طرح سے فریب دیتا ہے
یا تو رد حدیث کا ہے شور
یا ہے تحریف معنوی پر زور
اتباع ہوا ہے اس کا کام
ہے یہی اس کی وحی اور الہام
یوں سلف کا مخالف اور عنید
ہے غضب پائے منصب تجدید
اور ایک شید فتنہ گر دیکھو
ہے جری چور کس قدر دیکھو

۱؎ ازالہ کادیانی کے اخیر میں اس کے نوردین اخویم (ناظرین اخویم کی ترکیب بھی الہامی ہے) کا ایک خط ملحق ہے اس کے (ص۴،۵، خزائن ج۳ص۶۲۹) میں قلائد الجواہر سے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس حضرت خضر امتحان کو آئے جیسے ان سے پہلے اولیاء کا بھی امتحان کرتے رہے ہیں۔ آخر میں سبحان اللہ! کہہ کر لکھتا ہے کیا خوب ڈوئل (Duel) کشی وتصفیہ ہے۔ اصحاب کہف کی زندگی کا انکار تو پیر نیچری کے سوا کسی نے کیا ہی نہیں۔

۲؎ (ازالہ اوہام ص۴۸۰، خزائن ج۳ص۳۵۸) ''بلکہ بالاتفاق سلف وخلف یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ دجال معہود آنحضرتﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور پھر آخری زمانے میں بڑی قوت کے ساتھ خروج کرے گا اور اب تک وہ زندہ کسی جزیرے میں موجود ہے۔ مگر یہ خیال کہ اب تک وہ زندہ ہے ہرگز صحیح نہیں۔'' سلف اور خلف میں ۱۳۰۰برس کے مجدد، ملہم ومحدث، ائمہ محدثین ومجتہدین سب شامل ہیں۔ پس قادیانی ان سب کا ناخلف ہے اور خود اپنی ناخلفی بلکہ بے پدری کا اقبالی ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۵۹، خزائن ج۳ص۴۵۶)

کہ مسلمان سمجھتے ہیں[1] ایسا — قبر حضرتؑ ہے مرقد عیسیٰ
ہائے کرتے ہیں کیسے بے ادبی — کھولتے ہیں عظام پاک نبیؑ
دیکھو ہے لغو کس قدر حرکت — کہ کھدے قبر پاک آں حضرتؑ
یہ معیت فقط ہے روحانی — نہ معیت بہ جسم انسانی
ہائے کیسا غلط خیال ہے یہ — سارے اسلامیوں کا حال ہے یہ
ایک دن ایسی خواب آئی مجھے — نکلا ہے کوئی شخص روضے سے
سرکنڈہ مار کر دکھاتا ہے — میری مرقد مجھے بتاتا ہے
روضے کے پاس ٹھیک ہے وہ جا — قرب روحانی اس کو میں سمجھا
کادیانی ترا فریب ہے کیا — کید شیطان کی طرح بودا
پاس[2] والی زمین اپنے لئے — ابن مریم لحد میں دفن کئے
مرقد پاک کا وہ کھد جانا — اس میں پھر ہڈیاں نظر آنا
کسی مسلمان سے سنا تو نے — علم سے خالی عقل سے سونے
کس قدر ہوگیا ترا دل سخت — نہ رہی یہ بھی عقل اے کمبخت
دفن ہوں گے مسیح بھی واں یوں — جیسے شیخینؓ ہوچکے مدفوں
کس نے جب ہڈیاں دکھائی تھیں — کس نے کھودی تھی قبر سرور دیں
کیسے الفاظ منہ سے بکتا ہے — تو نہ ڈرتا نہ کچھ جھجکتا ہے
سب یہ طوفان باندھتا ہے تو — پتلا اک زور و کذب کا تو
اور تقلید نیچری دیکھو[3] — کذب وتزویر مفتری دیکھو
گو صحابہ تھے متفق اس پر — کہ فلک پر گئے تھے پیغمبر
عائشہؓ پھر بھی اس کی منکر ہیں — وہ تو مومن ہوں اور ملحد میں
ہے یہ انصاف سے بعید بہت — یوں ہوئے نیچری مرید بہت

۱؎ (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۱)

۲؎ یدفن معی فی قبری کے معنی اپنے لئے تو پاس والی زمین کا الہام گھڑ لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قبر مبارک کو کھودنا ضروری بیان کیا۔

۳؎ (ازالہ اوہام ص۲۸۹، خزائن ج۳ ص۲۴۷،۲۴۸)

جب کہ ہوا ام المؤمنین منکر خوف انکار میں ہمیں کیا پھر
اہل تحقیق جانتے ہیں خوب جن پہ روشن ہیں راویوں کے عیوب
یہ روایت ہی بے سروپا ہے اس پہ کون اعتبار کرتا ہے
سب مسلمان جانتے ہیں صاف تھا یہ معراج قبل عقد وزفاف
یعنی مکے میں تھے رسول خدا وقت معراج لیلۃ الاسراء
اور صدیقہ عائشہؓ کا نکاح بعد ہجرت کے ہے ز روئے صحاح
ام ہانی کے گھر میں تھے اس رات احمد مجتبیٰ ستودہ صفات
کہہ سکیں ام مؤمنینؓ ہے کیونکر نہ گئے تھے وہ چھوڑ کر بستر
اس کا واضع ہے مفتری کوئی مبتدع تجھ سا نیچری کوئی
نیچری نے کیا قبول یہ قول تو نے بھی لے لیا فضول یہ قول
پور سینا کے سب مقلد ہو نیچری دیں کے مجدد ہو
لکھ گیا ہے وہ ہر زہ تاز تام استعارات اور مجاز تمام
نیچری چاٹے ہیں اس کی قے کچھ نئی بات کب نکالی ہے
سچ ہے جھوٹے کا حافظہ ہے خراب ہے مصدق ازالہ اے احباب
دیکھئے صفحہ ایک سو چالیس لکھتا ہے کیا کلام پر تلبیس
کہ نزول مسیح کی تصدیق جزو ایمان نہیں ہے بالتحقیق
اک خبر ہے یہ سیکڑوں میں سے واسطہ کیا ہے اصل دیں سے اسے
جن دنوں یہ نہ آئی تھی لب تک دیں میں نقص کچھ نہ تھا جب تک
اور جب پائی اس نے شہرت عام اس سے کامل نہ ہو گیا اسلام
پس مثیل اس کو جانتا ہے عبث بلکہ موعود مانتا ہے عبث
جو نہ ہو رکن وحصہ ایماں گر نہ مانیں اسے تو کیا نقصان
پانچ سو پچپن اب ذرا دیکھو نیچری پر ہے کیا خفا دیکھو
متواتر کا دیکھو منکر ہے میرے دعویٰ کا یہ محقر ہے
اس کا خطرے میں پڑ گیا ایماں یہ نہ مانے حدیث نے قرآں
گر ہو منکرنزول عیسیٰ کا اس سے کچھ بحث ہے نہ کچھ جھگڑا

جب نہ مانے وہ قادیانی کو | اس کا خوف وخطر میں ایماں ہو
ابن مریم اگر نہ آئے نہ آئے | کادیانی ضرور مانا جائے
لکھتا ہے ایک سو نواسی میں | سب اکاذیب کی تاسّی میں
حق منکر میں ہتکڑی چالاں[1] | وہ سنے سننے کے ہوں جس کے کاں
دیکھئے چار سو بیالیس اب | کیسا دجال نے کیا ہے غضب
کہتا ہے یہ کلام پاک خدا | دیکھ لو میرے حق میں ہے اترا
ناصری[2] کے اگر نمونے پر | غور کے ساتھ ڈالی جائے نظر
ہوگا ظاہر کے بندگان خدا | ہوتے ہیں پاک صاف اس سے سوا
کہ مرض کھو کے ظاہری جسدی | صاف ان کو کیا گیا ہو کبھی
پس ہیں جن کے خیال جسمانی | ہوں گے ان کے کمال جسمانی
وہ اسی کو پسند کرتے ہیں | اور ہر دم اسی پر مرتے ہیں
جن کو حصہ ملا ہے روحانی | ان کے دل میں ولا ہے روحانی
کیونکہ جو راست باز ہیں بندے | نہیں دنیا میں اس لئے آتے
کہ تماشے دکھائیں لوگوں کو | اپنے پیچھے لگائیں لوگوں کو
جذب کرتے ہیں وہ سوئے رحمٰن | ہے یہی پاک قوت ان کا نشاں
دیکھئے صفحہ تین سو دس بھی | عیسوی معجزات ہیں کسبی
عمل الترب معجزے ہیں ولیک | بدترین ان میں خاصہ ہے یہ ایک
بہر اجسام گو ہیں سلب مرض | روح عامل کے حق میں جلب مرض
ان میں تھا گرچہ حکم واذن الٰہ | اصل میں تھا مسیح پر اکراہ
خوش نہ ہوتا تھا کرکے ایسے عمل | قوت روح میں تھا ان سے خلل
جس عمل کو خدا پسند کرے | پھر مسیح اس کو ناپسند کرے
گویا اللہ کا یہ تھا منشا | کہ نکما ضعیف ہو عیسیٰ
تزکیہ نفس کا وہ کر نہ سکے | روح جسمی معالجوں میں تھکے

[1] یعنی کادیانی کی نبوت کا منکر بھی ہتکڑی لگا کر جہنم کو چالان کیا جائے گا۔
[2] ناصری حضرت عیسیٰ اور آپ کا نمونہ یہی کادیانی ہے۔(معاذ اللہ)

گو مریضوں کو کردیا اچھا
کام لیکن نہیں کیا اچھا
کم رہا اس کا اس قدر نمبر
ایسے ناکام کم ہیں پیغمبر
نہ ہوئی کچھ ہدایت توحید
خوب روح القدس کی تھی تائید
کیا نبوت یہی تھی عیسیٰ کی؟
بڑھ گئی حد سے تیری بے باکی
انبیاء پر یہ تیرا ایماں ہو
ہے غضب تو بھی گر مسلمان ہو
لعب[1] ولہو معجزات مسیح
انبیاء پر یہ اتہام قبیح
وصف اہل فلاح در قرآن
ھم عن اللغو معرضون بخواں[2]
انبیاء را چو لاعبین خوانی
تف بایں دعویٰ مسلمانی
از خدا ایت کجا بود تحدیث
گوش کردی کلام دیو خبیث
ایں نہ تجدید دین اسلام است
از پے صید جاہلاں دام است
پہلے عیسیٰ کو بے پدر کہنا
آج نجار کا پسر[3] کہنا
ہتک صدیقہ اس طرح کرنا
دل میں لعنت سے بھی کچھ نہ ڈرنا
ابن آلاں قواد بود بخبر
ابن مریم تو بن سکے کیونکر
شاہد احسان کا ہے واں قرآں
نفس پر اپنی ہے شہادت یاں
ہے سراسر یہ تیری فتانی
شیخ والد نہ پایا روحانی[4]
تیری بدقسمتی کی ہے یہ دلیل
صحبت شیخ کی ملی نہ سبیل
شیخ جو صالح[5] ومشرف تھے
شرف ہمکلامی حق سے
تابع سنت رسول خدا
پورے اہل طہارت و تقویٰ

۱؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۵، خزائن ج۳ ص۲۵۶ حاشیہ)

۲؎ **قدافلح المؤمنون** (المومنون:۱) یعنی وہ ایمان والے نجات پاگئے جو لغو سے کنارے رہتے ہیں۔ کفار نے حضرت ابراہیم سے کہا تھا کہ تو یہ باتیں سچ کہتا ہے یا ہم سے کھیلتا ہے۔

۳؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ)

۴؎ (ازالہ اوہام ص۶۵۹، ۲، خزائن ج۳ ص۴۵۶) ''اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ہوتا۔'' تا اخیر صفحہ۔

۵؎ (ازالہ اوہام ص۸۴، ۸۵، خزائن ج۳ ص۱۴۳ احاشیہ) میں یہ سب اوصاف خود تسلیم کئے ہیں۔

راست باز وبزرگ اور حق گو	جذبۂ حق تھا کھینچتا جن کو
وقت معمور جن کا حسب طریق	یاد حق میں ہمیشہ محو وغریق
نام نامی تھا جن کا عبداللہ	مسلک ان کا فقط خدا کی راہ
ہیں وطن سے جو غزنوی مشہور	راہ حق میں ہوئے وطن سے دور
جن کا یوں آج مدح خواں ہے تو	پر نہ ان کی ملی تجھے خوشبو
کیوں بنایا نہ تو نے ان کو پدر	پاس تھا قادیان کے امرتسر
خیر دیں[1] بھی وہاں سے دور نہ تھا	کیا تجھے اس قدر شعور نہ تھا
مرد واں دور دور سے آئے	حق سے انوار معرفت پائے
پہنچی ہے ان کی دور تک تاثیر	قادیانی ولے رہا بے پیر
یہ نہ پایا ترا ہے اس پہ گواہ	تھا نہ موجود کوئی سالک راہ
اب ثنا خواں ہے تو غرض کے لئے	فرضی الہام ان کے درج کئے
اور خود ان کا بن گیا مداح	تاکہ ملہم ہو اک ترا مداح
اب وہ دنیا میں ہوتے گر موجود	کہتے مردود تجھ کو اے مردود
وہ ترے دشمن قوی ہوتے	تیرے حق میں وہ مولوی ہوتے
ان کے الہام ہوتے شیطانی	جیسے الہام عبد رحمانی
زندہ ملہم کوئی نہیں ایسا	کہ تجھے راست باز ہو کہتا
کیوں بنایا نہ تو نے ان کو پدر	جستجو باپ کی تھی تجھ کو اگر
گر نہ تھی جستجو نہ پایا کیا	بے پدر بن کے ہاتھ آیا کیا
ہاں تکبر نے تجھ کو خوار کیا	باپ والوں میں شرمسار کیا
ابن مریم کبھی نہ کہلانا	ابن آلاں قواء تجھے مانا
جس نے جن کر دکھایا بوذ سنجر	بلکہ دو اور بھی بغیر پدر
ہے وہ چنگیز خان کا جد نہم	جس کی اولاد پاک ہو سب تم
عمدہ تیرے لئے یہ صورت تھی	اس تکلف کی کیا ضرورت تھی

۱؎ خیردیں ایک گاؤں ہے امرتسر کے قریب حضرت عبداللہ صاحب مرحوم وہاں بھی کچھ مدت قیام پذیر رہے تھے۔

شیخ کو چھوڑ کر رہا بے پیر — سب نکمی گئی تیری تدبیر
بے پدر تو ہی کچھ نہیں تنہا — نور ہی نور تھے ترے آبا
کیا عجب ہے جو تیرا بیٹا ہو — نور ہی نور وہ سراپا[1] ہو
رند جو چھوڑ دے سلاسل کو — کیا ضروری ہے ابن مریم ہو؟
یوں تو پھر ہر بھنگیڑ خانے میں — ابن مریم بہت زمانے میں
تو یہ عرفاں جہاں سے لایا ہے — وہ علی گڑھ ترا ثریا ہے
فارسی اصل ہو جہاں ایسا — کیوں ثریا نہ وہاں ایسا
تیرے القا ہیں سارے شیطانی — اور والد وہی ہے روحانی
کیا غضب ہے نہ جس کا ہو والد — وہ بنے ابن خالق واحد
تو تو اے پر غرور ہے بے پیر — لیک یحییٰ مسیح کے تھے پیر
حضرت اقدس ومسیح زماں — اپنے چیلوں کے مرسل یزداں
ہم سے کیا پوچھتے ہو کون ہوں میں — آپ آلاں قوا کے بیٹے ہیں
دل کو اس سے اگر خفا دیکھیں — کھول کر روضۃ الصفا دیکھیں
کادیانی مغالطہ اک اور — ہے عجب ابل تدبر وغور
ہیں اولوالعزم کس قدر انگلش — وہ وا ان کی ہمت وکوشش
کس کو معلوم تھی نئی دنیا — اس کا آخر پتا لگا ہی لیا
جو جو آبادیاں سے نہ تھیں معلوم — کرکے کوشس تمام کیں معلوم
کی ہے تفتیش اس قدر کامل — کہ پتا اب گیا ہے سب کامل
کھل گئی کل حقیقت دنیا — کوہ و صحرا جزائر و دریا
بولتی[2] روح آسمانی ہے — زندگی بخش قادیانی ہے
لفظ لفظ اور حرف حرف اس کا — اور ہی اک زباں کا ہے گویا
طالب العلم کچھ نئے ہیں مرید — ان سے مضمون یہ کیا ہے خرید

۱ اپنے فرضی بیٹے کی پیش گوئی میں اس کا وصف بیان کرتا ہے ’’نور آتا ہے نور آتا ہے۔‘‘

۲ (ازالہ اوہام ص۵۶۳، خزائن ج۳ ص۴۰۳) ’’میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ وغیرہ آسمان پر ایک جوش اور اوبال پیدا ہوا ہے۔ جس نے ایک پتلے کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا۔‘‘

کچھ تو لڑکوں سے لی ہے یہ تقریر — اور کچھ نیچری کی ہے تحریر
اور ہی ہاتھ چل رہا ہے یہ — آسمان کیا ابل رہا ہے یہ!
مشت خاک مغالطات ہے کیا — بن گیا کذب وزور کا پتلا
اس سفر میں فقط یہ کوشش تھی — راہ ہندوستاں ملے سیدھی
مل گیا اتفاقاً امریکا — نام یوں ہوگیا کولمبس کا
آج سے چار سو برس پہلے — بے خبر اس سے اہل یورپ تھے
جب نہ معلوم تھی نئی دنیا — تھی یہ[1] تسلیم کی گئی دنیا
ہوگا یوں تجھ سے جاہلوں کا گماں — ہے پرانی ہی یہ تمام جہاں
ایک مینڈک کوئیں میں رہتی تھی — وہ جہالت سے اپنی کہتی تھی
چھان مارا ہے سب کنواں میں نے — خوب دیکھا ہے آسمان میں نے
ایک ڈھکنا سا ہے کوئیں کا فلک — چند تارے بھی اس میں ہیں بیشک
کادیانی تری مثال ہے یہ — ہر طرح تیرے حسب حال ہے یہ
جتنے ہیں تیرے نیچری بھائی — وقف جہل اور محو خود رائی
تم نے جو آزمایا وہ نیچر — تم جو دیکھو وہی ہے خشک اور تر
براعظم وہ اس قدر لمبا — اہل جغرافیہ سے مخفی تھا
کوہ و دریا جزائر و صحرا — اب بھی ہیں کچھ پتا نہیں جن کا
ہیں جو معلوم بھی تو ان کا حال — کس کو معلوم ہے تمام وکمال
وسط میں پڑھ جنود ربک تو — پہلے مایعلم آگے الا ھو[2]
گر مسلمان ہے رکھ یقین اس پر — کب ہو مخلوق حاوی نیچر
تف ہے ایسی مجددی پہ تری — حیف ہے اس مقلدی پہ تری
منہ سے یہ شور دعویٰ تجدید — اور اطفال نو کی یوں تقلید

۱؎ یعنی یہ پرانی دنیا۔

۲؎ ''وما یعلم جنود ربک الا ھو'' (المدثر:۳۱) تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

گھر میں دو چار نقشے لٹکا کر[1] — بن گیا تو محافظ دفتر
ساری دنیا کی کرچکا تحقیق — علم[2] اطفال کی ہے یہ تصدیق
جاہل مطلق ان علوم سے ہے — نکلا کب اپنی زاد بوم سے ہے
ہم کریں آ تو امتحان تیرا — مل کے امروہہ قادیان بھیرا
پاک تثلیث اپنی لے آؤ — پسر مستعار بن جاؤ
نیچری گر کوئی معاون ہو — اس کو بھی ساتھ اپنے تم لے لو
معترف ہیں بڑے بڑے سیاح — وقف جن کی اسی میں ہیں ارواح
ہم نے سارا جہاں نہیں دیکھا — وہ بھی ناقص ہے جو کہیں دیکھا
ہم جہاں تک پہنچ سکے دیکھا — آخر اپنے تئیں تھکے دیکھا
وہ نہ جساسہ تک اگر پہنچے — یا نہ تا دیر فتنہ گر پہنچے
کچھ تعجب ز روئے عقل نہیں — وہ سمندر میں ہے جزیرہ کہیں
دابہ نکلے گا پہاڑی سے — آج پھرتا دکھائے کون اسے
پس مسلمان تجھے دکھائیں کیا — پردۂ غیب کو اٹھائیں کیا
تجھ سے سچے ہنسی کریں تو کریں — کیوں مسلمان تری ہنسی سے ڈریں
یوں تو حج ونماز کا کیا حال — ان پہ کم ہنس رہے ہیں کیا جہال؟
کہ ”یہ کیا سیدھے الٹے ہوتے ہیں — مال اور جان حج میں کھوتے ہیں
ایک کوٹھا ہے ان کا بیت اللہ — رہتا کوٹھوں میں ہے خدا بھی واہ“
اور بیہودہ گوئیاں ہیں بہت — بے محل عیب جوئیاں ہیں بہت
اہل ایماں ڈریں تو کس کس سے — طعن سے یا ترے وساوس سے
دین کے کام چھوڑ دیں سب کیا؟ — ان فریبوں سے تیرا مطلب کیا؟
گر نہ مانے تو اپنا سر کھا تو — جی ترا چاہے جس طرف جا تو
ان کے ذمے نہیں تیرا ایماں — کہہ چکے سارے اب تو مان نہ مان

۱؎ مرزا کے مکان پر نقشہ جات پنجاب وہندوغیرہ لٹکتے رہتے ہیں اور نو مرید لڑکوں سے کچھ کچھ پوچھ کر کل تحقیقات دنیا کا مدعی بن بیٹھا ہے۔

۲؎ جو کچھ وہ نوتعلیم یافتہ کہہ جائیں اسی کو اتنا کہہ کر تصدیق کر دیتا ہے۔

اہل اسلام ہیں مضطر کیا؟
دیکھئے اور اک تناقض ہے
کہ صحابہ نے کھائی تھی قسمیں[1]
کہ وہ معہود ہے یہی اعور
کھا رہے ہیں قسم عمر فاروقؓ
پھر مسلمان وہ ہوگیا انجام
عقل ودانش سے یہ خیال ہے دور
ابن مریم کا آسمان سے نزول
بھائیو!!! بحث کی ہیں ٹانگیں دو
اب بھلا تیرہ سو برس پیچھے
دیکھئے شش صدونہ دہشتاد
کہ بہت صاف طور پر جب تک
حضرت خاتم النبوت کا
ابن صیاد ہے وہی معہود
لیک آخر بدل گیا تھا خیال
مانگ مرزا کہیں سے ٹانگ نئی
ہاتھ سے اپنے ہوگیا لنگڑا
دیکھو دو صفحے آگے چل کر اور
ہم یہ کہہ سکتے ہیں ’’رسول اللہ
نہ کھلی تھی حقیقت دجال
خروج دجال کو نہ جانتے تھے
کیونکہ یہ سب ظہور سے پہلے

تو نہ مانے تو وہ کریں پھر کیا
جانب کذب کیا تراکض ہے
ابن صیاد شوخ کے حق میں
ہیں صحیحین متفق اس[2] پر
ہیں مصدق وہ صادق و مصدوق
اور مرا بھی بحالت اسلام[3]
آخری وقت میں ہو اس کا ظہور
اور پھر قتل اعور مقتول
توڑ کر ہم دکھا چکے تم کو
یہ کھڑی ہوگی کس سہارے سے
دعویٰ مفتری کا کذب و فساد
نہ کھلی وحی ایزدی بے شک
اوّل اوّل یہی خیال رہا
یعنی دجال اعور مردود
کہ نہیں ہے یہ آخری دجال
تیرے دعویٰ کی ٹانگ ٹوٹ گئی
اب یہ دشوار ہے کہ تو ہو کھڑا
کیجئے اس کی اسی بنا پر غور
ابن مریم سے خود نہ تھے آگاہ
اور نہ یاجوج و دابہ کا حال
نام ہی نام صرف مانتے تھے
وہ بشر کس طرح سمجھ سکتے‘‘

۱ (ازالہ اوہام ص۲۲۲، خزائن ج۳ ص۲۱۰،۲۱۱)
۲ (ازالہ اوہام ص۲۴۲، خزائن ج۳ ص۲۲۲)
۳ (ازالہ اوہام ص۲۳۷-۲۴۱-۲۴۳، خزائن ج۳ ص۲۱۹ تا ۲۲۲) وغیرہ

موبمو منکشف نہ تھا جب کچھ ۔۔۔ متشابہ صور یہ تھیں سب کچھ
پھر یہ قطعی خبر کہاں سے لگی ۔۔۔ کہ نہ آئے گا ناصری وہ نبی
اب سمی اس کا کوئی آئے گا ۔۔۔ نام اس کا خدا سے پائے گا
خبریں ہیں یہ جب کہ خواب وخیال ۔۔۔ لفظ قطع ویقین نہ منہ سے نکال
انبیاء جب کریں غلط تعبیر ۔۔۔ کیا ہے کاذب یہ پھر تری تحریر
تو نبی ہو تو کچھ نہیں نقصاں ۔۔۔ نہ نبی بلکہ مرسل یزداں
پھر بھی ختم الرسل ہوں شاہ عرب ۔۔۔ پڑ[1] ہے عیسیٰؑ کا آنا تجھ پہ غضب
دوسری ٹانگ بھی توڑا بیٹھا ۔۔۔ آپ تو مردہ ہو کے جا بیٹھا
عشق ہے یہ مسیح بننے کا ۔۔۔ پر ہے تیرا ہی اس میں کیا ٹھیکا
کوئی برہاں نہیں ہے تیرے ساتھ ۔۔۔ مارتا ہے ادھر ادھر کیا ہاتھ
حرکت جیسے کرتا ہو مذبوح ۔۔۔ کیا بدن سے نکل رہی ہے روح
تجھ سے یاں سینکڑوں ہیں چنگیزی ۔۔۔ جن میں ہے تجھ سے بیشتر تیزی
گر انہیں دیکھے تجھ کو بات نہ آئے ۔۔۔ مثل تصویر چپ کا چپ رہ جائے
حیرت[2] دہلوی کو بھول نہ تو ۔۔۔ ادعا اب یہ کر فضول نہ تو
ایک اصل الاصول اور نیا ۔۔۔ کادیانی نے خوب وضع کیا
جو حدیثیں نہیں بخاری میں ۔۔۔ چاہئے جاننا ضعیف[3] انہیں
خواہ مسلم میں ہوں وہ خواہ کہیں ۔۔۔ قابل اعتبار کوئی نہیں
وہ صحیح روایت نواس ۔۔۔ جس میں ہے ذکر اعور خناس

[1] کہتا ہے کہ اگر اب حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں تو ان کی نبوت سلب ہونی چاہئے ورنہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین نہیں رہ سکتے۔

[2] مرزا حیرت دہلوی نے کادیانی کو دلی میں بذریعہ اشتہارات بہت تنگ کیا تھا کہ اگر تو سچا ہے تو آ میرے ساتھ مقابلہ کرلے، دیکھ تو مسیح موعود میں ہوں یا تو وہاں دم نہیں مارا بلکہ دم دبا کر دلی سے بھاگا۔

[3] (ازالہ اوہام ص۲۲۰، خزائن ج۳ ص۲۰۹،۲۱۰) صحیح بخاری میں کسی حدیث کا نہ ہونا کسی حدیث کا نہ ہونا اس حدیث کے ضعف کی دلیل بیان کی ہے۔

جس کو لائے صحیح میں مسلم
''صرف نواس اس کا بانی[1] ہے''
یہ مجدد ہے اہل سنت کا
انبیاء طعن سے نہیں چھوٹے
''گر بخاری صحیح اسے پاتا
چوں کہ اس نے ضعیف اسے جانا
کادیانی! اگر نہیں یہ صحیح[2]
ابن صیاد اور خدری کی
''مجھ کو کیوں لوگ کہتے ہیں دجال
میں مسلمان ہوں لاولد بھی نہیں
اور مکے کو جارہا ہوں میں
جب کہ ہے یہ درست صورت حال
اور وہ ابن منکدر کی حدیث
واں تو آیا ہے لفظ لم ینکر[4]
کہتے تھے اکثر اس کو الدجال

کہتا ہے اس حدیث کو ظالم
کیا صحابہ پہ بدگمانی ہے
اور ہادی نبی کی امت کا
پتھر اصحاب پر ہیں یوں کوٹے
وہ بھی اپنی کتاب میں لاتا
قابل ترک اس کو گردانا
کرتا ہے اس پھر تو کیوں تشریح
آپ ہی گفتگو ہے یوں لکھی[3]
سب پہ ظاہر ہے خوب میرا حال
آیا ہوں اب مدینے سے بہ یقیں
کیوں اذیت وہ پا رہا ہوں میں''
اس سے ثابت ہے وہ نہ تھا دجال
اس میں تصدیق کی نہیں تحدیث
اس کے معنی بدل نہ اے منکر
اب وہ تاواں ہزار نقد نکال[5]

۱؎ (ازالہ اوہام ص۲۰۲ سطر زیریں حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۹۹)

۲؎ (ازالہ اوہام ص۶۸۶، خزائن ج۳ ص۴۷۰)

۳؎ (ازالہ اوہام ص۲۲۲، خزائن ج۳ ص۲۱۱)

۴؎ (ازالہ اوہام ص۲۲۰، خزائن ج۳ ص۲۱۰) آنحضرت ﷺ نے ابن صیاد کو دجال معہود کہنے پر انکار نہیں فرمایا تو تصدیق بھی نہیں کی بلکہ حضرت عمرؓ کو فرمایا تھا کہ اگر یہ وہ دجال ہے تو اس کا قاتل عیسیٰ بن مریم ہے اگر یہ کوئی اور ہے تو اس کے قتل سے کیا فائدہ۔

۵؎ جب یہ ثابت ہوا کہ ابن صیاد دجال معہود نہ تھا اور اس کو الدجال کہا گیا ہے تو لفظ الدجال کا استعمال بجز دجال معہود کسی اور دجال کے لئے ثابت ہوگیا۔ اب کادیانی پر حسب اقرار (ص۹۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰۳) ہزار روپیہ نقد کا تاوان لازم ہوگیا۔

جب کہ آخر بدل گئی تھی رائے
لم یزل[۱] مشفقاً ہے کیسی رائے
تو حدیثوں میں کیا کرے تطبیق
تیرے اقوال ہیں زفیر وشہیق
تجھ کو دیں میں فساد بھاتا ہے
کہ حدیثوں کو یوں لڑاتا ہے
لکھتے ہیں ولی اللہ
رضی اللہ عنہ طاب ثراہ
عالم اصل و فرع دیں ہیں وہ
کہ رئیس المحدثیں ہیں وہ
علما ان کے خوشہ چیں تمام
خاندان تھا یہ خادم اسلام
نام دلی ہے روشن اس گھر سے
کیسے انوار معرفت برسے
ہند میں کردیا اجالا خوب
شرک وبدعات کو نکالا خوب
دیں کی خوب کرگئے تجدید
رکھ گئے لکھ کے سنت وتوحید
شاہ صاحب وہ اہل دیں کے ہیں
قطب اس ہند کی زمیں کے ہیں
دیکھا ہے گر ازالہ مرزا[۲]
اب ذرا دیکھئے مزیل خفا[۳]
وہ بیان خلافت خلفاء
قرۃ و نورچشم اہل صفاء
اس میں فصل مکاشفات عمرؓ
دومیں جانشین پیغمبرؐ
آپ[۴] نے لکھا ایک فرمان خاص
جانب سعد بن ابی وقاص
قادسیہ میں جب کہ لشکر تھا
غازیوں دین کے نرہ شیروں کا

۱ (ص۶۸۹، خزائن ج۳ص۴۷۲) میں تو کہتا ہے کہ آخر میں آنحضرت کی یہ رائے بدل گئی تھی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور (ص۲۲۱، خزائن ج۳ص۲۱۰) میں کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس کے دجال ہونے سے ہمیشہ ڈرتے رہے اور ان دونوں اقوال کی تطبیق کچھ نہیں کی۔ اصل یہ ہے کہ دو شخص اپنا اپنا علم بیان کرتے ہیں روایتوں میں تناقض کچھ نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ابن صیاد دجال معہود نہ تھا۔

۲ (ازالہ اوہام ص۱۵۵، خزائن ج۳ص۱۷۹)

۳ (ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا مقصد دوم ص۱۶۷)

۴ ''روی ان عمر رضی اللہ عنہ کتب الٰی سعید بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقولہ وجّہ نضلہ بن معاویۃ الانصاری الی حلوان العراق لیغیروا علی ضواحیھا. فبعث سعدٌ نضلۃ فی ثلٰث مائۃ فارس فخرجوا حتی اتوا حلوان العراق فاغاروا علی ضواحیھا واصابوا غنیمۃ وسبیاً فاقبلوا یسوقونھا حتی ارھقھم العصر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہ وہ نضلہ کو جانب حلواں / فوج دے کر کریں وہاں سے رواں
سعد نے تین سو سوار دیئے / نضلہ کو اور ادھر روانہ کئے
جا کے شیروں کی غنیمت واں / لے کے قیدی ہوئے وہاں سے رواں
عصر جس وقت تنگ ہونے لگی / شاہ خاور کو شب ڈبونے لگی
دامن کوہ میں مقام کیا / یعنی بہر اذاں قیام کیا
جب کہ تکبیر کی زباں سے ادا / آئی کبّرت کوہ میں سے ندا
جب کہ لاالٰہ الااللہ / اس کے اخلاص پر ہوا وہ گواہ
پھر کہا نام مصطفیٰؐ سن کر / ہم کو عیسیٰؑ نے اس کی دی تھی خبر
اس کی امت کا ہوگا جب انجام / ہوگا اس آخری گھڑی کا قیام
جب بلایا نماز کی جانب / بولا طوبیٰ یہ ماشی وواظب
جب بسوئے فلاح دی ترغیب / آئی آواز مفلح ست مجیب
سن کے الفاظ آخری اذاں / بولا خالص ہوا ترا ایماں
کہہ کے یا نضلہ پھر کیا یہ کلام / ہو جہنم پہ تیرا جسم حرام

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وکادت الشمس تغرب فاجاء نضلة السبی والغنیمة الٰی صفح جبل ثم قام فاذن فقال الله اکبر الله اکبر فاذا مجیب من الجبل یجیبه کبّرت کبیراً یا نضلة ثم قال اشهدان لا الٰه الا الله قال کلمة الاخلاص یا نضلة ثم قال اشهدان محمدرسول الله قال هو الذی بشرنا عیسٰی بن مریم علی رأس امته تقوم الساعة. فقال حیّ علی الصلوٰة. فقال طوبی لمن مشیٰ الیها وواظب علیها قال حیّ علی الفلاح. قال افلح من اجاب. قال الله‌اکبر الله‌اکبر لاالٰه الاالله قال اخلصت کلمة الاخلاص کله یا نضلة حرم الله بها جسدک علی النار فلمّا فرغ من اذانه قاموا فقالوا من انت یرحمک الله. املک انت ام من الجن او طائف من عبادالله . قد اسمعتنا صوتک فارنا صورتک فان الوفد وفد رسول الله ﷺ ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فانفلق الجبل عن هامته کالرحا ابیض الراس واللحیة علیه طمران من صوف قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ فقالوا وعلیک السلام ورحمة الله وبرکاتهٗ من انت یرحمک الله قال زریت بن برثملا وصی العبد الصالح عیسٰی بن مریم اسکننی هذاالجبل ودعا لی بطول البقاء الی حین نزولهٖ من السماء فاقرء وا عمر منی السلام وقولوا یا عمر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جب کہ فارغ ہوئے اذاں کہہ کر بولے حیرت زدہ یہ سب رہ کر
کون ہے تو ہمیں بھی کر آگاہ رحم تجھ پر کرے رحیم اللہ
تو فرشتہ ہے کوئی یا جن ہے یا بشر کوئی نیک باطن ہے
صوت تو جب سنا چکا ہم کو اپنی صورت بھی اب دکھا ہم کو
ہم ہیں وفد رسول یزدانی اور وفد خلیفہؓ ثانی
پھٹ کے چوٹی پہاڑ کی نکلا ڈاڑھی اور سر سفید اک بوڑھا
جس کی پوشش تمام صوف کی تھی چادریں دو بہت پرانی سی
پہلے اس نے کیا خطاب سلام دیا اصحاب نے جواب سلام
پوچھا پھر کون ہے تو ہم کو بتا بولا میں ہوں زریت برثملا
عبد صالح مسیح کا ہوں وصی اس نے مجھ کو یہاں جگہ دی تھی
اور کی تھی دعائے طول بقا تاکہ بعد از نزول بھی ہو لقا
آپ جب آسمان سے اتریں دے کے دیدار مجھ کو شاد کریں
تم عمرؓ کو مرا سلام کہو میری جانب سے اک پیام کہو
رہ سدا دو مقاربت میں ٹھیک کام بھی آگیا ہے اب نزدیک

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) سددوقارب فقدمنا الامر واخبروه بهذه الخصال انی اخبرکم بها یا عمر اذاظهرت هذه الخصال فی امة محمد ﷺ فالهرب الهرب. اذااستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا الٰی غیر مناسبهم وانتموا الی غیر موالیهم ولم یرحم کبیرهم صغیرهم ولم یوقر صغیرهم کبیرهم وترک المعروف فلم یؤمر به وترک المنکر فلم یندعنه وتعلم عالمهم العلم لیجلب به الدنانیر والدراهم وکان المطر قیظاً والد غیظاً وطولوا المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد واظهروا الرشا وشیّدوا لبنا واتبعوا الهوی وباعوا الدین بالدنیا وقطعت الارحام وبیع الحکم واکلوا الربوا فصار الغنی عزا وخرج الرجل من بیته فقام الیه من وهو خیر منه فسلموا علیه ورکب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم یروه فکتب نضلة بذالک الی سعد وکتب سعد الی عمر فکتب الیه عمر سر انت ومعک من المهاجرین والانصار حتی تنزلوا بهٰذالجبل فان لقیته فاقروا منی السلام فخرج سعدفی اربعة آلاف من المهاجرین والانصار حتی نزلوا ذالک الجبل ومکث اربعین یوما ینادی بالصلوٰة فلا یجدون جواباً ولا یسمعون خطاب. ثم بالفاظه“

میں سناتا ہوں تم کو تم بھی اسے — کر دو آگاہ ان خصائل سے
جب یہ پائیں ظہور اس امت میں — پھر ضروری ہے رہنا عزلت میں
مرد کو مرد مثل زن جانیں — کمر زن میں زن کی ہوں رانیں
غیر سے انتساب ہونے لگے — چھوڑ کر انتما موالی سے
نہ صغیروں پر رحم کھائیں کبیر — نہ کبیروں کی وہ کریں توقیر
فعل معروف اس طرح چھوٹے — اس کے کرنے کا کوئی حکم نہ دے
جانیں ایسا خفیف منکر کو — روک کچھ اس کے مرتکب کو نہ ہو
علم ہو اہل علم کو درکار — بہر تحصیل درہم ودینار
بارشوں سے ہو کچھ نہ گرمی کم — اور اولاد سے ہو غصہ و غم
ہوں منارے بڑے بڑے اونچے — مصحفوں پر ہوں نقش چاندی کے
مسجدوں کی بہت بڑھے زینت — لینے دینے لگیں سبھی رشوت
پھر عمارات ہوں بہت محکم — خواہش نفس پر اٹھائیں قدم
بدلے دنیا کے دیں بکے گا عام — ہوں گے کثرت سے قاطع ارحام
حکم ناحق پہ بیچا جائے گا — کھائیں گے خوب پیٹ بھر کے ربا
مال ودولت ہو موجب عزت — کچھ نہ ہو پاس مذہب وملت
ایک بے دین نکلے جب گھر سے — اس سے اچھے کہیں سلام اسے
عورتیں ہوں سوار زینوں پر — یعنی بے پردہ ہو پھریں باہر
پیر مرد وصی نیک صفات — چھپ گیا کہہ کے آخری یہ بات
پھر نہ اس کو کسی نے واں دیکھا — کر گیا حق ادا وصیت کا
نضلہ نے سعد کو لکھی یہ خبر — واں سے پھر سعد نے بسوئے عمرؓ
واں سے اس کے جواب میں تاکید — آئی لکھی بنام سعد سعید
جاؤ تم سب مہاجر وانصار — دیکھنے اس کو جانب کہسار
گر وہ ملجائے اس جگہ تم کو — اس کو میرا سلام پہنچا دو
سعد کے ساتھ پیدل اور سوار — اہل ایماں عرب کے چار ہزار
سارے جا کر ہوئے جبل کے مکیں — اور چالیس دن اذانیں دیں
پر نہ پایا وہاں سے کوئی جواب — اور سنائی دیا نہ کوئی خطاب

قادیانی! یہ ہیں ولی اللہ
تو بناتا ہے جن کو اپنا گواہ
مذہب ان کا عیاں ہے صاف وصریح
تھا جو دربارۂ نزول مسیح
ابن مریم کے منتظر تھے وہ
آج دجال تجھ کو کہتے وہ
جب کہتے ہیں سب علماء
جس سے تیرا کوئی نہ رنگ جما
جاہلوں کو فریب دیتا ہے
کیا یہی تجھ کو زیب دیتا ہے
تجھ کو دھوکا دیا ہے شیطان نے
کیا مزین کیا ہے شیطان نے
یوں نہ اسلامیوں کا ہو دشمن
چھوڑ دے اب یہ مکرو حیلۂ وفن
علماء اور صوفی و مجذوب
سب تجھے کہتے ہیں مسیح کذوب
ایک مجذوب کی شہادت ہے
قابل غور خرق عادت ہے
اس کے راوی ہیں میر احمد شاہ
خوش رکھے ان کو ہر جگہ اللہ
ہے وطن آپ کا ٹوہانے میں
اب ملازم ہیں لدھیانے میں
شہر کے بورڈ میں ہیں سیکرٹری
نیک طینت تکلفوں سے بری
کہتے ہیں میں وطن گیا اک بار
پھر ہوا واں سے اتفاق حصار
واں سنا جا کے ایک ہیں مجذوب
پڑھتے رہتے ہیں آپ قرآں خوب
تھے کسی پر گنے کے پٹواری
پہنچا اک بار جذبۂ باری
زندگی میں ہی چھوڑ دی دنیا
خود بخود دل سے توڑ دی دنیا
اپنا مسکن بنایا گورستاں
کہ پسند آیا شہر خاموشاں
بس تعلق ہی سب سے قطع کیا
رزقکم فی السماء مان لیا
نام نامی ہے سیف رحمٰن شاہ
کشف حالات میں ہے دل آگاہ
گر کسی بات میں تردد ہو
پاس چپ چاپ ان کے جا بیٹھو
جانب حق سے ہوتا ہے القا
کہنے لگتے ہیں مدعا دل کا
سن کے سائل ہو مطمئن جس سے
ہے عجب فیض ان کی مجلس سے
بعض کے حق میں سخت بھی ہے جواب
حسب حالت غرض ہے سب سے خطاب
بعض کے حق میں کچھ نہیں کہتے
جس طرح بے خبر ہوں چپ رہتے
سیکڑوں نے یہ آزمایا ہے
صادق القول ان کو پایا ہے
یعنی ظاہر وہی ہوا جو کہا
سر مو بھی کبھی نہ فرق رہا

نیک تدبیر بھی بتاتے ہیں
پر سقط بھی کبھی سناتے ہیں

نہ طمع سر میں ہے نہ دل میں ریا
بانٹ ڈالا جو کچھ کسی نے دیا

الغرض مجھ کو بھی یہ آیا خیال
کہ سنوں ان سے میرزا کا حال

لدھیانہ میں ان دنوں وہ تھا
بن کے آیا نیا نیا عیسیٰ

چوں کہ وارد میں اس جگہ تھا نیا
اپنے ساتھ ایک شخص اور لیا

ہے غلام حسین نام اس کا
جمع داری ضلع کام اس کا

شاہ صاحب کے پاس ہم پہنچے
آپ بیرون حجرہ بیٹھے تھے

بیٹھے ان کو سلام ہم کہہ کر
گزری تھوڑی سی دیر جب اس پر

خود بخود بولنے لگے کچھ کچھ
بات کو کھولنے لگے کچھ کچھ

پھر چلی صاف صاف سیف زباں
جس سے سب سامعین تھے حیراں

”خاکروبوں کا ایک مہتر ہے
بن گیا عیسیٰ اک ستمگر ہے

دام دونوں نے کیا ہے پھیلایا
خوب زر لوٹ لوٹ کر کھایا“

پھر بہت سخت سست کہنے لگے
جیسے دریا کہیں سے بہنے لگے

نقل کرنے میں اب وہ لطف کہاں
لطف انہیں کی زبان میں تھا وہاں

وہ اشارات اور وہ ملفوظ
نظر وسمع جس سے تھے محظوظ

پردۂ غیب میں جو کچھ دیکھا
کھینچ کر نقشہ رکھ دیا اس کا

لمن الملک جب پکارے آپ
ہاتھ سے کرتے تھے اشارے آپ

اور کہتے تھے تھوک ہے ہر بار
تھے تنفر کے چہرے پر آثار

ہم یہ سن کر ہوئے وہاں سے رواں
سب کو حیرت تھی مجھ کو اطمیناں

آکے ساتھی نے راہ میں پوچھا
کہئے حضرت یہ ماجرا کیا تھا

ہم تو حیراں رہے یہ سن سن کر
کون عیسیٰ کون ہے مہتر

میں نے مرزا کا حال عرض کیا
بھنگیوں کے گرو کا نام لیا[1]

[1] مرزائے قادیانی کا ایک بھائی مرزاامام الدین پنجاب کے بھنگیوں کا گروہے ان کے لئے نماز بنادی ہے جس کی بھنگیوں میں بہت عزت ہوتی ہے۔ اس جھوٹے مسیح نے اس کو ہی دیکھ کر مسلمانوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا وہ تو اک ان پڑھ آدمی ہے لیکن یہ پڑھا لکھا منشی ہے اور ایک بھائی آلہ تناسل کاٹ کر جنی بنا ہوا ہے اس کو ہیجڑوں کا پیر سمجھو۔ ایں خانہ تمام آفتاب است!

سن کے بولے کہ واہ دیں کے امام | گھر کا گھر ہے یہ آفتاب تمام
مختصر کر کلام اے سعدی | تو سن خامہ تھام اے سعدی
ختم اللہ کے جو ہیں مصداق | ان پہ تیرا کلام ہو گا شاق
ہوں گے آخر میں جب عمل برباد | یہ نصیحت تری کریں گے یاد
اپنے اللہ سونپ سب تدبیر | کہ وہ بندوں کے حال پر ہے بصیر

تمام شد انہزام کادیانی بتاریخ ۲۳/ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سیدالمرسلین!

رباعی

قرآن کو حدیث کا معارض کہنا | ہے دیں سے بے نصیب قطعی رہنا
اللہ ورسول میں کرے جو تفریق | زندیق ہے گو لباس دیں ہے پہنا
کیا بیاں ہو سکے علائے حدیث | چلتی قرآں میں[1] ہے قضائے حدیث
کیوں کہ دیوان خاص قرآں میں | کوئی قاضی نہیں سوائے حدیث
اہل دیں کب منازل قرآں | چلتے ہیں جذبہ رہنمائے حدیث
مثل قرآں پئے ہدایت عام | مصطفیٰ کبریا سے لائے حدیث
ہے یہ روشن فلا وربک[2] سے | سربسر کفر ہے ابائے حدیث
بہر خفاش طینتاں ہے عمٰی | چشمۂ مہر انجلائے حدیث
راحت روح اہل ایماں ہے | نکہت باغ پر فضائے حدیث
متعارض سمجھ نہ قرآں سے | گر سمجھ میں تری نہ آئے حدیث
بوسعید آج ہے فقیہ ذکی | اس سے جا پوچھ نکتہائے حدیث
دیکھ پڑھ کر اشاعۃ السنہ | پر تو افگن ہے کیا ضیائے حدیث
نہ کسی رائے پر بھروسا کر | نہ قیاسات سن بجائے حدیث
عمل واعتقاد میں دائم | اس طرف چل جدھر چلائے حدیث

[1] امام شعرانی نے منہج میں کہا ہے: ’’ان السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ ‘‘یعنی حدیث قرآن کے وجوہ مختلفہ کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

[2] ایمان نصیب نہ ہوگا جب تک رسول اللہ کے فیصلے پر یہ خوش نہ ہو جائیں۔

سن کے دجال[۱] وقت کے الہام — چھوڑ دیجو نہ اقتدائے حدیث
آخر مرسلات پڑھتا ہے — کہ یہ ہے رد برملائے حدیث
ہے یہ تحریف معنوی کرتا — دشمن ومنکر ہدائے حدیث
ما اتاکم[۲] بہ الرسول خذوہ — یاد رکھ تجھ سے چھٹ نہ جائے حدیث
ہے کلید فتوح ہشت بہشت — پیروان نبی کو حائے حدیث
اہل دیں مثل ماہ چاردہم — سر پہ رکھتے ہیں دال و یائے حدیث
ظل طوبیٰ ہے پنج صدسالہ — مومنوں کے لئے بپائے حدیث
بہر اہل عمل ثبات قدم — رکھتی انجام میں ہے ثائے حدیث
قبر میں ساتھ لے چل اے سعدی — جب قرآن واقتضائے حدیث

پہلے دیکھو کادیانی کا قصیدہ مندرجہ (ازالہ ص۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۸۰) اور پھر پڑھو

گر پیش حکم غیر خدا التجاء بری — گردی بروز حشر ز دوزخ کجا بری
اے آں کہ بر حدیث نبی حملہا کنی — اسلام را تو دشمن آہختہ خنجری
قول پیمبر آمدہ تفسیر قول حق — با دے کمن جدال ز راہ ستمگری
بامردم ار بمسئلہ گفتگو کنی — از خود غرض مپرس خصوصاً ز مفتری
نفی نزول عیسیٰ مریمؑ ہمی کند — بر حرص جانشینی آں پاک ناصری
باور مدار قول مسیح وغل شعار — کو آرزو کند بسلاسل[۳] توانگری
گیرد بہانۂ کتب واشتہار پیش — کز زیور وطعام کند نفس پروری
بایں چنیں معاملۂ خود طمع کند — کائندش اہل علم وفقیہاں[۴] بجا کری

۱؎ یعنی کادیانی۔

۲؎ خدا کا رسول جو کچھ تم کو دے اسے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر)

۳؎ کادیانی کے وہی پانچ سلسلے مندرجہ رسالہ فتح اسلام کادیانی۔

۴؎ (ازالہ اوہام ص۱۷۳، خزائن ج۳ ص۱۸۴) میں کہتا ہے:

گر علم خشک وکوری باطن نہ رہ زدے — ہر عالم وفقیہ شدے ہمچو چاکرم

دجال نے علم شرع کا نام علم خشک اور کوری باطن رکھا ہے اور اپنی شیطانی وحی سے لوگوں کو بہکاتا ہے۔

اے بوالہوس مکن سپر استعارہ پیش | آ گاہ باش تارہ الحاد نسپری
از رائے محض خود ہمہ تفسیر ہا کنی | شرعی علوم را بہ پشیزے نمی خری
تنزیل پاک[1] رہزن وکورے اشقیاست | زاں سرکشند چوں توبہ طغیاں وکافری
دیو رجیم موحی ونفس تو حاکمت | از حکم کرد گار تو ہم کور وہم کرے
احمق بود کہ بر تو گماں نکو کند | پندار نور برظلمات ست شپری
ایں عالمان محرم راز مکاشفات | مخبر ز باطنت کہ ز سر تا بپاشری
ما نیز خواندہ ایم کہ دجال سی کند | ہر کس بزعم خویش نبی باشد از خری
اینک توئی کہ حسب علامات آمدی[2] | کذاب ومدعی نبوت ز خود سری
اے مدعی ز قول تو ما نیم چوں خموش | دیدم ز اول تو دغلہائے آخری[3]
عیسیٰ کند ہلاک چو دجال سرکشد[4] | گر طاقت ست محو کن ایں نقش داوری
از خامۂ اشاعۃ سنت دل تو خورد | صدزخم آں چناں کہ محال ست جاں بری
خوں بار وبے قرار وپریشان ومضطرب | کز نوک باورید تو کردست نشتری
سلماں نمودہ رد تو در غایت المرام | سر رشتہ دار محکمہ انسپکٹری
تائید دین مؤید ومنصور ساختش | با قاطعہ دلائل وبرہان باہری
کے زیبد ابن مریم صدیقہ بودنت | آلاں قہر است شاہد پاکیزہ جوہری
در ہر دو[5] جا بحلیۂ مو فرق میکنی | با علم خویش پردہ الہام می وری

۱؎ کافروں کو یہی شریعت سن کر کفر وطغیان پڑھتا ہے۔(مائدہ:۶۴)

۲؎ ''اینک منم کہ حسب بشارات آمدم'' (ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۳؎ کہتا ہے ''زاول چنیں مجوش ببیں تا بہ آخرم'' (ازالہ اوہام ص ۱۶۳، خزائن ج ۳ ص ۱۸۲)

۴؎ ''ہر دجال کے لئے عیسیٰ ضروری ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ۔ گویا یہ سنۃ اللہ جاری ہے۔ اب تو دجال ہے تو تیرے لئے بھی کوئی عیسیٰ چاہئے جو تجھ کو ہلاک کرے اور قلم کی برچھی تجھ پر مارے۔''
(ملخص ازالہ اوہام ص ۴۸۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۱، ۳۶۲)

۵؎ ''حضرت عیسیٰ کا حلیہ ایک حدیث میں ''احمر جعد عریض الصدر'' یعنی رنگ سرخی پر جسم مضبوط، سینہ فراخ اور دوسری حدیث میں رجل الشعر ادم یعنی لٹکتے بالوں والا گندم گوں مذکور ہوا ہے۔ کادیانی نے پہلے جعد کے معنی گھنگریالے بال لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے کہ اس الگ الگ حلئے کے مسیح دو ہیں۔ ایک کادیانی اور دوسرا وہی ابن مریم۔ کادیانی کا رنگ گندم گوں اور مسیح کا احمر۔ حقیقت میں رنگ انسانی کی سرخی اور گندم گونی ایک ہی ہے ایسے موقعہ پر احمر سے رنگ لالہ کبھی مراد نہیں ہوتا۔

یک جعد وصف موست دگر جعد وصف جسم
ملہم شدی و لے بلغت رہ نمی بری
از حلیۂ خودت کس وناکس مسیح بیں
از رنگ وموئے خود بچہ اعجاب اندری
مرآۃ پیش نہ در[۱] دندان خود بہ بیں
عیسیٰ نبی ست پاک ز مکروہ منظری
باشد چہ خوش نزول تو از چرخ کز مرض
مہرورذتین[۲] پوش برنگ مزعفری
ہر کس بمرگ خویش اگر میرسد[۳] بخلد
از بہر چیست حشر بمیدان داوری
وزن عمل قیام قیامت سوال قبر
وارد شد ایں ہمہ مگر اقوال سرسری
حاشا کہ پائے پاک رساند باد مسیح[۴]
آں کبر وحرص را کہ تو بالائے منبری
عیسیٰ قدم زدن نتواند بمنبرت
ابنیت خدا بہ مجازات مضمری[۵]
ما ینبغی لہ آمدہ[۶] از حق بشان شعر
ایں طرفہ بیں کہ جمع شد الہام وشاعری
غیور دوہم جائے[۷] غیور ودہم سرد
کیں شاعری سجل پئے الہام آوری
ہر دم[۸] فلک شہادت کذبت ہمید ہد
رسوا شدی ولیک ازیں غم نمی خوری
الحق کہ آں بشیر توروبت سیاہ کرد
بکشید بر جبیں تو نیل بد اختری
از دست مرگ جوش اجابت[۹] رہا نہ کرد
ہر چند زاری پدری بود ومادری

۱ دانتوں کو دیکھ کر طبیعت گھنیاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک نے کبھی مس نہیں کیا۔

۲ دوزرد کپڑے۔(ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲،۱۴۳)

۳ ازالے میں کہتا ہے کہ:''مردہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آسکتا سب مرکر دارالخلد میں فوراً داخل ہوجاتے ہیں۔اسی بناء پر احیاء موتی کا منکر ہوا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۳۶۵، خزائن ج۳ ص۳۸۷،۳۸۸)

۴ ''عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم'' (ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۵ تو ابنیت خدا کا دعویٰ مجازات کے بہانے سے اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہے۔

۶ فن شعر رسالت کے لائق نہیں۔(یٰسین) لیکن قادیانی کو قصیدے اور رباعیاں الہام ہوتی ہیں۔

۷ (ازالہ اوہام ص۱۵۹،۱۶۰، خزائن ج۳ ص۱۸۱) کہتا ہے:''غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم اورآں قبلہ رونمود بگیتی بچار دہم'' غیور میں ی مشدد اور دہم میں ہ ساکن ملہم کی قابلیت پر دال ہیں۔

۸ (ازالہ اوہام ص۱۷۷، خزائن ج۳ ص۱۸۵) کہتا ہے:

ہر دم فلک شہادت صدقم ہمید ہد
ز نیم کدام غم کہ زمیں گشت منکرم

۹ جوش اجابتش کہ بوقت دعا بود انگونہ زار نیم شنید ست ماردم۔جس موعود مسعود کی ولادت پر یہ دعویٰ کئے گئے تھے،اس کی مرض الموت میں ماں باپ نے کیا کیا زاریاں نہ کی ہوں گی۔

گر در دل تو ذرہ شرم وحیا بدے
ز اخبار غیب می نزدی دم بشاطری

در تنگنائے حیرت وفکری ز کار خود
و ز کذبہائے بافتہ خویش مضطری

گوئی کہ کور باطن وخشک اند اہل علم
خودرا بہ[1] بیں کہ ازخس وخاشاک کمتری

جوئند بآب ہر خس وخاشاک برتری
پنداشتی کہ کشتی نوح ست برتری

بد بخت آں کہ پانہد اندر سفینہ ات
با حمل کفرو بدعت وبشکستہ لنگری

پیراہنت[2] بآتش بدعت تمام سوخت
سحقاً خطاب یافتہ رانده ز کوثری

باد بہشت بر دل پر سوزکی وزد
کا نرا دوزخ ست و خانہائے مجمری

اسلامیاں[3] مقام تو بشناختند خوب
دجالی وز بہر طمع دام گستری

تصدیق دیں بود ہمہ آساں بمومناں
تکذیب میکنی بہ عسریٰ میسری

انکار قدرت از رہ الحاد میکنی
رہن تعجبی بہ تقضائے نیچری

نیچر فسون کفر بروح تو درد مید
''ناممکن[4] ست رفعت اجساد عنصری''

منکر ز رفع عیسیٰ و معراج احمد
برو دین زکوری نیچر شدی جری

روحت نشان زے عیسیٰ مریم نیافت ہیچ
تا ثر وہ[5] سال گشتہ دریں چرخ چنبری

اے مرغ پائے بستہ بدام ہوائے نفس
کے بر ہوائے عالم روحانیاں پری

۱ کہتا ہے: (ازالہ اوہام ص۱۷۵، ۱۷۷، خزائن ج۳ ص۱۸۵) ''چوں خاک نے کہ ازخس وخاشاک کمترم'' پھر کہتا ہے کہ: ''واللہ ہمچو کشتی نوحم زکردگار۔ بے دولت آں کہ دور بماند زلنگرم'' شاید کادیانی نے اپنے آپ کوخواب میں خس وخاشاک کی طرح پانی پر تیرتا دیکھا ہے۔اب کشتی نوح بن بیٹھا۔

۲ ''ایں آتشے کہ دامن آخرزماں بسوخت ......از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثرم''

(ازالہ اوہام ص۱۷۷، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

۳ ''(ازالہ اوہام ص۱۷۴، خزائن ج۳ ص۱۸۴)

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

(ایضاً حاشیہ)

۴ (توضیح المرام ص۹، ۱۰، خزائن ج۳ ص۵۵) میں اس کا نام سنت اللہ رکھا جس کو آج کل کے دہریہ نیچر کہتے ہیں۔

۵ شاگرد خاص اعورواعوج کہتا ہے کہ اس کی پاک روح اٹھارہ سال کا دورہ آسمانوں کا کرآئی ہے۔

از خوف جاں بہ مجمع دہلی نیامدی | یادت نبود کرسی وپنجہ معمری
گویم ز روئے صدق بشاں تو قول تو | کرمی نہ آدمی صدفتی نہ گوہری
ضعف دماغ و دور مرض کردہ فانیت | با ایں کمال ڈرپئے دوشیزہ دختری
لیکن چو آں نیافتی اے ترک پرجفا | اکنوں مخوفش ز جدائی شوہری[۲]
کارت بہ بیوہ ساختنش تاحدے رسید | در حق شوہرش قلمت کردہ اژدری
ایں عشق باختن بمواعید دلشکن | دل دادن ونمودن ادا ہائے دلبری
دریائے عشق مغرق فرہاد و قیس گشت | لیکن مجددانہ تو دروے شناوری
راز محبت تو باوفاش گشت فاش | با قطعہ زمین چو خریدار بردری
گوش دلت بجانب پند کسی کجاست | ز الہام خویش دالہ ودیوانہ پری
ہر تاروپود تو بسرائد بعشق او | از خود تہی و ازغم آں دلستاں پری
زاں گونہ عشق او دلت از غیر خود کشید | ہر دم ز فرق تا قدمش در تصوری
شبہا بدل تصور آں مہر وش پہ ہجر | از ترشدن چرا بشکایات بستری
فرزند[۳] و زن عقوق وطلاق از تو یافتند | دیوانہ وش بجام زن نو تحری
جانب فدا شود برہ ہوشیار[۴] پور | کام دلت ہمیں بود اے کاش بنگری
منکر شدہ ز ختم نبوت جواریت[۵] | تا گسترد برائے تو فرش پیمبری
حکم آیدت ز چرخ ورسانیش بر زمین | وحیت کند بوحی رسولاں برا نری[۶]

۱ (ص۱۳ گیدڑ نامہ)
۲ اب اس کا نکاح کسی سے ہوگیا ہے تو بیوہ ہونے کی دھمکی ہے۔
۳ (ص۹ گیدڑ نامہ)
۴ وہ مطلوبہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیٹی ہے۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)
۵ کادیانی کے نوردین نے لاہور میں سب کے روبرو کہہ دیا کہ اگر تابع شرع محمدی کوئی شخص نبی کہلائے تو کوئی بعید نہیں۔
۶ کہتا ہے (ازالہ اوہام ص۱۶۲، خزائن ج۳ ص۱۸۱) ''حکم ست ز آسماں بزمیں میرسانمش'' اور (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰) میں اپنی وحی کو انبیاء کی وحی کی طرح دخل شیطان سے منزہ لکھا ہے۔

اکنوں بگو رسالت حق چیست غیر زیں — ایں ست کفر تو بخدا سخت[1] کافری
''من نیستم رسول'' چرا بر زبان تست — با ادعائے خویش مکن جنگ زرگری
خود گفتہ کہ احمدم[2] وکردہ بہرمن — عیسیٰؑ مبشراً برسول مبشری
شک نیست اندریں کہ بگفتند اہل علم — دجال را بدعوی و اخلاق مظہری
یک جانب آدمؑ ست دگر سو محمدؐ ست — کافر شدی ز ختم نبوت بہ منکری
فاروق گرچہ بود محدث نبی نہ بود — مکار قادیاں تو نبی باشی و[3]جری
اخذ[4] یمین وقطع وتین ست بہر تو — بے رونقی سلسلہائے مزوّری
لیکن باصطلاح شمانامش ابتلاست — آخسر شوی بمحشر و امروز خاسری
ایمن مشو بمہلت قہار ذوالجلال — زیر[5] یمدھم بوداغلال مدبری
املی لھم[6] برائے تسلی مصطفیٰؐ ست — کیدی متین بمکراوگشتہ منذری
جبار سخت گیرد اگر دیر گیردت — زنہار بے خبر ز عملہاش نشمری

۱ ''گرکفرایں بود بخدا سخت کافرم'' (ازالہ اوہام ص۱۷۶، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

۲ دیکھو(ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳) اپنے حق میں الہام لکھا ہے: ''اس آنے والے کا نام جواحمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اوراحمد جمالی۔احمداورعیسیٰ علیہ السلام اپنے جمالی معنوں کے روسے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے:''ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ''مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال وجمال ہیں لیکن آخری زمانے میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جواپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔''

۳ (براہین احمدیہ ص۵۰۴، خزائن ج۱ ص۶۰۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) اپنے حق میں الہام لکھا ہے:''جری اللہ فی حلل الانبیاء ''نبیوں کے لباس میں اللہ کا جری یعنی رسول مشتق ازجرد۔

۴ ایک چیلہ کہتا ہے کہ اگر کادیانی جھوٹا ہوتا تو خداتعالیٰ اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کراس کی رگ جاں کاٹ ڈالتا۔مسلمانوں کوکیافریب دیا ہے کیاوہ نہیں جانتے سزا کاملنافی الفورضروری نہیں اس کی مثالیں بہت ہیں۔

۵ ''ویمدھم فی طغیانھم یعمھون ''(بقرہ:۱۵) خداتعالیٰ منافقوں کوان کی سرکشی میں بڑھاتا ہے وہ بھٹکے رہتے ہیں۔

۶ ''واملی لھم ان کیدی متین ''(الاعراف:۱۸۳) خداتعالیٰ منکروں کوڈھیل دیتا ہے بیشک اس کی حکمت وتدبیر پختہ ہے۔

از اَنّـمـا[1] یـؤخـرھـم عبرتی بگیر | قولت بحشر تا نشود ربّ اخّر
اینک ببیں عجب کہ مثیل مسیح شد | آنکس کہ از مرض بودش ضعف ولاغری
خوش گفتہ اند نکتہ شناسان سابقین | او خویشتن گم ست کند با کہ رہبری
سالم بود اگرچہ ترا چشم ظاہری | ز احوال خویش ضد مسیحائے احمری
شاگرد[2] خاص گشتہ بیکپا معاونت | کز حلیۂ تو دور کند نقص اعوری
بہر کتاب ملہم و مامور[3] بودہ | امروز منحرف ز خداوند آمری
خود قائل نزول مسیحی بآں کتاب | بر رد امر آمرت اکنوں مشمّری
ھـل من مزید برلب وہضم ست دہ ہزار[4] | با ایں ہمہ بماند کتابت بابتری
کرم ہوا نمود زبوں میوۂ ترا | از باغباں[5] بترس اگر شاخ مثمری
اندیشہ تباہی باغ از وجود تست | تو موجب زبوں شدن شاخ دیگری
اسلام[6] زندہ گردد اگر فدیہ اش شوی | قول تو صادق آید اگر زود بگذری
انـا نـعـوذ منک ومن شرّ ما خلق | بـالـخالق العزیز علی الکل قادر
سیف وعصائے موسیٰ ست خامہ ام | بر روئے صفحہ قاتل دجال وسامری
سعدی باین فتن بکتاب وسنن گرائے | بر رد اہل بدع چو خواہی مظفری
از سوز ما رد فتنہ دجال ورنج قبر | وز درد مرگ وزیست بحق خواہ یاوری

۱ (سورہ ابراہیم:۴۲) ظالموں کے اعمال سے خدا کو غافل نہ سمجھوان کو آخری دن کے لئے چھوڑ رکھا ہے...... ہر ظالم قیامت کو کہے گا اے رب مہلت دے۔

۲ خدا کی قدرت دیکھو شاگرد خاص بھی میاں عبدالکریم مدرس سیالکوٹی اعور واعرج ملا ہے۔

۳ دیکھو (اشتہار ملحق بسرمہ چشمہ آریہ، خزائن ج۲ص۳۱۹) ''براہین الہام وامر الٰہی سے لکھی گئی ہے۔''

۴ (فتح اسلام ص۴۹، خزائن ج۳ص۲۹) ''روپیہ بھی شاید قریب دس ہزار کے آیا ہوگا۔''

۵ ''اے آں کہ سوئے من بدویدے بصد تبر، از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم''
(ازالہ اوہام ص۱۶۲، خزائن ج۳ص۱۸۱)

۶ (فتح اسلام ص۱۶، خزائن ج۳ص۱۰) ''اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔''

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نظم ہدایت معانی

مسمی بہ

اظہار فریب کادیانی

حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار فریب کادیانیست کان زیر نشان اسمانیست

اے کذاب فروش قادیانی داری چہ نشان آسمانی
بیمار و ضعیف آن چنانی استادہ شدنی نمیتوانی
شورے فگنی باشتہارات روپوش بوقت امتحانی
ایں حیلہ و فن کہ نو بنوہست در کوشش رونق دکانی
مثل پرپشۂ تو اے ہیچ زینگو نہ ملاف لن ترانی
با صوفی ما مقابلہ کن یا توبہ بکن ز بدگمانی
آں صوفی[1] حق نما ست موجود مگر یز برنگ زعفرانی
دیدم کریم بخش فرتوت خواندیم قصیدۂ کہ خوانی
آں پیر نہ لائق شہادت و ایں شعر نہ آں چنانکہ دانی
ما صورت[2] وسیرت تو دیدم برعکس شہ پیغمبرانی
آں ہانسوی الف احمد[3] خواندہ زاں طالب نام خود چسانی

[1] اب نشان آسمانی یہ دکھایا کہ ایک پیر فرتوت مسمی کریم بخش جمال پوری (لدھیانہ سے ۳میل ایک گاؤں ہے) کی شہادت اور ایک قصیدہ موسوم بہ نعمتا صد ہانسوی کو پیش کیا ہے اور اپنے دعوے سے بھاگتا ہے اور زرد رو ہوا جاتا ہے۔

[2] اس قصیدے میں ایک مصرع ہے ’’صورت وسیرتش چو پیغمبر‘‘ جنہوں نے میرزا کو ایک نظر بھی دیکھا ہے گو سیرت سے ناواقف ہوں گے لیکن صورت دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ مصرع قاطع بیخ قادیانی ہے اور سیرت کا تو کیا ذکر۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

[3] اس قصیدے میں شعر لکھا ہے:

الف و حا میم ودال میخوانم نام آں نامدار می بینم

یہاں الف کا لفظ بسکون لام بمعنی ہزار ہے۔ ابجد کا پہلا حرف نہیں ہے۔ اس کا نام بکسر لام ہے۔ شعر کے صحیح معنی یہ ہیں کہ ہزار ح م د پڑھتا ہوں کیوں کہ اس نامدار کا نام (روشن) دیکھتا ہوں۔ الف کے آگے واؤ کاتب کی غلطی ہے اس واؤ کے سبب سے الف ابجد سمجھنا سراسر خطا ہے۔ کیا نعمت اللہ ولی ملہم کو الف بھی صحیح بولنا نہ آتا تھا۔ اس شعر سے لفظ احمد نکال کر اس کو اپنا نام بنانا اور اپنے نام میں سے لفظ غلام کاٹ کر خود احمد بن جانا کیسی بغاوت اور مجددی ہے۔ اپنے (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰) میں غلام احمد قادیانی اپنا نام لکھ کر ۱۳۰۰ اعدد نکالے ہیں کہ یہ میری مجددی کا سال ہے اور اس نام کا آدمی اس وقت دنیا میں نہیں ہے۔

واں ہم بمغالطہ کہ احمد نامت نبود غلام آنی
آں واو غلط نوشت کاتب ملہم نہ کند غلط لسانی
و ایں الف بکسر لام خواندن شد بہر تو کسر ناگہانی
یک[۱] جہل قصیدۂ تو بنمود گویا ست نشاں بہ جہل ثانی
از عمر[۲] وپسر کہ مژدہ گیری وزدیست بجائے پاسبانی
پر گشت دلت چو دیدی آں نظم حرص تو گرفت نوجوانی
خواندی بہوائے خویش الہام گشتی بفساد خویش بانی
بگذشت چو چند سال بروے امروز ازاں سخن برانی
نادم نشدی بمرگ فرزند از مرگ خودت چہ غم ستانی
زاں جا کہ تو دانی از پس مرگ کے طعن کسے کند گرانی
عمرت چو مقدر ست ہشتاد امروز چرا بخوف جانی

۱؎ ایک قصیدہ جو ازالہ میں بقلم جلی چھپا ہوا ہے اس میں کادیانی کی الہامی شاعری خوب ظاہر ہو چکی ہے۔اب اس نشان آسمانی میں الہامی شعر خوانی نے اک اور جہالت دکھائی۔

۲؎ کادیانی نے جب نعمت اللہ کا قصیدہ دیکھا تو منہ میں پانی بھر آیا۔بجائے اس کے کہ کوئی بات حفاظت دین کی نکالتا خود چوری کی، جھٹ اپنا نام احمد اور عمر ۸۰ سال اور ایک فرزند گرامی **مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء** کی آمد بذریعہ الہام شائع کیا۔جب ایک حمل خطا جاکر دوسرے حمل میں بیٹا ہوا تو ایک پرچہ موسوم بہ خوشخبری میں بڑے زور شور سے مژدہ سنایا کہ یہ وہ موعود پسر ہے جس کی نسبت میں نے پیش گوئی کی تھی۔دیکھو اشعار آئندہ۔اگر ۸۰ سال عمر ہو بھی جائے تو کیا بڑی بات ہے۔ایسی باتیں بہت لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔اتفاقاً بعض درست بھی نکل آتی ہیں۔ایک شخص مسمی بہ فضل ماموں کا وزیر علم نجوم میں بہت بڑا ماہر تھا۔اس نے اپنی نسبت لکھ رکھا تھا کہ وہ اڑتالیس برس زندہ رہے گا پھر آگ اور پانی کے درمیان قتل ہوگا۔چنانچہ وہ اسی عمر میں حمام کے اندر مارا گیا اور یہ پیش گوئی پورے طور سے صحیح نکلی۔(المامون اور تاریخ ابن خلقان) اور اگر کادیانی ۸۰ سال سے پہلے ہلاک ہو جائے تو مردے کی ٹانگ کون پکڑے گا۔’’چنانچہ ایسے ہوا کہ مرزا اسّی (۸۰) سال کی بجائے ۶۸، ۶۹ سال کی عمر میں مرکر مردود ہوا اور اس کی پیش گوئی گزشتہ ہوئی۔اس لئے کہ ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء میں باقرار خود پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ء میں مرکر خود اپنے کذب پر مہر کر گیا۔‘‘ (فقیر مرتب)

حاضر نشوی بجمعے گاہ — ترسندہ چو زاغ از کمانی
چوں شد پسرک بخانہ پیدا — در خوشخبری گہر فشانی
اللہ[1] سے اطلاع پا کر — میں نے جو یہ کی تھی ترجمانی
گر اب کے پسر نہ ہو تو بے شک — خالی نہ رہے گا بار ثانی
مسعود پسر ہوا وہ پیدا — اللہ کی ہے یہ مہربانی
کچھ آریہ ایک مدت حمل[2] — سن کر کرتے تھے بد زبانی
ملہم جو بیان کرے وہ ہیں ٹھیک — اپنے الہام کے معانی
تصنیف کو سمجھے گا مصنف — یہ بات ہر ایک نے ہے مانی
بیٹے کی صفات ہیں یہ مرقوم — اک طول طویل ہے کہانی
وہ سخت ذہین فہیم ہو گا — پائے گا علوم دو جہانی
سایہ ہے خدا کا اس کے سر پر — پھر نشو و نما ہے جلد پانی
پائے گا زمین میں خوب شہرت — سب میں برکت ہے اس سے آنی
نور آتا ہے نور جس پہ حق نے — چھڑکی ہے رضا کی عطر دانی
اک سال ہی رہ کے چل دیا وہ — دنیا ہے عجب سرائے فانی
اے حضرت اقدس اب کہاں ہے — وہ آپ کے صدق کی نشانی
اس ایک نشان کو پہلے رو لو — سب چھوڑو نئی یہ نوحہ خوانی
مصرع دم نوحہ کیجئے ترمیم — ایں بود نشان آسمانی
یہ نوحہ سنا کے سب سے کہئے — مثلش بنما اگر توانی
گر خوف خدا ہو دل میں کچھ بھی — بگڑی ہوئی چاہئے بنانی
توبہ کرو اب بھی باز آؤ — اچھی نہیں بات یوں بڑھانی
حق بات کو سن لو گوش دل سے — سعدی کو وہ آتی ہے سنانی

[1] اشعار آئندہ میں الفاظ زیر خط بعینہ الفاظ اشتہار مرزا میں باقی لفظ بضرورت شعری ترجمہ کئے گئے ہیں لیکن اصل مضمون میں فرق نہیں۔

[2] پہلے حمل میں جو لڑکی ہوگئی تو اپنے الہام کی تاویل کر کے بتایا کہ ’’ہمارا مطلب یہ نہ تھا کہ پہلی دفعہ لڑکا ہوگا۔ ملہم اپنے الہام کے معنی اور مصنف اپنی تصنیف کا مطلب خود اچھا جانتا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۹۷ تا ۱۰۳)

نصیحت

یہ سلاسل اور گدائی آپ کی — واہ مرزا میرزائی آپ کی
ظاہر اوہ شور و نیچری — اور دل میں یوں صفائی آپ کی
دست بوسی[1] کے بہانے ہیں تمام — یہ بصورت ہاتھا پائی آپ کی
کیا یہی وحی اور یہی الہام تھا — کیا یہی تھی رہنمائی آپ کی
نیچری کے پیچھے آخر لگ چلے — کھل گئی سب بے نوائی آپ کی
یا تو وہ اخبار بد کی دھمکیاں — یا وہیں اب جبہہ سائی آپ کی
ہے ہوائے نفس طبع سراج — ڈھل گئی سب روشنائی آپ کی
ادّعائی اشتہاروں نے جناب — دیکھئے کیا خاک اڑائی آپ کی
لدھیانہ میں بخوبی کھل گئی — کج ادائی بے وفائی آپ کی
بحث کے جلسوں میں سب کے سامنے — ہو گئی علم آزمائی آپ کی
لی کتاب شیعہ سے آخر مدد — واہ وابیدست وپائی آپ کی
یاں سے مجبوراً آگئے دلی کو آپ — اور بھی جب شامت آئی آپ کی
حضرت دلی کے کیا کہنے ہیں واہ — کیسی عمدہ گت بنائی آپ کی
سیل تکفیر آیا کیسا برمحل — بہہ گئی کچی چنائی آپ کی
آپ کا حسن براہیں دیکھ کر — چاہتے تھے سب بھلائی آپ کی
عالموں کو کیا خبر تھی ایک دن — حبط ہوگی یوں کمائی آپ کی
آپ عیسیٰ کو چڑھائیں گے صلیب — ہوگی ان پر یوں چڑھائی آپ کی
مدعی ہوں گے نبوت کے جناب — ہوگی یاں تک خود ستائی آپ کی
بگڑے گی نیت پھر ابنیت پہ بھی — واہ شان کبریائی آپ کی
دیں سے مرتد ہوگے یوں بھاگیں گے آپ — کفر تک ہو گی رسائی آپ کی

۱؎ کادیانی نے (جب لدھیانہ میں تھا) خواب میں سید احمد نیچری سے ملاقات کی تو اس نے اس کے ہاتھ چوم لئے کہ (واہ چیلے گرو نکلا)

تنگ آکر دست اہل علم سے
دے گا شیطان بھی دہائی آپ کی
کفر کی سب منزلیں طے ہوگئیں
حق نے کیا قربت بڑھائی آپ کی
صوفیوں سے رات دن پرخاش ہے
عالموں سے ہے لڑائی آپ کی
رد اقوال پیمبر کے لئے
زنگ کیا تجدید لائی آپ کی
انبیاء کو بھی بنایا مزمرسٹ
پہنچی اس حد تک ڈھٹائی آپ کی
کچھ دکھاؤ دیکھ لیں ہم بھی اگر
ٹانگ اٹھاتی ہو تپائی[۱] آپ کی
مذہب اسلام کی بنیاد میں
لگ رہی ہے کیوں کھدائی آپ کی
مولوی[۲] زانو سے ڈھانپیں ناف تک
کیوں طبیعت ضد پہ آئی آپ کی
لگ گئے حضرت لنگوٹا باندھنے
خوب حامد نے سنائی آپ کی
عشق زن[۳] میں ترک فرزندان وزن
ہے یہ زہد وپارسائی آپ کی
زوجۂ کہنہ کو کیوں دے دی طلاق
اس نے کیا بچھیا چرائی آپ کی
کیا ضرورت اے مریض دائمی
وہ کرا دے کد خدائی آپ کی
ہے یہی تجدید اسلامی کہ ہو
نصرت دیں ژاژ خائی آپ کی
لکھ کے نورالدین نے عہد نشان[۴]
شمع شہرت بھی بجھائی آپ کی
ناصح مشفق ہے سعدی آپ کا
اس سے بے جا ہے رکھائی آپ کی

رباعی

ثابت قدمی سے چل شریعت کی راہ
بیعت کی دوکانوں پہ دلا کر نہ نگاہ
دجال مجددی کا رکھتے ہیں بھیس
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۱؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۵، خزائن ج۳ ص۲۵۶ بقیہ حاشیہ) میں مسمریزم والوں کی تپائی کو بمقابلہ معجزات عیسوی پیش کیا ہے۔

۲؎ مرزا کا چیلا ’’دعوت دہلی‘‘ کے اخیر میں کہتا ہے کہ مولوی صاحب لنگوٹا باندھنے یعنی مرزا تو لنگوٹا باندھے کھڑا ہے تم بھی تیار ہو۔

۴؎ نوردین کادیانی نے جموں میں ڈاکٹر جگن ناتھ سے وعدہ نشان نمائی کیا۔ جب مرزا کو بلایا گیا تو صاف ٹال گیا جس سے عام پر کھل گیا کہ محض مبارزیاں نشان وشان کوئی نہیں۔

رباعی

ہوتے ہوئے آگ ہم نے پانی دیکھا　　پیری میں بھی نشۂ جوانی دیکھا
تجدید کا جو بہانہ کرکے آخر　　بن جائے نبی وہ قادیانی دیکھا

رباعی

ابنیت حق ترا مقام اے بے پیر　　کرتی ہے بطور استعارہ تعبیر
کہتے نہیں ترسا بھی تو صلبی بیٹا　　کس جرم پہ کی خدا نے ان کی تکفیر

رباعی

مانے جو حدیث کو نہ بعد از قرآن　　قرآن سے جب تک نہ ملے کوئی نشان
کاٹے نہ شوارب وزہار وختنہ　　تغیر ہے خلق میں بحکم شیطان

رباعی

تفسیر سر علی گڑھی ہے مرزا　　جو تیری زباں پر چڑھی ہے مرزا
عیسیٰ کی اماتت اور سولی دینا　　برسوں کی سڑی ہوئی کڑھی ہے مرزا

رباعی

مت بھول یہ نیچری کا احسان مرزا　　تحریر ہے اس کی تیرا سامان مرزا
سب سیکھ کے اس سے کہہ نہ بے دیں اس کو　　مت[۱] توڑ نمک کھا کے نمکداں مرزا

رباعی

یوں کرتا ہے سید یگانہ افسوس　　برسوں مرا چومے آستانہ افسوس
مجھ[۲] سے ہے تو علم تیر سیکھے مرزا　　مجھ کو ہی بنائے پھر نشانہ افسوس

۱؎ یہ مضمون جالندھر کے ایک جلسے میں مرزا کے سامنے سرسید کے ایک معتقد نے عمدہ طور سے ادا کیا تھا۔

۲؎ سرسید کا علم تیر احادیث نبی وا کابر سلف کی تضحیک اور طعن وتشنیع ہے جس میں کادیانی نے سب کے ساتھ اس کو بھی نشانہ بنایا ہے۔

رباعی

کہتے ہیں یہ بعض کادیانی کے غلام ہے کفر اولیاء پہ لگتا الزام
اندھو! جو یہی ہے اولیا کی پہچان دجال کی پھر کیا ہے ولایت میں کلام

رباعی

الہام نئے نئے یہ پڑھتا دیکھو دعوائے نبوت[1] اس کا بڑھتا دیکھو
جب ریل کا لے ٹکٹ مسیح کاذب دجال گدھے[2] پہ اپنے چڑھتا دیکھو

رباعی

قرآن میں ہیں دو لفظ نبی اور رسول یہ لفظ محدث ہے کہاں سے منقول
کیوں تجھ کو روایت بخاری سے اب قرآن پہ یہ زیادتی ہے مقبول

خطا با صواب لا جواب بعون اللہ الملک الوہاب

اے او قادیانی ڈر خدا سے ذرا کر شرم ختم الانبیاء سے
مسلمانی کا دعویٰ اور یہ بہتان یہ ابنیت ہے کیا اے نا مسلماں
نبوت اور تحدیث ایک کردی مسیحائی ہوئی چہرے کی زردی
تجھے اشعار ہیں الہام ہوتے یہ ہیں کب انبیاء کے کام ہوتے
مرے یہ نظم پڑھ انصاف سے تو مقدر میں ہدایت ہو تو لے تو
وگرنہ لکھ جواب اس کے مطابق دکھا اثبات دعویٰ ہائے سابق
جو تیری نظم الہامی ہو لا اب نشان آسمانی کچھ دکھا اب
رباعی وقصائد ہوں جو الہام جواب نظم میں تو ان سے لے کام
مگر کچھ جھوٹ بیہودہ نہ کہنا کہے دیتے ہیں ہم ہشیار رہنا

۱؎ دجالوں کی بڑی نشانی اڈّعائے نبوت ہے۔

۲؎ (ازالہ اوہام ص۱۴۶، خزائن ج۳ ص۱۷۴) ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے۔

رباعی

سعدی یہ دعا مانگ تو ہر شام وپگاہ یا رب مجھے دے تمام فتنوں سے پناہ
رکھ ورد زباں بصدق دل بہراماں لا حول ولا قوۃ الا باللہ

آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین

الراقم محمد سعداللہ عفااللہ عنہ مدرس میونسپل بورڈ ہائی سکول لدھیانہ

۲۵/رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

اشعار[1] من القصیدۃ النونیۃ للحافظ الامام ابن القیمؒ

(۱) یامن یرید نجاتہ یوم الحساب من الحجیم وموقد النیران
(۲) اتبع رسول اللہ فی الاقوال والاعمال لا تخرج عن القرآن
(۳) وخذ الصحیحین الذین ھما لعقائدالدین والایمان واسطتان
(۴) واقرأ ھما بعد التجرد من ھوی وتعصب وحمیۃ الشیطان
(۵) واجعل ھما حکماً ولاتحکم علی ما فیھما اصلاً بقول فلان
(۶) قدر رسول اللہ عندک وحدہ والقول منہ الیک ذوتبیان
(۷) قدر مقالات العباد جمیعھم عدماً وراجع مطلع الایمان
(۸) واجعل جلوسک بین صحب محمد وتلق معھم عنہ بالاحسان

[1] امام ممدوح آٹھویں صدی میں تھا حمایت سنت واسلام میں قصیدہ نونیہ لکھا جس میں فرق باطلہ کا خوب رد کیا ہے۔ یہ اشعار منکران حدیث نبوی کی تنبیہ کے لئے ہیں خصوصاً فرقہ قرامطہ جو آج کل نیچری کے نام سے مشہور ہیں مسیح کادیانی بھی انہیں میں سے ایک ہے اس کے اکثر مرید وہی ہیں جو نیچری تھے کادیانی کی محض کیا دی ہے کہ بظاہر سید احمد خان پر حجتیں تمام کرتا ہے:

کس نیارخت علم تیراز من کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

امام موصوف صحیحین کو کس محبت وتعظیم سے یاد کرتا ہے اور اس کادیانی پر ان کی حدیثیں سن کر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ دیکھو مباحثہ لدھیانہ کادیانی کا وہ چیلہ خوب غور کرے جو ابن تیمیہ وابن قیم کی تصنیفات کی ترغیب دلاتا ہے۔ (قول الجمیل ص۲۲)

(۹)افليس فى هذا بلاغ مسافر يـنـبـغـى الالٰـه وجنة الحيـوان
(۱۰) فالرب ربٌ واحد وكتابه حـقٌ وفهـم الـحـق منـه دان
(۱۱)ورسوله قد اوضح الحق المبين بـغـايـة الايضـاح والتبيـان
(۱۲)ما ثم اوضح من عبارته فلا يـحـتـاج سـامـعـهـا الى تبيان
(۱۳) والنصح منه فوق كل نصيحة الـعـلـم مـأخـوذ مـن الـرحـمـن
(۱۴)والله ثم رسولـه قـد بيّـنـا طـرق الهـدى فى غـاية التبيـان
(۱۵)فلايّ شئ اعرضها عنه ولم نسـمـه فـى اثـر ولا قـرآن
(۱۶)لكن اتنا بعد خير قروننا فظهور احداث من الشيطان
(۱۷)وعلى لسان الجهم جاء وحزبه مـن كـل صـحـاب بدعة حيران
(۱۸)ولذلک اشتد النكير عليهم مـن سـائـر الـعـلـمـاء فى البلدان
(۱۹)صاحوا بهم من كل قطن بل رموا فـى اثـرهـم بشواقب الشهبان
(۲۰)يا من يريد تجارة تنجيه من غـضـب الالٰـه ومـوقـد النيـران
(۲۱)وتفيده الارباح بالجنات والحور الحسان ورؤية الرحمن
(۲۲)فى جنة طابت ودام نعيمها مـا لـلـفـنـاء عـلـيـه من سلطان
(۲۳)هيئ لها ثمنا تباع بمثله لا تشـرى بـالـزيف مـن اثـمـان
(۲۴)نـقـداً عـلـيـه سكة نبوية ضـرب الـمـدينة اشرف البلدان
(۲۵)اظننت يا مغرور بايعها الذى يـرضـى بـنـقد ضرب جنكسخان
(۲۶)منتک والله المحال النفس ان طـمـعـت بـذاو خدعت الشيطان
(۲۷)يا ايها الرجل المريد نجاته اسـمـع مـقـالـة نـاصـح مـعـوان
(۲۸) كن فى اموركـ كلها متمسكاً بـالـوحـى لا بزخارف الهذيـان
(۲۹)وانصر كتاب الله والسنن التى جـاء ت عـن الـمبعوث بالفرقان
(۳۰)وانظر الى الاقدار جارية بما قـد شـاء من غيٍ ومـن ايمـان
(۳۱)واجعل لقلبک مقلتين كلاهما بـالـحـق فى ذا الـخـلق ناظرتان
(۳۲)وانظرا بعين الحكم وارحمهم بها اذ لا تـرد مشيـئة الـديـان
(۳۳)وا نظر بعين الامر واحملهم على احـكـامـه فهـمـا اذا نـظـران

(۳۴)واجعل لوجهک مقنتين كلاهما — من خشية الرحمن باكيتان
(۳۵)لو شاء ربک کنت ايضاً مثلهم — فالقلب بين اصابع الرحمن
(۳۶)واحذ كمائن نفسک اللاتی متی — خرجت عليک کسرت کسرمهان
(۳۷)فاذاانتصرت لها فانت لمن بغی — طفئی الدخان بموقد النيران
(۳۸)والله اخبر وهو اصدق قائل — ان ليس ينصر عبده بامان
(۳۹)من يعمل السوء سيجزی مثلها — او يعمل الحسنی يفز بجنان
(۴۰)هذی وصية ناصح ولنفسه — وصّی وبعد لسائر الاخوان

۱...... اے شخص جو حساب کے دن ودوزخ اور جلتی آگ کی جگہ سے اپنی نجات چاہتا ہے۔
۲...... اقوال واعمال میں رسول اللہ کا تابع رہ قرآن سے باہر نہ نکل۔
۳...... اور دو صحیح کتابوں کو (صحیح بخاری ومسلم) پکڑ لے جو دونوں دین اور ایمان کی مضبوطی کے ذریعے ہیں۔
۴...... اورانہیں ہوائے نفس اور تعصب اور شیطانی خیالات سے الگ ہوکر پڑھ۔
۵...... اوردونوں کو حاکم بنا اوران کے حکموں پر ہرگز کسی کے قول کو حاکم نہ سمجھ۔
۶...... اپنے نزدیک صرف رسول اللہ کی قدر کر اور بات بھی آں جناب کی طرف سے تیرے پاس واضح واضح ہے۔
۷...... اورسب لوگوں کی باتوں کو نیست سمجھ اور ایمان کی جائے طلوع کی طرف رجوع کر۔
۸...... اوراپنی مجلس محمد ﷺ کے ساتھیوں میں بنا اوران کے ساتھ آنجناب سے بخلوص دل علم سیکھ۔
۹...... سو کیا اس مجلس میں اس مسافر کی منزل مقصود نہیں؟ جو آپ کو اور ہمیشہ کی زندگی کے باغ کو چاہتا ہے۔
۱۰...... پس وہ رب ایک ہی ہے اوراس کی کتاب حق ہے اوردرست سمجھ اس کے قریب ہے۔
۱۱...... اوراس کے رسول نے حق مبین کو اور بھی نہایت درجہ تک واضح کردیا ہے۔
۱۲...... اس کی عبارت[۱] کے سامنے اس سے زیادہ کوئی واضح نہیں۔ اس لئے اس کا سننے والا کسی کے سمجھانے کا محتاج نہیں رہتا۔

[۱] کادیانی کے مجازات واستعارات سب مردود ہوگئے۔

۱۳...... اور اس کی نصیحت سب نصیحتوں سے بڑھ کر ہے اور اس کا علم رحمٰن سے سیکھا ہوا ہے۔
۱۴...... اللہ پھر اس کا رسول ہدایت کے طریقوں کو خوب طور پر واضح کر چکے ہیں۔
۱۵...... انہوں نے کس لئے اس کا اظہار نہ کیا اور ہم نے نہ کسی حدیث میں سنا نہ کہیں قرآن میں دیکھا[۱]۔ (نزول مثیل قادیانی ومرگ مسیح ابن مریم اور آپ کا سولی پر چڑھنا، یوسف نجار کا بیٹا ہونا، معجزات کا عمل الترب کہنا، لیلۃ القدر سے ایک زمانہ جاہلیت مراد لینا وغیرہ۔
۱۶...... لیکن ہم کو یہ باتیں ہمارے خیر القرون کے بعد ملی ہیں پس ایسی نئی باتوں کا ظہور شیطان کی طرف سے ہے۔
۱۷...... ایسی باتیں جہم کی زبان پر جاری ہوتی ہیں یا اس کے گروہ سرگشتہ بدعتیوں (جیسے آج کل کے نیچری) نے کہی ہیں۔
۱۸...... اور اسی لئے تمام شہروں کے عالموں کی طرف سے انکار (اور تکفیر) کے شعلے برسے۔
۱۹...... ہر طرف سے ان پر شور مچ گیا بلکہ ان کے پیچھے شہاب ثاقب پھینکے گئے (جیسے نیچریوں قادیانیوں پر ہر طرف سے انکار اور تکفیر کے شعلے برسے)
۲۰...... اے شخص جو ایسی تجارت چاہتا ہے کہ تجھے اللہ کے غضب اور جلتی آگ سے نجات دے۔
۲۱،۲۲...... اور اس بہشت میں (جو پاک اور لازوال ہے جس کی نعمتوں پر فنا کا دخل ہی نہیں) باغیچوں اور خوبصورت حوروں اور دیدار الٰہی کی منفعتیں فائدہ دیں۔
۲۳...... اس بہشت کے لئے ایسا مال تیار کر جس کے عوض میں وہ بکتا ہے (یاد رکھ) وہ کھوٹی قیمت سے نہیں خریدا جا سکتا۔
۲۴...... اس کے لئے ایسا نقد تیار کر جس پر نبوی سکہ لگا ہے جو شہروں میں سے اشرف شہر مدینہ کی ضرب ہے (یعنی وہ کام کر جس کو رسول اللہ ﷺ نے صحیح قرار دیا ہے)

[۱] اگرچہ زمانہ امام موصوف میں ان باتوں کے قائل پیدا نہ ہوئے تھے اس کو مجملاً ایک پیش گوئی سمجھو صرف ایک شخص ابن ہود اس طرح دمشق میں مسیح موعود بنا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے ابن تیمیہ کے مقابلے میں ذلیل کر دیا۔ اب اس کادیانی مسیح کی ذلت کے لئے ابوسعید محمد حسین سلمہ ربہ کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا ہے جس کے قلم وزباں سے مسیح کاذب کی افتراء پردازیاں خوب ظاہر ہوگئیں اور اب ایسا ذلیل ہوا ہے کہ کسی مجمع میں نہیں آ سکتا۔

۲۵...... اے بھکے ہوئے کیا تو نے اس بہشت کے بایع (یعنی خدا تعالیٰ) کو ایسا سمجھا ہے کہ وہ چنگیز خانی ضرب[1] کے مال (بدعات) پر راضی ہو جائے گا۔

۲۶...... اللہ کی قسم ہے تیرے نفس نے یہ طمع کر کے آرزوئے محال تجھ کو لگا دی اور تو نے شیطان کے دھوکے میں آ گیا۔

۲۷...... اے شخص جو اپنی نجات کا ارادہ کرتا ہے خیر خواہ مددگار کی بات سن لے۔

۲۸...... اپنے ہر کام میں وحی کے ساتھ چنگل مار نہ ان بیہودہ باتوں سے جو بظاہر آراستہ دکھائی دیتی ہیں۔

۲۹...... اللہ کی کتاب اور ان سنتوں کی مدد کر جن کو قرآن لے کر آنے والا ہے (اے من فدائے او) لایا ہے۔

۳۰...... اور اللہ کی تقدیروں کو دیکھ جو چل رہی ہیں کہ کسی کو گمراہ اور کسی کو ایماندار چاہا ہے۔

۳۱...... اپنے دل کے لئے ایسی دو آنکھیں حاصل کر کہ دونوں اس مخلوق میں حق سے نظر ڈالنے والی ہوں۔

۳۲...... حکمت کی آنکھ سے دیکھ اور اس سے ان پر رحم کر جب کہ (تو جانتا ہے) اس اللہ دیاّن کی مشیت ٹل نہیں سکتی۔

۳۳...... اور فرماں برداری کی آنکھ سے دیکھ اور ان کی حالتوں کو اللہ کی حکمتیں سمجھ پس یہ دو نظریں ان آنکھوں کے لئے چاہئیں۔

۳۴...... اور اپنے چہرے کے لئے دو آنکھیں ایسی حاصل کر جو اللہ کے خوف سے رونے والی ہیں۔

۳۵...... اگر تیرا رب چاہتا تو بھی ان گمراہوں جیسا ہی ہو جاتا کیوں کہ تیرا دل بھی رحمٰن کی انگلیوں میں ہے۔

۳۶...... اور نفس کی گھاتوں سے بچتا رہ کہ وہاں سے جب وہ تجھ پر چڑھ نکلا پھر تو سخت شکست کھائے گا۔

[1] کادیانی بھی چنگیز خان کی اولاد میں سے ہے گویا چنگیز خانی ضرب کا سکہ ہے۔ امام موصوف کی پیش گوئی کا یہ بھی ایک جز ہے۔ اب چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ہے۔ احادیث صحیحہ کو جو ضرب نبوی ہیں یہ مسیح کاذب اپنے خیالات باطلہ سے رد کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۵۲۹، خزائن ج۳ ص۳۸۴)

۳۷...... سو اگر تو نے نفس کی پیچ کی تو تو ایسا ہے جیسا کوئی آتش کدے میں چاہے کہ دھواں نہ ہو۔ (یعنی تیری امید ثواب غلط ہے)

۳۸...... اللہ نے خبر دے دی ہے (اور وہی سب بات کرنے والوں میں بڑھ کر سچا ہے) کہ وہ اپنے بندے کی جو بے خوف رہے مدد نہیں کرتا۔

۳۹...... جو شخص برے عمل کرے گا ویسا ہی بدلہ پائے گا اور جو نیکی کمائے گا وہ بہشت میں مراد کو پہنچے گا۔

۴۰...... یہ خیرخواہ کی وصیت ہے پہلے اس نے اپنے آپ کو وصیت کی ہے اور پھر اور بھائیوں کو۔

کادیانیوں کی جھوٹی فریاد کی داد

چنداں گریستم کہ بچشم تری نماند ۔۔۔ و ز بہر جسم وصف بجز لاغری نماند
در داکزیں ملاحدۂ نیچری لقب ۔۔۔ یک کس برائے قول نبی مشتری نماند
قرآن یکی بہانہ و اقوال مصطفیٰ ۔۔۔ نزدیک شان بجز سخن سرسری نماند
زیں ہر دور وکنند یکی را بدیگری ۔۔۔ در قلب ہیچ خوف ازاں داد ری نماند
اوتیت مثلہ معہ گفت مصطفیٰ ۔۔۔ شاں را ازاں نصیب بجز کافری نماند
طبعی فلاسفہ ید بیضاست پیش شاں ۔۔۔ گویا کہ دیں بجز صنم سامری نماند
قرآں کہ آمدست بآیات بینات ۔۔۔ از استعارہ بیں کہ بجز شاعری نماند
پیغمبر خدا کہ مفسر برائے اوست ۔۔۔ قولش بجز مجاز و سخن آوری نماند
از قادیاں بدیں نبی رفت آں چناں ۔۔۔ کابلیس را ضرورت غارت گری نماند
اے وائے آں کہ دعویٰ تجدید دیں نمود ۔۔۔ دجال گشت و مقصد وے جز خری نماند
اقصی المرام اوشدہ توہین انبیاء ۔۔۔ تعظیم شان بقلب وے از خودسری نماند
با دعویٰ نبوت وابنیت خدا ۔۔۔ عیسیٰ شد و ز قول نصاریٰ بری نماند
میگفت خود مسیح بیاید بصد جلال ۔۔۔ امروز ژاژ خاست کہ آں ناصری نماند
گوید یہود برسر دارش کشیدہ اند ۔۔۔ ایں رفع بود و آں جسد عنصری نماند
خود راچوں ابن مریم صدیقہ وانمود ۔۔۔ شاید بدل تصور بود بخبری نماند

بے باک تہمت عمل الترب مے نہد | جز لہو وشعبدات بہ پیغمبری نماند
آں نیچری مسیح کہ گفتے منم خلیل | انجامش ایں کہ جز بہ بت آزری نماند
گفتا کز آسمانست نشانے بشیر من | سالے ہم ایں بشارت آں مفتری نماند
اے نیچری بقدرت حق راست کن یقین | زاں پیش کیں ندا شود آں نیچری نماند

رباعی مستزاد

یحییٰ سے یہ بات کاہنوں نے پوچھی[1] | سچ ہم کو بتا
الیاسؑ ہے یا مسیحؑ تو یا وہ نبیؐ | انکار کیا
بولا نہیں یسعیاہ والی ہوں ندا[2] | ''باصاف ہو راہ''
انجیل نے دیکھ کادیانی ڈھا دی | کیا تیری بنا[3]

رباعی

تو جس[4] کی ولایت کا ہے کرتا اقرار | جو آج اسی کی خیر کے ہیں آثار[5]
اس کی اور اس کے دوستوں کی اولاد | ان سے تو کیوں ہے کادیانی بیزار
وقت میخواست کہ حق کلمۂ باطل شکند | مردے ازغیب بروں آید وکارے بکند
مردے ازغیب بروں آمد وکارے بنمود | بہر سنت بقلم باب اشاعت بکشود
شرک وبدعت ہمہ ردگشت کہ خاموش شدند | اہل بدعت بقدم سرزدہ چوں خاک خمود
ہیبت خامہ او دید وقلم زد بزمین | نیچری کو بدل از قدرت حق منکر بود
بہر دجال زماں ایکہ مسیحا نفسی | با نبی پر تو زحق باد تحیات ودرود

۱؎ یوحنا۱/۲۰
۲؎ یسعیاہ۳/۳۰
۳؎ کہ یحییٰ ہی کو مجازاً الیاس (ایلیا) کہا گیا ہے جیسے کادیانی کو عیسیٰ۔
۴؎ حضرت عبداللہ مرحوم غزنوی دیکھو(ازالہ اوہام ص۸۴و۸۵،خزائن ج۳ص۱۴۳،۱۴۴)
۵؎ دیکھو(ازالہ اوہام ص۴۴۸،خزائن ج۳ص۳۳۸)''اولیاء الرحمٰن کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خداتعالیٰ کئی پشتوں تک ان کی اولاد پر خاص طور پر نظر رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔''

آفریں باد کہ دجال نمودی ثابت
کاذبے را کہ بخود گفت مسیح موعود
نعرۂ ایدک اللہ بروح القدس ست
ومبدم بہر دعائے تو ازیں چرخ کبود
ناصر ملت اسلام چنانی کامروز
خطہ ہند مثال تو ندارد موجود
ومنع باطل کنی واجر گراں مایہ آں
یابی از حضرت خالق کہ غفورست ودود
سایہ فضل تو تادیر سلامت بیند
اہل ایماں بسر کویش جو ظل ممدود

کادیانی کا اشتہار بنام مسلمانان ہند دیکھ کر یہ بھی دیکھو

چو اعتراف بآں دہ[1] ہزار خود بکنی
چرا ہنوز عیاں افتقار خود بکنی
بہ مکرو حیلہ مدام اشتہار خود بکنی
تو آں نہ کہ تغافل زکار خود بکنی
بہر زماں بدلت ایں ہوس ہمچو شد
کہ ہر چہ ہست بمردم نثار خود بکنی
ببیں زبان تو کرد اعتراف بو الہوسی
توجہے بدل شرمسار خود بکنی
یا کہ در رہ دیں فرش خار گستردی
چگو نہ خوش دل مار از خار خود بکنی
مرد بہ گلشن دلدادگاں مطیع جعل
چساں بگلشن پاکاں قرار خود بکنی
برو بکوچہ ہشیار پور باش مقیم
کہ خود گزارش عرضی بپار خود بکنی
چنیں ز بہر ہماں غافلہ ہمی سوزی
مگر دلش چو دل ریش زار خود بکنی
ہمائے اوج سعادت ہمیں دلا رام ست
بقطعہ ز زمینش شکار خود بکنی
بہ غم انف تو غیرش بہ برکشید امروز
تو ہم شبے مگر اندر کنار خود بکنی
زخنجر سیـــــــری اللہ[2] کے اماں یابی
اگرچہ خدع ومیمیں را حصار خود بکنی
ز فکر تفرقہ باز آباشتی پرداز
بروز حشر کرا غمگسار خود بکنی
کہ آں زماں نشود آتش جہنم سرد
ز چشم گرچہ رواں آبشار خود بکنی
ز مصطفیٰ است خبر سی کند دجالاں
ازاں میاں تو یکے کاروبار خود بکنی

[1] (فتح اسلام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۲۹)

[2] سورہ توبہ میں مسلمانوں کو حکم ہے منافقوں سے کہہ دو منافقو بہانے نہ بناؤ ہم کب مانتے ہیں اللہ نے تمہاری باتیں ہم پر کھول دیں فسیرا اللہ عملکم ورسولہ۔ اللہ اور اس کا رسول ابھی تمہاری کرتوتیں دیکھ لیں گے۔

غرض ہمیں میت تو آئینہ کمالات
که اندراں ہمہ نقش ونگار خود بکنی

غلام[1] آں کہ شدی خالیش نہ دیں گوئی
مورز کفر کہ ترک وقار خود بکنی

ز نیچری بکرفتی صلیب ومرگ مسیح
مجددانہ بہ آں افتخار خود بکنی

اناالنبی بخوانی اناالمحدث را
بکفر وزندقہ ات پردہ دار خود بکنی

تو منکر از شب قدری بہ فتح اسلامت
عجب معانی تاریک وتار خود بکنی

بہ قادیاں[2] کہ دمشق تو شد یزید توئی
نمی تواں کہ بہ یثرب مزار خود بکنی

تعجبے بہ دلیری ست سعدی را
دروغ گوئی وباز انتصار خود بکنی

رباعی

دشواری ہے دید کے برابر ہو شنید
تحقیق کی ہے تپیّوا میں تاکید

اسلام کا جس کو تھے مجدد سنتے
جب دیکھا تو نکلا نیچری کا وہ مرید

رباعی

اسلام کا عروہ تجھ سے چھوٹا ظالم
وہ سلسلہ بیعتوں کا ٹوٹا ظالم

توہین مسیح تو نے کی جن کے لئے
وہ بھی تجھے کہہ رہے ہیں جھوٹا ظالم

رباعی

یاں جھوٹ کا دخل کیا ہے تہمت کے لئے
سب لفظ ہیں اظہار صداقت کے لئے

بدگوئی و دشنام دہی کہہ نہ اسے
ٹھوکر ہے یہ تیرے خواب غفلت کے لئے

رباعی

پھاڑے ہیں تمام سچ سے تیرے پردے
سچا ہے تو کوئی جھوٹ ثابت کر دے

ہم لیتے ہیں راستی سے خنجر کا کام
مشہور مثل ہے ''بہر کارے مردے''

[1] کادیانی سید احمد خان نیچری کا غلام ہے اس لئے نام غلام احمد ہے۔ سید کا شاگرد تو ہے لیکن کافرنعمت اسی لئے نیچریوں میں بھی بے توقیر ہے۔

[2] قادیان کو دمشق کا مشابہ بنایا ہے گویا یزید خود ہوا۔ مسیح جب ہوا گر قبر بھی مدینے میں ہو۔ سو یہ کہاں اس کا خود بھی منکر ہے۔

(نقل اشتہار کادیانی) متعلق بہ صفحات سابقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراوؑ   محمد عربی کا بروے ہر دوسرا است

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا آیا حق اور بھاگ گیا باطل تحقیق باطل ہے بھاگنے والا۔

خوشخبری

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰؑ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ: ’’اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶؍ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷؍اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمدللہ! علیٰ ذالک۔

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیش گوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جائے۔ سو اب یہ پیش گوئی انہیں منظور کرنی پڑی۔ کیونکہ اس پیش گوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائے ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینے پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں نہ ہوا تو دوسرےؒ حمل میں ضرور ہوگا۔

۱؎ سچ ہے کادیانی کے سر پر خاک مذلت اسی لئے برسی کہ اسی دروازے کی خاک نہ ہوا بلکہ خود ہی وحی نبوت کا مدعی بن گیا جس بیٹے کو حق بنا کر لایا تھا ایک ہی سال میں نقش باطل کی طرح مٹ گیا۔

۲؎ کادیانی کے چیلے اس فقرے پر غور کریں جو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خطائے اجتہادی کی ہے۔ نہیں یہ تو خدا کی اطلاع اور کھلے کھلے بیان کی خطا ہے۔

۳؎ اگرچہ کادیانی نے یہ محض جھوٹ بولا ہے وہ اشتہار دکھائے جس میں لکھا تھا کہ دوسرے حمل میں لڑکا ضرور ہوگا۔ لیکن اس جھوٹ کا وبال دیکھو وہ لڑکا ہی نہ رہا۔

آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ: ''جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا'' حمل موجودہ سے خاص تھا۔ جس سے لڑکی ہوئی۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر وتقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے۔ کیونکہ کسی الہام کے معنی وہ ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خداتعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کردیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیج دیئے تو الہامی عبارت کے وہ معنی قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچادیئے گئے۔ کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنے تصنیف کے کسی عقدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خود سوچ لینا چاہئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بےجا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

اب ہم اصل اشتہار[1] ۸/اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تا ان کو اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیش گوئی کی نسبت کیا دعویٰ کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا۔ المشتہر: خاکسار غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپور ۷/اگست ۱۸۸۷ء'' (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۴۱،۱۴۲)

کچھ سمجھا ہے کادیانی اچھی شے جھوٹ | ہر روز جو چھاپتا ہے پے در پے جھوٹ
دیتا ہے مباہلے کی گیدڑ بھبکی | کیا بھول گیا کہ جھوٹ آخر ہے جھوٹ

[1] جس کا ماحصل یہ ہے کہ دختر والے حمل کے وقت کادیانی نے کہہ دیا تھا کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔

المباھلة

نجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین

جوکاذب کو کہے صاحب صداقت اس پہ لعنت ہو — جو سچے پر لگائے جھوٹ تہمت اس پہ لعنت ہو
کرے جھوٹا جو دعویٰ نبوت[1] اس پہ لعنت ہو — خدا سے جو لکھے اپنی نبوت اس پہ لعنت ہو
بجائے مصطفیٰ احمد جو کاذب آپ بن بیٹھے — کہے میں ہوں وہ عیسیٰ کی بشارت اس پہ لعنت ہو
وہ روح اللہ ابن مریم صدیقہ کبریٰ — جو اس پر آج کل چاہے فضیلت[2] اس پہ لعنت ہو
باذن حق تھے خلق طیر واحیا معجزے ان کے — جسے ان معجزوں سے بھی ہو نفرت[3] اس پہ لعنت ہو
کہے اس پاک کو جو یوسف[4] نجار کا بیٹا — خدا کی اور فرشتوں کی بکثرت اس پہ لعنت ہو
کرے جو افترا[5] پیش نبی وہ ہاتھ پینے کا — کہ تعبیر آپ سمجھتے تھے نہ حضرتؐ اس پہ لعنت ہو
خدا نے خیر امت جس کو فرمایا ہو قرآں میں — کہے جو کور[6] ہے ساری وہ امت اس پہ لعنت ہو
صلیب ابن مریم کی ہے وارد نفی قرآں میں — کرے پھر بھی جو واں معنائے[7] مثبت اس پہ لعنت ہو
ہے سب سے بڑھ کے وہ ظالم کرے جو افترا حق پر — کرے جو شوخ تکذیب رسالت اس پہ لعنت ہو
سخن سعدی کا ہے اے کادیانی یہ کہ جس دل میں — خدا کے اولیا سے ہو عداوت اس پہ لعنت ہو

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین!

حامداً ومصلیاً

خدا تعالیٰ نے انبیاء اس لئے مبعوث فرمائے کہ نجات یا بندوں کو نجات کا طریق دکھاویں اور جو اس قابل نہ ہوں ان پر حجت قائم ہو جائے اور وہ جہنم کا ایندھن بنیں۔ انبیاء

۱؎ (توضیح المرام ص۱۸،۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)
۲؎ (ازالہ اوہام ص۶۴۸، خزائن ج۳ ص۴۵۰)
۳؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۷،۲۵۸ حاشیہ)
۴؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴،۲۵۵ حاشیہ)
۵؎ (ازالہ اوہام ص۴۰۰،۶۸۸، خزائن ج۳ ص۳۰۷ و۴۷۱)
۶؎ (ازالہ اوہام ص۱۴۲، خزائن ج۳ ص۱۷۲)
۷؎ (ازالہ اوہام ص۳۷۸، خزائن ج۳ ص۲۹۴)

نے خداتعالیٰ کے احکام پورے طور پر تبلیغ فرمائے لیکن جب شریر طبع لوگوں نے ضد پر کمر باندھی اور کسی طرح حق کو قبول نہ کیا تو آخر انبیاء سے ان کو یہ جواب ملا کہ اب ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت پر رہا۔ کبھی کبھی انذار کے طور پر دنیا میں بھی بالمقابل کفار پر مصیبت آئی لیکن یہ مصیبت جھوٹوں کی معیار نہ تھی کیونکہ انبیاء اور مومنین پر بھی بعض دفعہ دنیاوی مصائب آتے رہے۔ گوان کے اسباب مختلف تھے۔

غرض دنیا اس معاملے میں فیصلے کی جگہ نہیں ''**ان یوم الفصل کان میقاتا**'' (بے شک فیصلہ کا دن ایک مقرر وقت ہے) جس مقدمے میں متخاصمین کے پاس کوئی شاہد نہ ہو ان کی قسم پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ جھوٹے پر اسی وقت عذاب نازل ہو اور عذاب بھی ایسا جس کو فریقین عذاب تسلیم کرلیں۔ آں حضرتﷺ کے سامنے اگر کوئی جھوٹ بول کر مقدمہ جیت لیتا تو دوزخ کا ایک ٹکڑا اس کے نصیب میں ہوتا۔ ضرور نہ تھا کہ دنیا میں بھی کوئی مصیبت اسی وقت اس پر آتی۔ اگر زوجین میں جھگڑا ہو جائے تو لعان[1] سے ان کا فیصلہ ہے۔ کیونکہ اور کوئی صورت اس میں ہو نہیں سکتی۔

جناب سرور کائناتﷺ کے سامنے جب نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور اس پر ضد کی تو جناب رسالت مآبﷺ کو خدا کا حکم ہوا کہ اب ان سے یوں فیصلہ کرلو کہ فریقین اپنے اپنے کنبے سمیت جھوٹے کے حق میں لعنت کی دعا کریں تاکہ اس کے بعد کبھی جھگڑا نہ ہو اور بیشک اگر اس وقت نصاریٰ جرأت کرتے تو (جیسا کہ آں حضرتﷺ نے خبر دی ہے) روئے زمین پر ایک نصرانی نظر نہ آتا۔ کلھم قطعاً ہلاک ہو جاتے اور ان کے حق میں وہی **یوم الفصل** ہوتا۔ لیکن خداتعالیٰ کو یہاں حسب وعدہ ''**لایزالون مختلفین**'' (لوگ ہمیشہ اختلاف پر ہی رہیں گے) اور ''**لولا سبقت کلمة منا**'' (اگر خدا نے پہلے یہ نہ کہہ دیا ہوتا کہ فیصلہ ایک دن مقرر ہوگا تو فوراً ساتھ کے ساتھ سب فیصلے ہو جایا کرتے) منظور ہی نہ تھا کہ ابھی فیصلہ ہو جائے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی اور اس بددعا کی نوبت ہی نہ آئی۔ یہ ممکن نہ تھا کہ اس بددعا کے بعد ہلاکت دیکھنے پر پھر ان کی توبہ بھی قبول کی جاتی۔

قیامت کی پیشی میں سب کفار توبہ کریں گے لیکن وہاں توبہ کو کون سنتا ہے۔ دنیا میں

[1] اگر مرد اپنی عورت پر زنا کا الزام لگاوے اور عورت منکر ہو تو دونوں جھوٹے پر لعنت کہیں اور ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں اس کو لعان کہتے ہیں۔

فیصلے کے لئے جب بعض اشخاص پر عذاب آ گیا ہے تو اس وقت کی توبہ پر بھی جواب ملا ’’آلان وقد عصیت من قبل ‘‘(جب فرعون نے ڈوبتے وقت اپنا ایمان بیان کیا تو حکم ہوا کہ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے نافرمانی ہی کرتا رہا اب قبول نہیں) اور جو عذاب بصورت انذار آتے تھے کفار نے ان کو معمولی تکلیف سمجھ کر یہی کہہ دیا ’’قد مس اٰباء ناالضراء والسراء ‘‘(ہمارے بڑوں کو بھی رنج وراحت پہنچتی رہی ہے) کیوں کی ویسی تکالیف صالحین پر بھی دیکھی جاتی تھی۔

غرض دنیاوی تکلیف کے مورد خاص کفار ہی نہیں اور نہ صالحین کا نشان ان مصائب سے بچے رہنا ہے بلکہ اکثر صالحین پر ابتلا زیادہ ہوتا ہے۔ جب وہ سچ بات پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ’’اشدالناس بلاءً الانبیاء فالامثل ثم الامثل ‘‘(سب لوگوں سے بڑھ کر بلائیں اٹھانے والے انبیاء ہیں پھر جو ان سے مشابہ ہوں پھر جو ان سے مشابہ ہوں) کبھی ان کو آگ میں جھونک دیتے ہیں۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کسی کو آرے سے چیرا جاتا ہے۔ (حضرت زکریا علیہ السلام) کسی کا مال واولاد سب ہلاک ہو جاتا ہے تمام بدن میں کیڑے پڑ جاتے ہیں، یہاں تک کہ لوگوں میں وہ گناہوں کی شامت سمجھی جاتی ہے۔ (حضرت ایوب علیہ السلام) کوئی نور چشم کی جدائی میں برسوں رونے سے اندھا ہو جاتا ہے لوگ اس کو بہکا ہوا کہتے ہیں۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام) کوئی گھربار سے نکال دیا جاتا ہے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ آخر مکہ چھوڑ کر احد کی لڑائی میں دندان مبارک پتھر سے زخمی ہوئے) کبھی عین مقابلے کے وقت اس کے (جان ودلم فدایش) مبارک دانت پتھروں کا صدمہ اٹھاتے ہیں وغیرہ ذالک!

ہاں! یہ بیشک ’’ان العاقبة للمتقین ‘‘(انجام بیشک پرہیزگاروں ہی کے ہاتھ ہے) اس عاقبت کا ظہور خواہ دنیا میں ہی ہونے لگ جائے یا صرف آخرت پر ہی رہے۔ خاتم الانبیاء ہوکر ’’واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم ‘‘(اللہ کی قسم ہے حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ (دنیا میں) کیا معاملہ ہوگا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا) کہتے ہیں اور کسی کا تو کیا ذکر مؤمنین کو اگر کفار کے مقابلے میں کبھی نقصان بھی پہنچ جائے تو ان کا ایمان اور بڑھتا ہے۔ ایسے نقصان کے خوف سے مومن صادق ارتداد کی طرف مائل ہو کر کبھی ’’[1]خسر الدنیا والآخرة‘‘ کا مصداق نہیں بنتا۔

[1] بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب انہیں کوئی آرام پہنچے تو ایمان پر خاطر جمع سے رہیں اور جب کوئی تکلیف دیکھیں تو جھٹ کفر کی طرف لوٹ جائیں۔ دنیا تو گئی ہی تھی آخرت بھی کھو دی۔

کفار ضرور ٹھٹھے کیا کرتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ جناب خلت مآب ﷺ سے جب کفار جھگڑنے لگے تو آپ نے یہی فرمایا کہ تم میرے ساتھ اللہ کی نسبت جھگڑتے ہو اس نے تو مجھے ہدایت کر دی۔ اب میں تمہارے شریک مانے ہوئے معبودوں سے نہیں ڈرتا کہ وہ میرا کچھ نقصان کر دیں گے۔ مگر میرا رب اگر کوئی چیز چاہے تو اور بات ہے۔ میرے رب کے علم میں سب چیز کی سمائی ہے۔ کیا تم یہ نہیں سمجھتے۔ اس سے خوب واضح ہے کہ بمقابل کفار ہمیشہ ظاہر میں بھی غلبہ پانا اور کوئی نقصان نہ اٹھانا حقیت کے لئے کوئی شرط لازم نہیں۔ بجز انبیاء کسی کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ میں اس وقت ضرور مخالفوں پر غالب رہوں گا اور مخالف ایسے ہلاک ہو کر خرق عادت کے طور پر ان کا ہلاک ہونا ہو۔ یہ دعویٰ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ ضرور عین وقت پر اسی طور پر پورا ہونا ہے جیسا وہ فرماتے ہیں۔

فریبی اور دغاباز مکار ان کی نقل لگا کر دھمکیاں دیتے ہیں۔ اگر کبھی ان کا مخالف کسی مالی یا بدنی نقصان میں مبتلاء ہو جائے تو اپنی بددعا کا اثر کہنے لگتے ہیں اور اپنا سا کفر اس کو قبول کروانے پر مصر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے کہ یہ ان کی بددعا کا ہی اثر ہے اور اگر جھوٹی بشارت شائع کرنے پر اپنا بیٹا بھی مر جاوے اور مخالفوں کے سامنے اپنی ذلت بھی واضح طور پر دیکھ لیں تو اس کو ایک ابتلائے نیک کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور خود اپنی ضد سے باز نہیں آتے اور نہ ان کا مذہب قبول کرتے ہیں۔ مومن دھوکا نہیں کھاتے اور اپنا ایمان کسی حالت میں نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ سخت بیباک کافر بھی ابوجہل کی طرح بظاہر ڈھیٹ ہو کر کبھی ثابت قدمی دکھا دیا کرتے ہیں۔ خواہ آخر میں ذلیل ہو جائیں۔ لیکن اس وقت اسی تمرد میں رہتے ہیں جیسے پہلے تھے۔

مباہلے کے وقت جناب رسالت مآب نے کفار سے کوئی شرط نہ کی تھی یعنی اگر کچھ بد اثر تم پر ظاہر ہو تو تم کو توبہ کرنے پڑے گی یا اگر ہم پر کوئی مصیبت آئی تو ہم تمہاری بات مان لیں گے اور یہ ہو بھی کیونکر سکتا تھا جس کو اپنی بات پر کامل یقین ہو وہ کب کہہ سکتا ہے کہ میں کسی صورت میں اپنے دعویٰ کو جھوٹا بھی سمجھ لوں گا۔ اپنے منہ سے یہ کہنا ہی اس دعویٰ صدق کی توہین ہے۔ کافر مطلق بڑی دلیری سے کہہ دکتا ہے کہ بصورت ناکامی مجھے خدا سے بھی کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ کیونکہ دل میں وہ اس کی بے نیازی بلکہ خود اسی سے منکر ہے۔ علیک توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین!

رباعی

مرتے[1] نہیں اولیائے رحمٰن کبھی | جب تک وہ ادا نہ کرچکیں فرض سبھی
عیسیٰ کا جو نمبر[2] اس میں کم ہے ظالم | ناکام نہ کر انہیں تو جینے دے ابھی

اے کمبخت! اس کے سوا انبیاء کی کوئی اور کارروائی بھی ہے؟

کادیانی! تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار کر اپنے آپ کو مہبط وحی نبوت اور موعود مسیح بن مریم نبی اللہ زعم کرتا ہے اور ہم تجھ کو ان دعاوی میں کذاب سمجھتے ہیں۔ اب اگر کوئی مباہلہ یوں منظور ہو کہ فریقین میں سے جھوٹے پر لعنت خدا، تو اطلاع دے ورنہ بیہودہ مغالطے اور لفاظی چھوڑ دے۔ تاریخ ۱۰/ ذیقعدہ کے بجائے اگر ضرورت ہو بدل لے۔ سعد اللہ عفی عنہ بقلم خود

مؤرخہ ۷/ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ

[1] (ازالہ اوہام ص۴۴۸، خزائن ج۳ ص۳۳۸) میں کہتا ہے: ’’ان (اولیاء الرحمٰن) کو خدا تعالیٰ موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جاوے جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں۔‘‘

[2] (ازالہ اوہام ص۳۱۱، خزائن ج۳ ص۲۵۸ حاشیہ) میں کہتا ہے: ’’ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔‘‘

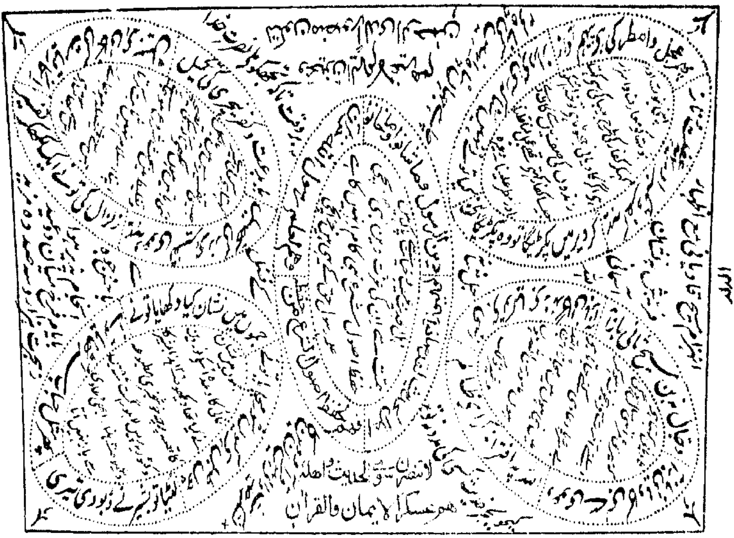

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجام مرزا

حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سعدی لدھیانوی

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

ارے او خود غرض خود کام مرزا — ارے منحوس نافرجام مرزا
غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو — رسول حق باستحکام مرزا
مسیح ومہدیٔ موعود بن کر — بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں بآخر — مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے — ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
تیری تکذیب کی شمس وقمر نے — ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا
ڈبویا قادیان کا نام تو نے — کہیں کیا اے بدو بدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی — جو تھا شیطان کا الہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مرتو — بظاہر اس میں ہے آرام مرزا
بشیر آیا تھا کہ کم کرگیا تھا — تیرا اعزاز اور اکرام مرزا
کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ درگور — دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا
ولیکن تو نہ آیا باز پھر بھی — یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا
نہ کہتا کچھ اگر منہ پھاڑ کر تو — ندامت کا نہ پیتا جام مرزا
گلے میں اب تیرے رسا پڑے گا — سیہ رو ہوگا پیش عام مرزا
سزا بھی کم سے کم اتنی تو ہوگی — کہ ہو جائے تجھے سرسام مرزا
ہے سولی اور پھانسی کارسرکار — رعایا کا نہیں یہ کام مرزا
مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا — بڑا کھلا نبی تام مرزا
کہ اک بھائی ہے مرشد بھنگیوں کا — اور اک ہیجڑوں کا بے اندام مرزا
کہا اسلامیوں نے خلف پاکر — ہے کاذب خارج از اسلام مرزا
تو ہے اک انبیاء کی بال میں سے — سلف کو دے رہا دشنام مرزا
زمین وآسمان قائم ہے اب تک — ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا
براہین سے ٹھگے تو نے مسلماں — کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا
بحمداللہ کہ چھپ کر فتح وتوضیح — کھلے تیرے چھپے اصنام مرزا
در توبہ ہے وا ہو جا مسلمان — یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے

جلسہ ہائے سالانہ کی

روئیدادیں

مندرجہ انجمن تائید الاسلام لاہور

جناب سید عبدالمجید شاہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نمبرشمار	جلسہ	منعقدہ	مرتب
1	تمہید ومقدمہ	محررہ فروری ۲۰۲۳ء	مولانا اللہ وسایا
2	میں اور قادیان سے اقتباس		سید عبدالمجید شاہ بخاری
3	انجمن اسلامیہ قادیان کے پہلے سالانہ جلسہ کی کارروائی مع تقریر	۲۴،۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء	بابو پیر بخش لاہور
4	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی	۱۹،۲۰،۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء	قاضی حبیب اللہ
5	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی	؍؍ ؍؍ ؍؍	منشی مولا بخش کشتہ
6	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء	بابو پیر بخش لاہور
7	انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں مولانا ابراہیم میر کی شرکت	تقریر ۲۰ مارچ	مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی
	تیسرے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی		
8	انجمن اسلامیہ قادیان کے تیسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	مارچ ۱۹۲۲ء	بابو پیر بخش لاہور
9	انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ کی کارروائی	۱۷،۱۸،۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء	بابو پیر بخش لاہور
10	انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	۱۷ مارچ ۱۹۲۳ء	بابو پیر بخش لاہور
11	انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ کی کارروائی	یکم،۲،۳ اپریل ۱۹۲۴ء	قاضی حبیب اللہ
12	انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر		بابو پیر بخش لاہور
	چھٹے سالانہ جلسہ کی کارروائی نہ مل سکی		
13	انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	جون ۱۹۲۵ء	بابو پیر بخش لاہور
14	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کا اشتہار	شمارہ اپریل ۱۹۲۷ء	بابو پیر بخش لاہور
15	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کی کارروائی	۳،۴،۵ مئی ۱۹۲۷ء	بابو پیر بخش لاہور
16	انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر	۵ مئی ۱۹۲۷ء	بابو پیر بخش لاہور

(وفات بابو پیر بخش لاہور اکتوبر ۱۹۲۷ء)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے جلسہ ہائے سالانہ کی روئیدادیں

جناب سید عبدالمجید شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید ومقدمہ

لاہور میں بابو پیر بخش ہوتے تھے جو پوسٹ آفس میں گورنمنٹ برطانیہ کے زمانہ میں ملازم تھے۔اس زمانہ میں اپنے ہمجولیوں (ملازمین حکومت) کے ساتھ ملعون قادیان کے قریب ہوئے اس حد تک کہ اس کی کتاب براہین احمدیہ کے اس کو خریدار مہیا کرتے رہے۔حق تعالیٰ نے کرم کیا کہ ان کے تمام ہمجولی ملعون قادیان پر چار حرف بھیج کر مشرف باسلام ہوئے۔ ان میں بابو پیر بخش بھی شامل تھے۔آپ گورنمنٹ ملازمت سے بطور پوسٹ ماسٹر فروری ۱۹۱۲ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ملعون قادیان کے احتساب کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنالیا۔آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے غالباً ۱۹۱۳ء سے مستقل ایک رسالہ جس کا نام ماہنامہ تائیدالاسلام لاہور تھا، شائع کرنا شروع کیا۔اس کے ۸، ۱۶، ۲۴ صفحات حسب ضرورت ہوتے تھے اور اس میں سوائے ردقادیانیت کے اور کچھ نہ ہوتا تھا، کہیں علاوہ ازیں کچھ شائع ہوا تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس ماہنامہ کی فائل کی تلاش شروع کی، الحمدللہ! حق تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ توقع سے زیادہ اس میں کامیابی ملی۔ ابھی فائل مکمل نہیں ہوئی مزید تلاش جاری ہے۔ رحمت باری تعالیٰ سے امید ہے کہ مکمل ہوجائے گی۔(ان شاءاللہ)

اس فائل کے دستیاب شماروں سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام نے قادیان میں ایک انجمن اسلامیہ قادیان قائم کی تھی۔اس کے تحت اسلامیان قادیان کا پہلا جلسہ ۲۴، ۲۵ر نومبر ۱۹۱۷ء کو قادیان میں منعقد ہوا۔(اس کے بعد دوسرا جلسہ تین سال کے وقفہ کے بعد ۱۹، ۲۰، ۲۱ر مارچ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہوا۔

اس پہلے جلسے کی مزید کارروائی

قادیان ۱۹۱۱ء میں ایک اور پوسٹ ماسٹر سید عبدالمجید شاہ صاحب تھے۔ سات آٹھ ماہ بعد ان کا قادیان سے تبادلہ ہوگیا۔ پھر وہ ۱۹۱۶ء میں دوبارہ قادیان میں تعینات ہوئے۔ انہوں نے پاکستان بننے کے بعد ''میں اور قادیان'' نامی ایک رسالہ شائع کیا۔

قدرت کا کرم کہ انہوں نے بھی انجمن اسلامیہ قادیان کے پہلے سالانہ جلسہ کی اس کتابچہ میں روئیداد قلم بند کی۔

اب ''میں اور قادیان'' نامی رسالہ سے اور ماہنامہ تائید الاسلام لاہور کے رسالہ سے اس پہلے جلسے کی کارروائی دیکھ کر مزید تلاش شروع کی تو انجمن اسلامیہ قادیان کے سات سالانہ جلسوں کی کارروائیاں مل گئیں۔ بعض جلسوں کی کارروائیاں نہ ملیں، البتہ ان جلسوں میں بابو پیر بخش کی جانب سے پڑھی گئی تقریریں ملیں۔ بعض جلسوں کی کارروائیاں اور بابو صاحب کی تقاریر دونوں ملیں اور بعض سالانہ جلسوں کی صرف کارروائیاں ملیں جن کو دو حضرات نے علیحدہ علیحدہ قلم بند کیا۔

غرض جو کچھ ملا ہم نے جمع کرنا شروع کر دیا جو یہاں حاضر خدمت ہے۔ سب سے پہلے سید عبدالمجید شاہ پوسٹ ماسٹر قادیان کے رسالہ ''میں اور قادیان'' جو احتساب قادیانیت ج ۳۶ ص ۴۱۷ سے ۴۴۰ تک شائع ہو چکا ہے، سے ایک اقتباس بابت پہلا سالانہ جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان کے حالات پر پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور پھر قادیان کے سالانہ جلسہ کی کارروائیاں ملاحظہ کریں۔

فقیر اللہ وسایا

۳ر اپریل ۲۰۲۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

رسالہ

”میں اور قادیان“

سے اقتباس

جناب سید عبدالمجید شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’قادیان سے میرا تبادلہ

چونکہ میں (سید عبدالمجید شاہ پوسٹ ماسٹر) قادیان میں عارضی طور پر لگا ہوا تھا۔ اس لئے چھ سات ماہ (جولائی، اگست ۱۹۱۱ء) کے بعد میرا تبادلہ پھر امرتسر کا ہوگیا۔

بعثت ثانی

چونکہ قادیان میں میرے کام سے افسر بھی خوش تھے اور قادیان کے اکثر اصحاب سے میرے تعلقات بھی اچھے تھے۔ اس لئے ۱۹۱۶ء میں جب قادیان کی جگہ خالی ہوئی تو مجھے مستقل طور پر وہاں دوبارہ جانے کا حکم ہوا۔ یعنی چھ سات سال کے انتقال کے بعد قادیان میں پھر بعثت ثانی ہوئی۔ مولوی نورالدین صاحب وفات پاچکے تھے اور مرزامحمود تخت خلافت پر متمکن تھے۔ ان کے خلافت حاصل کرنے کا قصہ بھی لطف سے خالی نہیں۔ نانا جان (مرزامحمود قادیانی کے نانا نواب میر ناصر) جو پرانے سیاستدان اور دور اندیش آدمی تھے۔ انہوں نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) کو ان کے لڑکے محمد یعقوب کی شادی پر کافی روپیہ بطور قرض دے کر اپنا مرہون احسان کر رکھا تھا کہ یہ وقت ضرورت کام آئے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ آسمان سے میرا نزول دو فرشتوں کے کندھوں پر ہوا ہے۔ جن میں سے ایک مولوی نورالدین اور دوسرا مولوی محمد احسن امروہوی ہے اور یہ تھا بھی درست۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا نزول وصعود ان دونوں مولویوں کا مرہون منت ہے۔ ورنہ نبوت تو کجا وہ ایک معمولی عالم کی حیثیت بھی نہ رکھتے تھے۔ خیر! مولوی نورالدین صاحب کے انتقال کے بعد جب خلافت کا جھگڑا شروع ہوا تو لاہوری پارٹی مولوی محمد علی صاحب کے حق میں تھی اور جو لوگ میاں محمود احمد کے خطابات وغیرہ سن چکے تھے۔ وہ میاں صاحب کے حق میں تھے۔ اس وقت نانا جان (نواب میر ناصر قادیانی) نے مولوی محمد احسن صاحب کو اپنا احسان بتایا اور مدد کی درخواست کی۔ مولانا محمد احسن صاحب نے غنیمت سمجھا کہ اس صورت میں قرض کی بلا تو سر سے ٹلے گی۔‘‘ چنانچہ وہ ایک سبز رنگ کا کپڑا لے کر جلسۂ عام میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بھائیو! تم کو مبارک ہو۔ رات حضرت مرزا قادیانی نے مجھے یہ فرمایا ہے

کہ یہ سبز دستار میاں محمود احمد کے سر پر باندھ دو۔ وہی ہمارا جانشین ہوگا۔‘‘ اب کون تھا جو اس فرشتہ کی بات کا انکار کرتا۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ حیران تھے یہ کیا ہوگیا۔ مگر ؎

اے زر تو خدا نہیں ولے بخدا
ستار العیوب وقاضی الحاجاتی

نانا جان کی دی ہوئی رقم کام کرگئی۔ اب مولوی محمد علی صاحب کو اس کے سوا چارہ ہی کیا تھا کہ اپنے رفقاء کو ساتھ لے کر قادیان سے رخصت ہوتے۔ چنانچہ وہ دفتر محاسب کے کچھ کاغذات اور کچھ روپیہ لے کر لاہور پہنچے اور امیرالمؤمنین کا لقب حاصل کر کے لاہور کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور وہاں سے اخبار پیغام صلح جاری کر کے اپنا علیحدہ سلسلہ شروع کر دیا۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر کے انہیں مجدد ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ نانا جان کی سیاست سے مرزا محمود احمد قادیانی کے لئے قادیان کا میدان صاف ہوگیا۔ اب دونوں پارٹیوں میں جنگ زرگری جاری ہے۔ اس دفعہ میرے قادیان آنے پر یہاں کا نقشہ بدل چکا تھا۔ مولوی نورالدین کی وفات کے بعد مرزا محمود احمد قادیانی ہز ہولی نس کا خطاب حاصل کر کے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوچکے تھے۔ گھر سے باہر نکلنا موقوف ہوچکا تھا۔ کسی غیر آدمی کو بغیر اجازت ملنا دشوار تھا اور پوری شان خلافت سے قادیان میں حکومت کر رہے تھے۔ میرے جانے پر انہوں نے میرے پرانے رفیق ماسٹر محمد یوسف کو بھیج کر مجھے بلوایا۔ ہم دونوں وہاں پہنچے مرزا محمود قادیانی مکان کی دوسری منزل پر تشریف فرما تھے۔ علیک سلیک کے بعد آپ نے فرمایا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ پہلے بھی یہاں رہ چکے ہیں۔ میں اس ’’تجاہل عارفانہ‘‘ پر حیران تھا۔ کیونکہ مرزا محمود صاحبزادگی کی حالت میں کئی مرتبہ ڈاکخانہ تشریف لائے اور کئی کئی منٹ تک میرے پاس بیٹھے تھے۔ مگر اب آپ کی کچھ عجب ہی شان تھی۔ پہلی ہی بات جو آپ نے مجھ سے دریافت کی یہ تھی کہ کیا قادیان میں بجائے ایک دفعہ کے، ڈاک دو دفعہ نہیں آسکتی۔ میں نے جواب دیا کہ ڈاک کا ٹھیکیدار اب اسّی روپے لیتا ہے۔ امید نہیں محکمہ اور خرچ برداشت کر سکے۔ دوسری بات یہ دریافت کی کہ کیا یہاں تار گھر نہیں بن سکتا۔ میں نے کہا کہ آپ کی تمام مہینے میں بمشکل دس بارہ تاریں آتی ہیں۔ مگر آپ محکمہ کو لکھ دیں۔ شاید وہ دونوں باتوں کا انتظام

کر دیں۔ ان دو باتوں کے علاوہ آپ نے تیسری بات کوئی نہیں کی۔ چنانچہ میں اور ماسٹر محمد یوسف صاحب واپس آئے۔ راستہ میں میں نے ماسٹر صاحب سے کہا کہ آپ مولوی نورالدین صاحب اور مرزامحمود احمد قادیانی کی ملاقات کا اندازہ کریں کہ کتنا فرق ہے؟ انہوں (حکیم نورالدین) نے جتنی باتیں کی تھیں سب میرے فائدہ کی تھیں اور مرزامحمود نے سوائے اپنے مطلب کی بات کے کوئی اور بات ہی نہیں کی۔ مرزامحمود ایک بادشاہ کی سی زندگی بسر کر رہے تھے۔ صرف بعد دوپہر (عبادت گاہ) میں درس دینے آتے اس میں قصبہ کی جماعت کے آدمی، مدرسہ دینیات اور ہائی سکول کے طلباء شامل ہوتے۔

سکول کے طلباء اکثر ایک ہندو سے مٹھائی وغیرہ خریدا کرتے تھے اور کئی ایک کا ادھار بھی چلتا تھا۔ چنانچہ ایک روز حلوائی نے کسی طالب علم سے اپنے ادھار کا تقاضا کیا۔ طالب علم بھی سختی سے پیش آیا۔ جانبین کے حمایتی اکٹھے ہوگئے۔ آپس میں لڑائی ہوئی۔ جس سے دونوں طرف کے چند آدمی زخمی ہوئے۔ اطلاع میاں صاحب تک پہنچی۔ میاں صاحب نے فوراً حکم جاری فرمادیا کہ کوئی مرزائی کسی غیرمرزائی سے سودا نہ خریدے اور اگر کوئی سودا خریدتا ہوا پایا گیا تو اسے پانچ روپیہ جرمانہ کیا جاوے گا۔ اب چونکہ ان کی جماعت (قادیانی) کی اتنی دوکانیں نہ تھیں کہ ان کی ضروریات پوری ہوسکتیں اور ادھر میاں صاحب کے نادر شاہی حکم سے سرتابی کی جرأت نہ تھی۔ لہٰذا وہ چوری چھپے اپنے غیرمرزائی دوستوں کے ذریعے سے اشیاء منگوا کر ضرورت پوری کرتے۔ میرے اکثر دوست میرے پاس آتے اور میں انہیں بازار سے اشیاء منگوادیتا۔

دفتر محاسب میں چٹھی رساں کو زدوکوب

جمعہ کے روز قادیان کے دفاتر اور خصوصاً دفتر محاسب دو بجے تک بند رہتا تھا۔ دفتر والوں نے اپنے طور پر چٹھی رساں سے فیصلہ کر رکھا تھا کہ وہ دفتر کے منی آرڈر وہاں چھوڑ آتا اور دو ڈھائی بجے جاکر واپس لے آتا۔ اکثر اوقات دفتر کا کلرک دیر سے آتا تو چٹھی رساں کی واپسی میں تاخیر ہوجاتی۔ جس کی وجہ سے ہمیں بھی دقّت ہوتی۔ چنانچہ میں نے دو تین دفعہ چٹھی رساں کو تنبیہ کی کہ وقت پر واپس دیا کرے۔ ایک جمعہ کو وہ تقریباً ساڑھے تین بجے روتا ہوا دفتر میں آیا اور بتایا کہ کلرک دفتر محاسب منی آرڈروں کی واپسی میں دیر کرتا ہے۔ آج میں

نے اسے جلد واپس کرنے کو کہا۔ جس پر اس نے مجھے دفتر میں سب سٹاف کے روبرو مارا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس دفتر کا کوئی آدمی تمہاری شہادت دے سکتا ہے۔ اس نے کہا مجھے امید نہیں کہ اس کلرک کے خلاف کوئی سچی شہادت بھی دے۔ میں نے اس سے تحریری بیان لے کر ناظم دفتر محاسب کو بھیج دیا۔ چونکہ محکمانہ کارروائی تو بغیر شہادت کے فضول تھی۔ میں نے یہ سوچا کہ ان کی دیانت وتقویٰ کا ہی امتحان ہو جائے گا۔ ڈاکٹر رشید الدین، مرزامحمود صاحب کے خسر ان دنوں دفتر کے انچارج تھے۔ بیان کے ساتھ میں نے یہ لکھ دیا کہ جب آپ اس معاملہ کی تحقیقات کریں تو چٹھی رساں کو اور مجھے بھی بلوالیں۔ چند روز تک اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ میری دوبارہ یاددہانی پر مجھے جواب ملا کہ میں خود تفتیش کر کے جواب دوں گا اور تم یہ بتلاؤ کہ تم اس مقدمے میں کس حیثیت سے پیش ہو سکتے ہو۔ نہ ہی تو تم موقعہ کے گواہ ہو اور نہ ہی کوئی قانون دان کہ چٹھی رساں کی وکالت کر سکو۔ لہٰذا تمہارے آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس تحریر کے لہجہ سے میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی کہ سرکاری عدالتوں میں بھی اتنی سختی سے کام نہیں لیا جاتا کہ سوائے گواہوں اور وکیلوں کے کوئی کمرہ عدالت میں نہ جاوے۔ مگر یہ قادیانی عدالت تھی۔ میں نے اس کا جواب خاموشی سے دیا اور غریب چٹھی رساں کا بھی کچھ نہ بنا۔

قادیان میں انجمن حمایت الاسلام

اس دفعہ (۱۹۱۶ء) بھی مسجد میں جمعہ میں ہی پڑھایا کرتا اور مسجد میں بھی اب خاصی رونق ہو جاتی تھی۔ مسلمانوں میں بیداری کے کچھ آثار پیدا ہو چکے تھے۔ ہم نے وہاں (۱۹۱۷ء میں) انجمن حمایت الاسلام کی بنیاد ڈالی۔ قاضی عنایت اللہ صاحب صدر مقرر ہوئے۔ مہرالدین سیکرٹری علیٰ ہذا القیاس خزانچی وغیرہ، عیدالاضحیٰ (۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ، ۲۸ر ستمبر ۱۹۱۷ء بروز جمعہ) کا موقعہ قریب تھا۔ خیال ہوا کہ اس موقعہ پر چندہ اکٹھا کر کے اپنے علماء کو بلوا کر جلسہ کیا جاوے کہ وہ ہمیں ہمارے صحیح عقائد سے آگاہ کریں۔ عید کے روز نصف شب سے بارش ہوئی اور متواتر صبح تک ہوتی رہی۔ ہماری مسجد چھوٹی تھی۔ جس میں عید کی نماز کی گنجائش مشکل تھی۔ مرزامحمود قادیانی نے بارش کی وجہ سے بجائے اس ہماری عیدگاہ کے جس پر انہوں نے جابرانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ عید اپنی عبادت گاہ اقصیٰ میں پڑھائی۔ ان کا عید کی نماز پڑھنا تھا کہ زور کی آندھی آئی، بادل چھٹ گئے، موسم نہایت

خوشگوار ہوگیا۔ لہٰذا ہم نے اسی عیدگاہ میں نماز پڑھی۔ بیرونجات سے اس قدر نمازی اکٹھے ہوئے کہ مسلمانوں کا اتنا ہجوم قادیان میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے عید کی نماز پڑھائی اور انجمن کے مقاصد بیان کر کے چندہ کی اپیل کی۔ قریباً ایک سوروپیہ تو وہاں اکٹھا ہوگیا۔ چندروز کی کوشش سے تقریباً چارصدروپیہ جمع ہوگیا۔ حسن اتفاق سے گورداسپور میں ایک جلسہ منعقد ہورہا تھا۔ جس میں علاوہ علمائے کرام کے اور بزرگان دین بھی شمولیت کررہے تھے۔ مجھے احباب نے مجبور کیا کہ میں ان کے ساتھ وہاں چلوں اور وہیں قادیان کے جلسہ کے متعلق بھی ان لوگوں سے مشورہ کر کے ان کو دعوت دی جائے۔ میں نے محکمہ سے پانچ روز کی رخصت لی اور دوستوں کے ساتھ گورداسپور پہنچا۔ وہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ میرے محسن وکرم فرما حاجی حرمین الشریفین جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری بھی تشریف فرما ہیں۔ جب میں امرتسر میں دسویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا۔ میرے بزرگ اور رشتہ دار مولانا سید احمد علی صاحب مسلم ہائی سکول میں شعبہ دینیات کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ان کے تعلقات حضرت موصوف سے بہت گہرے تھے۔ ان کی وجہ سے حضرت صاحب مجھ سے خاص انس رکھتے تھے۔ بلکہ جب کبھی کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے تو اپنے خلیفہ خیرشاہ صاحب کو بھیج کر مجھے بلوالیا کرتے تھے۔ غرضیکہ ان کی گورداسپور میں تشریف آوری کا سن کر مجھے یک گونہ اطمینان ہوگیا۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ آپ مسجد حجامان میں تشریف فرماتھے۔ میں اور میرے ساتھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ مجھے عرصہ کے بعد دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ آج کل کہاں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ قادیان میں، مسکرا کر فرمایا کہیں مرزائی تو نہیں ہوگئے۔ میں نے عرض کی ابھی سوچ رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے ابھی اتریں گے اور وہاں عیسیٰ موجود ہے۔ نقد کو چھوڑ ادھار کون لے؟ خیر میں نے ان سے عرض حال کی۔ آپ نے اپنی حاضری کی تو معذرت فرمائی اور اسی وقت اپنے چند خلفاء کو تحریر کر دیا کہ جس وقت قادیان سے انجمن حمایت الاسلام کی دعوت پہنچے وہ ضرور وہاں پہنچیں اور جلسہ کی کامیابی کے لئے دعاء فرمائی۔ وہاں سے ہم حضرت مولانا سراج الحق صاحب (تقسیم کے ان کے صاحبزادے ظہور الحق فیصل آباد آگئے۔ سنت پورہ

گلی نمبر۲ میں سراجیہ سکول قائم کیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صاحبزادہ ظہور الحق نے مولانا تاج محمود کے بڑا کردار ادا کیا) کی قیام گاہ پر گئے۔ مولانا سراج الحق صاحب سے بھی میرے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ جب آپ کے والد صاحب بٹالہ میں تحصیلدار تھے تو آپ کے چھوٹے بھائی اور میں ہم جماعت تھے اور ہم دونوں اکثر ان کے حلقہ ذکر واذکار میں شامل ہوتے تھے۔ اس لئے وہ مجھے بھی اپنے بھائی جیسا ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی مولوی حامد علی صاحب گمٹالوی اور ایک مولوی صاحب جو وہاں موجود تھے۔ انہیں تاکید فرمائی اور مولوی نواب دین صاحب (ستکوہی) کو کہلوا بھیجا کہ قادیان سے اطلاع آنے پر وہ شامل جلسہ ہوں۔ گورداسپور سے فارغ ہوکر میں امرتسر پہنچا اور اپنے محسن ومربی استاذی حاجی الحرمین الشریفین جناب مولانا مولوی نوراحمد صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا قادیان میں جلسہ کا سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ یہ نیک کام تم سے لینا چاہتے ہیں۔ میں نے کچھ رقم بطور کرایہ پیش کی۔ آپ نے فرمایا عزیز تمہیں معلوم ہے کہ میں خود صاحب زکوٰۃ ہوں۔ میں صرف اس نیت سے وہاں جانا چاہتا ہوں کہ شاید میرے وعظ ونصیحت سے کوئی راہ راست پر آجاوے تو میری بخشش کا باعث ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے پاس جاؤ۔ میرا اسلام عرض کرو اور کہنا کہ وہ اس موقعہ پر ضرور قادیان پہنچیں۔ کیونکہ انہیں مرزاقادیانی کی تصانیف پر مکمل عبور ہے۔ مولوی صاحب میرے بھی مہربان تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا کا پیغام بھی دیا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میں تو عرصہ سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ قادیان جاکر تقریر کروں۔ عرصہ ہوا بٹالہ سے ایک پولیس کا سپاہی ساتھ لے کر وہاں گیا تھا کہ مرزاقادیانی سے کچھ بات چیت کروں۔ مگر مجھے مرزاقادیانی نے روبرو گفتگو کا موقعہ نہ دیا اور صرف دو ایک باتیں تحریری دریافت کرنے کی اجازت دی اور میں وہاں سے بے نیل ومرام واپس لوٹا۔ چونکہ میں نے مرزاقادیانی سے مباہلہ بھی کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اب تک مرزائیوں سے میری چھیڑ چھاڑ ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھ پر حملہ نہ کریں یا کھانے میں کسی قسم کا زہر نہ ملادیں۔ میں نے ان کی تسلی کی کہ اس بات کی ذمہ

داری میں لیتا ہوں۔ آپ کے لئے کھانا میں اپنے گھر سے پکواؤں گا۔ بلکہ خود آپ کے ساتھ کھایا بھی کروں گا۔ امرتسر سے فارغ ہوکر اگلے دن میں لاہور گیا۔ میرے بزرگ سید احمد علی شاہ صاحب جن کا ذکر میں نے پہلے بھی کیا ہے۔ ان دنوں لاہور اسلامیہ کالج کے عربی کے پروفیسر اور بادشاہی مسجد کے خطیب بھی تھے۔ ان سے سارا معاملہ بیان کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا کہ اس بہانہ سے مجھے بہشتی مقبرہ دیکھنے کا موقع بھی مل جائے گا اور بچوں کو بھی دیکھ آؤں گا۔ وہاں سے فارغ ہوکر میں اپنے مہربان (بابو) پیر بخش صاحب پوسٹل پنشنر سے ملنے چلا گیا۔ آپ اس وقت اپنے ماہوار رسالہ (تائید الاسلام) جو قادیانیوں ہی کی تردید کے متعلق ہوتا تھا۔ تحریر کرنے میں مصروف تھے۔ مل کر بہت خوش ہوئے اور قادیان آنے کا وعدہ کیا اور مجھے اپنا ایک رسالہ بھی دیا۔ جس میں مرزا قادیانی کے نکاح آسمانی کا سارا پول کھولا ہوا تھا۔ اس میں مرزا قادیانی کے تمام دعاوی جو محمدی بیگم کے رشتہ داروں کو تحریر کئے تھے کہ اگر محمدی بیگم کا مجھ سے نکاح کردو گے تو تم پر یہ یہ برکات نازل ہوں گی اور اگر انکار کرو گے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگے اور اپنے فرزند سلطان احمد (فضل احمد) (جو پہلی بیوی سے تھے) اس کے نام خطوط تھے کہ اگر محمدی بیگم کے رشتہ دار محمدی بیگم کا مجھ سے نکاح نہ کریں تو تم اپنی بیوی کو (جو محمدی بیگم کی قریبی رشتہ دار تھی) طلاق دے دو۔ ورنہ تمہیں عاق کر دیا جاوے گا (کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۷) اور بھی بہت سے ایسے راز ہائے درون پردہ کا انکشاف کیا ہوا تھا۔ بہرکیف وہاں سے فارغ ہوکر میں اور محترمی مولانا احمد علی صاحب (لاہوری شیرانوالہ لاہور) بعد دوپہر قاضی حبیب اللہ صاحب خوش نویس کے ہاں پہنچے۔ قاضی صاحب نہایت خوش مذاق آدمی تھے۔ وہاں ان کے ہاں ہی جلسہ کی تاریخ مقرر کر کے اشتہارات کی لکھائی چھپوائی اور جہاں جہاں اشتہارات ارسال کرنے تھے، سب انتظامات مکمل کر کے ہم واپس گھر آئے۔ دوسرے روز ہم مولانا ظفر علی خاں صاحب کے ہاں پہنچے اندر اطلاع کی گئی۔ ملازم نے ہم کو کرسی پر بٹھا دیا۔ چند منٹ بعد مولانا تشریف لائے۔ ان دنوں مولانا کی عجب شان تھی۔ نیلے رنگ کی سرج کا سوٹ زیب تن تھا۔ کالر، ٹائی، ڈاسن کا بوٹ، بل دار مونچھیں، مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ کیونکہ میرے ذہن

میں مولانا کے متعلق مولویوں کا سا نقشہ تھا کہ وہ جبہ و دستار سے آراستہ ہوں گے۔ بہرحال مولانا (ظفر علی خان) حضرت مولوی احمد علی صاحب (لاہوری) سے نہایت خوش عقیدتی سے پیش آئے۔ مولوی صاحب نے تمام حال بیان کیا کہ اسے اپنے اخبار میں شائع کردیں۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے اس کے متعلق کوئی عذر نہیں۔ مگر میرا اخبار زمیندار چند دنوں سے بند ہے۔ اس کی جگہ میں صبح کا ستارہ (ستارہ صبح) نکال رہا ہوں اور وہ بھی سنسر ہوتا ہے۔ محکمہ سنسر میں چند مرزائی بھی ہیں۔ میں مضمون دے دوں گا۔ اگر کسی نے کاٹ نہ دیا۔ بہرحال میں وہاں سے واپس قادیان آیا۔ چند روز کے بعد مولانا کا مضمون جلسہ کے متعلق اخبار ''ستارہ صبح'' میں شائع ہوگیا۔ جس کا جواب اخبار الفضل قادیان میں بدیں مضمون شائع ہوا کہ: ''ہم کو اخبار ستارہ صبح میں قادیان میں جلسہ ہونے اور یہاں علمائے کرام کے تشریف لانے کا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ہم تبلیغ کے لئے اپنے آدمی دور دراز کے ملکوں میں بھیجتے ہیں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہوگی کہ علمائے کرام یہاں آویں اور ہم ان سے تبادلہ خیالات کریں۔ مگر ہم نے قادیان کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ چھان مارا ہے کہ وہ ہستیاں ہمیں نظر آویں۔ جو قادیان میں جلسہ کرا رہی ہیں۔ مگر شاید وہ ابھی عالم بالا میں پرورش پارہی ہیں۔'' یہ مضمون ہمارے لوگوں کی نظر سے گزارا۔ مگر ہم خاموش تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے اشتہارات جگہ جگہ پہنچ گئے اور قادیان کے بازاروں میں چسپاں کردیئے گئے۔ اشتہارات دیکھ کر مرزائی صاحبان کے اوسان خطا ہوگئے۔ خصوصاً جب انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور ستارہ ہند مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اسمائے گرامی دیکھے۔ اب انہیں فکر لاحق ہوئی کہ کسی طرح سے یہ جلسہ بند کرادیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مجلس شوریٰ بلوائی۔ جس میں یہ طے ہوا کہ چند معزز مرزائی ڈپٹی کمشنر کو ملیں اور اسے اپنی جماعت کی سرکار انگلشیہ سے وفاداری کے احسانات جتا کر اسے بتائیں کہ اس جلسہ میں ہر فقہ کے علماء آرہے ہیں۔ اس لئے خطرہ ہے کہ قادیان میں کسی قسم کا ہنگامہ نہ ہوجائے۔ چنانچہ مرزائیوں کا ایک وفد گورداسپور پہنچا۔ ڈپٹی کمشنر نے اس معاملہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ہمارے آدمیوں کو بھی علم ہوگیا۔ وہ لوگ بھی گورداسپور گئے۔ ڈپٹی

کمشنر نیک دل اور پادری منش انگریز تھا۔ اس سے ملے اور قادیان کے حالات سنا کر بتایا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آسمان پر کوئی مسیح نہیں وہ مسیح میں ہی ہوں۔ ڈپٹی کمشنر نے حیران ہوکر پوچھا کہ کیا واقعی مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے۔ ہم نے اس کی کتابوں کے حوالے دیئے اور کہا کہ ہم یہی اپنے علماء سے سننا چاہتے ہیں کہ کیا واقعی مرزا قادیانی مسیح ہیں یا جسے ہم اور آپ مانتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے بڑے وثوق سے کہا کہ تم جا کر جلسہ کرو تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ قادیانیوں کو جب یہ معلوم ہوا تو ان کو اور زیادہ تشویش ہوئی۔ جلسہ کا دن قریب آ رہا تھا۔ دوبارہ ان کا وفد ڈپٹی کمشنر سے ملا اور اسے بتایا کہ یہ باہر کے لوگ محض فساد کرنے کی غرض سے آ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ! ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ میں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو حکم دے دیا ہے کہ وہ پولیس کی کافی تعداد وہاں بھیج دے۔ اگر اس پر بھی تمہیں خطرہ ہے تو ایڈیشنل مجسٹریٹ کو بھی بھیج دوں گا اور اگر وقت ملا تو شاید میں خود بھی آؤں۔ مرزائی اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئے۔ یہاں آ کر انہوں نے جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے باقاعدہ پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ قرب وجوار کے مسلمانوں پر جو انہوں نے مختلف قسم کے دباؤ ڈال رکھے تھے۔ یہ سب لوگ ان سے باغی نہ ہو جائیں۔

قادیان میں پہلا سالانہ جلسہ

جلسہ سے چند روز پہلے قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں نے مہمانوں کے لئے اپنے رہائشی مکان خالی کر دیئے اور خود دو دو تین تین کنبوں نے مل کر گذارا کیا۔ کیونکہ ان پر بھی مرزائیوں نے بہت رعب ڈال رکھا تھا۔ سکھوں نے قادیان کے قصبہ کے قریب ہی اپنی جگہ پر جلسہ کا انتظام کیا اور سٹیج وغیرہ بھی انہوں نے خود بنائی۔ ہمیں بٹالہ سے دریوں اور شامیانوں کا بندوبست کرنا پڑا۔ خدا خدا کر کے جلسہ کا دن آیا۔ تاریخ مقررہ سے ایک روز قبل میرے استاد حضرت مولانا نور احمد صاحب (امرتسری) اپنے دوست میاں نظام الدین صاحب میونسپل امرتسر اور اپنے چند شاگردوں کے ساتھ تشریف لے آئے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری اسی روز آ گئے۔ دوسرے روز علی الصبح (۲۴/نومبر ۱۹۱۷ء بروز ہفتہ)

میاں نظام الدین صاحب کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ قادیانیوں کا اور تو کوئی جادو نہ چل سکا۔ جلسہ کے ایک روز پہلے انہوں نے قادیان کے اطراف میں اپنے آدمی دوڑا دیئے اور مشہور کر دیا کہ جلسہ نہیں ہوگا۔ گورنمنٹ نے جلسہ کو روک دیا ہے۔ اس لئے حاضرین کی تعداد بہت کم تھی۔ جناب مولانا نور احمد کے ارشاد پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے بعد اپنی تقریر شروع کی۔ مرزائی مذاق اڑاتے تھے کہ یہ جلسہ نہیں جلسی ہے۔ مگر جوں جوں قرب وجوار کے مسلمانوں کو علم ہوتا گیا کہ جلسہ ہو رہا ہے۔ وہ محض مرزائیوں کی شرارت تھی تو لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوگئے۔ دوپہر کو لاہور سے جناب مولانا احمد علی صاحب (لاہوری)، ماسٹر پیر بخش صاحب اور تین چار اور عالم جوان کے دوست تھے آگئے۔ ہاریوال سے مولوی نواب دین صاحب (ستکوہی)، امرتسر سے مولوی ابوتراب صاحب۔ غرض کہ علماء کی آمد آمد شروع ہوگئی۔ جلسہ میں اس قدر رونق ہوگئی جس کی ہمیں بھی توقع نہ تھی۔ دور دور سے لوگوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی۔ مجسٹریٹ سری کرشن، انسپکٹر وسب انسپکٹر پولیس معہ کافی عملہ کے موجود تھے۔ مرزائیوں نے کئی دفعہ جلسہ میں گڑ بڑ ڈالی اور فساد کی کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ آخر انہوں نے اس خوف سے کہ کلمۂ حق کسی کے کان میں نہ پڑ جائے۔ اپنے لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روکنا شروع کر دیا۔ سکول کے مسلمان طلباء کو جلسہ میں شریک نہ ہونے دیا۔ حالانکہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں غیر حاضری کا کوئی جرمانہ نہ ہوتا تھا۔ مگر ایام جلسہ میں اٹھ آنہ فی غیر حاضری جرمانہ رکھ دیا۔ سقوں اور خاکروبوں کو مجبور کیا کہ وہ جلسہ کا کام نہ کریں۔ مگر۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے ہو کے ہی رہتا ہے۔ قادیان کے مسلمانوں نے سب کام بڑی مستعدی سے کئے۔ تیسرے روز علی الصبح مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ مرزا قادیانی کے مباہلہ وغیرہ کی وجہ سے لوگ ان کو دیکھنے اور ان کی تقریر سننے کے بڑے شائق تھے۔ یہ خبر ہوا کے ساتھ قادیان کے اطراف میں پھیل گئی۔ پھر تو جلسہ گاہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ بعد دوپہر مولوی صاحب نے اپنے خاص انداز میں تقریر شروع کی اور مرزا قادیانی کا الہام پیش کیا کہ: ’’میں نے دیکھا کہ زمین اور آسمان

میں نے بنایا ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۹۷، خزائن ج۱۳ص۱۰۴، ۱۰۵) ان دنوں قادیان میں ریل نہیں جاتی تھی اور بٹالہ سے قادیان تک کچی سڑک تھی۔ قادیان سے میل ڈیڑھ میل کا ٹکڑا نہایت خستہ حالت میں تھا۔ جس کا نام ہی ’’پہلو توڑ سڑک‘‘ رکھا ہوا تھا کہ تین روز تک پسلیاں ہی درد کرتی رہتی تھیں اور واقف کار لوگ اکثر یہ حصہ پیدل ہی طے کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے یہ الہام پیش کر کے فرمایا کہ مجھے یہ الہام پڑھ کر تو بہت خوشی ہوئی کہ میرے ایک مہربان نے آسمان اور زمین بنائے۔ مگر یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا کہ قادیان کی سڑک نہ بنائی۔ شاید انہیں معلوم تھا کہ مولوی ثناء اللہ اس سڑک پر سفر کرے گا۔ اس لئے دانستہ ہی اسے چھوڑ دیا ہو۔ پھر مرزامحمود کے سفر ہندوستان سے واپسی پر اور دریائے گنگا کے پل عبور کرنے پر جو مضمون الفضل نے شائع کیا تھا کہ گنگا نے مرزامحمود کے پاؤں چومے۔ لہریں ان پر نثار ہوتی تھیں۔ اس پر بڑی پرلطف تنقید کی۔ پھر نکاح آسمانی اور محمدی بیگم کا قصہ شروع کیا۔ مرزائی صاحبان حسب عادت ذرا ذرا سی بات پر مجسٹریٹ کو توجہ دلاتے کہ مولوی صاحب کو یہ بات کرنے سے روکا جاوے۔ اس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب جو ان کے نبی سے دال روٹی بانٹتے تھے۔ بھلا ان کو خاطر میں کب لاتے۔ انہوں نے مجسٹریٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ مرزاقادیانی نے مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف دعویٰ کو پرکھ کر دیکھیں اس وقت جلسہ کے صدر میرے ماموں جناب شیخ محمد صاحب وکیل گورداسپور تھے۔ ان کو مخاطب کر کے مولوی صاحب نے کہا۔ جب عدالت میں کوئی دعویٰ کرتا ہے تو کیا فریق ثانی کو قانون یہ حق نہیں دیتا کہ جواب دعویٰ پیش کرے۔ پھر ہمیں جواب دعویٰ سے کوئی روک نہیں سکتا اور اگر دعویٰ باطل ہو جاوے تو مقدمہ خارج ہوتا ہے۔ مرزاقادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے ہمیں چیلنج دیا۔ اب ہمیں اس کی تردید میں دلائل پیش کرنے کا پورا حق پہنچتا ہے۔ اس بات سے نہ ہی تو ہمیں اخلاق روک سکتا ہے اور نہ ہی قانون۔ مگر مرزائی تھے کہ واویلا کر رہے تھے۔ آخر مجسٹریٹ کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ اگر آپ نے اسی طرح شور مچائے رکھا تو مجھ کو سختی کرنا پڑے گی۔ مولوی صاحب نے محمدی بیگم کے نکاح کو کچھ ایسے پیرایہ میں بیان کیا کہ سننے والوں کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے۔ خیر جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ دوران جلسہ پندرہ بیس دیہاتی مرزائی تائب

ہوئے اور جن کے دلوں میں کچھ شبہات تھے۔ انہوں نے بھی توبہ کی۔ اگرچہ میں ملازمت کے باعث منظر عام پر نہ آیا تھا اور نہ آسکتا تھا۔ مگر ؎

کجا ماند آں رازے کزد سازند محفلہا

ہر جگہ یہ خبر پھیل گئی کہ اس جلسہ کا بانی یہاں کا پوسٹ ماسٹر ہے۔ باہر سے احباب کے مبارک باد کے خطوط آنے شروع ہوگئے۔ مگر ان تمام خطوط میں ایک خط ایسا تھا جس کو میں عمر بھر نہیں بھول سکتا۔ یہ خط جناب حضرت مولوی محمد علی صاحب سجادہ نشین مونگیر شریف کا تھا۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کے متعلق چند رسالے بھی شائع کئے تھے۔ اصلی خط تو دوران تقسیم میں بٹالہ ہی رہ گیا۔ مگر اس کا مضمون قریب قریب یہ تھا۔

محبی! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی کہ آپ نے قادیان میں مسلمانوں کے جلسہ کی بنیاد رکھی ہے۔ خداوند کریم آپ کو اس کا اجر خیر دے۔ اگرچہ میں اب ضعیف ہوں۔ مگر جب مرزا قادیانی کے خلاف قلم اٹھاتا ہوں تو اپنے آپ کو جوان پاتا ہوں۔ امرتسر میں میرے دوست مولوی نور احمد صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب موجود ہیں۔ انہیں میری جانب سے سلام عرض کریں اور وقت بے وقت اگر کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو تو انہیں کہہ دیا کریں۔'' یہ خط میرے لئے باعث اطمینان وفخر تھا کہ ایسی قابل قدر ہستی نے جس پر ہر دو مولوی صاحبان کو بھی ناز تھا۔ احقر کو یاد فرمایا۔

مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اس تمام تگ ودو کی پشت پر میرے آقا مرشدی حضور حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسویؒ کی روحانی امداد اور جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ اور دیگر بزرگان دین کی دعائیں تھیں۔ ورنہ میرے جیسے کم علم، بے بضاعت اور ملازمت میں جکڑے ہوئے شخص کی اتنی ہمت وجرأت کب تھی کہ سرکار انگلشیہ کے خود کاشتہ پودے کے خلاف کچھ کرسکے۔ ھذا من فضل ربی!

اب مرزائیوں کو بھی پورے طور پر یقین ہوچکا تھا کہ پردہ زنگاری کے پیچھے سب پوسٹ ماسٹر کا ہاتھ ہے۔ قصر خلافت میں مشورے شروع ہوئے کہ سب پوسٹ ماسٹر کو قادیان سے تبدیل کرایا جاوے۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ پوسٹ ماسٹر جنرل کی شملہ سے واپسی پر ایک

وفد اس کے پاس جاوے۔

الٹے بانس بریلی کو

اس دوران میں نانا جان (نواب میر ناصر قادیانی) جو ضرورت سے زیادہ حریص تھے۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ مولوی محمد احسن (امروہی قادیانی) سے جو کام لینا تھا وہ تو لے لیا۔ اب مرزا محمود قادیانی کی خلافت کو کسی قسم کا خطرہ بھی نہ تھا۔ کیونکہ اسے ایک عرصہ گذر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مولوی صاحب سے اپنی رقم کا تقاضا کیا اور ایک لمبی چوڑی چٹھی لکھی کہ مولوی صاحب آپ نے جو روپیہ اپنے صاحبزادہ محمد یعقوب کی شادی پر بطور قرض حسنہ لیا، واپس کریں۔ مولوی صاحب اپنی دانست میں اس کا معاوضہ اس سے زیادہ ادا کر چکے تھے۔ مرزا محمود قادیانی کو تخت نشین کرنا ان ہی کی کرامت تھی۔ انہوں نے نانا جان کو بہت سمجھایا کہ اب اس تقاضا کو چھوڑ دیں کہ میں کئی گنا زیادہ حق خدمت ادا کر چکا ہوں۔ نانا جان نے نہ ماننا تھا نہ مانے اور الٹی سیدھی سنانا شروع کیں۔ مولوی صاحب نے بھی تنگ آ کر اخبار پیغام صلح اور دیگر اخبارات کا سہارا لے کر مرزا قادیانی کی قلعی کھولنا شروع کی اور مرزا قادیانی کے مبلغ علم کا سب کچا چٹھا لکھ مارا۔ (لاہوری مرزائی ہو گئے تھے) جس پر انہیں منافق ومرتد کے خطاب ملنے شروع ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد پوسٹ ماسٹر جنرل شملہ سے واپس آئے۔ مرزائی اکابرین کا وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور گورنمنٹ برطانیہ سے اپنی وفاداری اور خدمات کا تذکرہ کر کے میرے قادیان سے تبادلہ کا مطالبہ کیا۔ پوسٹ ماسٹر جنرل کے لئے یہ معمولی بات تھی۔ اس نے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات کو فوراً لکھ دیا کہ عبدالمجید پوسٹ ماسٹر کا تبادلہ قادیان سے کر دیا جاوے۔ چنانچہ میری تبدیلی قادیان سے شکر گڑھ کر دی گئی۔ مجھے اس تبادلہ کا ذرا بھی احساس نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو کام لینا تھا وہ لے لیا۔

ملازمت میں تبدیلیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ چنانچہ گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر بھی تبدیل ہو گیا، یا کرادیا گیا۔ دوسرے ڈپٹی کمشنر سے جو اس کی جگہ آیا۔ مرزائیوں نے اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے یہ احکام جاری کروا لئے۔

Anti Ahmadia meeting should not be held in Qadian in future.

کہ آئندہ کے لئے قادیان میں غیراحمدیوں کا کوئی جلسہ نہ ہو۔ چونکہ اب قادیان کے مسلمانوں میں خاصی بیداری پیدا ہوچکی تھی اور میرے امرتسر بٹالہ اور دیگر شہروں کے احباب کو بھی اس معاملہ سے خاص دلچسپی تھی۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مل کر یہ احکام منسوخ کرادیئے۔ چنانچہ دوایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ مرزائی اپنے اثر ورسوخ سے جلسہ کو بند کرادیتے اور فریق ثانی اسے منسوخ کرا دیتا۔ آخر دو تین جلسے اس کے بعد نہایت دھوم دھام سے ہوئے۔ جن میں دوایک میں مرزائیوں نے منظّم فساد بھی کئے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ مجلس احرار نے (۱۹۳۴ء میں) اپنے قدم وہاں جمالئے۔ ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ ایک دو مستقل مبلغ (مولانا محمد حیات، مولانا عنایت اللہ چشتی، مولانا عبدالکریم مباہلہ) مقرر کردیئے۔ پھر جو اجلاس وہاں ہوئے۔ ان کے روح رواں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری تھے۔ میں نے اللہ کا شکر کیا کہ ایک بخاری نے جلسہ کی بنیاد رکھی اور دوسرے نے اس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔'' (میں اور قادیان مندرجہ احتساب قادیانیت ج۳۶ ص۴۲۶،ص۴۲۷)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے پہلے سالانہ جلسہ کی کارروائی مع تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارروائی پہلا سالانہ اسلامیہ جلسہ قادیان

۲۴؍نومبر بروز ہفتہ ۱۹۱۷ء پہلا اجلاس قبل ازظہر

صدارت: میاں نظام الدین رئیس اعظم وآنریری مجسٹریٹ امرتسر

بیان: مولانا عبدالعزیز امام مسجد گورداس پور

〃 مولانا امام الدین (گجراتی)

〃 ابوتراب حکیم عبدالحق امرتسری

〃 مولانا حاجی نوراحمد امرتسری

۲۴؍نومبر ۱۹۱۷ء دوسرا اجلاس بعدازظہر

صدارت: میاں نظام الدین امرتسری

بیان: مولانا نواب الدین (ستکوہی)

〃 مولانا نوراحمد امرتسری

۲۴؍نومبر ۱۹۱۷ء بعدازعصر

بیان: مولانا ثناءاللہ امرتسری

۲۵؍نومبر ۱۹۱۷ء بروز اتوار اجلاس قبل ازظہر

صدارت: میاں نظام الدین امرتسری

بیان: مولانا یعقوب علی رام پوری

〃 مولانا احمد علی شاہ امام مسجد شاہی لاہور و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

〃 مولوی امیر محمد پنجابی واعظ

〃 بابو پیر بخش لاہوری

۲۵؍نومبر ۱۹۱۷ء اجلاس بعدازظہر

صدارت: شیخ احمد وکیل گورداسپور

بیان: مولانا غلام احمد امرتسری ایڈیٹر ماہنامہ اہل فقہ امرتسر

〃 مولانا نوراحمد امرتسری

〃 مولانا ثناءاللہ امرتسری

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کا پہلا سالانہ جلسہ

۲۴، ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

برادران اسلام کی اطلاع کے واسطے مختصر طور پر حقیقت حال جلسہ غیر مرزائی مسلمانان قادیان کا لکھا جاتا ہے تاکہ اہل اسلام یہ نہ سمجھیں کہ قادیان تمام کا تمام ہی مرزائیت کا حامی اور مرزاغلام احمد قادیانی کا مرید ہے۔ بلکہ وہاں ایک خاص تعداد غیر مرزائی مسلمانوں کی ہے جنہوں نے ایک انجمن بنام انجمن اسلامیہ قادیان پنجاب قائم کی ہے اور ان کی انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ ۲۴، ۲۵؍نومبر ۱۹۱۷ء کو بمقام قادیان بڑی چمک دمک کے ساتھ نہایت کامیابی سے اعلیٰ پیمانہ پر ہوا۔ حالاں کہ پہلا جلسہ تھا مگر اس قدر کامیابی ہوئی کہ مخالفوں کے دم ٹوٹ گئے اور حواس باختہ بھاگے پھرتے تھے کہ کسی طرح ہمارے قابو یافتہ لوگ حق بات نہ سنیں۔

منادی کرائی، اشتہار دیئے۔ غرضیکہ بہت مانع ہوئے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار، لاکھ لاکھ اور بے تعداد شکر ہے کہ مسلمانوں کو وہ کامیابی ہوئی کہ کسی گروہ کو ابتدا میں ایسی نہ ہوئی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قرب وجوار کے دیہاتوں سے شامل جلسہ ہوئے۔ اگرچہ بمقتضائے فطرت انسانی ورقابت مذہبی مرزائی صاحبان کی طرف سے رکاوٹ جلسہ کی کوشش کی گئی مگر خدا کے فضل وکرم اور حکام وقت کی رعایا نوازی اور لطف واحسان خسروانہ سے بوجہ احسن جلسہ کا انتظام کیا گیا اور پولیس کا انتظام نہایت عمدہ اور قابل تعریف تھا۔ ایک انسپکٹر، ایک سب انسپکٹر وچند سپاہیان خاص طور پر مامور تھے۔ سول آفیسر بھی رونق افروز جلسہ تھے۔ یعنی تحصیل دار صاحب اور نائب تحصیل دار صاحب نے بھی اپنی شمولیت سے اور حسن انتظام اور مشفقانہ نگرانی سے جلسہ کی رونق افزائی فرمائی۔ جس کے واسطے تمام اہل اسلام وحاضرین جلسہ گورنمنٹ اور ان کے مشکور اور ممنون ہیں۔

بموجب پروگرام ریلوے اسٹیشن بٹالہ پر انجمن کی طرف سے خیر مقدم کرنے والے اصحاب علماء کے استقبال کے واسطے ہر ایک ٹرین پر جاتے اور جلسہ میں شامل ہونے والے اصحاب کو بڑی عزت واکرام اور آرام سے قادیان تک پہنچاتے۔ حضرات علمائے کرام میں

سے دو چار جن کے نام نامی درج پروگرام تھے حاضر نہ ہو سکے اور انہوں نے اپنے عذرات لکھ بھیجے۔ مگر خدا کے فضل سے دوسرے تمام واعظین اور عالم وہاں جمع ہو گئے۔ جن کی تعداد بیس کے قریب تھی اور اکثر صاحبان کو وہاں تقریر و وعظ کے واسطے وقت بھی نہ مل سکا۔

پہلا اجلاس: زیر صدارت میاں نظام الدین صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر ۲۴؍نومبر ۱۹۱۷ء کو منعقد ہوا۔ پہلے مولوی عبدالعزیز صاحب امام مسجد گورداس پور نے مؤثر وعظ فرمایا اور ان کے بعد مولوی امام الدین صاحب نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کا نہ آنا قرآن شریف اور احادیث نبوی سے ثابت کیا۔ ان کے بعد مولوی ابوتراب حکیم عبدالحق صاحب نے بھی مسئلہ خاتم النّبیین کو شرعی دلائل سے ثابت فرمایا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ مومنین کتاب اللہ اور دین حق کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک مسئلہ میں فلسفی و عقلی دلائل طلب کریں۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے یؤمنون بالغیب کی نعمت سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ ان کے بعد مولانا مولوی حاجی نور احمد صاحب فاضل امرتسری جن کا تقدس و بزرگی و پرہیزگاری پریزیڈنٹ صاحب نے بیان فرما کر لوگوں کو متوجہ کیا۔ کھڑے ہوتے ہی آپ نے ایک بہروپیے کی مثال دے کر ثابت کیا کہ مرزا قادیانی کے متعدد دعوے ہرگز درست نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص امتی بھی ہو اور نبی بھی ہو اور علمائے ربانی کی تعریف بیان فرمائی کہ ان کا نشان یہ ہے کہ ان میں خوف خدائے تعالیٰ غالب ہوتا ہے اور وہ خودستائی اور فکر و غرور سے پرہیز کرتے ہیں اور برخلاف شرع دعاوی نہیں کیا کرتے۔ اس کے بعد پہلا اجلاس برخاست ہوا نماز ظہر کے بعد۔

دوسرا اجلاس: بھی زیر صدارت میاں نظام الدین صاحب منعقد ہوا۔ پہلے مولوی نواب الدین صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ مرزائی صاحبان جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں کس کس جگہ ہے۔ اس لئے میں بتاتا ہوں اور انہوں نے قرآن مجید کی تمام آیات جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر و نام آیا تھا بمعہ پتہ سورت و آیت بتایا اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات سے ان کے خلاف شرع دعاوی نبوت و رسالت وغیرہ بتائے۔

ان کے بعد مولوی نور احمد صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم (ص۱۹۰، خزائن ج۲۱ص۳۶۲) میں تفسیر کشاف کو معتبر تسلیم کیا ہے جس نے متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کشاف کی عربی عبارت جو آگے لکھی تھی اور مرزا قادیانی نے اس کو چھوڑ دیا تھا، پڑھ کر سنائی کہ امام زمخشری صاحب کشاف کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ اٹھالیا۔ چنانچہ مکر و مکر اللہ کی تفسیر میں تمام واقعہ آسمان پر اٹھائے جانے کا لکھا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی طرح جس پر اجتماع امت ہے اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے اور متوفیک کے معنی ممیتک کے کر کے آگے تشریح کر دی ہے کہ ہم اے عیسیٰ تیری اجل کو پورا کریں گے۔

مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اس اعتراض کا جواب مرزائی صاحبان دیں کہ وہی امام زمخشری جس کی تعریف مرزا قادیانی نے براہین حصہ پنجم میں کی ہے۔ جب اسی مفسر کی تحریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھائے گئے اور قریب قیامت میں اصالتاً نزول فرماویں گے پھر کیوں نہیں مانتے۔ اس پر ایک مرزائی مولوی بول اٹھے کہ میں ابھی جواب دیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ایک عربی اشتہار بھی دکھایا کہ اس کا جواب بھی دو۔ مگر مولوی صاحب کا یہ ہرگز مطلب نہ تھا کہ اسی وقت اور اسی جلسہ میں جواب دو۔ جب کہ انہوں نے تصریح کر بھی دی تھی۔ مگر مرزائی مولوی بار بار کہتے جاتے تھے کہ ابھی جواب دیتا ہوں۔ اس پر پریزیڈنٹ صاحب نے مرزائی مولوی صاحب کو روکا کہ یہ حرکات خلاف قواعد جلسہ ہیں آپ سنتے ہیں۔ یہ مجلس بحث نہیں۔ اس طرح جلسے میں فتور واقع ہوگا۔ جب اس پر بھی مرزائی مولوی نے چپ نہ کی تو ذرہ درشت لہجے میں روکا گیا اور کہا گیا کہ پھر بولو گے تو جلسہ سے نکال دیئے جاؤ گے، اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

عصر کی نماز کے بعد پھر جلسہ منعقد ہوا اور چوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری جو کہ اس فن میں یگانہ روزگار ہیں اور مرزائیت کے رد کے اعتبار سے آپ کو شیر پنجاب کہا جاتا ہے، پہنچ گئے اور انہوں نے وقت مانگا۔ اگرچہ وہ وقت میرا (بابو پیر بخش کا)

تھا۔ مگر سب کی خوشنودی اور رائے یہی تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کھڑے ہوں۔ پس میں نے اپنا وقت ان کو دے دیا۔ مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور پہلے مرزا قادیانی کا اشتہار پڑھا۔ جس کا عنوان یہ تھا کہ: ''اے خدا میرے اور ثناء اللہ کے درمیان تو ہی سچا فیصلہ فرما میں کذاب اور دجال ہوں جیسا کہ ثناء اللہ کہتا ہے تو تو مجھ کو دنیا سے اٹھا لے یعنی موت دے اور اگر میں سچا ہوں تو ثناء اللہ کو میری موجودگی میں وفات دے۔'' یہ خلاصہ اشتہار کا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۰۵،۷۰۶ طبع جدید)

یہ خلاصہ سنا کر مولوی صاحب نے کہا کہ خدائی فیصلہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی میری زندگی میں فوت ہوگئے اور میں کسی قسم کے عذاب میں مبتلاء نہ ہوا اور نہ فوت ہوا۔ چنانچہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ یہ فیصلہ ہائی کورٹ خدائی کا ہے۔ اس کو تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ خدائی فیصلہ سب فیصلوں سے اعلیٰ اور سچا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنا قادیان میں تیسری دفعہ آنا بھی بیان فرمایا اور ہر ایک دفعہ آنے کی وجوہات اور مرزا قادیانی کا حسن سلوک اور حسن خلق کا بھی ذکر کیا۔ مگر چونکہ یہاں اختصار منظور ہے، قلم انداز کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب کو خدائے تعالیٰ نے طرز بیان اور فصاحت زبان ایسی عنایت فرمائی ہے کہ سامعین محو حیرت تھے اور ہر طرف سے صدائے مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوتی تھی۔ اہل ہنود بھی جو سن رہے تھے کہتے تھے کہ حق حق ہی ہے۔ یہ مرزائی تو تھے کہ ہمارے مقابل کوئی نہیں آتا اور یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب کی ہی تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔

۲۵/نومبر کا اجلاس دیر سے ہوا، کیوں کہ جناب پریذیڈنٹ صاحب، انسپکٹر صاحب پولیس کے پاس گئے ہوئے تھے وہاں دیر ہوگئی تھی۔ پریذیڈنٹ صاحب نے آتے ہی سب سے پہلے محمدیؐ خلق کا ثبوت دیا اور فرمایا کہ میں نے جو کل ایک مرزائی کو بے جا دخل دینے اور بولنے سے روکا تھا۔ وہ مجھ سے بازار میں ملے تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو اس نیت سے نہیں کہا تھا کہ آپ کی دل آزاری ہو اور اگر آپ کو میرا لہجہ برا معلوم ہوا ہے تو میں معافی مانگتا ہوں اور انہوں نے بھی معافی دے دی ہے۔ سامعین نے یہ خوبی اخلاق پریذیڈنٹ صاحب کی سن کر آفرین کہی اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔

پہلے مولوی یعقوب علی صاحب رام پوری کھڑے ہوئے اورانہوں نے نہایت پر تاثیر فاضلانہ علمی بحث کر کے ثابت کیا کہ خالص مسلمان وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاص نبی ورسول یقین کرے اوران کی رسالت ونبوت میں کسی کو شریک نہ کرے اور کسی مدعی رسالت ونبوت کو سچا نہ مانے۔ مولوی صاحب کا وعظ ایسا دلچسپ تھا کہ سامعین اور پریذیڈنٹ صاحب کی خواہش ہوئی کہ مولوی صاحب اپنا وعظ جاری رکھیں اور پریذیڈنٹ صاحب نے مجھ (بابو پیر بخش) سے فرمایا کہ آپ اپنا وقت مولوی صاحب کو دے دیں۔

چنانچہ میں نے بخوشی خاطر کھڑے ہو کر سب حاضرین سے عرض کر دی کہ میں اپنا وقت مولوی صاحب کو دیتا ہوں۔ جس پر تمام حاضرین نے اظہار خوشی وتحسین کا آوازہ بلند کیا۔ مگر مولوی صاحب کی تقریر ایسی پر معنی ومدلل ومبسوط تھی کہ پھر بھی پوری نہ ہوئی اور سامعین کی خلاف مرضی مجبوراً ان کو ختم کرنی پڑی۔

ان کے بعد مولوی احمد علی شاہ صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب جامع مسجد شاہی لاہور کھڑے ہوئے اورانہوں نے ختم نبوت پر ایسا مؤثر وعظ فرمایا کہ اکثر سامعین وجد کی حالت میں آ گئے اور بعض پر ایسی تاثیر ہوئی کہ بلند آواز سے رونے لگے اورایک شخص تو بہت زور سے کھڑا ہو کر رونے لگا، یہاں تک کہ خاموش نہ ہوتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں پہلے پیر جماعت علی شاہ صاحب کا مرید تھا۔ مرزائیوں کے پھندے میں پھنس گیا ہوا ہوں۔ اب توبہ کر کے پھر حنفی ہوتا ہوں۔ اسی اثناء میں دواور شخصوں نے کہا کہ ہم بھی مرزائی عقائد سے توبہ کرتے ہیں اورایک نوجوان پٹھان نے بھی توبہ کی۔

غرض چاروں شخصوں کو مولانا مولوی نور احمد صاحب امرتسری کے ہاتھ پر توبہ کرائی گئی۔ مولوی صاحب نے علاوہ پند ونصائح کے حضرت پیران پیر جناب شیخ سید عبدالقادر صاحب جیلانی کی دو کرامتیں بھی بیان فرمائیں، جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ امت محمدی ﷺ میں ایسے ایسے صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں اور کسی نے دعویٰ نبوت ورسالت نہیں کیا اور غلام رہے۔ دوم مقصود یہ تھا کہ جب امتی مردہ زندہ کر سکتا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایک اولوالعزم پیغمبر تھے۔ جن کے معجزات قرآن شریف میں مذکور ہیں اوران کا

مردے زندہ کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس سے کیونکر ایک مسلمان انکار کرسکتا ہے۔ ان کے بعد مولوی میر محمد صاحب پنجابی واعظ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پنجابی اور جٹکی مثالوں سے خوب سامعین کو مسرور کیا اور چندہ کے واسطے بھی ہدایت کی۔

اس وقت میں نے پریذیڈنٹ صاحب سے عرض کی کہ میں واپس جانا چاہتا ہوں اور مولوی احمد علی شاہ صاحب کے ساتھ ہی چلا جاؤں گا۔ آپ مجھ کو ابھی تھوڑا سا وقت دے دیں۔ جس میں میں اپنے مضمون کو جو چھپا ہوا ہے چیدہ چیدہ مقام سے سنادوں اور پھر مضمون تقسیم کردو اور ساتھ ہی بہت لوگ مشتاق تھے کہ میں خود ہی سناؤں۔ انہوں نے بھی پریذیڈنٹ کو کہا۔ اگرچہ وقت گزر چکا تھا مگر مجھ کو پریزنڈنٹ صاحب نے تھوڑا وقت عنایت فرمایا جس میں، میں نے پہلے مرزاقادیانی کا ایک کشف سنایا۔ جس میں وہ خدا بنے تھے اور مرزاقادیانی کی تشریح سنائی۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ: ’’میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

اس پر میں نے اعتراض کیا کہ سوراخ دار برتن کی تعریف یہ ہے کہ اوپر سے اس میں کوئی چیز ڈالیں تو نچلے سوراخوں سے نکل جاتی ہے۔ اگر بفرض محال مرزاقادیانی میں خدا داخل ہوا بھی مان لیں تو ساتھ ہی خدا کا نکل جانا بھی ماننا پڑے گا۔ اس لحاظ سے بھی مرزاقادیانی خدا نہیں ہوسکتے۔ پھر میں نے ایک الہام مرزاقادیانی کا سنایا۔ جس میں مرزاقادیانی کرشن جی کا اوتار یعنی بروز بنتے تھے۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)

اس پر یہ اعتراض کیا کہ جب مرزاقادیانی یہ اصول مقرر کر چکے ہوئے ہیں کہ متابعت نام سے بروز ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی متابعت نام محمد ﷺ سے بروز محمد ﷺ ہوئے تھے۔ اسی طرح متابعت کرشن جی سے اوتار وبروز کرشن ہوئے۔ لہٰذا کرشن جی تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر تھے۔ اب اگر مرزاقادیانی بروز کرشن تھے تو مسلمان نہ تھے۔ اس کے بعد وقت گزر گیا اور اس تقریر کی چھپی ہوئی نقل ایک ہزار کے قریب سب حاضرین کو تقسیم کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس میرے آنے کے بعد ہوا ہے سنا ہے کہ اور دو شخصوں نے توبہ کی تھی۔

دوسرے اجلاس کے پریزیڈنٹ شیخ احمد صاحب وکیل منتخب ہوئے۔ کیونکہ میاں نظام الدین صاحب بھی چلے آئے تھے۔ پہلے مولوی غلام احمد صاحب امرتسری ایڈیٹر اہل فقہ کھڑے ہوئے اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جو غلط نکلیں تھیں حاضرین کو سنا کر فرمایا کہ اگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں خداتعالیٰ کی طرف سے ہوتیں تو ہرگز خطا نہ جاتیں اور یہ بھی فرمایا کہ مرزائی صاحبان جب اپنے قابو یافتگان کو تمہاری کتابیں اور رسالے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ جب تک ان کو اپنے دین کی واقفیت نہ ہو مرزائیوں کی تحریریں نہ پڑھیں۔

ان کے بعد پھر مولوی نور احمد صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مرزائی جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول تسلیم کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کی قبر کھود کر دکھاویں کہ ان کے بدن کو مٹی نے نہیں کھایا۔ کیونکہ نبی ورسول کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص میرے پاس رہے تو میں اس کو مرزا قادیانی کا حال بذریعہ کشف وخواب دکھا سکتا ہوں۔ مولوی صاحب کو معلوم ہوا کہ قبر کے کھودنے کی معیار صداقت جو انہوں نے بیان کی تھی۔ مرزائی صاحبان کو بری معلوم ہوئی ہے تو انہوں نے نماز عصر کے بعد فوراً جلسہ کی کارروائی ہونے سے پہلے فرمایا کہ اگر میرا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کی قبر کھودی جائے۔ مرزائی صاحبان کی دل آزاری کا باعث ہوا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے تو میں معافی مانگتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس نیت سے نہیں کہا تھا کہ کسی کا دل دکھے۔

اس کے بعد پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور ان کی جادو بیان پر ہی جلسے کا اختتام ہوا۔

نوٹ: مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تشریف فرما ہوئے تھے۔ مگر ایک ضروری کام کے باعث اپنا مضمون دے کر عذر خواہی کر کے واپس تشریف لے گئے۔ یہ ان کی ہمدردی قابل شکریہ ہے۔

غیر مرزائی مسلمان کامیاب وفتح مند واپس ہوئے۔ میں نے کچھ حالات چشم دید وگوش شنید لکھے ہیں اور بعض سنے سنائے لکھے ہیں۔ اگر کوئی سہواً خطا ہوئی ہو تو معاف فرما

ویں۔ پوری پوری روئیداد کارکنان وعہدہ داران انجمن اسلامیہ قادیان جن کی طرف سے جلسہ ہوا لکھ رہے ہیں بعد تیاری شائع کریں گے۔

ذیل میں اس تقریر کی نقل جو میں نے (بابو پیر بخش لاہوری) قادیان کے جلسہ میں کی تھی، دی جاتی ہے۔ تاکہ ممبران انجمن تائید الاسلام بھی پڑھیں اور معلوم کریں کہ واقعی انجمن علمی کام کر رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

دنیا کے تمام مذاہب میں سے اکمل وافضل وہی مذہب ہوسکتا ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہو۔ یعنی نہ اس میں شرک ذات باری تعالیٰ ہو اور نہ شرک صفات خدا تعالیٰ ہو۔ خواہ کوئی کیسی ہی بلند پروازیاں کرے اور مصلح قوم وملت ہونے کا مدعی ہو۔ اگر اس کے قول وفعل سے شرک کی بو آوے تو وہ شخص کبھی صراط مستقیم پر سمجھا نہیں جاتا اور نہ اس کے دعاوی قابل تسلیم ہوسکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص الہام ووحی کا مدعی ہو اور مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا دعوے دار ہو کر ماموربن اللہ بن کر آوے۔ مگر قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے امان اٹھ جاتی ہے اور نہ مسلمان اس کے تسلیم کرنے کے واسطے حکم دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں زندہ جاوید معجزہ قرآن مجید سچا وحی ہر زمانہ میں موجود ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی ملہم کے الہام اور وحی کو جو قرآن کے برخلاف ہو تسلیم کرلیں تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ نعوذ باللہ ہم قرآن مجید کے منکر ہیں اور نادانی سے اس ملہم کی پیروی کر کے مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے اور جھٹلانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسی بے جا حرکت سے بچاوے۔ آمین!

پس اسلام کے مسلمہ اصول کے مطابق سب سے پہلے ہم کو مدعی کے الہام اور کشف کو دیکھنا چاہئے کہ وہ قرآن شریف اور شریعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے برخلاف نہ ہو۔ اگر کسی الہام وکشف میں شرک فی الذات یا شرک فی الصفات باری تعالیٰ ہو اور صریح برخلاف نصوص شرعی پایا جاوے تو اس الہام وکشف کو اس خدا تعالیٰ کی طرف سے تسلیم نہیں

کر سکتے۔ جو قرآن شریف اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا خدا ہے۔ کیونکہ اسلام نے جیسا مقام الوہیت اور عبودیت کو الگ الگ رکھا ہے کسی مذہب نے نہیں رکھا۔

اب ہم جب مرزا قادیانی کے کشوف والہامات پر غور کرتے ہیں تو صریح قرآن شریف اور احادیث نبوی کے برعکس اور برخلاف پاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ سے مکالمہ ومخاطبہ کے تین طریق ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے یا بذریعہ وحی جبرئیل پیغام دیتا ہے یا بذریعہ کشف آگاہ فرماتا ہے یا بذریعہ الہام اطلاع دیتا ہے۔ اب میں آپ کو مرزا قادیانی کا ایک کشف سناتا ہوں تاکہ آپ غور کریں کہ ایسے ایسے کشوف خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں یا جو وجود گمراہ کرنے والا ہے۔ اس کی طرف سے وسوسہ قرار پاسکتے ہیں یا قابل رد کے ہیں۔ کشف مرزا قادیانی: ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۸۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

مرزا قادیانی بجائے اس کشف کے رد کرنے کے کیونکہ یہ وسوسہ تھا، الٹا اس کو ذیل کی عبارت آرائی اور شاعرانہ لفاظی سے اپنے آپ کو خدا ثابت کرتے ہیں: ''اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں، میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موج زن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگا لئے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں، میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری

اپنی عمارت گرگئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب آئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہوگیا۔ جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا جس میں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شئے کی طرح ہوگیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپالے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کرگئی اور میں بالکل اپنے آپ سے کھو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگائے اور اس روز سے اپنے قبضہ میں کرلیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ...... میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہوئیت سے قطعاً نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: ’’**انا زینّا السماء الدنیا بمصابیح**‘‘ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۸، ۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳ تا ۱۰۵، آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اس کشف اور ضمنی عبارت اس کی سے ثابت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے درمیان خدا تعالیٰ نے حلول کیا اور مرزا قادیانی کا وجود اور ان کی اپنی ہستی بالکل معدوم اور گم ہوگئی تھی اور خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے چولا بدلا یا یوں سمجھو کہ مرزا قادیانی کی خاطر خدائے تعالیٰ رب العالمین انسان بن گیا۔

مگر جب ہم مرزا قادیانی کی عبارت آرائی اور متضاد فقرات کو دیکھتے ہیں اور اخیر

مقام تک میں اور انانیت کا مقام برابر چلا جاتا ہے تو پھر یقین کرنے کا موقعہ ملتا ہے کہ یہ صرف انسانی بناوٹ ہے۔ کیونکہ بہت فقرے علاوہ تکرار کے جو عیب سخن ہے، آپس میں مخالف ہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ میرا کچھ نہ رہا اور پھر لکھتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں اور میں نے خدا کے منشاء کے مطابق آسمانوں اور زمینوں کو ترتیب وتفریق دی۔ جب مرزا قادیانی کی ہستی بالکل حقیقی طور سے ذات باری تعالیٰ میں محو ہوگئی تھی اور مرزا قادیانی کا اپنا کچھ نہ رہا تھا تو ''میں'' پھر کہاں سے آیا۔ پس ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے صرف اپنے کشف کو شاعرانہ لفاظی اور طول طویل عبارت سے ثابت کرنا چاہا ہے اور یہ وہی خیالات ہیں یا ان کی نقل ہے جو شاعر کرتے آئے ہیں۔ دین اسلام میں تو ایسی ایسی عبارت شرک وکفر میں داخل ہیں۔ کیونکہ عاجز انسان کا خدا بن جانا شرعاً اور عقلاً باطل ہے اور شریعت محمدی ﷺ میں ان خیالات کی کوئی سند نہیں۔ ہاں! اہل ہنود ومشرکان عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ انسان میں خدا تعالیٰ حلول کرتا ہے اور کرشن جی نے گیتا میں جو ہندوؤں کی مقدس کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں انسان کا خدا ہونا لکھا ہے اور خود خدا بنے ہیں جس کی نقل مرزا قادیانی نے کی ہے اور وہ یہ ہے:

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام — نہی گشتہ از خود خدا گشہ ام

(ص۲۷ گیتا مترجمہ فیضی اوہائے سوم)

اگر گوش داری چہا میشوی — خدا میشوی وخدا میشوی
کہ من صورت آفریندہ ام — بمعنی خدایم اگر بندہ ام
تفاوت میاں من وحق نماید — ازیں راہ دو عالم خدایم بخواند
منزہ ز اعمال دانی مہرا — خداوند ہر بندہ دانی مرا
من ام ہر چہ ہستم خدا از من ست — فنا از من وہم بقا از من ست

(اوہائے نہم راج جوگ گیتا مترم فیضی ص۶۸،۶۹)

اب تو ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے اسی مضمون کرشن جی کو اپنی عبارت اور الفاظ میں لکھ دیا ہے بلکہ اخیر کا جو شعر ہے کہ: ''منم ہر چہ ہستم خدا از من ست'' کو دیکھ کر

مرزا قادیانی کو ایک الہام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگیا۔ ’’انت منی وانا منک‘‘ یعنی اے غلام احمد تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘

(دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷ و تذکرہ ص۳۴۵ طبع چہارم)

جیسا کہ کرشن جی نے کہا تھا کہ خدا از من ست یعنی خدا مجھ سے ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی کہا کہ خدا مجھ سے ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی تو انت منی اس لحاظ سے ہوئے کہ خدا کی مخلوق تھے مگر خدا کے واسطے کوئی یہ تو بتاوے کہ انا منک یعنی خدا تعالیٰ مرزا قادیانی سے ہے یہ کون سی سند شرعی سے درست ہوسکتا ہے؟ اور خدا کا مرزا قادیانی سے نکلنا کون سی اسلامی نص سے ثابت ہے؟ اس صورت میں تو مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کے باوا آدم ٹھہرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی ہستی قدیم بلکہ اقدم ثابت ہوتی ہے اور یہ عقیدہ تو آریوں سے بھی عجیب تر اور کفر عظیم ہے۔ کیونکہ آریہ صرف روح اور مادہ کو ازلی ابدی اور قدیم کہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کو ان سے نکلا ہوا نہیں کہتے۔ اس الہام سے تو مرزا قادیانی کو شرف خدا پر ثابت ہوتا ہے جس کو تقدیم بالوجود کہتے ہیں اور یہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ پھر خالق اکبر مرزا قادیانی ہوں گے اور خدا تعالیٰ خالق اصغر یا نائب مرزا قادیانی ہوگا۔ مگر چونکہ خدا کا نائب اور مخلوق مرزا قادیانی ہونا شرک اور کفر ہے اور ایسے ایسے کفر اور گمراہی کے الہامات شیطانی وساوس کہلاتے ہیں۔ اس لئے یہی فیصلہ شریعت محمدی ﷺ درست ہے کہ ایسے الہام وساوس سمجھ کر رو کے جائیں۔ کیونکہ ایسے ایسے کفریات کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامات نہیں ہوسکتے۔

دوم: اگر ایسے ایسے الہامات کچھ باعث فضل وعلو درجات ہوتے تو خلاصہ موجودات اکمل البشر وافضل الرسل حضرت خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہلے ہوتے۔ مگر اس عالی جناب کو تو ہمیشہ عبدہٗ ورسولہ سے خدا تعالیٰ نے مخاطب فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ ایسے ایسے کفریات کے الہامات کرنے والا وہ خدا نہیں جو قرآن اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا خدا ہے۔ کیونکہ یہ قرآن شریف کے برخلاف ہیں۔

مرزائی صاحبان کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ ایسے ایسے الہامات وکشوف کو ہم

حقیقی نہیں مانتے۔ متشابہات میں سے ہیں جس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ایسے ایسے الہام حقیقی نہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو پھر جھگڑا ہی طے ہوا۔ مرزا قادیانی کی تصانیف میں سے یہ خلاف شرع دعاوی والہامات وکشوف نکال دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ پھر تنازع ہی کیا ہے جب آپ بھی نہیں مانتے اور ہم بھی نہیں مانتے تو پھر اختلاف نہ رہا۔ مگر افسوس کہ یہ صرف ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کی تصنیف جو مطابق شرع محمدیؐ ہے، رکھ لیں اور باقی خلاف شرع کو ردی قرار دے دیں تو پھر دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ مل جاویں اور جمعیت اسلام کے شیرازہ کو تقویت دیں۔ اے خدا ان کو توفیق دے اور راہ ہدایت تو ہی دکھا۔ آمین!

دوسرا ایک جواب مرزائی صاحبان یہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی تو حضرت علیؓ کو فرمایا تھا کہ: ''انت منی وانا منک'' یعنی اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ شرکت نوعی تھی صرف مرتبہ میں فرق تھا اور نوع یعنی عبدیت اور انسانیت میں شراکت تھی۔ یہ جواب آپ کا تب درست ہوسکتا تھا جب کہ خدا تعالیٰ اور مرزا قادیانی میں شرکت نوعی ہوتی اور خدا تعالیٰ بھی مرزا قادیانی کی طرح مخلوق ہوتا۔ جس طرح حضرت علی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح مخلوق تھے۔ مگر جب مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ بسبب حادث اور مخلوق ہونے کے وہ نسبت شرکت نوعی کی نہیں ہے تو پھر یہ الہام ''انت منی وانا منک'' ہرگز ہرگز درست نہیں ہوسکتا اور نہ خدائی الہام تسلیم ہوسکتا ہے۔ نیز یہ الہام مرزا قادیانی کے الہام: ''انت من مائنا وھم من فشل''

(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

اے مرزا تو میرے پانی یعنی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے کے برخلاف ہے۔ کیونکہ وہی خدا جو مرزا قادیانی کو اپنا بیٹا قرار دے چکا ہے۔ اب وہی خدا مرزا قادیانی کو اپنا والد ومنبع قرار دے اور کہے کہ اے مرزا میں تجھ سے ہوں، غلط ہے۔ یہ معمولی عقل کے بھی برخلاف ہے اور کوئی باحواس آدمی ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا کہ واجب الوجود ہستی یعنی وہ ہستی جو

مطلق ہے اور اپنے ہست ہونے میں کسی غیر کی محتاج نہیں۔ اس ہستی کا مخرج ایک عاجز انسان ہو۔ ایک دوسرا الہام مرزا قادیانی عرض کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا ہے: ’’کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹)

اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی نے خود ہی فرمادی تھی کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں کرشن کا بروز یعنی اوتار ہوں جو ہندوؤں کا بڑا راجہ تھا۔ جب مرزا قادیانی حقیقت روحانی کی رو سے کرشن ہوئے تو کرشن جی کے مذہب کے پیرو ثابت ہوئے اور کرشن جی کا مذہب تناسخ تھا اور وہ قیامت کے معتقد نہ تے۔ چنانچہ گیتا میں فرماتے ہیں:

بقید تناسخ کند و اورش بانواع قالب دروں آروش
بہ تن ہائے معبود در میروند بجسم سگ وخوک در میروند

یعنی اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں مختلف جونوں اور جسموں میں ملتا ہے یوم آخرت یعنی روز جزاوسزا کوئی نہیں اور کرشن جی کے پیرو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں اہل ہنود اسی اعتقاد پر ہیں۔ مرزا قادیانی کا بھی تناسخ کا قائل ہونا اور قیامت کا انکاری ہونا ثابت ہوا اور بجائے قرآن کے وید اور بجائے کعبہ کے کانشی اور بجائے تسبیح کے مالا وغیرہ پر عمل ضروری ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی ایک اصول مقرر کر چکے ہیں اور اپنی نبوت کا ثبوت بھی دیتے ہیں کہ میں حقیقت روحانی کی رو سے محمد ﷺ ہوں اور متابعت تامہ محمد ﷺ سے محمد ہوں، میرا دعویٰ خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت کسی غیر کے پاس نہیں گئی۔

چنانچہ (حقیقت الوحی استفتاء ص۱۷، خزائن ج۲۲ ص۶۳۷) پر لکھتے ہیں: ’’لیس فی جبتی الا انوارہ‘‘ یعنی میرے وجود میں سوائے محمد کے نور کے کچھ نہیں۔

اب ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی حقیقت روحانی کی رو سے اور محبت وپیروی تامہ محمد ﷺ سے عین محمدؐ ہوگئے تھے تو پھر کرشن جی کا بروز اوتار کس طرح ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اسی اپنے اصول مقرر کردہ سے یعنی متابعت تامہ ومحبت فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے نبی ورسول ہوئے تھے۔ اسی طرح کرشن جی کی پیروی سے کرشن جی کا روپ ڈھالا تو پھر محمد ﷺ سے کچھ واسطہ نہ رہا۔ کیونکہ کرشن جی مہاراج کا یہ مذہب تھا: ’’ہمارا یہی

کرم ہے کہ کھیتی بنج کریں گوبردھن کی سیوا میں رہیں بید کی آ گیا ہے کہ اپنی کل ریت نہ چھوڑیئے سب کوان ان مٹھائی لے چلو اور گوبردھن کی پوجا کرو۔ (پریم ساگر ص۴۲ مطبوعہ نول کشور مہابھارت) میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے دس سال تک تپ کیا کرشن جی اپنے زمانہ کا...... دودان تھا اور ولاوشاستر سے خوب واقفیت رکھتا تھا۔ دیکھو (سوانح عمری کرشن جی مہاراج مصنفہ لالا لاجیب رائے) کرشن جی بت پرستی کے بھی حامی تھے۔ چنانچہ گیتا میں لکھتے ہیں: ''کوئی کسی اعتقاد سے کسی دیوتا کے سروپ کی پرستش کرے تو میں یعنی خدا اس دیوتا کے سروپ میں موجود ہوکر اس کے اعتقاد کو پختہ کرتا ہوں۔'' (او ہائے ۷ا اشلاک ۲۱)

اب دو باتوں میں سے ایک بات سچ ہے اور ایک جھوٹ ہے یا تو مرزا قادیانی حقیقت روحانی سے کرشن تھے یا محمد ﷺ تھے۔ اگر کرشن جی تھے تو محمد ﷺ ہرگز نہ تھے۔ مگر جب واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو مرزا قادیانی میں نہ تو کرشن کے صفات تھے اور نہ محمد ﷺ کے صرف زبانی دعویٰ بلا دلیل قابل تسلیم نہیں اور الہامات وکشوف مرزا قادیانی قابل اتباع نہیں۔ یہ انصاف ہرگز نہیں کہ ایک ہی امر مشترک ہو جب وہی کام غیر مذہب والے کریں تو کافر اور جب وہی کام مرزا قادیانی اور ان کے مرید کریں تو مسلمان۔ اگر عیسائی اپنے پیغمبر کو ابن اللہ کہیں تو کافر۔ مرزائی صاحبان اپنے پیشوا کے الہام ابن اللہ کو سچا سمجھیں تو مومن۔ فرعون خدائی کا دعویٰ کرے تو کافر۔ مرزا قادیانی خدائی کا دعویٰ کریں تو مسلمان۔ عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت میں شامل کریں تو کافر اور اگر مرزائی مرزا قادیانی کو الوہیت میں شامل کریں اور ان کے الہامات کشوف کو خدا کی طرف سے یقین کر کے تاویلات کریں اور کلمات خلاف شرع کا نام متشابہات رکھیں تو مسلمان۔ یہ کون سا انصاف ہے۔ اگر تاویل کرنی جائز ہے تو پھر فرعون اور عیسائیوں نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کی مشرکانہ تحریروں اور خلاف شرع دعاوی کی تاویل نہ کریں۔ اگر ہر ایک فرقہ کی تاویل کریں گے تو کفر واسلام میں کچھ فرق نہ رہے گا۔ وما علینا الا البلاغ!

المعلن: خاکسار پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر وسیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور

(قادیان میں مسلمانوں کا پہلا جلسہ کی کاروائی شائع شدہ انجمن تائید الاسلام لاہور ص۱تا۱۵)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے
دوسرے سالانہ جلسہ کی
کارروائی

مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمائے گرامی شرکاء علماء اسلام

۱...... حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری دیوبند

۲...... حضرت مولانا حبیب الرحمٰن نائب ناظم دارالعلوم دیوبند

۳...... حضرت مولانا سراج احمد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند

۴...... حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب // //

۵...... حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب //

۶...... حضرت قاری محمد طاہر صاحب دیوبند (ودیگر سات، آٹھ علماء)

۷...... حضرت مولانا نور احمد پسروری امرتسری

۸...... حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

۹...... بابو پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور

۱۰...... قاضی حبیب اللہ منشی فاضل مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور

۱۱...... مولوی محمد حسین صاحب مدرس اوّل مدرسہ نعمانیہ امرتسر

۱۲...... مولوی محمد نعیم مدرس وناظم انجمن حفظ المسلمین امرتسر

۱۳...... چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سیکرٹری مسلم لیگ مینز ایسوسی ایشن

۱۴...... چوہدری عبدالغنی صاحب // //

۱۵...... مولوی عبداللہ صاحب بٹالہ

۱۶...... قاضی ظفر الحق امام جامع مسجد بٹالہ

۱۷...... حضرت مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری

۱۸...... حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی

۱۹...... حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹ

۲۰...... حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی

۲۱...... حضرت مولانا نواب الدین ستکوہی

اجلاس ۱۸/ مارچ ۱۹۲۱ء: بروز جمعہ بٹالہ

۱......	تقریر:	مولانا ثناء اللہ امرتسری	قبل از جمعہ
۲......	//	مولانا سراج احمد مدرس دارالعلوم دیوبند	بعد از جمعہ
۳......	//	مولانا حکیم ابوتراب عبدالحق	بعد از عصر
۴......	//	مولانا بدر الاسلام	//
۵......	//	حضرت مولانا قاری محمد طیب دیوبند	//

اجلاس اوّل: ۱۹/ مارچ ۱۹۲۱ء بروز ہفتہ بعد از ظہر دوسرا سالانہ جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان

تلاوت: قاری عبدالکریم صاحب امرتسری

صدارت: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب ناظم دارالعلوم دیوبند

تلاوت: حضرت قاری محمد طاہر صاحب دیوبندی

تقریر: صدر اجلاس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دارالعلوم دیوبند

// حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری

// حضرت مولانا عبدالسمیع مدرس دارالعلوم دیوبند

اجلاس دوم ۱۹/ مارچ ۱۹۲۱ء بروز ہفتہ بعد از نماز عصر

تلاوت: مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبند

تقریر: مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ

اجلاس سوم ۲۰/ مارچ ۱۹۲۱ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے

تلاوت: مولانا قاری محمد طاہر صاحب دیوبندی

تقریر: بابو پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور

// مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری

// مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی

تقریر: مولانا قاضی ظفرالحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ
〃 حاجی عبدالرحمٰن صاحب 〃
〃 ڈاکٹر غلام محمد 〃

اجلاس چہارم ۲۰ ٫ مارچ ۱۹۲۱ء بعد از ظہر

صدارت: مولانا نور احمد امرتسری امام جامع مسجد شیخ بڈھا امرتسر
تقریر: حکیم ابوتراب عبدالحق صاحب
〃 مولانا حبیب اللہ امرتسری
〃 مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری
〃 مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی

اجلاس پنجم ۲۰ ٫ مارچ ۱۹۲۱ء بعد از نماز عصر

تقریر: مولانا ثناء اللہ امرتسری
〃 مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری دیوبند

اجلاس ۲۱ ٫ مارچ ۱۹۲۱ء بروز سوموار صبح آٹھ بجے

تلاوت: مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبند
〃 مولانا قاری محمد طاہر صاحب 〃
تقریر: مولانا بدر عالم میرٹھی
〃 مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری
〃 مولانا نواب الدین ستکوہی
〃 مولانا حبیب اللہ امرتسری
〃 مولانا ثناء اللہ امرتسری
〃 مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی
〃 مولانا عبدالشکور لکھنوی
صدارت: مولانا حبیب الرحمٰن نائب ناظم دارالعلوم دیوبند

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مختصر روئیداد دوسرا سالانہ جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان

۱۹، ۲۰، ۲۱؍ مارچ ۱۹۲۱ء

مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

چالیس قادیانیوں کا قبول اسلام	۳۱۱		
جمعیت العلماء کا اجلاس بمقام قادیان بتقریب جلسۂ سالانہ انجمن اسلامیہ قادیان			۳۱۲
بٹالہ میں ورود	۳۱۲	علماء کرام کی دل دہلا دینے والی تقریریں	۳۱۳
جمعیت العلماء کا ورود قادیان میں	۳۱۵		
اجلاس اوّل: ۱۹/مارچ ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر			۳۱۶
تقریر مولانا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث	۳۱۷	تقریر مولانا عبدالسمیع انصاری مدرسہ عالیہ دیوبند	۳۲۱
اجلاس دوم ۱۹/مارچ بعد نماز عصر			۳۲۵
تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی	۳۲۵		
اجلاس سوم (۲۰/مارچ) صبح			۳۲۸
تقریر بابو پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور مضمون ''اثبات حیات مسیح''	۳۲۸	تقریر مولانا ثناء اللہ مولوی فاضل ایڈیٹر اخبار اہل حدیث ''قادیان اور ہم''	۳۲۸
تقریر مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی	۳۳۲	تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی	۳۳۴
مرزائیت سے توبہ	۳۳۷	قاضی ظفر الحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ	۳۳۷
اجلاس چہارم (۲۰/مارچ) بعد ظہر			۳۳۸
تقریر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مراد آبادی	۳۳۸	مرزائیت سے توبہ	۳۴۰
تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی	۳۴۱		
اجلاس پنجم (۲۱/مارچ) بوقت صبح			۳۴۳
تقریر مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی	۳۴۳	تقریر حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب	۳۴۶
مرزائیت سے توبہ	۳۴۹	تقریر مولانا مولوی نواب الدین (ستکوہی) صاحب	۳۴۹
تقریر بابو حبیب اللہ صاحب امرتسری	۳۵۰	تقریر مولانا ثناء اللہ صاحب، مسائل متفرقہ مرزائیہ پر	۳۵۰
تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی	۳۵۵		
اختتام جلسہ			۳۵۶
مولانا حبیب الرحمن صدر جلسہ کی اختتامی تقریر	۳۵۶	قادیان میں تحریک اجراء مدرسہ اسلامیہ (غیر مرزائیہ)	۳۵۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

در خرابات مغاں نور خدا مے بینم ۔۔۔ ویں عجب بیں کہ چہ نورے نہ کجامی بینم

برادران اسلام! خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسلمانان قادیان کی سہ سالہ محنت مرزائیوں کے مقابلہ میں رائیگاں نہیں گئی۔ اگرچہ جماعت مرزائیہ نے اس جلسہ کو روکنے کے لئے حکام کو فساد کا خطرہ بتا کر اور دیگر سینکڑوں ابلہ فریبیاں کیں۔ مگر وہ ناکام رہے۔ جلسہ ہذا کی اجازت اور حسن انتظام کے لئے جملہ اہل اسلام صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کے تہہ دل سے مشکور ہیں، جنہوں نے بسلسلہ انتظام ایک مجسٹریٹ، ایک انسپکٹر اور ایک سب انسپکٹر پولیس اور مناسب تعداد میں کانسٹیبلز مقرر کر دیئے۔ جنہوں نے اپنے فرائض پوری مستعدی سے انجام دیئے۔

چالیس قادیانیوں کا قبول اسلام

جلسہ کی کامیابی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ قریب ۴۰/اشخاص مرزائی عقائد سے توبہ کر کے داخل اسلام ہوئے اور مرزائیوں پر اس قدر رعب طاری رہا کہ تین دن اپنے چوکوں وغیرہ مقامات پر پہرہ لگوائے رکھا تاکہ ان کے اندر کوئی داخل نہ ہوسکے، نہ نکلے۔ سوائے دو تین مرزائیوں کے جو جلسہ کی کارروائی سننے آتے۔ مگر علمائے اسلام کی باوقار متین اور مہذب تقاریر سن کر اور مرزائی اعتقادات کا قرآن وحدیث اور بالآخر مرزا قادیانی کے دعاوی کی مرزا قادیانی کی اپنی ہی کتب سے تردید ہوتے دیکھ کر اور بالآخر علماء اسلام کے اخلاق محمدی کا نمونہ پا کر اپنے آپ ہی عرق خجالت میں غرق ہوئے جاتے تھے۔ بالآخر ہم اپنے معزز صاحب قلم قاضی حبیب اللہ منشی فاضل کے مشکور ہیں جنہوں نے جلسہ کی کارروائی بڑی قابلیت سے قلمبند کر کے اخبار وکیل امرتسر کو شائع کرنے کے لئے بھیجی۔ نیز ہم اخبار مذکور کے شکرگزار ہیں جس نے باہتمام کارروائی شائع کر کے مسلمانوں کو مرہون منت کیا۔ آئندہ صفحات میں ہم روئیداد اخبار مذکور سے نقل کر کے نذر ناظرین کرتے ہیں۔ (خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور)

نوٹ: ناشکری ہوگی اگر ہم مولانا حاجی نور احمد صاحب قبلہ امرتسری اور آپ کے معاونین مولانا محمد حسن ومولانا محمد نعیم صاحبان اور صاحبزادگان مولوی محمد سلیمان ومحمد داؤد اور جملہ اراکین انجمن حفظ المسلمین امرتسر کا شکریہ ادا نہ کریں، جنہوں نے سلسلہ کے کامیاب انعقاد کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں۔

جمعیت العلماء کا اجلاس بمقام قادیان
بتقریب جلسۂ سالانہ انجمن اسلامیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷/مارچ ۱۹۲۱ء کی رات کو علمائے کرام کی ایک معتدبہ جماعت بارادۂ قادیان وارد امرتسر ہوئی۔ جس میں علامہ زمان استاد العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب معلم اعلیٰ دارالعلوم عربیہ دیوبند، حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب نائب ناظم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مولوی سراج احمد صاحب مدرس دارالعلوم، حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم، حضرت مولانا مولوی محمد طیب ومحمد طاہر صاحبان (فرزندان حضرت مولانا مولوی احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور سات آٹھ دیگر علماء بھی شامل تھے۔

درحقیقت علماء عظام کی اس جماعت کا پنجاب میں ایک ایسے ارادہ سے تشریف لانا جو محض مذہبی اور اسلامی ہے، اہل پنجاب کی خوش قسمتی کا باعث ہے۔

بٹالہ میں ورود

۱۸/مارچ ۱۹۲۱ء کو بزرگ علماء کرام کی یہ مقدس جماعت بمعہ دیگر علماء پنجاب مثلاً حضرت مولانا مولوی حاجی نور احمد صاحب پسروری ثم امرتسری، مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر و خادم اسلام پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور، مولانا مولوی (مفتی) محمد حسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ نعمانیہ امرتسر، مولوی محمد نعیم صاحب مدرس وناظم انجمن حفظ المسلمین امرتسر وغیرہ ہوا خواہان اسلام ایک کثیر تعداد میں ساڑھے دس بجے امرتسر سے روانہ ہوکر ساڑھے ۱۲/بجے کے قریب بٹالہ پہنچے۔ یہاں مسلم ینگ مین ایسوسی ایشن کی طرف سے استقبال کا نہایت عمدہ انتظام تھا۔ رضا کاران خلافت فتح وظفر کے علم ساتھ رکھتے تھے۔ مسلم ینگ مین ایسوسی ایشن بالخصوص اس کے سیکرٹری چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ونیز چوہدری عبدالغنی صاحب ومولوی عبداللہ صاحب اور قاضی ظفر الحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ کی مستعدانہ وسرگرم خدمات قوم کی تحسین کی مستحق ہیں۔ اسٹیشن سے بسواری فٹنوں اور ٹانگوں کے اللہ اکبر! کے گونجتے ہوئے نعروں کے ساتھ لے جاکر مہمانوں کو جامع

مسجد کے ملحقہ مکانات میں اتارا گیا۔ جہاں قیام وطعام کا انتظام مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے بڑی خوبی کے ساتھ کیا گیا۔

(یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ مرادآباد اور لکھنؤ وغیرہ حصص ہندوستان سے حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحب اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب اور پنجاب سے مولانا محمد ابراہیم صاحب اور دیگر علماء بھی بتعداد کثیر شریک ہوئے لیکن وہ قادیاں میں جمعیۃ مذکورہ سے کسی قدر بعد پہنچے)

علماء کرام کی دل دہلا دینے والی تقریریں

بعد نماز جمعہ جامع مسجد بٹالہ کے قریب ہی میدان قلعہ میں علماء کرام کے مواعظ سے استفادہ کرنے کے لئے اہل بٹالہ نے جلسہ منعقد کیا۔ سب سے اوّل جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی معنی خیز اور دلچسپ تقریر سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ لیکن مرزائی صاحبان اس کی تاب نہ لا سکے، جنہیں مناسب طریقہ سے سمجھا کر خاموش کیا گیا۔ آپ کے بعد مولانا سراج احمد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کی نہایت محققانہ اور عالمانہ تقریر ہوئی۔ اس تقریر کا ایک ایک لفظ آویزۂ گوش ہوش ہونا چاہئے۔

آپ نے فرمایا کہ ختم رسالت پر میں قرآن کی ایک آیت اور ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ: ’’**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین** (الاحزاب:۴۰)‘‘

پڑھ کر فرمایا کہ خاتَم اور خاتِم دونوں کا ایک ہی مدعا ہے۔ خاتِم کے معنی ختم کرنے والا اور خاتَم کے معنی آخر القوم کے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی صاف حدیث ہے کہ: ’’**لانبی بعدی**‘‘ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر قرآن اور حدیث کے شواہد کے باوجود دعویٰ نبوت خواہ کسی قسم کا ہو دعویٰ باطل ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ: ’’خلافت کا شوروغل بعض مولویوں نے مچا رکھا ہے۔‘‘ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خلیفہ تب سے ہے جب سے زمین وآسمان ہے اور تب تک رہے گا جب تک زمین وآسمان باقی ہیں۔

پھر یہ آیت شریف پڑھی: ’’**واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ** (البقرۃ:۳۰)‘‘

عام لوگ دنیا میں بھیڑ بکری کی طرح ہیں اور خلیفہ بجائے چرواہے کے ہوتا ہے۔ کوئی کچھ کہا کرے۔ مگر یاد رکھو کہ: ’’العزة لله ورسوله وللمؤمنين (المنافقون:۸)‘‘ (غلبہ خدا اور رسول اور مومنوں کے لئے ہے) ہاں! اگر ہم نے اپنی عادت حسنہ کو سیئہ سے بدل دیا ہے تو یہ مصائب ہم پر اس کی سزا ہے۔

’’انّ الله لا يغيّر ما بقوم حتى يغيّروا ما بانفسهم (الرعد:۱۱)‘‘ (خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا، جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلیں) اور فرمایا کہ یاد رکھو تم سب اگلے پچھلے چھوٹے اور بڑے مل کر خدا کو نقصان پہنچانا چاہو تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ہو۔ البتہ جو کچھ بھلائی یا برائی کرو گے وہ اپنے ہی لئے ہے۔

مسلمان آج بھی اگر سنبھل جائیں تو کچھ بگڑا نہیں۔ مسلمان مذہبی زندگی بغیر خلیفہ کے بسر نہیں کر سکتے اور دنیاوی زندگی تو کوئی چیز نہیں۔ لہٰذا خلافت کا مسئلہ کوئی نیا نہیں بلکہ یہ اسلام کا قدیم مسئلہ ہے۔ ہم اس کے لئے حکومت سے لڑتے جھگڑتے نہیں، نہ کوئی قانون شکنی کرتے ہیں۔ ہمیں رونا یہ ہے کہ خلافت کچھ علیل ہے جس پر ہم اپنا سارا رونا روتے ہیں اور مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ ملک میں قانون شکنی نہ کرو۔ اس کے سوا یہ کہتے ہیں کہ مسلمانو! اگر جیل میں بھی جاؤ تو یہی کہو کہ خلیفہ کو اس کی جگہ دے دو اور جب جیل میں چکی پیسو تو بھی گیت یہی گاؤ کہ خلیفہ کو اس کی جگہ دے دو۔ پس غلط کہتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ علماء بغاوت پھیلاتے ہیں۔ نہ اسلام بغاوت پھیلاتا ہے، نہ علمائے اسلام بغاوت پھیلاتے ہیں۔ جہاد قرآن میں موجود ہے وہ نہ کسی کے دھوئے سے دھل سکتا ہے نہ ڈبوئے سے ڈوب سکتا ہے۔ البتہ اس کے لئے شرائط ہا وقت کی قید ہے۔ اگر اس کا وقت نہ آئے تو مسلمانوں پر فرض نہیں۔

مسلمانو یاد رکھو! اگر تم خدا کے قرآن اور احکام کی پیروی نہ کرو گے تو تمہاری بجائے اللہ کوئی ایسی قوم لے آئے گا جو اس سے محبت کریں گے اور وہ ان سے محبت کرے گا۔

اس کے بعد نماز عصر کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

نماز عصر کے بعد حکیم مولوی ابوتراب عبدالحق صاحب کی بڑی شستہ تقریر ہوئی (جو ان کے اخبار اہل سنت امرت سر میں ملاحظۂ ناظرین سے گزر چکی ہوگی) آپ کے بعد مولانا بدرالاسلام صاحب نے نہایت جچے تلے الفاظ میں تقریر کی جو پوری دلچسپی اور سکوت سے سنی گئی۔

آپ کے بعد مولانا محمد طیب صاحب نے اثنائے تقریر میں فرمایا: ''یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ: ''اب جو خلافت کے متعلق رونا رویا جاتا ہے یہ پہلے کیوں نہ رویا جاتا تھا؟'' اس کے متعلق ایک مثال دیتا ہوں تاکہ جواب جلدی سمجھ میں آجائے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ۴۰ روپے تھے۔ اس نے ۱۰ روپے کا تو بازار سے سودا سود خریدا اور ۳۰ روپے کسی چور نے چرا لئے۔ اب وہ اپنے نقصان پر روتا چلاّتا ہے تو اسے یہ کہے جانا کہاں تک حق بجانب ہے کہ ۳۰ روپوں کے لئے پہلے تو نہ روتا تھا، اب کیوں روتا ہے؟ ارے بھائی پہلے تو روپے اس کے پاس تھے تو رونے چلاّنے کی ضرورت نہ تھی۔ اب جب غریب کی چوری ہوگئی تو رونے چلاّنے اور تلاش کی ضرورت لاحق ہوئی۔ فاضل مقرر نے ایسے ہی ایک اور مثال دی کہ: ''کسی کا لڑکا چھت پر سے گر کر بیہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر غشی میں رہا بولا نہیں۔ لیکن جب ذرا رویا تو اس کے والدین یہ معلوم کر کے خوش ہوئے کہ غنیمت ہے مرا تو نہیں۔ اگرچہ اس کو چوٹیں آئی ہیں پر مرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ اس رونے سے اس کی زندگی کا تو ثبوت ملتا ہے۔''

ہمارے رونے کا بھی یہی نتیجہ سمجھو اور غنیمت جانو کہ ہم رو چلاّ کر اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ علیٰ ہذا! ایک تیسری مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''جھاڑو گھر صاف کرنے کو ہوتا ہے۔ بشرطیکہ قوی رسی سے خوب باندھا گیا ہو۔ ورنہ کھلی تیلیاں چاہے کتنی زیادہ ہوں بیکار ہیں۔ لہٰذا خلیفہ بجائے رسی کے ہے جس سے مسلمان بندھے رہتے ہیں اور ان کی قوت یکجا ہو کر (جھاڑو کی تیلیوں کی طرح) مفید پڑتی ہے۔''

اس کے بعد جلسہ نماز مغرب کے لئے برخاست ہوا۔ رات کو مولوی عبداللہ صاحب کے ہاں انتظام طعام تھا۔ معزز مہمانوں کی خاطر مہمانداری کے لئے اہل بٹالہ تحسین کے مستحق ہیں۔

جمعیت العلماء کا ورود قادیان میں

۱۹/مارچ ۱۹۲۱ء ساڑھے دس بجے علمائے کرام بٹالہ سے ٹانگوں پر قادیان پہنچے، قصبہ سے باہر بتعداد کثیر لوگ استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ٹانگوں سے اتر کر جلوس بازار سے ہوتا ہوا۔ اللہ اکبر! کے نعروں کے ساتھ جلسہ گاہ میں پہنچا جو قصبہ کی شمالی سمت میں سائبانوں سے مزین کی گئی تھی۔ ''اللہ اکبر'' کی آوازوں میں کبھی کبھی ''جاء الحق وزھق

الباطل (بنی اسرائیل: ۸۱) ’’اور’’**الاسلام حق والکفر باطل**‘‘ کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ جلسہ گاہ میں پہنچ کر عام مجمع میں سٹیج پر آ کر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بآواز بلند فرمایا کہ صاحبان! ہم لوگ آ گئے ہیں اور آج بعد نماز ظہر ۲ بجے جلسہ شروع ہوگا۔ اس کے بعد یہ مقدس جماعت فرودگاہ میں آئی اور آرام واکل طعام میں مصروف ہوئی۔

تکمیل رپورٹ کے لئے یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ جب ہم قادیان پہنچے تو سننے میں آیا کہ مرزابشیرالدین محمود کو (جس رات علماء کرام امرت سر پہنچے) ایک خواب آیا کہ قادیان میں آگ لگ گئی ہے۔ لہٰذا بنظر احتیاط انہوں نے بہت سے کنستروں اور پیپوں پانی بھروا کر ذخیرہ کرلیا اور ۳۰، ۴۰ راج مزدور لگا کر ایک دن میں اپنے باپ مرزاغلام احمد آنجہانی کی قبر پر ایک نہایت محفوظ عمارت تعمیر کرالی اور اس پر پہرہ لگا دیا اور نیز اپنی عبادت گاہ اور کوچے کے دروازے پر پہرے لگا دیئے۔ بہرا پنی خواب کی تعبیر کی بناء پر انہوں نے حفظ ماتقدم کے لئے ناحق اتنی تکلیف اٹھائی۔ کیوں نہ ہو قادیانی پیغمبرزادے جو ہوئے۔

اجلاس اوّل: ۱۹/ مارچ ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر

کھانا کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد علماء کرام جلسہ گاہ میں تشریف لائے، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ بمشکل سٹیج تک رسائی ہوئی۔ قاری عبدالکریم صاحب امرتسری نے قرآن کریم کا رکوع نہایت موزون لہجہ میں پڑھا۔ اس کے بعد بہ تجویز قاضی ظفرالحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ وبتائید جمیع حاضرین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب ناظم دارالعلوم دیوبند صدر قرار پائے۔ بعد تقرر صدر جناب قاری محمد طاہر صاحب دیوبندی نے رکوع: ’’**واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامیّ الٰھین من دون اللہ** (المائدۃ:۱۱۶)‘‘

بہترین لہجہ میں پڑھا۔ ان کے بعد صاحب صدر نے حمد وصلوٰۃ پڑھ کر فرمایا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں ان متبرک صورتوں کے سامنے اللہ اور رسول کے احکام سنانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا اس نعمت خداوندی کا میں جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ میں خود کچھ بھی نہیں۔ مگر ایک ایسی جگہ (دیوبند) کی طرف منسوب ہوں جسے دنیا بھر کا مرکز علم تسلیم کیا گیا ہے۔ میں خود کوئی کمال نہیں رکھتا مگر اس جگہ سے آیا ہوں جس نے فیض علمی کو دنیا میں

پھیلا دیا ہے۔ اسی کی طفیل آپ نے مجھے صدر بنایا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان تین روز میں ان شاء اللہ! بڑے بڑے وعظ سنیں گے۔ تعارف کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے اور یہ کہنا بھی مناسب ہے کہ یہاں کسی پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ مخالفوں کی تردید کی جائے گی۔ امید ہے کہ تمام امور نیک نیتی پر محمول کئے جائیں گے۔

تقریر جناب مولانا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث

کانٹا ہے ہر اک دل میں اٹکا تیرا آویزہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھے جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

اس کے بعد حمد وصلوٰۃ اور اعوذ پڑھ کر سورۂ والناس تلاوت کی اور فرمایا کہ میرے دوستو! میری تقریر کا عنوان ہے: ’’مرزا قادیانی اور ہم‘‘ میں اس میں وہی کچھ ذکر کروں گا جس کا از روئے قانون اور از روئے اسلام مجھے حق حاصل ہے۔

مرزا قادیانی میں اور ہم میں ایک رشتہ ہے، مگر خیالات میں اختلاف ہے۔ مرزا قادیانی ہمارے سامنے وہ خیالات پیش کرتے ہیں جو پہلے ہمارے نہ تھے۔ مثلاً جب ہم بازار سے کوئی چیز برتن وغیرہ خریدنے جاتے ہیں تو پہلے اسے ٹھونک بجا لیتے ہیں۔ اس لئے جو شخص ہمارے سابقہ عقائد وخیالات تبدیل کرنے کو کہتا ہے ضرور ہے کہ ہم اسے جانچیں اور اس کے لئے دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند موجود ہے۔

صاحبان! مرزا قادیانی ہمارے سامنے ایک مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں اور چونکہ میں ادھار لینا پسند نہیں کرتا اس لئے ان کے معاملہ میں تم سے ادھار نہیں کرتا۔ لیجئے نقد۔ ملاحظہ ہو مرزا جی کا (خطبہ الہامیہ ص۲۰، خزائن ج۱۶ ص۵۲)

فلا تقیسونی باحد ولا احدا بی وشمس لا یجبھا دخان

’’ان قدمی ھذہ علی منارۃ ختم علیھا کل رفعۃ‘‘ وغیرہ!

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

اور: ’’صد حسین است در گریبانم‘‘ اور سنو:

آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اس کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳) ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اس کے بعد کتاب (تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴) دیکھئے:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

زاں بعد کتاب مذکور کے (ص۳۳، خزائن ج۱۵ ص۱۹۷) کی عبارت پڑھی جس کا مطلب یہ تھا کہ: ''خواب اور کشف میں میں (مرزا) نے ایک مثل مرتب کی ہے کہ فلاں وقت بارش یا لڑائی وغیرہ ہوگی اور اس مثل پر خدا سے دستخط کرائے۔ خدا نے دستخط کرتے وقت سیاہی جھاڑی اور سرخ سیاہی کے چھینٹے مجھ (مرزا غلام احمد) پر پڑے۔''

فاضل مقرر نے اس کے بعد مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

اے برادر بے نہایت در گہے است ہر چہ بروے میرسی بروے ہیست

اور کہا کہ جانتے ہو اس سے زیادہ اور کیا ترقی ہوگی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ کے حوالہ سے یہ شعر پڑھا:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

پھر مرزا قادیانی کی کتاب (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰) سے یہ شعر پڑھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اسی پر سب درجے ختم نہیں ہوئے۔ ایک درجہ اور ہے لکھتے ہیں: ''ورأیتنی فی المنام عین اللہ'' (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

اسی قسم کی دیگر عبارتیں پڑھیں جو قلم انداز کی جاتی ہیں۔ (العیاذ باللہ) اس کے بعد مقرر نے کہا کہ بھائیو! علماء کے سر پر سینگ نہیں کہ ناحق کسی سے لڑائی لڑیں۔ لیکن ان کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ ایسے شخص کی علی الاعلان تنقید کریں۔ نیز آپ کا بھی یہ حق ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵ ملخص) پر سے عبارت پڑھی: ''حضرت محمد ﷺ کا منکر اور میرا منکر کافر ہے۔''

پھر (معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۳۹۶ طبع جدید) سے پڑھا: ’’میں مہدی ہوں...... کہ ابوبکر صدیق کیا وہ تو بعض نبیوں سے بھی بہتر ہے۔‘‘ وغیرہ وغیرہ!

اس کے بعد کہا کہ صاحبان! آج میں بہت مختصر بیان کروں گا باقی کل کہوں گا۔ قرآن شریف ایک مذہبی کتاب ہے مگر اصول اس کے فلسفیانہ ہیں۔ وہ اصول اس طرح ہیں مثلاً: ’’لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (النساء:۸۲)‘‘

جب کفار کہتے تھے کہ قرآن خدا کی کتاب نہیں تو جواب آتا ہے کہ: ’’یہ اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔‘‘ لیکن چونکہ اس میں اختلاف نہیں۔ لہٰذا خدا کی طرف سے ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس کے اقوال مختلف ہوں وہ خدا کی کتاب نہیں۔ اب مرزا قادیانی کی عمر کی بابت ان کے اپنے ہی اقوال پیش کر کے قرآن کے اس معیار سے بتایا جائے گا کہ مرزا جی کتنے ایک سچے تھے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸) ’’خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔‘‘

مقرر نے کہا کہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ اتنی یا اتنی کیوں کہا۔ میری غرض یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے: ’’عالم الغیب یعلم من اسرّ القول ومن جھر بہ (الرعد:۸، ۹)‘‘

پھر یا، یا، کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

اور سنو! کہتے ہیں: ’’تیس برس کی مدت گزر گئی...... کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ ۵ برس کم و زیادہ۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸،۲۵۹)

آگے چل کر کہتے ہیں: ’’جو الفاظ وحی کے متعلق ہیں وہ ۷۴، ۸۶ کے درمیان بتاتے ہیں۔‘‘

صاحبان! میں اس بارہ میں آپ کی گواہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی گواہی لوں گا۔ مرزا قادیانی کا پہلا بیان (تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳ بابت پیدائش) ’’عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے ۴۰ سال پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۶ ص ۲۱۹) ’’اب میری ذاتی سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔‘‘

’’۱۸۵۷ء میں ۱۶ یا ۱۷ برس کا تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ)

ایک اعتبار سے ۶۸ سال ہوئے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے ۷۴ سال اپنی عمر بتائی تھی۔ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات ہوئی اور دوسرے اعتبار سے ۶۵ سال ہوئے۔

صاحبان! خدا اپنی کتاب کی بابت فرماتا ہے: ’’**لا یأتیه الباطل من بین یدیه** (حم سجدہ: ۴۲)‘‘

وحی خداوندی یا اس کے کلام میں جھوٹ کی گنجائش نہیں۔ دیکھو ’’**غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون** (الروم: ۲،۳)‘‘

فرمایا تو برابر ایسا ہی ہوا۔ پھر جنگ بدر کی بابت جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں صحابی فلاں جگہ گرے گا اور فلاں فلاں جگہ۔ یہ سب ہو بہو برابر ہوا، اور کیوں نہ ہو:

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ اپنے ماتھے پر کیچڑ لگا دیکھا اور صبح ایسا ہی ہوا۔ ہاں! بھائیو! ایک وقت آئے گا جس کی بابت قرآن کہتا ہے ’’**الیوم نختم علٰی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم** (یٰسین: ۶۵)‘‘

’’**قالوا انطقنا الله الذی انطق کل شیٔ** (حم سجدہ: ۲۱)‘‘

تم نے دنیا کے فونوگراف دیکھے ہوں گے یہ کوئی چیز نہیں۔ قیامت میں ہمارے ہاتھ پاؤں فونوگراف ہوں گے۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے کہا کہ آہ! سنو! وہ ذات رسالت مآب ﷺ:

وہ فخر عرب زیب محراب ومنبر تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا

کفار مکہ نے جب حضور سے یہ مضمون سنا تو مسلمانوں کو مارنے کی ٹھان لی۔ تین سال تک حضور ابو طالب (چچا) کے ہمراہ پہاڑوں میں رہے اور پیش گوئی کی کہ وہ معاہدہ والا چمڑا کیڑا کھا گیا ہے۔ دیکھا تو یہ بات بالکل سچ نکلی کہ بسم اللہ اور اللہ کے نام کے سوائے سب الفاظ کیڑا کھا گیا ہے۔

پس یاد رکھو کہ مرزا قادیانی کا الہام ۷۴ سال کی عمر کا غلط ہے۔ کیونکہ ان کی آخر عمر ۶۹ برس تک پہنچتی ہے۔ باوجود اس کے قادیان سے آواز آتی ہے کہ مرزا جی کی مانو نہ کسی اور کی۔ فقط تم قادیان والوں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلے آؤ۔ افسوس!

صاحبان! جس قدر مجھے مرزا قادیانی کی کتابوں کی واقفیت ہے اتنی ان کے مریدوں کو بھی نہیں ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو کوئی ان کا مرید میرے ساتھ بیٹھ کر امتحان دے سکتا ہے۔ بھلا یہ تو انصاف سے کہئے کہ کیا یہ مرزا قادیانی اور مولوی نورالدین کی ہتک نہیں ہے کہ ان کے مقابلہ میں ایک تیسرے شخص محمد الدین کی شہادت قبول کی جائے۔ الغرض مرزا قادیانی کے دعاوی حق یا ناحق ہونے کی بابت ہمیں تنقید کا حق حاصل ہے اور تنقید سے وہ سچے ثابت نہیں ہوئے۔ لہٰذا میں ایک ہی سبق پڑھا کر تقریر ختم کرتا ہوں کہ:

علموں بس کریں او یار اکو الف تینوں درکار

تقریر مولانا عبدالسمیع انصاری صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

بعد اعوذ باللہ کے آپ نے آیت: ''لقد جاء کم رسول من انفسکم (التوبۃ:۱۲۸)''

تلاوت کی اور فرمایا کہ غور سے سنئے۔ میری دیوبند میں سکونت ہے۔ اس جلسہ کے منتظمین نے جب مجھے شرکت کی دعوت دی تو (مرزائی اخبار) الفضل کے ایڈیٹر نے بھی مجھے لکھا تھا کہ ضرور آئیے۔ لہٰذا میں آ گیا ہوں۔ مجھے نہ کسی سے مناقشہ ہے اور نہ کسی کو گالیاں دوں گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم ہے: ''لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ (الانعام:۱۰۸)''

تم غیر خدا کی پرستش کرنے والوں کو گالیاں نہ دو تاکہ وہ خدا کو گالیاں نہ دیں۔

یہ ہے میرے اسلام اور میرے استاد کی تعلیم۔ ہاں! حق بات آواز بلند ڈنکے کی چوٹ سے سنادوں گا۔ لہٰذا احکام قرآن کریم سناتا ہوں اور یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ آیت شریف اس آسمانی کتاب کی ہے جو نہ فقط مذہبی ہے بلکہ وہ دنیاوی دستور العمل بھی ہے۔ اس کی شان وشوکت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے (حدیث میں ہے) کہ نزول قرآن کے وقت فرشتے کہتے تھے: ''خوش حالی ان لبوں کو جو اس کی متحمل ہوں گی اور ان زبانوں کو جو اس کی تلاوت کریں گی۔''

صاحبان! آپ جانتے ہیں جب آں حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو مکہ میں ۳۶۰ بت پجتے تھے۔ اس وقت آپ نے قوم کو **لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** سنایا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ جب آپ کو لوگ پتھر مارتے اور زخموں کے ساتھ آپ لہولہان ہوجاتے تھے۔ یہ کام مردوں کا نہیں کہ ایک مجلس میں تو کچھ کہا اور دوسری میں کچھ اور۔ بلکہ مردوں کا یہ کام ہے کہ جو کہا وہ کر کے دکھا دیا۔ یہ نہیں کہ کہیں عیسیٰ بن گئے، کہیں موسیٰ، کہیں ابراہیم بن بیٹھے۔ کہیں یوسف، کہیں، یعقوب، کہیں کرشن وغیرہ۔ حضور ﷺ نے اپنی مثال کل عالم کے لئے بیان فرمائی کہ جیسے ایک شمع جل رہی ہو۔ پروانے اس پر جلنے لگیں۔ ایک پنکھے سے انہیں ہٹاتا ہے کہ ارے جلو نہیں۔ گویا آنحضرت ﷺ لوگوں کو کھینچ کھینچ کر آگ سے بچاتے ہیں۔

سنو! آنحضرت ﷺ کیسے رسول ہیں؟ ''**بالمؤمنین رؤف رحیم** (التوبۃ:۱۲۸)''

یہ ہے اس آیت کی تفسیر کہ آپ ﷺ مومنوں کے ساتھ نہایت رحیم تھے۔ اب میں آپ لوگوں کو پہلے یہ بتاؤں گا کہ آپ ﷺ کیسے تھے اور نبی کیسے ہونے چاہئیں اور نبی کے اخلاق کیسے ہوں۔ اس کے بعد فیصلہ آپ پر چھوڑوں گا۔

ایک قرأت ہے: ''**لقد جاء کم رسول من انفسکم** (التوبۃ:۱۲۸)''

اور دوسری قرأت میں ہے: ''**من انفَسکم** ''(ف کے فتح کے ساتھ) یعنی جو تم میں سب سے اعلیٰ اور نفیس ہے وہ تمہارے پاس آیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''دنیا بھر سے خدا نے مکہ والوں کو منتخب فرمایا اور مکہ والوں سے خاندان ہاشمی کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب کیا ہے۔'' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جملہ اخلاق وعادات میں نفیس تر تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی اعلیٰ ہوں تو اس کا سامعین خود فیصلہ کرلیں، میں کچھ نہیں کہتا۔

صاحبان! آج کل اکثر شہروں میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ آپ نے بھی بجلیاں جلتی دیکھی ہوں گی۔ ان سب کا تعلق ایک مرکزی کارخانہ سے ہوتا ہے۔ اگر کارخانہ کا کچھ بگڑا تو بجلی کی روشنی کسی گھر میں نہیں رہتی۔ علیٰ ہذا! لوٹے، گھڑے یا گلاس میں جو پانی ہے وہ کنوئیں سے آتا ہے۔ اگر کنوئیں ہی میں پانی نہ رہا تو پھر ان برتنوں میں کہاں سے آئے گا۔ اسی طرح نہروں اور چشموں کی مثال بیان کی۔ پھر ستاروں کی روشنی کا ذکر کیا اور ان مثالوں کو اس طرح سے منطبق کیا کہ عیسیٰ، موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام مثل ستاروں کی ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ مثل آفتاب کی۔ جیسے تمام ستارے آفتاب سے روشنی اخذ کرتے ہیں۔ ایسے ہی جملہ انبیاء علیہم السلام آپ کے نور نبوت سے روشنی اخذ کرتے ہیں۔

الغرض اپنے مرکز سے چیز تقسیم ہوتی ہے۔ اب آپ لوگ سمجھ لیں کہ کسی دوسرے شخص میں یہ قابلیتیں اور خصوصیتیں ہیں جو جملہ انبیاء کے فیضان نبوت کا مرکز قرار دیا جاسکے اور سنئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''جو شخص مسجد میں جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتا میرا جی چاہتا ہے اس کا گھر جلادوں۔'' اور جو نماز ہی نہ پڑھے وہ مسلمان کیسا؟ وہ قیامت میں شداد، فرعون، نمرود وغیرہ کے ساتھ ہوگا۔

آپ لوگ جانتے ہیں کہ منبر کی تین سیڑھیاں ہوتی ہیں۔ ابتداءً جب منبر نہ تھا تو حضور ﷺ ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ سنایا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تو یہ معجزہ تھا کہ وہ خدا کے حکم کے ساتھ مردہ زندہ کردیا کرتے تھے لیکن یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے کہ جب منبر بن گیا تو وہ لکڑی کا ستون جس کے سہارا پر کھڑے ہوکر آپ خطبہ سنایا کرتے تھے دیکھا کہ رورہا ہے کہ اب میں آپ ﷺ کے قرب سے محروم ہوگیا ہوں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مسندت من بودم از من تاختی بر سرمنبر تو مسند ساختی

ایک شخص ثمامہ نامی حضور ﷺ کے ماننے والوں کو گالیاں اور تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ اس کو پکڑ کر حضور ﷺ نے ستون سے باندھ دیا اور پوچھا کہ کہو ثمامہ اب تیرا کیا حال ہے۔ یعنی تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے محمد! اگر مجھے قتل کروگے تو بے شک ایک سزاوار قتل کو قتل کروگے اور اگر چھوڑ دوگے تو ایک مجرم شکرگزار بنالوگے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ثمامہ کو چھوڑ دیا اور وہ اس حسن سلوک کے باعث حضور ﷺ کا مشکور ہونے کے علاوہ مسلمان ہوگیا۔

فاضل مقرر نے اس کے بعد فرمایا کہ ایک لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوگیا۔ فرشتہ نے آ کر عرض کیا کہ اے محمد ﷺ اگر کہو تو اس زمین کو الٹ دیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند کریم سے بعد سلام عرض کرو کہ نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے ان کی اولاد سے ہی کوئی مسلمان ہو۔

ہاں! وہ رسول جس کی شان ہے: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)''

خاتم کے معنی انگوٹھی، مہر اور قوم کے آخر آنے والا کے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس خاتم کے کیا معنی ہیں۔ ''خاتم فضة، خاتم آخر القوم'' گویا مضاف الیہ نے اس کو متعین کردیا ہے۔ ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی'' پھر فرمایا وخاتم النّبیین جمع قلت ہے۔ مگر الف لام کے دخول سے جمع کثرت ہوگئی۔ گویا تمام قسم کی نبوت (بروزی ہو یا ظلی یا کوئی اور قسم) سب ختم ہوگئیں۔ اب آپ لوگ سمجھ لیں کہ جو لوگ ظلی یا بروزی نبی بن بیٹھتے ہیں وہ کہاں تک راستی پر ہیں؟

اس کے بعد فاضل مقرر نے بیان کیا کہ جو شخص نکاح کرتا ہے اس کے لئے اس امر کا ذکر ضروری نہیں کہ اپنی منکوحہ کو نان ونفقہ بھی دے گا یا نہیں کیونکہ نکاح اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کے مصارف نان ونفقہ اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔ اسی طرح جو شخص لاالہ الا اللہ کہتا ہے وہ خدا کے سوا تمام معبودوں کی نفی کر دیتا ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ نے ''لانبی بعدی'' کہہ کر جملہ اقسام کے نبی تا قیامت ساقط کر دیئے ہیں اور صوفی لوگ تو اس لاَ الٰہ سے اپنی بھی نفی کر دیتے ہیں۔

حضرات! یہی ہے قرآن کا فرمان اور یہی ہم بلا کسی خطرہ کے کہتے ہیں۔ مطابق فرمان ''بلّغ ما انزل الیک من ربک (المائدۃ:۶۷)''

اب آنحضرت ﷺ کے صحابیوں کو دیکھو۔ حضرت عمرؓ کو کیسا کندن بنا دیا تھا کہ جس پر وہ نظر ڈالتا اس کو بھی کندن بنا دیتا تھا۔ غیر مسلم بادشاہ کا قاصد آیا ہے اور پوچھتا ہے کہ امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ مسجد میں۔ وہاں بھی نہیں پائے جاتے اور آخر ملتے ہیں تو آپ طویلہ میں گھوڑے کو خرخرہ کرتے۔ کہا گیا کہ امیر المؤمنین عمرؓ کا یہ کام نہیں

تو امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین کا گھر ہے جہاں اس کا کام ہے۔ ہاں! یہ وہ عمر ہے جس کی نسبت ارشاد نبوی ہے کہ: ’’اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔‘‘

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں جتنی ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ۔

حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ ایک رات بدیں غرض گشت کر رہے تھے کہ کوئی بیوہ یا یتیم تکلیف میں تو نہیں۔ چنانچہ ایک دروازہ بند پاتے ہیں جس کے اندر سے عورت کے رونے کی آواز آرہی ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ (امیر المؤمنین) غارت ہو جائے۔ آپ نے سن لیا اور دروازہ پر جا کر پوچھا ’’کیوں بڑی بی کیا ہوا؟‘‘ اس نے کہا ’’میرے خاوند کو فوت ہوئے سات سال ہوئے، گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، یتیم بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں اور رو رو کر کہتے ہیں اماں کھانے کو دو۔ میں کہاں سے دوں۔‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ’’امیر المؤمنین کو اس واقع کی خبر بھی دی ہے۔‘‘

اس نے کہا: ’’نہیں‘‘ اس کے بعد اس بیوہ نے دردانگیز لہجہ میں کہا کہ: ’’بکری کی خبرگیری خود چرواہے پر واجب ہے، نہ کہ بکری اسے اطلاع دیا کرے۔‘‘ اس کے بعد امیر المؤمنین بیت المال میں گئے اور چاول وغیرہ خوراک باندھ کر اپنے ہی سر پر اٹھا کر بڑھیا کو لا کر دیا۔ یہ تھے حضرات وہ لوگ جنہوں نے فیضان نبوت سے اقتباس کیا تھا۔ والسلام!

(زاں بعد نماز عصر کے لئے جلسہ برخاست ہوا)

اجلاس دوم ۱۹/ مارچ بعد نماز عصر

تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

پہلے مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ زاں بعد فاضل مقرر کی تقریر شروع ہوئی۔

الحمدللہ نحمدہٗ و نستعینہ الخ! اس کے بعد حدیث: خیر الحدیث کتاب اللہ اور آیات مناسب موقعہ پڑھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی: ’’فبما نقضھم میثاقھم لعنّاھم (المائدۃ:۱۳)‘‘

’’وما قتلوہ وما صلبوہ. وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ‘‘ (النساء:۱۵۷،۱۵۸)

’’وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء:۱۵۹)‘‘

ان آیات کے بعد کہا کہ خدا کا شکر ہے مجھے جلسہ کی شرکت کی توفیق دی۔ سابقہ جلسہ (۱۹۱۷ء) میں اس لئے حاضر نہ ہوسکا کہ اس وقت بمبئی میں تھا۔ اس دفعہ بھی بنگال کا ٹکٹ لیا ہوا تھا کہ اطلاع ملی اور حاضر ہوگیا۔ درحقیقت وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

’’حیات ونزول مسیح‘‘ کا مضمون میرے ذمہ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو بات قرآن وحدیث سے ثابت ہوجائے وہ ماننی چاہئے۔ میرا مضمون دو جزو پر منقسم ہے۔ ’’صلیب پر چڑھایا جانا‘‘ اور ’’رفع سماوی‘‘ اور چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اس لئے صلیب دیئے جانے کی بابت آج بیان کروں گا اور رفع کی بابت کل۔

صلیب کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر ہاتھوں اور رانوں میں میخیں ٹھونک دیں۔ یہودی ایسا کرنا بتاتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کا مرجانا تسلیم کرتے ہیں۔ اب یہاں یہ ثابت کیا جائے گا کہ نہ وہ یہودیوں کے ہاتھ آئے اور نہ ہجرت کر کے کشمیر وغیرہ کو گئے۔ بلکہ اپنے اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھائے گئے۔ میں اپنے دلائل قرآن سے دوں گا اور مخالف اپنے دلائل کا خود جواب دہ ہے کہ اس نے کہاں سے لئے۔

مرقس، متی، لوقا، یوحنا کی انجیلوں میں صلیب پر مسیح کا چڑھایا جانا مانا گیا ہے۔ اگرچہ صلیب پر مرنے میں اختلاف ہے۔ عام لوگ تواتر اور افواہ میں فرق نہیں کرتے۔ کوئی حواری مسیح کے صلیب پر چڑھنے کی چشم دید شہادت نہیں دیتا۔ (دیکھو مرقس باب ۱۴ آیت ۵۱ ومتی باب ۲۶ آیت ۵۶) ’’سب حواری چھوڑ کر بھاگ گئے۔‘‘ یعنی عیسیٰ کو۔ مرقس عیسیٰ علیہ السلام کے تابعین میں سے ہے۔ متی حواری ہے مگر اس نے یہ کتاب نہیں لکھی۔ علیٰ ہذا اس واقعہ کا انجیلوں میں اختلاف بیان کر کے کہا کہ یہ سب غائبانہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایسا کیا۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے یہودا اسقرایوطی کے ۳۰ روپے رشوت لے کر پکڑوانے کا ذکر کیا ہے۔

پھر انجیلوں کا اختلاف حوالہ سے بتا کر بیان کیا کہ میں عوام سے ہی نہیں۔ بلکہ علماء کے سامنے بھی یہ بیان کرتا ہوں کہ جب قرآن اور احادیث میں یہ بیان نہیں اور انجیلوں میں اس قدر اختلاف ہے تو ہم عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کا کیوں کر اقرار کر لیں۔

اب قرآن کریم کو لیجئے کہ یہود کا عیسیٰ علیہ السلام تک ہاتھ بھی نہیں پہنچا: ''**فبما نقضهم میثاقهم وکفرهم بایات الله وقتلهم الانبیاء بغیر حق وقولهم قلوبنا غلب** (النساء:۱۵۵، ۱۵۶)''

یہ ہیں ان پر لعنت کے اسباب ''**وبکفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم**'' ان میں بعض یہود کے اقوال ہیں اور بعض افعال۔ عہد توڑنا اور آیات سے انکار وغیرہ وغیرہ۔ خداوند کریم نے ان کے مجرد قول کو لعنت قرار دیا۔ جو انہوں نے کہا: ''**انا قتلنا المسیح**'' اور اس کو زیادہ واضح کرنے کے لئے فرمایا: ''**وما قتلوه وما صلبوه**'' ان کے فعل قتل اور صلب دونوں کی نفی کر دی۔ قرآن کریم کی یہ ترتیب اور بندش الفاظ بے فائدہ نہیں۔ خداوند کریم کو معلوم تھا کہ تیرہ سو سال کے بعد کوئی شخص ایسا بھی پیدا ہوگا جو یہ بات کہے گا۔ لہٰذا اس کی بھی اسی وقت تردید کر دی۔ ہاں! تو پھر وہ تھا کون جب کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول ومصلوب نہ ہوئے۔ ''**ولٰکن شبه لهم**'' جسے عیسیٰ جیسا بنایا گیا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے فرمایا کہ عیسائی مذہب کو قتل عیسیٰ سے چونکہ مدد ملتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس پر اعتراض کیا اور سیل صاحب کا حوالہ دیا کہ عیسائیوں کے بہت سے فرقے یہی مانتے تھے کہ عیسیٰ خود سولی پر نہیں چڑھے بلکہ ان کی بجائے کوئی اور سولی پر چڑھا۔ چونکہ اس بارہ میں ابتداءً خود عیسائیوں میں اختلاف ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق زیادہ کہنا ضروری نہیں۔

اس کے بعد نماز مغرب کے لئے جلسہ برخاست ہوا اور بخیر وخوبی ۱۹؍تاریخ کی کارروائی ختم ہوئی۔ مغرب سے بعد گیارہ بجے رات تک مختلف علماء کے نہایت دلچسپ مواعظ ہوتے رہے۔ جن سے اہل اسلام نے حظ وافر اٹھایا۔ لیکن چونکہ وہ پروگرام سے خارج تھے۔ لہٰذا ان کی تفصیل درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

اجلاس سوم (۲۰/مارچ) صبح

تقریر بابو پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور مضمون ''اثبات حیات مسیح''

پہلے مولانا مولوی محمد طاہر صاحب دیوبندی نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ آپ کے بعد جناب بابو صاحب موصوف نے اپنی ۱۶صفحہ کی نہایت مدلل ودلچسپ مطبوعہ تقریر ''اثبات حیات مسیح''، مختصر مگر منکسرانہ تمہید کے بعد سنانی شروع کی۔ اس تقریر کی لطافت نے جلسہ میں ایک خاص شان پیدا کردی۔ لفظ لفظ پر تحسین وآفرین کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔

ایک موقعہ پر کہیں بابو صاحب نے جو پڑھا کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے: ''خدا سے مجھے حمل ہوگیا جلسہ میں ناخواندہ دیہاتی لوگ زیادہ تھے انہوں نے پکارا کہ ہم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پنجابی زبان میں سمجھا دیجئے۔ اس پر بابو صاحب نے اس کا مطلب بیان کیا کہ مرزا قادیانی کو خدا کا ڈھڈھ ہوگیا۔ اس پر تمام جلسہ میں عجیب رنگ پیدا ہوا۔ لوگ حیران تھے مرزا قادیانی کو کیسے کیسے پاکیزہ الہامات ہوتے تھے۔ نعوذ باللہ!

اس تقریر کی پانچ سو کاپیاں بابو صاحب چھپوا کر ہمراہ لے گئے تھے جوانہوں نے برائے امداد انجمن اسلامیہ قادیان کو نذر کیں۔ جن کا بہت سا حصہ جلسہ میں ہی فروخت ہوگیا۔ درحقیقت جس تحقیق سے ایک مدلل اور مکمل بحث بابو صاحب نے ''اثبات حیات مسیح'' پر کی ہے۔ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے: ''لکل فن رجال ولکل قول مقال'' بابو صاحب کی طبیعت میں مناظرہ کا خاص ملکہ ودیعت ہے۔ تقریر کی کاپی علیحدہ شائع ہوچکی ہے۔ دیکھو رسالہ انجمن تائید اسلام مارچ ۱۹۲۱ء۔ (آگے آرہی ہے۔ مرتب)

تقریر مولانا ثناء اللہ مولوی فاضل ایڈیٹر اخبار اہل حدیث ''قادیان اور ہم''

چہ گویم باتو گر آئی چہاد قادیان بینی   دوا بینی، شفا بینی غرض دارالاماں بینی

یہ شعر پرانا ہے اس وقت کا جب کہ قادیان پرائمری کے درجہ میں تھا۔ آج کل چوں کہ بی.اے کے درجہ پر پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا آج کل اس شعر کا مصداق ہے:

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا   در شمار مکہ چوں ناید شمار قادیان

(اخبار الفضل قادیان)

لاہوری مرزائی پارٹی کے اخبار پیغام صلح نے مکہ بنانے پر اعتراض کیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک مرزائی اخبار کا ایسا لکھنا بجا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’خدا قادیان میں نازل ہوگا۔‘‘ (البشریٰ ج۱ص۵۶)

پس بجائے ’’گویا فرود آمد خدا‘‘ کے کہنا چاہئے تھا ’’حقا فرود آمد خدا‘‘ واہ واہ!

’’القادیان ماالقادیان وما ادراک ما القادیان‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۶، خزائن ج۳ص۱۴۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘

مرزا قادیانی کے بھائی نے قرآن میں یہ پڑھا اور مرزا قادیانی نے اسے سنا کہ: ’’تین شہروں کا نام قرآن میں ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ص۱۴۰ حاشیہ)

اور یہی مرزا قادیانی فرماتے ہیں: (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ص۲۳۰) ’’گوستر برس تک طاعون دنیا میں رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔‘‘ وغیرہ!

اس کے بعد مقرر نے اپنے دو چار دفعہ قادیان آنے کا ذکر کیا اور اخبار الحکم قادیان (۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء) کے حوالہ سے بتایا۔ مرزا قادیانی پیسہ اخبار کے جواب میں لکھتے ہیں: ’’یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤں کو طاعون سے بچالیا ’’انہ اوی القریۃ‘‘ علیٰ ہذا افاضل مقرر نے طویل اور مفصل تقریر میں ثابت کیا کہ: ’’قادیان میں طاعون نہیں آئے گی اور یہ بات ایک رسول خدا کی طرف سے کہتا ہے۔ یہ وحی ایسی ہی سچی ہے جیسی قرآن کریم کی وحی۔‘‘

یہ ضروری فقرہ یادرکھو ’’ازبس ضروری ہے کہ یہ بلا ساری دنیا پر محیط ہوتا کہ یہ کوئی نہ کہے کہ صرف قادیان ہی محفوظ نہیں بلکہ دوسرے مقامات بھی محفوظ ہیں اور کہ ہر ایک فرد قادیانی (ہندو، چوہڑے، چمار سب) کو اپنی شفاعت میں لے لیا ہے جیسا کہ الہام ہے کہ: ’’ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم‘‘ بار بار فرماتے ہیں: ’’جہاں ایک بھی راست باز ہوگا اس جگہ کو خدا طاعون سے بچالے گا۔‘‘ (دافع البلاء ص۶،۷، خزائن ج۱۸ص۲۲۶،۲۲۷ ملخص)

اس کے بعد فاضل مقرر نے یہ شعر:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں　　　زلیخا نے کیا ہے فیصلہ خود اپنے یوسف کا

پڑھ کر فرمایا کہ یاد رکھو ''یوم یفرّ المرء من اخیه وامّه وابیه وصاحبته وبنیه (عبس:۳۴-۳۶)''

اور ''کلکم اٰتیه یوم القیامة فردی (المریم:۹۵)''

اجی وہ بڑا سخت وقت ہے۔ مجرم کہیں گے ''ما کنّا مشرکین '' تو انہیں جواب دیا جائے گا۔ ''الیوم نختم علی افواههم (یٰسین:۶۵)'' اس وقت کوئی کام نہ آئے گا۔ ''الاَخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدوٌ (الزخرف:۶۷)'' اور ''یوم یعض الظالم علیٰ یدیه (الفرقان:۲۷)'' اور ''فماله من قوة ولا ناصر (الطلاق:۱۰)'' اور ''فهل لنامن شفعاء (الاعراف:۵۳)'' اے محمدی اور احمدی بھائیو! اس وقت سے ڈرو، معیار صدق وکذب خود عبدالکریم مرزائی نے لکھا کہ اس پیشین گوئی کی مخالف تکذیب کریں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ باوجود ان پیشین گوئیوں کے قادیان کا کیا حال ہوا؟ ۲۵ سو کی آبادی میں سے تین سو سے زیادہ قادیان میں طاعون سے مرگئے۔ (اس وقت جلسہ سے آواز آئی کہ ۳۵ تک یومیہ اموات کی تعداد طاعون سے پہنچ گئی تھی) مگر مرزا قادیانی نے اس پر بھی یہی کہا کہ: ''قادیان میں طاعون چوہڑوں میں ہے اوروں میں نہیں۔'' (اخبار بدر)

عالم بمنت یک طرف خسرو بیچارہ یک طرف

ہاں! لیکن خدا اپنی حکمتیں خوب جانتا ہے: ''عسیٰ ان تکرهوا شیئا وهو خیرٌ لکم''

اب مرزا قادیانی کے قادیان کے متعلق بیان پر ایک شہادت سنئے۔ مرزا امام الدین مرزا جی کا چچازاد بھائی کہتا ہے کہ: ''جب مرزا غلام احمد نے کہا تھا طاعون قادیان میں نہ آئے گا تو میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ اگر نہ آنا تھا تو بھی اب آئے گا۔''

لیکن اگر اس کی شہادت کافی نہ ہو تو ملاحظہ ہو مرزا جی کی (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ص۸۷ حاشیہ) ''پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔''

مرزا قادیانی تیسری چھت پر لوگوں سے ملاقات کرتے اور ملاقات سے پہلے یہ دریافت کر لیتے کہ کسی ایسی جگہ سے تو نہیں آیا جہاں طاعون ہے؟ ایک بزرگ نے شہادت دی کہ: ''میں ایک طاعون زدہ مقام سے قادیان میں بچاؤ کی خاطر آیا۔ مگر قادیان میں آ کر سارا کنبہ طعمۂ اجل کر دیا فقط ایک بیٹا بچا۔''

مرزا جی کا اپنا قول: ''ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔''

(حقیقت الوحی ص۲۳۲، خزائن ج۲۲ ص۲۴۴)

''اور پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص۸۳، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں

مرزا قادیانی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ: ''الہام میں قادیان نہیں اوی القریۃ ہے جس سے مراد ہے مل کے کھانے والے۔'' وغیرہ! (نزول المسیح ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۲۹۵ ملخص)

لیکن وہ جو آپ نے پہلے کہا تھا کہ: ''قادیان نے سب کو اپنے سایہ میں لے لیا۔'' یہاں آ کر بھول گئے اس کا کوئی جواب نہیں۔ افسوس!

مرزا جی کا دوسرا قول: ''انی احافظ کل من فی الدار'' (نزول المسیح ص۲۳، خزائن ۱۸ ص۴۰۱) اور دار سے مراد گھر نہیں بلکہ میری مریدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن پوچھا جاتا ہے کہ محمد یاسین کشمیری، میر حسین بھیروی کا لڑکا وغیرہ کس بیماری سے مرے تو اس کے جواب سے جواب۔ الغرض تمام ہندو مسلم شاہد ہیں کہ قادیان میں طاعون زوروں سے پڑا۔ ہاں! نتیجہ کیا ہوا؟ مرزائی کیا جواب دیتے ہیں۔ جب کہ مرزا جی کہتے ہیں کہ جہاں ایک بھی مرزائی ہوگا وہاں طاعون نہیں آئے گا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے بقول مرزا قادیانی بیان کیا کہ قادیان باعتبار ان کی رہائش کے صوبہ کا تخت گاہ ہونا چاہئے تھا۔ وغیرہ وغیرہ! اور کہا کہ لوگوں نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہنا شروع کر دیا۔ یہ کم فہموں اور کم عقلوں کا کام ہے۔ (بحوالہ ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲ ملخص) ''میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں ...... میرے دعویٰ کو مسیح موعود کم فہموں نے سمجھا۔ بلکہ میں تو ......اس کے بعد فاضل مقرر نے مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کا حوالہ دیا جو بعنوان: ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' چھپا تھا۔ جس میں انہوں

نے لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ یا مرزا غلام احمد دونوں میں سے جو پہلے مرے وہ کاذب۔ اس اشتہار پر مرزا قادیانی کا نام اس عبارت میں لکھا ہے: ’’عبداللہ الصمد غلام احمد مسیح موعود۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج دوم ص ۷۰۵،۷۰۶ طبع جدید)

اب قابل غور بات یہ ہے کہ لوگوں نے اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھا تو وہ بیوقوف اور کم فہم ٹھہرے۔ مگر خود مرزا جی اپنے آپ کو مسیح موعود لکھیں تو نہ معلوم کیا ہوئے۔ اس کا فیصلہ حاضرین خود کرلیں۔ والسلام!

تقریر مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی

آپ نے خطبہ متضمن برحمد وصلوٰۃ کے بعد یہ حدیث شریف بالتمام پڑھی: ’’بنی الاسلام علیٰ خمس. شهادة ان لااله الا الله...... الخ!‘‘ اور فرمایا کہ حضرات! میں مقرر کی صورت میں نہیں بلکہ ایک معمار کی حیثیت سے کھڑا ہوا ہوں۔ غالباً کہا جائے گا کہ اس جلسہ میں تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد پرکھے جارہے ہیں۔ یہ تو کوئی عمارتی جلسہ نہیں۔ ہاں! میں دین الٰہی (ایمان واسلام) کا ایک زبردست قلعہ بناؤں گا جس کی پناہ میں قرآن وحدیث پر کوئی حملہ نہ کرسکے، نہ کہ مرزا قادیانی کا منارۃ المسیح یا مسجد نور۔ جب کوئی عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کی بنیادیں حتی الامکان مضبوط کی جاتی ہیں۔ اگر بنیادیں مضبوط نہ ہوں تو عمارت پائیدار نہیں ہوتی۔ ایسا ہی ایمان واسلام کا ایک عظیم الشان محل ہے اور وہ یوں بنایا گیا ہے کہ لاالٰہ الااللہ سے شروع کیا گیا ہے۔ یہ اس وقت بنایا گیا ہے جب کہ ظلمت کفر کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کہا گیا: ’’تعالوا الیٰ کلمة سواء بيننا وبينكم (آل عمران:۶۴)‘‘

اور وہ کلمہ کیا تھا: ’’الّا نعبد الا الله ولا نشرک به شيئا‘‘ جب حضور کی ذات مبعوث ہوئی تب خدا کو تو لوگ خالق مانتے ہی تھے البتہ شرک فی العبادت کرتے تھے۔ کیونکہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ: ’’من خلق السموات والارض ليقولن الله (لقمان:۲۵)‘‘

لہٰذا آپ نے سب سے اوّل آکر شرک فی العبادات کو دور کرنا چاہا اور سب سے اوّل جو دیوار اٹھائی وہ نماز ہے کہ: ’’اياک نعبد واياک نستعين (فاتحه:۴)‘‘

اور پھر شرک فی الاستعانت کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اب چاہئے کہ ہم سب مل کر ستون دین کو استوار کریں ’’**الصلٰوۃ عمادالدین**‘‘ دوسری دیوار زکوٰۃ اور تیسری صوم اور چوتھی حج بیت اللہ شریف۔ گویا چاروں دیواریں قائم کردیں۔ ہاں! وہ دن آنے والا ہے کہ ہم کو یہ قلعہ جس کی نہ اس وقت بنیاد نہ دیوار نظر آتا ہے، سب کچھ نظر آنے لگے گا۔ اس کے بعد حدیث بیان فرمائی کہ قیامت میں کوئی محلّات نہیں بلکہ جو کچھ خود کروگے وہی تم کو ملے گا۔ آپ اپنے لئے خود محلّات یہاں تعمیر کر سکتے ہیں۔ میں یہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتا ہوں۔

’’شرح الصدور میں ہے:’’**انما الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا**‘‘ یعنی لوگ سوئے پڑے ہیں جب مریں گے تب متنبہ ہوں گے۔ دنیا کے اموال مکانات وغیرہ جو دکھائی دیتے ہیں سب خواب کی مثال ہیں۔ جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے لیکن ایسے شخص کو اگر ہتھکڑی ڈال کر جیل بھیج دیا جائے تو اس خواب کا کیا اسے کچھ لطف آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا جس عمارت کا میں آپ کے سامنے نقشہ کھینچ رہا ہوں اس کا انتظام کریں اور حسن عمل سے مدد کریں۔ گو ایسا کرنے سے تکالیف اور مصائب کا آنا لازمی ہے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کہا جائے گا۔’’**سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین** (الزمر:۷۳)‘‘

سو یہ چند منٹ کی بات ہوتی ہے اس کے بعد سب کچھ نظر آجاتا ہے یعنی بعد موت کے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جنت کی بابت کہا جاتا ہے بہشت اتنا بڑا کیسے ہوسکتا ہے۔ اسے عام فہم بنانے کے لئے ایک بچے کی مثال بیان کی جو رحم مادر میں ہے اور اسی کی وسعت اور خوبی کی تعریف کرتا ہے۔ باوجودیکہ اس کی غذا خون ہے۔ مگر جب دنیا میں آکر اپنے ہی مکانات کو دیکھ پاتا ہے تو ان سے زیادہ وسیع وبہتر دوسری جگہ کو نہیں سمجھتا۔ فاضل مقرر نے اس وقت مولانا جامیؒ کا ایک شعر پڑھ کر بتایا کہ وہ اس شخص کو اپنے گھر سے باہر جانے کی ترغیب دیتے ہیں کہ قادیان، بٹالہ، گورداسپور، لاہور، امرتسر وغیرہ وغیرہ شہروں میں جاکر دیکھے کہ دنیا کی کیا حالت ہے۔ جب وہ گھر سے نکل کر دوسرے شہروں کی سیر کرتا ہے۔ تب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور معلوم کرتا ہے کہ دنیا اس سے بہت بڑی ہے جو کچھ میں سمجھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اسے کہا جاتا ہے کہ ایک عالم اس سے بھی بڑا ہے اور وہ ’’**مالا عین**

رأت ولا اذنٌ سمعت ''تب اس کو کہا جاتا ہے کہ پہلے تم ہمارا کہا نہ مانتے تھے جواب ماننا پڑا۔ لہٰذا اب تم کو حضرت رحمۃ للعالمین کا فرمان بھی ماننا چاہئے۔ یعنی یہ کہ بہشت ایک بہت بڑا وسیع عالم ہے۔ والسلام!

تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

الحمدللّٰہ نحمدہٗ ونستغفرہ الخ خطبہ کے بعد فاضل مقرر نے آیت ''وقولھم انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ یقیناً (النساء:۱۵۷)''

''وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ'' کے بعد فرمایا: صاحبان! میرے مضمون کا عنوان ہے: ''رفع عیسٰی الی السماء'' قرآن اور حدیث سے یہ ثابت کرنا ہے کہ بعینہٖ وہی عیسیٰ جو پہلے نبی رہ چکے ہیں وہی نازل ہوکر لوگوں میں رہیں گے۔ ان کا نزول عینی ہے بروزی یا ظلی نہیں، مرزائی کہتے ہیں کہ تم لوگ عیسیٰ کو زندہ رکھ کر عیسائیوں کو مدد دیتے ہو۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ عیسائی تو مسیح کو اپنے گناہوں کا کفارہ کہتے ہیں اور ہم یہ نہیں کہتے بلکہ ہم تو سولی کو توڑتے ہیں کہ مسیح سولی پر ہی نہیں چڑھے تو پھر کفارہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے کہا کہ مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۹۵، خزائن ج۲۳ ص۱۰۳ ملخص) میں لکھتے ہیں کہ: ''دوسری کتابیں و مذاہب قابل قبول نہیں۔'' لہٰذا قرآن کریم پیش کیا جاتا ہے۔ ''واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدۃ:۱۱۰)''

اگر واقعہ صلیب درست ہو تو پھر ''کففت'' کے کیا معنی؟ یاد رکھو قرآن کی بندش بھی ایک معجزہ ہے۔ ''کففت'' سے ثابت ہے کہ یہود کے ہاتھ بھی مسیح تک نہیں پہنچے۔ بالفاظ دیگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھ ہی نہیں آئے۔ مرزا قادیانی کی وفات سے ایک روز پہلے ۲۵؍مئی ۱۹۰۸ء کو میں نے کففت کے متعلق وعظ کیا تو نورالدین اور محمد احسن امروہی نے باہمی مشورہ کیا۔ اس کے بعد مقرر نے مشکوٰۃ کی عبداللہ بن عمر سے حدیث بیان کی ''ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض الخ فیدفن معی فی قبری'' اس حدیث کو مرزا نے مانا ہے اور ''یتزوج'' سے مراد محمدی بیگم کا نکاح بتایا ہے اور نیز اس کی اولاد، لیکن رسول اللہ ﷺ تک تو عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ نہ معلوم آپ کے بعد ان کے مرنے کی وحی کس کو ہوئی۔

ان دلائل سے فاضل مقرر نے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح نہ تھے اور نہ ہی قادیان مکہ بن سکتا ہے نہ بیت المقدس۔ اس کے بعد حدیث کا حوالہ دیا کہ: ’’ما بین ابی وعمر ‘‘یعنی آں حضرت ﷺ کی اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبروں کا رسول اللہ ﷺ نے یک جا ہونا فرمایا ہے۔ دوسری بات حدیث میں یہ ہے کہ ’’یمکث‘‘ (عیسیٰ) ’’فی الارض اربع وخمسین ‘‘اب عمر کہاں سے شمار کی جائے۔ مرزاقادیانی کی کتاب (تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳) کے مطابق ’’مرزاقادیانی کی کل عمر ۶۵ سال بنتی ہے۔‘‘ اس میں مرزاقادیانی کا خلاف ظاہر ہے۔

دوسری حدیث ہے: ’’لیس بینی وبینہ نبیٌ وانہ نازل فیکم قبل یوم القیامۃ‘‘ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے اور آپ کی حدیث بحکم: ’’ان ھوا الّا وحی یوحی‘‘ وحی ہوتی ہے، لہٰذا اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

فاضل مقرر نے قتل مسیح کے متعلق آیت: ’’وما قتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷)‘‘

پڑھ کر بتایا کہ فعل قتل جسم حسیّ سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ روح کے ساتھ۔ کیونکہ روح تو ایک غیرمحسوس غیرمرئی شئے ہے۔ مرزاقادیانی کا اپنا قول (ازالہ ص۲۶۶، خزائن ج۳ ص۲۳۴ ملخص) میں ہے: ’’جیسے مقربین کی روحیں بعد موت آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہیں، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی۔‘‘ تو گویا اٹھایا جانا تو مرزاقادیانی بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔ جھگڑا فقط یہ ہے کہ وہ فقط روح کا اٹھایا جانا مانتے ہیں اور ہم روح مع الجسم کا اٹھایا جانا۔ اس کا آسان فیصلہ اس پر غور کرنے سے ہوسکتا ہے کہ یہود کا دعویٰ کیا تھا۔ روح کو قتل کرنے کا یا جسم کو؟

اس کے بعد فرمایا حدیث شریف میں ہے: ’’کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم ‘‘یہ حدیث بلاکسی سقم کے صحیح ہے اور نازل ہونے سے آسمان پر چڑھنا خود ثابت ہے: ’’بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ میں بل اس فعل کی نفی کرتا ہے جو اس کے ماقبل ہے۔ مثلاً: ’’قالوا اتخذ الرحمن ولداً. بل عباد مکرمون ‘‘جیسے رحمٰن کے لئے ولد کی نفی کر کے ’’عباد مکرمون‘‘ ثابت کیا ہے اور سن لیے! ’’ام یقولون بہ جنۃ. بل جاء بالحق ‘‘بل نے جنون کی نفی کر کے ’’بالحق‘‘ کو ثابت کیا ہے۔ یہ بل اضرابیہ ابطالیہ ہے۔ اب اچھی طرح سمجھ لو کہ: ’’رفعہ اللہ‘‘ بعد میں ہے اور ’’ماقتلوہ وماصلبوہ‘‘ پہلے ہے۔

اورفرمایا کہ موت اور رفع دونوں یکجا جمع نہیں ہوسکتے ''بل احیآء عند ربهم (آل عمران:۱۶۹)'' تو عزت کی موت ہے اور جب گلا کاٹا گیا تو بقول...... عزت کیسے ہوئی؟ ''رفعه الله'' ماضی کے صیغہ سے اس لئے کہا کہ یہود کے دعویٰ قتل سے پہلے حضرت مسیح اٹھائے گئے تھے۔ اس کے بعد بتایا کہ نیچے سے اوپر کی طرف حرکت دینے کو رفع کہتے ہیں۔

ہاں! یہ اعتراض بھی ہوا کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین پر جگہ نہ تھی کہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

جواب: جناب باری عزاسمہٗ کی طرف سے حسب استعداد ملکہ انسان پر فیضان نازل ہوتے ہیں جس طرح فرعون کا غرور توڑنے کو موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی تھی۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش چونکہ نفخ جبرائیل سے ہے۔ لہٰذا ان میں رفع الیٰ السماء کی استعداد موجود ہے۔ اس لئے ان کی ہجرت آسمان کی طرف ہوئی۔ فاضل مقرر نے اپنے اس بیان کے ثبوت وتائید میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فیوض الحرمین کا حوالہ دیا۔

اورفرمایا یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اس کی کوئی نظیر بتاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تم نظیر بتاؤ۔ اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ خدا ایسا کرنے پر قادر ہے لیکن اس کی نظیر موجود نہیں اور سنئے! مریم علیہا السلام نے کہا ''انی یکون لی ولد'' (آل عمران:۴۷)

تو خدا نے اپنے ارادہ سے اس کو عیسیٰ علیہ السلام بیٹا دیا اور بغیر باپ کے بیٹا دینے پر اپنے آپ کو قادر ثابت کیا۔ اسی طرح پیدائش کے چار طریقے ہوئے۔ (۱) آدم مٹی سے بلا باپ۔ (۲) عیسیٰ علیہ السلام مریم سے بلا باپ۔ (۳) حوا آدم سے بلا باپ اور (۴) طریق معروف۔ گویا خدا ہر طرح سے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ایسا ہی خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا کر قدرت کاملہ کا اظہار کیا۔ یعنی یہ بتایا کہ میں حکیم بھی ہوں اور حاکم علی الاطلاق بھی ہوں۔ اس کے بعد اس اعتراض کا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کھاتا پیتا کہاں سے ہے۔''

جواب دیتے ہوئے کہا کہ معلوم سے مجہول کی طرف جایا جاتا ہے جس نے آسمان پر اٹھایا ان باتوں کا انتظام اس پر شاق نہیں۔ والسلام!

فاضل مقرر کی تقریر ختم ہونے پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس پر ریویو کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

اثر لبھانے کا پیارے تیری زبان میں ہے
کسی کے ہاتھ میں جادو تیری زبان میں ہے

مرزائیت سے توبہ

اس کے بعد جناب بابو فقیر محمد صاحب سابق سب پوسٹ ماسٹر ساکن قصبہ شاہ آباد نے مرزائیت سے توبہ کی اور کہا کہ میں نے مرزا کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ کیا۔ مگر جس قدر زیادہ دیکھا اسی قدر زیادہ عقائد فاسدہ سے انہیں ملوث پایا۔ خدا بابو صاحب کو استقلال بخشے۔ آمین!

قاضی ظفر الحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ

نے بیان کیا کہ مرزائیوں سے مناظرہ کی انجمن اسلامیہ قادیان کو (جس نے جلسہ ہذا کا انتظام کیا ہے) ضرورت نہیں۔ اس کو اگر ضرورت ہے تو صرف علماء کرام کے مواعظ حسنہ کی کیونکہ مسلمان علماء کو یہاں آنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے۔ لہٰذا اس غرض کے لئے بمقام بٹالہ دوسرے احباب کے مشورہ سے حکام سے اجازت حاصل کر لی جائے گی اور ۲۰ آدمی مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب کی طرف سے اور ۲۰ آدمی جماعت مرزائیہ کی طرف سے بلائے جائیں گے۔ جملہ ۴۰ آدمیوں کا ایک ہفتہ کا خرچ ہم لوگ اپنے ذمہ لیں گے۔ اگر ایک ہفتہ میں تصفیہ نہ ہوا تو پھر دوسرے اور تیسرے ہفتہ کا انتظام کیا جائے گا۔ اس مناظرہ میں کسی دوسرے مسئلہ کی ضرورت نہیں۔ فقط یہ تصفیہ ہو کر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مر گئے۔ بس مناظرہ کی بابت میری یہ استدعا واجبی سمجھی جائے۔

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے رام پور میں نواب صاحب کے سامنے مرزائیوں کو یہ ثابت کر دیا تھا اور اس پر نواب صاحب کی سند برائے شہادت موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ معتبر شہادت پنجاب میں نہ مل سکے گی۔ اگر کوئی ایسا معتبر گواہ ہے تو بتاؤ۔

اس کے بعد انجمن حفظ المسلمین امرتسر کی طرف سے کہا گیا کہ اگر یہ مناظرہ امرتسر میں کیا جائے تو انجمن فریقین کے دوصد آدمیوں کے مصارف کی کفالت کرتی ہے۔ شرط فقط یہ کہ مناظرہ کے لئے خود مرزا محمود صاحب آئیں یا ان کا کوئی مقرر کردہ مصدقہ مناظر، جس کی ہار جیت مرزا جی کی ہار جیت سمجھی جائے اور شرائط مناظرہ وہی کافی ہیں۔ جن کے رو سے میں (ثناء اللہ) نے مرزائیوں سے بمقام لدھیانہ، رام پور اور دہلی وغیرہ مقامات میں مناظرے کئے۔ یہ بہترین صورت تصفیہ ہے۔

اس کے بعد حاجی عبدالرحمٰن صاحب بٹالوی نے اپنے ایک قادیانی عزیز کے چیلنج کی بابت کہا کہ ہم لوگ بٹالہ میں ہر طرح تمہارے ساتھ نپٹنے کو تیار ہیں۔

اخیر پر ڈاکٹر غلام محمد صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ نے اعلان کیا کہ اگر مرزا محمود صاحب مولوی ثناءاللہ صاحب سے حیات وممات مسیح کے متعلق مناظرہ کر کے کامیاب ہوں تو میں فریقین کو ایک ایک سو روپیہ نذر کروں گا۔

اجلاس ہذا ختم ہونے سے پہلے ہی معلوم ہوا کہ علامہ دوران مولانا مرتضٰی حسن صاحب مشہور مناظر وواعظ مراد آباد سے تشریف لے آئے۔ اس لئے آج کے دوسرے اجلاس (بعد ظہر) میں پہلا وقت ان کو دیا جانا تجویز ہوا اور یہ جلسہ برخاست ہوا۔

اجلاس چہارم (۲۰/ مارچ) بعد ظہر

تقریر مولانا مرتضٰی حسن صاحب مراد آبادی

صاحبان! آپ نے مولوی ثناءاللہ اور دیگر علماء کرام کے وعظ اور تقریریں سنیں، مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی بابت بڑی وضاحت سے تقریر کی ہے۔ مگر میں بہت مختصر اور آسان الفاظ میں کہوں گا۔

مرزا قادیانی چاہتے ہیں کہ ہندو مسلمان سب ان کے دعویٰ کو تسلیم کر لیں۔ اگر نہ تسلیم کریں تو باوجود صادق المذہب ہونے کے بھی نجات نہیں پا سکتے۔ میری تقریر سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا کہتے تھے اور آپ ان کے ماننے کے لئے کہاں تک تیار ہیں۔

اجی مرزا قادیانی! ہم آپ کی خاطر مان لیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا وہ پھر نہ آئیں گے۔ بھلا میں ایک بات کہتا ہوں۔ فرض کرو گورنمنٹ کا حکم ہے کہ ’’فلاں شخص ولایت سے آئے گا تو وہ گورداسپور کا کلکٹر ہوگا۔ مگر وہ قضا سے فوت ہو گیا اور گورداسپور تک نہ پہنچ سکا۔ تب ایک اور شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ چوں کہ وہ مر گیا ہے۔ لہٰذا گورداسپور کا کلکٹر میں ہوں۔‘‘ تو کیا یہی کیفیت مرزا قادیانی کی نہیں؟ اجی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر مر بھی گئے تو یہ تو بتائیے کہ آپ کیسے عیسیٰ بن گئے؟ ہاں! اب ہمیں علامتیں دیکھنی ہیں۔ اگر وہ علامتیں ان میں پائی جائیں تو ہمیں مرزا قادیانی سے کوئی دشمنی تھوڑی ہی ہے۔ خوشی سے وہ عیسیٰ بن جائیں۔

حدیث شریف میں ہے جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو سب ادیان مٹ کر فقط اسلام ہی باقی رہ جائے گا اور برخلاف اس کے مرزاجی کے آنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۴۰کروڑ مسلمان جنہوں نے مرزا قادیانی کو نہ مانا کافر ہوگئے۔ (نعوذ باللہ) اور مرزا صاحبان کہتے ہیں کہ ہم دوتین لاکھ ہیں۔ اس کا فائدہ بجز اس کے کیا ہوا کہ خدا کے بہشت میں بھی چند مرزائی کبڈیاں کھیلا کریں۔

اس کے بعد کہا کہ حدیث شریف میں ہے ۳۰مسیح کذاب ہوں گے اور مثالاً بیان کیا کہ ایک شخص نے مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ کسی بیچارہ کی ایک آنکھ تو تھی ہی نہیں اور جو تھی اس میں کوئی عارضہ ہوگیا۔ جناب مدعی مسیحیت کے پاس پہنچا کہ آپ میری آنکھ کا مداویٰ کیجئے۔ مسیح صاحب نے ایسا بے ڈھب ہاتھ رکھا کہ وہ آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ واہ رے معجزہ! یہی کیفیت مرزا قادیانی کی ہوئی کہ دنیا اسلام سے بھر جانے کی بجائے رہے سہے مسلمان بھی کافر بنادیئے۔

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے فقط یہ کہنے پر کہ: ''میں غلام احمد ہوں۔'' ہم آپ کے مفتون ہوگئے تھے لیکن کیا معلوم کہ ان کے ارادے کیا تھے۔

ارے بابا! مسیح آئے اور مسلمان نہ مانیں، اس کے کیا معنی؟ مگر ذرا سن تو لو۔ مرزا قادیانی کی ہدایت ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی کیفیت سے کوئی واقف نہ ہو تو واقف کردو۔ اگر مرزا قادیانی کو مانے تو اس کے پیچھے نماز پڑھو اور اگر مرزا قادیانی کو رسول نہ مانے تو اس کے پیچھے اپنی نمازیں ضائع نہ کرو۔

جی ہاں صاحب! یہ نمازیں مکہ کی طرف نہیں بلکہ قادیان کی طرف منہ کر کے پڑھنی ہوں گی۔ کیونکہ ''**واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی**'' (تحفہ گولڑویہ ص۲۰،۲۱، خزائن ج۱۷ ص۶۸،۶۹) یہ اپنا الہام مرزا قادیانی نے قادیان کی بابت بتایا ہے۔

ہاں ہاں! اور سنئے۔ مرزاجی کا الہام ہے: ''**وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین**'' (تحفہ گولڑیہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۶۸ حاشیہ)

واہ واہ! کیا اچھی رحمت ہے۔ بھلا صاحب جب مرزا قادیانی رحمت ہیں تو کوئی مسلمان نہیں رہنے دیا اور اگر رحمت نہ ہوتے تو خدا جانے کیا اندھیر ہوتا۔

علامہ مقرر نے بیان فرمایا کہ اسہال کا ایک مریض کسی حکیم کے پاس آیا۔ حکیم جی کی تشخیص سے ثابت ہوا کہ اس کے اندر مادہ فاسد ہے، لہٰذا مسہل کی گولیاں دیں۔ مریض جو پہلے ہی مسہل سے ضعیف ہورہا تھا مزید مسہل ہونے سے اور بھی ناتواں ہوگیا۔ پھر آ کر اپنی حالت کی شکایت کی تو حکیم صاحب نے مسہل کی گولیاں اور بڑھا دیں اور فرمایا کہ مادہ فاسد بری طرح جاگزیں ہوا ہے۔ اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ مسہل کی گولیاں دی گئیں۔ بیچارہ مریض ناتواں تو ہو ہی چکا تھا۔ اب داعی اجل کو اس نے لبیک کہا۔ اب حکیم صاحب فرماتے ہیں: ''واہ رے مادے! اگر جلاب نہ دیتے تو خدا جانے کیا ہو جاتا؟'' (ارے بھلے آدمی! غریب مر تو گیا اور ہوتا کیا؟)

اس کے بعد مرزا قادیانی کے منارۃ المسیح کا ذکر کر کے فرمایا کہ ہم تو سمجھے تھے کہ خدا جانے کتنا بڑا مینار بنا ہوگا۔ مگر یہ تو ہماری جامع مسجد دیوبند کے مینار سے بھی چھوٹا ہے۔ جب کسی نے کہا کہ مسیح تو مینار پر سے اتریں گے تو جھٹ مینار بھی بنوالیا۔ لیکن تعجب ہے کہ خود پہلے نازل ہوئے اور مینار بعد میں بنوایا۔ حالانکہ مسیح مینار پر سے اتریں گے۔ ایک شخص قضاء حاجت سے پہلے استنجاء کیا کرتا تھا۔ اسے کہا گیا کہ استنجاء تو طہارت کے لئے قضاء حاجت سے بعد کیا کرتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ ایک کام ہی کرنا ہے پہلے کر لیا تو کیا اور بعد میں کر لیا تو کیا۔ وہی حالت یہاں ہے۔

مرزائیت سے توبہ

(اس وقت ایک بوڑھا شخص (مسمی چوہدری سلطان علی) بعمر تخمیناً ۶۰ سال ساکن موضع بھیرو وچی ضلع گورداسپور نے مرزائیت سے توبہ کی اور علماء حاضرین سے دعا کرائی کہ خدا اب مجھے مدینۃ الرسول میں پہنچائے اور زار زار رو رہا تھا۔ اس کے بعد ایک جوان تعلیم یافتہ چوہدری برکت علی صاحب ڈیری والہ دراوغہ ضلع گورداسپور بمعہ اپنے بھائی کے مرزائی عقائد سے تائب ہوئے)

تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے یہ رباعی پڑھی: بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی باز آ...... الخ!'' اور فرمایا کہ لوگو! ہزار سال بندہ گناہ کرے لیکن اگر ایک دفعہ بھی خالص توبہ کر لے تو حدیث شریف میں ہے اس کی حالت ''کیوم ولدتہ امہ'' ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ جیسی بوقت پیدائش تھی۔

ہاں صاحب! رسول اللہ ﷺ تھے رحمت اللعالمین اگر مرزا قادیانی بھی رحمۃ اللعالمین ہوں تو ہمارا ہی فائدہ ہے۔ مگر افسوس کہ وہ ہوئے نہیں۔ حدیث شریف میں ہے بروز قیامت ایک شخص بارگاہ رب العزت میں آئے گا جس نے بکثرت گناہ کئے ہوں گے۔ پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں گناہ تو نے کئے؟ وہ اقرار کرے گا کہ کئے۔ لیکن ڈرتا ہوگا کہ ابھی چھوٹے چھوٹے گناہ شمار میں آئے ہیں، خدا جانے وہ بڑے بڑے گناہ شمار میں آئے تو کیا حالت ہوگی۔ اتنے میں حکم ہوا کہ سب گناہ بخش دیئے اور فلاں بہشت انعام میں دیا۔ تب وہ یہ سمجھ کر کہ چھوٹے گناہوں کے عوض تو یہ کرم ہوا اب بڑے گناہوں کا انعام بھی بڑا ملے گا۔ کہے گا کہ وہ بڑے بڑے گناہ ابھی باقی ہیں ان کا معاوضہ بھی ملنا چاہئے۔ (اس وقت جلسہ کی عجب حالت تھی۔ حاضرین مولانا کی ایک ایک بات ہمہ تن گوش ہوکر سن رہے تھے)

آپ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی کے بعد امیر المؤمنین محمد علی صاحب اور صاحبزادہ محمود صاحب تو تھے ہی ایک تیسرے صاحب ظہیر الدین (اروپ ضلع گوجرانوالہ کے) بھی ہیں جو ان دونوں کو نوٹس دے رہے ہیں کہ میری پیشین گوئی ایسی پوری ہوئی کہ مرزاجی کی کوئی پیشین گوئی بھی ایسی پوری نہیں ہوئی۔

اس کے بعد مولانا نے مرزاجی کی کتاب (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۱،۲، خزائن ج۱۹ص ۱۰۷، ۱۰۸) سے بعض مقامات پڑھ کر سنائے جن میں ان کے الہامات کا ذکر تھا اور کہا کہ مرزاجی کی پیش گوئیوں کے گواہ ۶۰ لاکھ ہوں گے۔ اجی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ساٹھ کیسے؟ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ان ساٹھ لاکھ کے علاوہ آسمان اور زمین نے بھی میری گواہی دی۔ مگر آدمیوں نے مجھے نہ مانا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت اونٹ بیکار ہو جائیں گے ’’واذا العشار عطلت‘‘ والی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ عرب وعجم کے اخبارات بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ عرب میں ریل بن رہی ہے (لیکن مرزاجی کو یہ معلوم نہیں کہ عربستان میں ریل بنتی بنتی رک گئی) شاید کہ یہ آپ کی پیشین گوئی ہی کی برکت والا کرشمہ ہے۔

تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

آپ نے فرمایا کہ نماز عصر کا وقت قریب ہے۔ لہٰذا ختم نبوت پر کچھ مختصراً بیان کروں گا۔ صاحبان! اگرچہ لاہوری جماعت تو نہیں مگر قادیانی جماعت مرزا قادیانی کو نبی

مانتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ختم کے معنی مہر لگا دینا۔ جس پر رسول اللہ ﷺ اپنی پابندی کی مہر لگا دیں وہ نبی ہو جاتا ہے مطابق دعائے پنجگانہ ''اھدنا الصراط المستقیم''

جواب: فاضل مقرر نے کہا کہ یہ دعا راہ بتانے کی ہے۔ نبی بنانے کی نہیں۔ دیکھئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضور ﷺ کے بڑے پیارے متبع تھے۔ غزوہ تبوک کے روز حضور ﷺ نے ان کو حفاظت کے لئے گھر میں چھوڑا۔ حضرت علی ؓ نے عرض کیا کہ میں عورت نہیں۔ مجھے لڑائی میں جانا چاہئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اما تری یا علی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی'' جیسے قرآن میں ہے: ''اخلفنی فی قومی (الاعراف:۱۴۲)''

چونکہ حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے بعد کذاب لوگ نبوت کا بھی دعویٰ کریں گے۔ اس لئے فرمادیا: ''الا انه لا نبی بعدی'' کہ اے علی! تم خلیفہ ہو اور آگاہ رہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

پھر کہا مرزائی یہ شبہ بھی وارد کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہو کہ وہ آئیں گے۔ کیا نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے یا نبی ہو کر آئیں گے تو پھر مرزا قادیانی کے نبی ہونے میں کیوں انکار ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے کی ہے آئیں گے بعد میں۔ (یہ مغالطہ اکثر دیا جاتا ہے) ایک اور شبہ وارد کرتے ہیں کہ پہلے نبی آتے رہے اب کیوں نبوت بند ہوگئی۔

جواب: باران رحمت ضرورت کے وقت ہوا کرتی ہے۔ پہلے ضرورت کے لئے آتے رہے۔ کیونکہ وہ قومیں بباعث شرارتوں کے تکمیل دین نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ ہلاک ہو جاتیں اور نیا نبی آتا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ خدا فرماتا ہے: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدة:۳)''

پس دین کامل ہو گیا نبی کی ضرورت نہ رہی۔ اس کے بعد یوحنا کی انجیل کا حوالہ دے کر پڑھا: ''ابھی میری بہت سی باتیں ہیں ایک آوے گا وہ پوری کرے گا۔''

دوسری ضرورت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے: ''انی رسول الله الیکم جمیعاً'' جب تمام دنیا کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تو پھر کسی جدید نبی کی ضرورت نہ رہی۔ پہلے پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف آتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ ساری دنیا کے لئے آئے۔

تیسری ضرورت یہ کہ سابقہ کتب سماوی میں تحریف ہوجاتی تھی اس لئے نیا نبی آیا کرتا تھا۔ لیکن قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ لہٰذا نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد (آئینہ کمالات ص۱۷۷، خزائن ج۵ص ایضاً) کا حوالہ دے کر پڑھا:

''یآایھاالذین اٰمنوا...... ویجعل لکم نوراً تمشون به''

بھائیو! جس نے یہ غلطیاں نکالنی تھیں وہی ڈال رہا ہے اور یہ آیتیں قرآن میں نہیں۔ پس واضح ہوگیا کہ دوسرے نبیوں کے بعد اور نبی کی جب ضرورت پیش آتی رہی، تب جدید نبی آتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد جدید نبی کی ضرورت ہی نہ رہی۔ والسلام!

اس کے بعد استاد العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب معلم اعلیٰ مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کی عالمانہ تقریر ہوئی اور آپ کے بعد مولانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت مسئلہ تناسخ پر کچھ کہنا تھا۔ مگر ممبران انجمن نے اس کی اجازت نہیں دی۔ نیز کہا کہ مولوی ابراہیم صاحب نے کل مرزائی جماعت کو چیلنج دیا تھا۔ مگر اس کی ڈپٹی صاحب (منتظم افسر جلسہ) نے یہاں اجازت نہیں دی۔ اس کے لئے ہم بٹالہ میں حاضر ہیں۔ اس امر کا تصفیہ جناب قاضی ظفر الحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ سے ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد آج کا جلسہ بہ ہزار خیر وخوروخوبی ختم ہوا۔

اجلاس پنجم (۲۱/ مارچ) بوقت صبح

تقریر مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی

پہلے مولانا مولوی محمد طیب اور مولانا مولوی محمد طاہر صاحبان نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ بعدازاں فاضل مقرر نے آیت: ''بل نقذف بالحق علی الباطل (الانبیاء:۱۸)''

پڑھی اور کہا کہ مجھے افسوس ہے سامعین کی زبان اور ہے اور میری زبان اور جس سے اپنا مدعا حاضرین کے خاطر نشین کرنے سے قاصر ہوں۔ کتاب انجام آتھم (مصنفہ مرزاقادیانی) کے متعلق میں آپ لوگوں کو کچھ سناتا۔ مگر وہ مصلحت انجمن کے خلاف ہے۔

حضرات! آج ایک شخص خود کو مسیح موعود کہتا ہے۔ مگر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث بخاری ومسلم میں موجود ہے دیکھ لو اور سمجھ لو کہ سپاہی اپنے نشان وردی وغیرہ سے پہچانا

جاتا ہے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہاں ہاں! اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم مسیح کو مانتے نہیں۔ ہم مانتے ہیں مگر اس کو جو مطابق حدیث رسول اللہ ﷺ کے آئے گا۔ قبل ازیں جو نبی آتے رہے وہ پیدا شدہ خرابیوں کو دور کرنے آتے تھے۔ اب جو دجال آنے کی خبر ہے تو اس کا استیصال کرنے کو پہلے انبیاء میں سے ایک آئے گا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

حدیث شریف کا مضمون ہے: ''عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اس وقت مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ حضرت عیسیٰ دجال کا استیصال کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تمام باقی سکے مٹ جائیں گے۔ فقط اسلام کا سکہ باقی رہے گا۔''

اب دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی اس حدیث کے کیا معنی کرتے ہیں:

(ازالہ اوہام ص ۶۵۶، خزائن ج ۳ ص ۴۵۴، ۴۵۵) مال بہہ پڑے گا کے یہ معنی ہیں: ''ان کو کہہ دے قرآن ایک بیش قیمت مال ہے...... الخ!'' جس کی نسبت پیش گوئی ہے کہ مال لیتے لیتے لوگ تھک جائیں گے۔''

صاحبان! کہا گیا ہے کہ مال بہا دینے کے معنی بکثرت خرچ کرنے کے ہیں۔ کیا اس وقت قران کو لوگ قبول نہیں کرتے؟ جہاں تک ہم کو معلوم ہے بسروچشم قبول کرتے ہیں۔ البتہ مرزا کا قرآن کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا۔ خدا شرمائے ان غارت گر ایمان کو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو شخص کبھی سیر نہیں ہوتے۔ طالب علم اور طالب دنیا۔ مگر مرزا جی اس کے خلاف ہیں۔ فاضل مقرر نے یہاں ایک مثال بیان کی کہ کسی شہزادہ کو علم نجوم پڑھایا گیا۔ جب ختم کر چکا تو امتحاناً ایک انگوٹھی ہاتھ میں رکھ کر اس سے پوچھا گیا کہ بتاؤ تو ہاتھ میں کیا ہے۔ اس نے کہا چکی کا پاٹ۔ اب یہ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ یہاں بیچارہ نجومی استاد کیا کرتا یہاں تو عقل کی ضرورت تھی اور دیکھنا یہ تھا کہ چکی کا پاٹ مٹھی میں بھی آسکتا ہے یا نہیں۔

دجال بڑی قوت سے آئے گا، مردے زندہ کر دکھائے گا۔ مسیح علیہ السلام کے وقت قتل کیا جائے گا (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) ''یاد رکھو دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔''

اور سنئے! مرزا جی (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) میں کیا لکھتے ہیں: ''دجال کی حقیقت نبی کریم ﷺ پر نہیں کھلی اور نہ دابۃ الارض کی۔'' وغیرہ وغیرہ! اب آپ لوگ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرزا جی بہتر جاننے والے ہیں یا نبی کریم ﷺ۔''

اور سنو! مرزا جی قوم انگریزی کو دجال بتاتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور انگریز قوم نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اجی مرزا قادیانی نے علماء اسلام کو حرامی تک کہا:

کوئی اس سے نہیں کہتا کہ کچھ تو کر حیا مرزا　　ہمیں سے سب یہ کہتے ہیں کہ نیچی رکھ نگاہ اپنی

اس کے بعد کہا کہ مجھے مرزا قادیانی کے استعاروں کا ڈر ہی رہتا ہے۔ کہیں اس میں بھی استعارہ نہ ہو۔ عیسیٰ جو دجال کو مارنے آیا وہ (مرزا) خود تو مرگیا مگر اس کا دجال (قوم انگریز) اب تک باقی ہے۔ شاید مرزا قادیانی کی مراد روحانی قتل ہو یا خواب میں یا بطور استعارہ۔

صاحبان! میں بھی ایک مسیح کا منتظر ہوں جس کے بعد دنیا بھر میں صرف اسلام کا سکہ باقی رہے گا۔ ایک بات کہتا ہوں جو سن کر صاحبزادہ محمود (قادیانی) اور مولوی محمد علی (لاہوری) ایک ہو جائیں گے۔ وہ یہ کہ مرزا جی کرشن اور مسیح اسی واسطے بنے تھے کہ ہندو مسلم، نصاریٰ سب ایک ہو کر مجھ پر جمع ہو جائیں گے۔ جانتے ہو رسول اللہ ﷺ نے تمام عرب کو کیسے ایک بنا دیا؟ فقط ایک دعویٰ نبوت سے۔ مگر وہ خدا کے سچے مرسل تھے اور خدا کی مدد ان کے ہمراہ تھی:

اک آواز میں ساری بستی جگا دی　　وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

پھر بیان کیا کہ مرزا جی نے سنا ہوگا کہ دجال آئے گا اس کا گدھا بھی ہوگا جس کے دونوں کانوں میں ستر گز کا فیصلہ ہوگا۔ اب انگریز قوم کو دجال بتایا اور ریل گاڑی کو گدھا اور ریل گاڑی کے انجن سے اخیر تک قریباً ستر ہی گز کا فاصلہ ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ نہ بتایا کہ کون سی ریل گاڑی گدھا ہے۔ ڈاک گاڑی یا پسنجر ٹرین یا مال گاڑی؟ لیکن تعجب ہے کہ باوجود دجال کا گدھا ہونے کے مرزا اور مرزائی اس پر سوار ہوتے ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو جب کوئی سرکش پیدا ہوا ہے تو اس کی مناسبت سے ہی خدا نے نبی مبعوث کیا ہے۔ فرعون کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام اور معجزہ آپ کا لکڑی کا عصا۔ یہ قصہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت حکمت کا زور وشور تھا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ویسے ہی معجزات دیئے۔ بحکم خدا پرندے بنا کر اڑانا، مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ۔ لیکن مرزا جی کہتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ بحکم خدا مردے زندہ کرتے تھے وہ بے ایمان ہے۔ اجی مرزا قادیانی! بے شک بے ایمان ہے مگر آپ کی شریعت کا، نہ کہ شریعت محمدی کا۔

(حمامۃ البشریٰ ص۲۹، خزائن ج۷ ص۲۱۱) میں مرزا جی لکھتے ہیں کہ:’’یاجوج ماجوج کا قصہ ہے مگر ان شہروں کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔‘‘ الغرض مرزا قادیانی کو جس چیز کا پتہ نہیں لگا وہ کالعدم ہے۔

تقریر حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحب

صاحبان! تیسرا روز ہے۔ آپ نے بڑی بڑی تقریریں سنیں۔ مگر خدا کے ہاں اخلاص درکار ہے۔ اگر اخلاص ہے تو دو ایک الفاظ کافی ہیں اور صبح سے شام تک کی تقریریں ہیچ۔ خدا ہم سب کی عاقبت بخیر کرے اور یہی غرض اس جلسہ کی ہے کہ خدا عاقبت بخیر کرے۔

اجی مرزا قادیانی قادیان میں اور ہم ہندوستان کے باشندے۔ ہم صرف تمہاری خیرخواہی کی غرض سے آئے ہیں۔ مرنے کے بعد نیکوں کو قلق ہوگا کہ ہم نے نیکی زیادہ کیوں نہ کرلی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ کسی نے خدا کے نام ایک کدّو دیا تھا بعد از مرگ اسے کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے صلے میں خدا نے اسے بہت بڑا باغ عطاء کیا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ افسوس کرتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ کیوں نہ دیا تاکہ اس سے زیادہ پاتا جو آج ملا ہے۔

اس کے بعد علامہ مقرر نے بیان کیا کہ قادیان والو تم پر مرزا جی کا بڑا احسان ہے کہ ان کے باعث تمہارے اس قصبہ کو شہرت حاصل ہوئی اور کہا کہ اور لوگ مرزا قادیانی کی برائیاں کیا کرتے ہیں لیکن میں ان کی نیکیاں بیان کروں گا۔

جب بچپن میں پڑھا کرتا تھا اس وقت مرزا قادیانی کی براہین کا پہلا حصہ ہی چھپا تھا اس میں مرزا قادیانی نے جو طریق استخارہ لکھا مجھے پسند آیا تھا۔ میرے ساتھی کہتے تھے کہ کہیں مرزائی نہ ہوجانا۔

صاحبان! میں مرزا قادیانی کا معتقد تھا یا خیرخواہ مگر ایک بات نے مجھے ان سے بدگمان کردیا۔ ہاں! اے احمدی دوستو! تم بھی خدا سے ڈرو اور اپنی عاقبت کا فکر کرو۔ میں نے جب مرزا جی کی بابت خدا سے دریافت کیا تو خدا نے مرزا قادیانی کی تکذیب کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے بھی اس کی تکذیب کی اور یہ فرمایا کہ ۳۰ مسیح کاذب آنے کی ہم نے ضرور خبر دی ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنے فرقہ کے علماء سے فتویٰ

لیا تو سب نے مرزا کی تکذیب کی۔ آخر جب مرزا قادیانی سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی تکذیب کی۔

اس کے بعد مقرر نے محمدی بیگم کے نکاح کا قصہ بیان کیا اور بعض علماء اسلام کے اور اپنے متعلق صدق وکذب کا جو معیار خود مرزا قادیانی نے مقرر کیا اور اس کے رو سے مرزا قادیانی نے اپنا ہی جھوٹا ہونا ثابت کیا۔ نیز بعض ان مباہلوں کا ذکر کیا جنہیں مرزا نے اپنے صدق وکذب کا معیار مقرر کیا تھا۔ مگر بالآخر مرزا قادیانی خود جھوٹے ثابت ہوئے۔

اس وقت دو چار مرزائی جو جلسہ میں آئے ہوئے تھے اور جن میں ایک آدھ بیرسٹر یا وکیل بھی بتایا جاتا تھا بار بار اٹھ کر منتظم افسروں کے کان پھونکتے دکھائی دیتے تھے۔ تب مقرر نے یہ شعر پڑھا:

ہم بات بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

فاضل مقرر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ خود مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میری پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اگر محمدی بیگم کو بغیر نکاح میں لائے میں مرجاؤں اور غضب یہ کہ آسمان پر نکاح ہو بھی گیا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

(اس وقت مرزائی صاحبان جو جلسہ میں بیٹھے تھے عرق ندامت میں غرق ہوئے جاتے تھے اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں)

اس کے بعد مقرر نے ایک شخص کا قصہ سنایا جو کہتا تھا کہ بادشاہ کی لڑکی سے میرا نکاح ہو گیا جب کیفیت دریافت کی گئی تو کہنے لگا کہ بی بی، میاں دونوں کی رضامندی سے نکاح ہوا کرتا ہے اور چونکہ میں راضی ہوں۔ لہٰذا آدھا نکاح ہو گیا باقی آدھا بادشاہ زادی کے راضی ہونے پر ہوا سمجھو۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ ادھر مرزاجی محمدی بیگم کا اپنے ساتھ نکاح بتائیں اور اس کا باپ دوسری جگہ اسے بیاہ دے جہاں وہ کئی بچوں کی ماں کہلائے۔ دراصل خدا نے مرزا قادیانی کی ہر قسم کی مدد کی مگر محمدی بیگم نہ ملائی۔ افسوس!

فاضل مقرر نے اس وقت بخاری کا حوالہ دے کر کہا کہ اس کے راوی اس کی حدیثیں اور الفاظ وحروف تک شمار کر رکھے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے الہامات سب گھر کے گھر ہی میں رہتے ہیں۔ جس طرح چاہیں ان کی تراش خراش کر سکتے ہیں۔

بعض مرزائی مولانا کی تقریر پر کانا پھوسی کرتے تھے جنہیں دیکھ کر آپ نے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف اسلام امور کی ۱۴۲ فہرستیں دکھا کر یہ شعر پڑھا:

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے　　جو اس پر بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم کو خدا سمجھے

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''عیسیٰ یہودیوں کو گالیاں دیتے تھے اور یہود ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ آپ (عیسیٰ) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ص۲۸۹ حاشیہ)

اجی مرزا قادیانی! آپ بھی تو ان کے بروز ہیں آپ کو بھی ضرور جھوٹ کی عادت ہوگی۔

اور سنئے! کہتے ہیں: ''آپ (عیسیٰ) نے یہودیوں کی کتاب سے چرا کر انجیل لکھی۔ قدرت نے زیرکی سے آپ کو کچھ حصہ نہ دیا تھا یا استاد ہی ایسا تھا کہ ان کو محروم رکھا۔ ایک دفعہ وہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ حق بات یہ ہے کہ ان کا کوئی معجزہ نہیں۔ لوگوں نے معجزہ مانگا ان کو گالیاں دی گئیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰ حاشیہ ملخص)

مردوں کو جلاتے تھے وغیرہ۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کا...... علاج کیا ہو...... مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا...... کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔'' (خزائن ج۱۱ص۲۹۱ حاشیہ)

تعجب ہے مرزا قادیانی خود کو عیسیٰ کا ظل بھی بتاتے ہیں اور عیسیٰ کی تعریف یہ کہتے ہیں۔ اجی حضرت عیسیٰ نے کچھ تو کیا۔ یہ تو بتایئے آپ نے کیا کیا۔ ان کے ہاں ایک تالاب تھا آپ کے ہاں ایک گڑھا بھی نہیں۔

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''آپ (عیسیٰ) کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ بھی نہ تھا۔'' (نعوذ باللہ) پھر افسوس نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔''

(حوالہ مذکورہ)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی بابت درافشانی کرتے ہوئے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔'' وغیرہ وغیرہ! (حوالہ مذکورہ)

مرزا قادیانی نے حضرت حسین علیہ السلام کی نسبت کہا کہ: ’’**شتان ما بینی و بین حسینکم** ‘‘کہ حسین اور ان کے کنبہ کو پانی تک نہ ملا اور ہم کو یہ خوشحالی نصیب ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

مسلمانو! مرزا قادیانی جو کہتے ہیں کہ: ’’جو ہماری کشتی میں سوار ہوگا نجات پائے گا۔‘‘ کیا اس کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو؟ حیف! پھر کہتے ہیں کہ: ’’آپ (عیسیٰ) کا کنجریوں سے میلان تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱ حاشیہ)

ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ سب باتیں (نعوذ باللہ) مان بھی لیں تو آپ کیسے عیسیٰ ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے آیۃ ’’**فادخلی فی عبادی** ‘‘اور توفی کی مفصل تفسیر کی اور (دافع البلاء ص فرنٹ ٹائٹل، خزائن ج ۱۸ص۱۲۹) کے حوالہ سے یہ عبارت پڑھ کر سنائی۔ یعنی مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’یہ جو ہم نے کہا کہ عیسیٰ زمانے کے بہت لوگوں سے اچھے تھے یہ ہمارا نیک ظن تھا۔‘‘ اس کے بعد بہت سے حوالے دے کر مرزا قادیانی کو غلط انداز ثابت کیا۔

مرزائیت سے توبہ

حکیم غلام محمد صاحب نے مرزائیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا جو عرصہ دراز تک مرزائی رہے اور مرزائیوں سے رشتہ ناطہ بھی کیا۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک!**

تقریر مولانا مولوی نواب الدین (ستکوہی) صاحب

فاضل مقرر نے حمد ونعت کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کے کئی ایک حوالے دیتے ہوئے بیان کیا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’دوسرے نبیوں کی طرح میں بھی معجزے دکھاتا ہوں۔‘‘

آپ نے اس دعویٰ کو غلط ثابت کیا اس کے بعد (اعجاز احمدی ص۳۰،۳۱، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰) کا حوالہ دے کر کہا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حدیث جو میرے الہام کے مقابل ہو قابل قبول نہیں۔ اس کو ردی میں پھینک دیتا ہوں۔‘‘

پھر مرزا قادیانی کا ایک الہام پڑھا کہ وہ کہتے ہیں: ’’اگر میں مسیح کے معجزے کو مکروہ نہ جانتا تو ایسے بہت سے معجزے کر دکھاتا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ص۲۵۸ حاشیہ)

اوراسی (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴، ۲۵۵) کہ جانور بناتے ہیں: ’’مسیح بڑھئی وغیرہ کے کام سے فائدہ اٹھاتے تھے اوراسی کے ذریعہ چڑیاں بنا کراڑاتا تھا۔‘‘

اور کہا کہ مرزا قادیانی نے یوسف کو مسیح کا باپ بتایا جس کی پیدائش تیرہ سو سال سے مسلمان بن باپ مانتے آئے ہیں۔ ’’مشرکانہ عقیدہ ہے کہ خدا کے سواء کسی کی نسبت یہ اعتقاد ہو کہ وہ کوئی چیز بنا سکتا ہے۔‘‘

اور خود مرزاجی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵) پر زمین وآسمان بھی بنا کر تیار کر لئے۔ اس کے بعد ابن اللہ وغیرہ کے مسئلہ پر فاضل مقرر نے نہایت معقولیت سے مبسوط تقریر کی اور بالآخر پڑھا: ’’شان احمد را کہ نہ اند جز خداوند کریم‘‘

تقریر بابو حبیب اللہ صاحب امرتسری

بابو صاحب نے مرزا قادیانی کی عمر کے متعلق بڑی تحقیق کی اور مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے ان کی غلط بیانی ثابت کی۔ یہ تقریر بہت بسیط حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

تقریر مولانا ثناء اللہ صاحب، مسائل متفرقہ مرزائیہ پر

آپ نے سورہ ’’قل اعوذبرب الناس ملک الناس...... الخ!‘‘ پڑھ کر فرمایا کہ میں مرزا قادیانی کی اکثر کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔ خدا نے مجھے ان کی بابت خاص واقفیت عطاء کی ہے۔ آیت: ’’أأنت قلت للناس اتخذونی وامّی الٰھین من دون اللہ‘‘ میں جو ذکر ہے (بقول مخدومنا حضرت مولانا انور شاہ صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند) تو عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند کریم قیامت میں کہے گا اور بقول مرزائیان خدا کہہ چکا ہے اور بقول مرزا قادیانی خدا آئندہ کہے گا اور توفی کے معنی بقول حضرت شاہ صاحب پورا لینے کے ہیں۔ لہٰذا میں حضرت شاہ صاحب کے کہنے پر مرزا قادیانی کی مہر برائے تصدیق ثبت کرتا ہوں۔

سنئے! آنحضرت ﷺ اپنا ولیمہ کرتے ہیں اور صحابہ کو فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے گھروں میں جو کچھ رکھتے ہو وہ لے آؤ اور یہاں مل کر کھاؤ، میرا ولیمہ ہے۔ اہا! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان۔

مرزائی اخبار الحکم نے لکھا ہے کہ مرزاجی سے عدالت میں سوال ہوا کہ محمدی بیگم نکاح کے لئے تم نے طلب کی تھی؟ تو مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں ’’احمد بیگ کی دختر (محمدی

بیگم) کا بیاہ میرے ساتھ نہیں ہوا مگر وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔'' مرزا قادیانی جب عدالت کے کمرے سے خوشی خوشی باہر آئے تو فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ یہ خدا کا کام ہے اور اب عدالت کے کاغذات سے کون ہٹائے گا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے نہایت درد انگیز لہجہ میں کہا۔ میرے دوستو! اس عدالت کو یاد کرو جس میں اس قسم کی چالیں کچھ کام نہ دیں گی۔ مفتی محمد صادق مرزائی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ مگر مولوی نورالدین نے رسالہ (ریویو ج۷ نمبر۶،۷ ص۲۷۹ بابت جون، جولائی ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے کہ ''ہزار...... ہو مگر میں ایسا بے اعتقاد نہ بنوں گا اور اس کی اس طرح تاویل کروں گا کہ محمدی بیگم سے کوئی لڑکی ہوگی اور مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی لڑکا ان کی باہمی شادی ہوگی، وہی شادی اس نکاح سے مراد سمجھنی چاہئے۔ بہرحال جب کبھی بھی فریقین کے باہمی کوئی شادی ہو، اس سے سمجھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

اس کے بعد (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ خزائن ج۱۱ ص۳۳۷) کے حوالہ سے کہا کہ اجی مسیح ضرور ہوگا۔ یہ مولوی لوگ مانیں چاہے نہ مانیں۔ نکاح تو ہوگا مسیح کا مگر تعین کہاں ہے؟ خدا جانے کس مسیح کا۔ پھر مرزائی اخبار الحکم سے ایک تحریر پڑھی کرو ''پٹی میں محمدی بیگم بیاہی گئی۔ مگر پھر وہ ضرور مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے نکاح میں آئے گی۔ خدا کا وعدہ ہے ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ. ومن اصدق من اللہ قیلا''

فاضل مقرر نے فرمایا کہ میرے بعض دوستوں نے مرزا قادیانی کے الہامات گنے ہیں۔ مگر میرے حساب میں مرزا قادیانی کو فی گھنٹہ تین تین الہام ہوتے تھے، ان کی کتاب (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳) میں ہے کہ ''میرے دس لاکھ سے زیادہ معجزے وغیرہ ہیں۔'' (یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جس طرح مرزا قادیانی کو کسی مسلمان عالم سے مناظرہ کی جرأت نہ تھی، اسی طرح ان کے مریدوں مرزائیوں کو بھی نہیں۔ البتہ جس طرح مرزا قادیانی اشتہار بازی سے کام لیا کرتے تھے اسی طرح ان کے مرید بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ...... دو ایک اشتہار انعامی مباہلہ اور قسمیہ عوام میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے دے دیئے لیکن ارباب دانش جانتے ہیں کہ جب علماء اسلام دور دراز کا سفر طے کر کے قادیان میں

مرزائیوں سے عالمانہ طریق سے گفتگو کے لئے آ پہنچے ہیں تو مرزائیوں کی طرف سے فقط قسمیں اور مباہلہ کے اشتہارات۔ معنی چہ؟ مرزائیوں کی یہ روش ثبوت اس بات کا کہ ان میں مجال سخن تو ہے نہیں البتہ اشتہار بازی کر لے جس کا جی چاہے)

اس تصریح وتوضیح کے بعد مقرر نے کہا کہ صاحبان! اب میں مرزائیوں کے اشتہاروں کا جواب دوں گا۔ پہلا اشتہار منشی قاسم علی صاحب مرزائی کا انعامی یک صدروپیہ کا ہے جو لفظ توفی کے متعلق ہے۔ (یہاں یہ بتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی منشی قاسم علی ہیں جن سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بمقام لدھیانہ مناظرہ میں غلبہ حاصل کر کے تین سو روپیہ انعام وصول کیا تھا)

مقرر نے کہا کہ منشی (قاسم علی) صاحب ڈپٹی صاحب (مجسٹریٹ منتظم) کے پاس بدامانت یک صدروپیہ جمع کردیں تاکہ بعد ہار جیت جس کا حق ثابت ہو روپیہ اسے دے دیں۔ مگر یہ اشتہار عام علماء کے لئے تھا۔ دوسرا اشتہار انعامی دوصدروپیہ (یہ خاص مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے تھا) مقرر نے کہا کہ دوسرے علماء کے لئے کیوں یک صدروپیہ اور میرے لئے خاص اشتہار قسمیہ دوصدروپیہ کا کیوں؟ بجواب کہا گیا کہ تم مخالفت میں بھی زیادہ ہو۔ مجھ سے قسم کھانے کو کہا گیا ہے۔ لہٰذا یہ روپیہ بھی ڈپٹی صاحب کے پاس امانت رکھ دیں۔

فاضل مقرر نے اس کے بعد ’’**کیف اذا جآء یوم القیامة**‘‘ اور ’’**ھل شققت قلبه**‘‘ پڑھ کر فرمایا کہ مجھے الزام دیا جاتا ہے کہ میں دل سے مرزا قادیانی کا معترف ہوں اور اسی لئے مجھ سے قسمیں لینے پر اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔

اب منشی قاسم علی (مرزائی) نے یک صدروپیہ ڈپٹی صاحب کے پاس لا رکھا۔ تب مولانا ثناء اللہ صاحب نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اب کہو کیا حلف لیتے ہو؟ اب منشی صاحب نے وہاں قسم میں مولوی صاحب کے ساتھ ان کے عیال واطفال سب کو شامل کیا۔ مگر صاحب نے فرمایا کہ اوّل تو ’’**ولا تزر وازرة وزر اخریٰ**‘‘ اور دوم وہ یہاں موجود نہیں۔ سوم وبال قسم معین کرو، کیوں زکام، سردرد، بخار وغیرہ ہیچو قسم امراض انسان کو اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ زکام ہو جائے، ناک صاف کریں یا کہیں پتلا ہگ دیں تو آپ کہنے لگیں کہ قسم کا وبال نازل ہوگیا۔ چہارم مدت متعین کرو۔ کیوں کہ موت فوت لگی ہوئی ہے کہیں میں یا

میرا کوئی قریبی فوت ہو تو تم یہ نہ کہہ دو کہ جھوٹی قسم کا وبال آیا ہے۔ چوں کہ منشی قاسم علی اپنی من مانی شرائط پر حلف دیتے تھے۔ لہٰذا مولوی ثناء اللہ صاحب کی مندرجہ بالا قیود سن کر کنی کترا گئے اور روپیہ ڈپٹی صاحب سے واپس لے لیا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ: ''أانت قلت للناس الایة'' استقبالیہ ہے؟ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا استقبالیہ ہے۔ پھر (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶، خزائن ج۲۱ ص۱۵۹) سے بتایا کہ ماضی مضارع کے معنی میں آجایا کرتی ہے مثلاً: ''آیت: ونفخ فی الصور ...... واذ قال اللہ یٰعیسٰی ابن مریم أانت قلت للناس '' ہاں حضرت شاہ صاحب! دیکھا مرزا قادیانی آپ کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں:

من برائے وصل کردن آمدم نے برائے فصل کردن آمدم

پھر پڑھا: ''ونزعنا ما فی صدورهم من غل '' اس کے بعد شاہ صاحب سے توفی کے معنی پورے لینے کی بابت دریافت کر کے (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) کا حوالہ دیا کہ مرزا قادیانی معنی کرتے ہیں ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔'' اور سنو! ''وتوفی کل نفس ما کسبت '' کیوں شاہ صاحب صلح ہوگئی۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا: ایں مثل مشہور اوّل جنگ آخر آشتی۔

اور کہا کہ آؤ مرزائی دوستو! اب ہم سب صلح کرلیں۔ پھر براہین احمدیہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ کتاب تو بقول مرزا قادیانی خدا کی طرف سے ہے اس کو ماننا چاہئے۔ کیوں کہ مقدمہ میں جب دادا کا غذات کسی امر کی تصدیق میں نکل آئیں تو ماننے ہی پڑتے ہیں اور (براہین ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) کا حوالہ دے کر پڑھا: ''هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' یہ حضرت مسیح کے حق میں کہی گئی...... یعنی جب کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' وہ آکر حاکم بنیں گے۔ ہاں صاحب! حکومت اسی کا نام نہیں کہ قلم پکڑا اور سیدھا الٹا گھسیٹتے چلے گئے۔ بلکہ حکومت کی تعریف ہے:

چار کتاباں عرشوں آیاں چوتھا آیا ڈنڈا ڈنڈے باجھوں بھجدا ناہیں بے دینی دا کنڈا

یہ گویا ترجمہ ہے: ’’انزلنا الحدید فیه بأس شدید ‘‘ کا۔ اجی حضرت! پنڈت لیکھ رام جی آریہ لاہور میں قتل ہوئے اور تلاشی ہوئی قادیان میں مرزاجی کی۔ اس کے بعد آپ نے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ قادیان میں حفاظت کے لئے ہمیں پولیس دی جائے تو جواب انکار میں ملا۔ یہ تھی مرزا قادیانی کی حکومت اور ان کی طاقت۔

(چشمہ معرفت ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۰،۹۱) میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ’’میرے آنے پر ساری دنیا کی قومیں مٹ کر صرف ایک قوم (مسلمان) رہیں گے۔‘‘ مگر اخبارات میں یہ پڑھ کر حیرانی ہوئی کہ: ’’سکھوں نے ڈانگیں ماریں (سوٹے ماریں) وغیرہ وغیرہ۔ یہ مرزا قادیانی کی طاقت کے جوہر تھے۔

اس کے بعد (ازالہ ص۳۲، خزائن ج۳ ص۱۱۹) کے حوالہ سے بتایا کہ عنقریب دیکھو گے کوئی پڑھا لکھا ہندو نہ رہے گا۔ مگر نتیجہ یہ کہ مسلمان مدراس میں ۵ فیصدی، اس سے ورے ۱۴ فیصدی اور پنجاب میں ۵۲ فیصدی ہیں واہ رے ترقی تیرے کیا کہنے؟

حضرات علماء! آپ جانتے ہیں کہ علم منطق میں ایک علت کے دو نتیجے نہیں ہوا کرتے۔ مگر مرزا قادیانی نے اس اصول کو توڑ دیا ہے۔ (کتاب البریہ ص۲۶۳، خزائن ج۱۳ ص۳۰۲ حاشیہ) پر کہتے ہیں: ’’عیسیٰ کا رنگ شامی ہونے کی وجہ سے سرخ تھا۔‘‘ پھر ایک اور جگہ کہا ’’حضرت مسیح شام کے رہنے والے تھے اس لئے سفید رنگ تھے۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں ص۸۱، خزائن ج۱۵ ص۸۳) فاضل مقرر نے کہا کہ اور مزے کی سنو! (راز حقیقت ص۲، خزائن ج۱۴ ص۱۵۴،۱۵۵ حاشیہ) ’’حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی اور یہود ونصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ ۳۳ برس کی عمر میں صلیب کا واقعہ ہوا۔ گویا اس وقت ۸۷ برس کے تھے۔‘‘ اور (مسیح ہندوستان میں ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۵) پر’’ ۱۲۵ برس اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ ۸۷ برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیتے رہے۔ آخر ان کی یہ دعا قبول ہوئی ’’الیٰ ربوة ذات قرار ومعین ‘‘ احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۲۰ برس کی مسیح نے عمر پائی۔ وغیرہ وغیرہ!‘‘

تقریر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

آپ نے فرمایا: صاحبان! مرزائیوں کی طرف سے قسموں کے متعلق جو اشتہارات شائع کئے گئے ہیں یہ سب دکھلاوا ہے۔ کیونکہ جب (مولوی ثناءاللہ صاحب ومولوی ابراہیم ودیگر علماء) یہاں قادیان میں بالمشافہ دوبدو مناظرہ وگفتگو کر کے تصفیہ کرنے کے لئے موجود ہیں تو پھر قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ قسم تو اس صورت میں کھایا کرتے ہیں کہ جب کوئی چارہ کار نہ رہے۔ باوجود اس کے ہم قسم کھانے کو تیار ہیں تاکہ شک رفع ہو جائے۔ لیکن اشتہار میں جو شرائط لگائی ہیں کہ اگر میرا یہ عقیدہ خلاف قرآن ہو تو میرے بچوں اور بیوی اور مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس میں بیوی بچوں کو شامل کرنا چہ معنی؟

اس موقعہ پر فاضل مقرر نے یاد دلایا کہ مرزاجی کا ایک لڑکا مباہلہ کے بعد مر گیا تھا اور مرزاقادیانی کو جب کہا گیا کہ تمہارا لڑکا مباہلہ کے اثر سے مرا ہے تو مرزاقادیانی نے کہا تھا کہ یہ غلط ہے کیونکہ مباہلہ کا اثر مباہلہ کنندہ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ مرزاقادیانی کے اسی مسلمہ اصول کی بناء پر چونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے بال بچے شریک مباہلہ نہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب کو کیوں اس کے لئے مجبور کیا جاتا ہے؟ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے دندان مبارک کے جنگ احد میں شہید ہونے کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ مطابق آیت: ’’**حتی یبعث فی امها رسولا** (القصص:۵۹)‘‘ کے رسول ہندوستان یا پنجاب کے پایۂ تخت لاہور وغیرہ میں بھیجنا چاہئے تھا جیسا کہ عربستان سے مکہ معظمہ میں بھیجا۔ قادیان ایک معمول قصبہ ہے ام القریٰ نہیں ہے اور کہا کہ جب بٹالہ سے ہم قادیان کی کچی سڑک پر بسواری ٹانگہ آ رہے تھے تو سڑک کے نشیب وفراز کی شکایت کرتے آتے تھے۔ ایک دوسرے ٹانگہ میں کوئی مرزائی تھا اس نے کہا کہ یہ بھی قادیان کو مکہ سے ایک گونہ نسبت ہے کہ مکہ کی سڑک بھی کچی ہے اور قادیان کی بھی کچی۔ اس کے جواب میں فاضل مقرر نے جو کچھ کہا وہ درحقیقت قابل داد ہے۔ آپ نے مرزائی کو جواب دیا کہ نسبت نہیں بلکہ مرزاقادیانی کے الہام کو خاک میں ملانے کے لئے اب تک مکہ میں ریل نہیں بنی اور نہ سڑک پختہ ہوئی۔ مرزاقادیانی کا وہ الہام یہ ہے: ’’**واذا العشار عطلت**‘‘ (اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گے) تو چونکہ ریل کے اور سڑک پختہ بننے سے اونٹنیاں بیکار ہو جاتیں (ٹانگے وغیرہ چلنے لگتے) لہٰذا اب تک وہ راہ ایسا

ہی رہنے دیا کہ اونٹوں سے کام چلتا ہے۔

فاضل مقرر نے کہا کہ نوعیت عذاب اور مدت نزول عذاب مقرر کی جائے تاکہ مولوی ثناء اللہ صاحب قسم کھائیں، لیکن مرزائیوں کو یہ حوصلہ نہ ہوا۔ انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ تاہم رفع شک کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے قسم کھائی کہ: ’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور مرزا جھوٹا ہے۔‘‘ اور اسی طرح مولوی ابراہیم صاحب نے قسم کھائی۔

اختتام جلسہ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر جلسہ کی اختتامی تقریر

’’قد تبیّن الرشد من الغیّ ‘‘(الایۃ) حاضرین جلسہ! آپ لوگوں نے علماء کرام کی مختلف تقریریں سنیں۔ وہ سب حق ہیں اور ہدایت کے لئے بہت کافی ہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ بقدر امکان میں ان کا خلاصہ آپ کے سامنے دہرادوں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ’’حق تعالیٰ نے جو مجھے ہدایت دی اس کی مثال بارش کی سی ہے۔ بارش تو ایک رحمت ہے، مگر حصص زمین میں تفاوت ہوتا ہے۔ ہر ایک خطہ پر بارش کا یکساں اثر نہیں ہوتا۔ ایک خطہ پیداوار عمدہ دیتا ہے اور دوسرا خطہ پانی جمع کرتا ہے اور دوسرے خطوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور ایک قسم کی زمین نہ خود کچھ پیدا کرتی ہے اور نہ دوسرے خطہ کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ یہ تیسری قسم ہے۔ مثلاً آفتاب کی روشنی سب کو پہنچتی ہے مگر آئینے اور پتھر میں روشنی قبول کرنے کا مادہ یکساں نہیں۔ ایسا ہی انسانوں کے مدارج میں تفاوت ہے۔ حضرات علماء کی تقاریر سے ختم نبوت ثابت ہوچکی۔ اب میں تم کو رسول اللہ ﷺ کا راستہ بتاتا ہوں کہ وہ کون سا راستہ ہے جس پر چلنے سے بھٹک نہیں سکتے۔ اگر کوئی قرآن کو مانتا ہو اور کہے کہ میں حدیث کو نہیں مانتا تو وہ بھی بھٹکا ہوا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے علاوہ دوگنا اور بھی لائے ہیں۔ اس قدر اولیاء کرام گزرے ہیں جن کا شمار کرنا ناممکن ہے، لیکن کبھی ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں جنہیں اپنے لشکروں کی صحیح تعداد تک معلوم نہ تھی۔ وہ بھی ایسے بے پتہ فوت ہوئے کہ ان کی قبر کی مٹی تک کا پتہ نہیں۔

تاتاریوں کا وہ سیلاب جس کی داستانوں اور کارناموں نے تاریخ کے زیادہ صفحات لئے ہیں۔ حضرت خواجہ سیف الدین یا خرزی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہندوستان میں موجود ہیں، ان کی کرامات ہیں کہ بتوں سے پانی بھروایا اور ہندوراجوں کو مشرف باسلام کیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ چار چار سو شاگرد جن کے دائیں بائیں رہتے تھے۔ خلیفۂ وقت کی اہلیہ محترمہ (بادشاہ بیگم) محل پر سے ایک عالم کا شہر میں داخلہ دیکھتی ہیں تو بے ساختہ بادشاہ سے کہتی ہے کہ واللہ درحقیقت بادشاہ وہ شخص ہے جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کررہا ہے۔

ہاں! اگر نبوت امت کے لئے ضروری تھی تو کیا تیرہ صدیاں بغیر نبی کے ہی گزر گئیں اور ایسے ایسے جلیل القدر لوگوں میں سے کوئی بھی مستحق نبوت نہ سمجھا گیا۔

لہٰذا جو لوگ مرزا قادیانی کے ساتھ ایمان لائے ہیں وہ مسلمان نہیں رہے۔ اس کے بعد اپنی تحریرات متعلقہ مرزائیوں کا ذکر کر کے کچھ مولانا عبدالسمیع صاحب کی نسبت ذکر کیا اور فرمایا کہ ذاتی شرافت ہدایت کی ضمانت نہیں ہے۔ ہم مسلمانوں کے لئے صحابہ کرام کا طریق بہترین دستور العمل ہے۔

قادیان میں تحریک اجراء مدرسہ اسلامیہ (غیر مرزائیہ)

قاضی حبیب اللہ منشی فاضل (مہتمم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور) نے علماء کرام اس بارہ میں جلسہ سے خارج وقت میں گفت وشنید کر کے مشورہ کرلیا تھا کہ یہاں ایک مدرسہ دینیات کی طرح ڈالی جائے۔ کیونکہ جب تک قادیان میں تعلیم دینیات کا انتظام کر کے مرزائیوں کے مقابلہ میں ایک متبحر عالم نہ رکھا جائے گا عقائد فاسدہ مرزائیہ کی اصلاح محال ہے۔ اسی تحریک کی بناء پر حضرت صدر (مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب ناظم مدرسہ عالیہ دیوبند) نے بحیثیت صدر جلسہ ہذا تجویز فرمایا کہ تعلیم دینیات کے واسطے قادیان میں بمقابلہ جماعت مرزائیہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ باتفاق رائے تجویز منظور ہوئی۔

خوشی کی بات ہے کہ حضرت مولانا حاجی نور احمد صاحب امرتسری نے انجمن حفظ

المسلمین امرتسر کی طرف سے مدرسہ ہذا کے لئے ایک سال کا خرچ دینے کا اعلان کیا۔ قاضی ظفرالحق صاحب امام جامع مسجد بٹالہ نے ۵۰ روپے نقد اور ۵۰ روپے کا وعدہ فرمایا۔ **جزاھم اللہ احسن الجزاء!**

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ نہایت خیروخوبی اور پوری کامیابی کے ساتھ انجمن اسلامیہ قادیان کا یہ دوسرا سالانہ جلسہ آج (۲۱/مارچ ۱۹۲۱ء) قریب ڈھائی بجے ظہر کے ختم ہوا۔ جلسہ کے لئے اس سے زیادہ کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے کہ علاوہ پانچ چھ معزز اصحاب کے جو سٹیج تک پہنچے ۴۰ دیگر اشخاص عقائد مرزائیہ سے تائب ہوئے۔ تین روز تک آٹھ دس ہزار آدمی کا ایک قصبہ میں جمع ہوتے رہنا باوجود شدید آتش مخالفت کے کسی قسم کا شروفساد نہ ہونا، مخالفین کو ہر طرح کی آزادی دیئے رکھنے کے ان کا مقابلہ کی تاب نہ لانا۔ ''**الحق یعلو ولا یعلیٰ**'' کا نظارہ ہے۔

انجمن اسلامیہ قادیان جلسہ کی کامیابی اور کثیر التعداد معزز مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے تحسین وآفرین کی مستحق ہے۔ انجمن کے ایک ممبر نے اجازت جلسہ کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا شکریہ ادا کیا۔ خداوند کریم قاضی عنایت اللہ، مستری مہر دین اور دیگر متعدد اراکین انجمن کو مزید توفیق عطاء کرے کہ وہ جلد سے جلد تر مدرسہ کے لئے مکان کا انتظام کر کے اہل اسلام کو قادیانی ضلالت کے گڑھے سے بچائیں۔

(۲۱/مارچ ۱۹۲۱ء) ۳،۴ بجے کے مابین علماء کا قافلہ بسواری ٹانگہ قادیان سے روانہ ہوا کر ۶ بجے بٹالہ پہنچا۔ شہر سے امیر ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے رضا کاران خلافت کے ساتھ استقبال کا معقول انتظام کر رکھا تھا۔ قافلہ جامع مسجد کے ملحقہ مکانات میں اتارا گیا۔ رات کو ویرونامی ایک بزرگ کے ہاں وسیع پیمانے پر دعوت تھی۔ دعوت اور فراغت ادائے نماز عشاء کے بعد ۲ بجے رات تک میدان قلو میں مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری، مولانا نواب الدین (ستکوہی) اور دیگر علماء کرام کے دلچسپ مواعظ ہوئے اور (۲۲/مارچ ۱۹۲۱ء) صبح ۷ بجے کے قریب یہ مقدس جماعت علماء امرتسر کو روانہ ہوئی۔ والحمدللہ علیٰ ذالک!

(حبیب اللہ منشی فاضل کشمیری بازار لاہور)

(ماہنامہ تائید الاسلام، اپریل، مئی ۱۹۲۱ء ص ۱ تا ۴۸)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے

دوسرے سالانہ جلسہ کی

کارروائی

جناب منشی مولا بخش کشتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر	۳۶۲	تقریر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۲
مولانا عبدالسمیع صاحب کی تقریر	۳۶۷	نماز کی تاکید	۳۶۸
اخلاق کا ذکر	۳۶۹		
اجلاس دوم (۱۹ر مارچ ۱۹۲۱ء) بعد نماز عصر			۳۷۱
تقریر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۱		
اجلاس سوم (۲۰ر مارچ ۱۹۲۱ء) اتوار صبح ۸ ربجے			۳۷۳
مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی فاضل ''ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر''	۳۷۳	تقریر مولوی قاری محمد طیب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۷
تقریر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۷	باریک نکتہ	۳۷۹
مرزائیت سے توبہ	۳۸۰	مولوی ظفر الحق عربک ٹیچر بٹالہ	۳۸۰
مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۰	حاجی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۱
اجلاس دوم (۲۰ر مارچ ۱۹۲۱ء) اتوار بعد نماز ظہر			۳۸۱
منشی حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۱	مولانا مرتضیٰ حسن مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۱
مرزائیت سے توبہ	۳۸۳	تقریر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۴
مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر	۳۸۶	تقریر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۶
اجلاس چہارم (۲۱ر مارچ ۱۹۲۱ء) سوموار بوقت صبح ۸ ربجے			۳۸۶
تقریر مولوی بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۷	دجال کی شناخت	۳۸۷
تقریر مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۸	مولوی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر	۳۹۰
مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مولوی فاضل امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	۳۹۱	تقریر مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	۳۹۵
مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر	۳۹۷	صدر جلسہ کی اختتامی تقریر	۳۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبارات واشتہارات کے ذریعہ سے یہ خبر پہلے مشتہر کردی گئی تھی کہ پنجابی نبی کے مسکن وملجا قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) میں خاص اسلامی جلسہ منعقد کیا جاوے گا۔جس میں اسلامی مسائل بیان کرنے کے ساتھ مرزاغلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے دعاوی والہامات پر روشنی ڈالی جاوے گی۔ چنانچہ اس جلسہ کی شرکت کے لئے علماء کرام کی ایک جماعت ۱۸/مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۷/رجب ۱۳۴۶ھ بروز جمعۃ المبارک صبح ۱۰بجے امرتسر سے گاڑی پرسوار ہوکر پونے بارہ بجے کے قریب بٹالہ سٹیشن پر پہنچی۔ جہاں اہالئی بٹالہ ایک کثیر تعداد میں بغرض استقبال موجود تھے۔ رضا کاران استقبالیہ کمیٹی مسلم لیگ (ینگ) ایسوسی ایشن اور دیگر باشندگان بٹالہ نے جس خلوص واشتیاق اور انتظام سے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ وہ قابل تعریف تھا۔علماء کرام کی جماعت گاڑیوں میں سوار ہوکر نعروں کے ساتھ بڑی مسجد میں پہنچی۔ فریضۂ نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھلایا گیا۔۳بجے کے قریب قلعہ ہمالہ کے متصل جلسہ وعظ منعقد ہوا۔جس میں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر ’’اہل حدیث امرتسر‘‘ نے علماء کرام کے آنے اور قادیان میں جانے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے مرزائی مشن کے عقائد سے پبلک کو آگاہ کیا۔ان کے بعد دیگر علماء کی تقاریر ہوئیں۔جن میں بعض خلافت کے موضوع پر دلنشین طریق سے کی گئیں۔

۱۹/مارچ ۱۹۲۱ء ہفتہ صبح کو علماء کرام کی جماعت ٹانگے اور یکّوں پر سوار ہوکر ۱۰بجے کے قریب قادیان پہنچی۔شیر پنجاب مولانا ابوالوفاء، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ معلم اوّل دیوبند، مولانا حبیب الرحمٰن نائب ناظم دارالعلوم دیوبند آگے آگے تھے اور دیگر علماء کرام وہمدردان اسلام پیچھے پیچھے ایک جم غفیر کے آغوش محبت واخوت میں ’’اللہ اکبر‘‘ کے گونجتے ہوئے نعروں میں قادیانی عبادت گاہ اقصیٰ کے ساتھ ساتھ گزرے۔قادیانی مرزائی اپنے ’’منارۃ المسیح‘‘ پر چڑھ کر اس جلوس کا نظارہ کررہے تھے۔مولانا ابوالوفاء نے جلسہ گاہ میں پہنچ کر حاضرین کو مخاطب کر کے اعلان کیا کہ علماء کرام تمہارے قصبہ میں آگئے ہیں اور کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد آئیں گے اور اپنی تقاریر سے آپ کو مستفیض کریں گے۔

اجلاس اوّل دوبجے دوپہر کو علماء کرام جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ہزاروں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ اصحاب بھی بکثرت جلسہ میں شریک ہوئے۔ چونکہ عورتوں کی نشست کے لئے بھی الگ انتظام کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی شامل جلسہ ہوئیں۔ سب سے پہلے قاری

عبدالکریم امرتسری نے قرآن مجید کے ایک رکوع کی تلاوت کی۔ اس کے بعد مولوی ظفرالحق مدرس بٹالہ کی تحریک اور حاضرین کی تائید پر مولانا حبیب الرحمٰن نائب ناظم دارالعلوم دیوبند صدر قرار پائے۔ مولانا کے کرسی صدارت پر متمکن ہونے کے بعد مولوی محمد طاہر دیوبندی نے خوش الحانی کے ساتھ آیات مبارک ''واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم'' کی تلاوت کی۔

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر

صاحب صدر نے حمد وصلوٰۃ کے بعد جلسہ کے انعقاد کی غرض اور ضرورت اور اپنی انکساری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ناچیز حقیر ہوں۔ مگر چونکہ اس سرزمین اور اس سرچشمہ سے وابستہ ہوں جس نے ہدایت کی روشنی دنیا میں پہنچائی اور جس نے تشنگان علم کو سیراب کیا اور جو دنیا بھر کا مرکز علم تسلیم کیا گیا ہے۔ پس اس منبع فیض کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے جو اعزاز آپ نے مجھے بخشا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان تین دنوں میں آپ خدا کے فضل سے بہت کچھ مفید و پراثر مواعظ سے بہرہ انداز ہوں گے اور میں یہ بھی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمارے کسی مبلغ کی غرض کسی کی دشمنی یا کسی کو رنج دینا نہیں ہے۔ بلکہ حق وصداقت کا اظہار مقصود ہے۔

تقریر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

حمد وصلوٰۃ کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میرے بھائیو اور میرے دوستو! میری تقریر کا عنوان ہے۔ ''مرزا قادیانی اور ہم'' میں اس میں وہی عرض کروں گا۔ جیسا حق مجھے شرعی طور پر اور قانونی طور پر حاصل ہے۔ علماء کرام کا مرزا قادیانی سے ایک رشتہ ہے۔ مگر خیالات

۱؎ مرزائیوں کی طرف سے یہ پیہم کوشش کی گئی تھی کہ قادیان میں غیراحمدی مسلمانوں کا جلسہ نہ ہو۔ چنانچہ اس اسلامی جلسہ کو روکنے کے لئے قادیانی تخت گاہ کی طرف سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ حکام کے دل میں مختلف وسوسے اور شبہات ڈالے گئے۔ لیکن جب صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اجازت دے دی تو مرزامحمود قادیانی نے اپنی عبادت گاہوں پر قفل لگوادیئے اور مرزا (پنجابی نبی) کو میٹ (ٹھیکیدار) نے لکڑی کے شہتیر ڈال کر ایک گول گنبد سے بند کردیا۔ اپنے چوکوں پر ناکہ بندیاں کردیں۔ جابجا پہرے لگوادیئے۔ ٹین کے پیپے کثیر التعداد میں پانی سے بھروا کر رکھ لئے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وعقائد میں اختلاف ہے۔ مرزاقادیانی ہمارے سامنے ایسے خیالات پیش کرتے ہیں جو پہلے نہ تھے اور کہتے ہیں کہ ان کو مانو۔

جب ہم ادھیلے پیسے کا مٹی کا پیالہ خریدتے ہیں تو اچھی طرح اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اگرچہ دوکاندار اپنے پیالہ کی تعریف وتصدیق کرتا ہوا خریدار کو اپنی طرف جھکاتا ہے۔ مگر خریدار حتی الوسع اپنی تسلی کرلیتا ہے۔ پس ایک شخص جو ہمارے ان خیالات کو جو قرن بعد قرن ہم تک پہنچے ہیں۔ الٹتا ہے تو ہمارا حق ہے کہ ہم بھی اس کو جانچیں۔

مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ: ''میرے جیسا کسی کو نہ سمجھو اور نہ کسی کو میرے جیسا۔'' میں وہ سورج ہوں جس کے سامنے دھواں نہیں آتا۔ فرماتے ہیں میرے آنے سے سب سورج ڈوب گئے۔ میرا پاؤں اس منارہ پر ہے۔ جہاں سب اونچائیاں ختم ہوگئیں۔ فرماتے ہیں ؎

آنچہ داد است ہر نبی راجام
دادآں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

یعنی جو خدا نے سب نبیوں کو جام پلایا وہ بڑا کر کے مجھے دیا۔ لکھتے ہیں ؎

صد حسین است در گریبانم

(حوالہ بالا)

فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ص۱۳۳)

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ص۱۳۴) پر لکھتے ہیں ؎

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اگر آگ لگ جائے تو ان سے بجھاسکیں۔ اسلامی جلال وسطوت کا ان پر ایسا غلبہ ہوا کہ وہ اپنے سایہ سے ڈرتے رہے اور ان علماء حضرات سے اپنے مریدوں کو ڈراتے رہے۔ تھانہ دار صاحب نے ان خطرات کی بناء پر انجمن اسلامیہ قادیان سے ایک اقرار اس مضمون کا لکھوایا کہ ہم مرزاقادیانی کی ذات پر کوئی حملہ نہ کریں گے۔ ان کی کتابوں کے حوالہ جات سے ہمیں ان پر نکتہ چینی کا حق حاصل ہوگا۔ اس کی طرف مولانا نے اشارہ کیا ہے۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ملخص تریاق القلوب ص۳۳، خزائن ج۱۵ص۱۹۷ حاشیہ) پر لکھتے ہیں کہ:''خواب اور کشف میں میں نے دیکھا کہ میں نے ایک مسل مرتب کی ہے۔ جس میں تمام حالات آئندہ کے لکھے ہیں۔ میں نے مرتب کر کے خدا سے دستخط کرانے کے لئے پیش کر دی۔ تو خدا نے قلم جو چھڑ کا اس کی سیاہی کے چھینٹے میرے کرتے پر پڑ گئے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ص۱۸۰) میں لکھتے ہیں ۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ص۲۴۰) میں لکھتے ہیں کہ ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس پر اکتفاء نہیں کی۔ (دافع الوساوس ص۵۶۴، خزائن ج۵ص ایضاً) پر لکھتے ہیں کہ عربی عبارت کا ترجمہ:''میں نے خواب میں دیکھا کہ ہو بہو میں خدا بن گیا ہوں۔''

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ عربی عبارت کا ترجمہ:''میں نے ایک آسمان بنایا۔ ایک زمین بنا دی۔''
(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ص ایضاً)

میرے دوستو! علماء کے سر پر سینگ نہیں جو ناحق کسی سے لڑتے پھریں۔ مگر ایسا شخص جس کے یہ دعوے ہوں اور کہے کہ آؤ اور مجھے مانو۔''حضرت محمد ﷺ کا منکر اور میرا منکر دونوں برابر کافر ہیں۔'' تو ہمیں حق ہے کہ ہم اس کی باتوں کو جانچیں۔ اگر وہ خود مخاطب کرتا تو بھی ہمیں شرع اسلام اور گورنمنٹ کے موجودہ قانون تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹، ۵۰۰ کی رو سے کہ ہم اس کو کسوٹی پر رکھیں۔

صاحبان! قرآن شریف جو ایک کتاب حکیم ہے۔ اس نے الہام اور غیر الہام کی تعریف مختصراً مگر جامع بتائی ہے۔ وہ کہتا ہے:''**لو کان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافاً کثیرا** (نساء:۸۲)'' ﴿اگر قرآن خدا کے سواء کسی اور کا ہوتا تو بہت اختلاف ہوتے۔﴾ خدا کی طرف سے ہونے کی یہی دلیل ہے کہ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ مطلب

یہ کہ جس میں کہیں کچھ کہیں کچھ ہو وہ اختلافی ہے۔ خدائی نہیں ہے۔ مرزاقادیانی کے دعاوی تو میں آپ کو سنا چکا ہوں۔ اب میں ان کے اقوال ان کی عمر کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

مرزاقادیانی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸) لکھتے ہیں کہ: ''خداتعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔'' مجھے اس سے غرض نہیں کہ وہ خدا کیا ہوا جس کو خبر نہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ: ''عالم الغیب والشہادۃ'' ﴿خدا ظاہر وباطن کی سب باتیں جانتا ہے۔﴾ اس کی نسبت یا، یا کہنا کیا؟ اور سنو مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ: ''مجھے خدا نے کہا تیری عمر ۸۰سال کی ہوگی۔ ۵،۶سال کم یا زیادہ۔'' آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ''جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں۔ وہ تو ۷۴اور ۸۶سال کے اندر اندر عمر کی تعین ظاہر کرتے ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۹)

(تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳) پر لکھتے ہیں کہ: ''عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے ۴۰برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔'' اس سے ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

(ریویو آف ریلیجنز ج۵، نمبر۶، ص۲۱۹،۲۲۰ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء) دیکھو۔ مرزاقادیانی فرماتے ہیں کہ میری ذاتی سوانح عمری یہ ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ میں دہلی میں ۱۶یا ۱۷سال کا بے ریش و بے مونچھ تھا۔ اس حساب سے ان کی پیدائش ۱۹۴۰ء سے شروع ہوئی اور وہ مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہونے سے ۶۸سال کے ہوئے۔ حالانکہ مرزاقادیانی نے اپنی عمر کم سے کم ۷۴سال کی بتائی تھی۔

قمری مہینے کے حساب سے دیکھو فرماتے ہیں۔ میری عمر صدی کے آغاز پر ۴۰سال کی تھی۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ فوت ہوئے۔ اس حساب سے آپ ۶۵سال کے ہوئے۔

اب ایک گواہی معتبر پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے کتاب نورالدین جو مولوی نورالدین جیسے ذی علم اور مرزاقادیانی کے دست وبازو نے لکھی ہے۔ اس میں وہ مرزاقادیانی کو ذوالقرنین (دوصدیاں پائے ہوئے) بتاتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں ان کی زندگی میں لکھتے ہیں کہ: ''مرزاقادیانی کی عمر ۶۹سال کی ہوگی۔'' یہ فقرہ گویا خدا کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے تاکہ دنیا دیکھے کہ مرزاقادیانی کا الہام غلط ہوگیا۔ مرزاقادیانی اگر ساڑھے تہتر سال کی عمر بھی

پاتے تو ان کا الہام درست نہیں ہوسکتا تھا۔ چہ جائیکہ اس قدر تفاوت ہو۔ خدا اپنی کتاب (قرآن مجید) کی بابت کہتا ہے کہ وحی خداوندی یا اس کے کلام کو کوئی جھٹلا نہیں سکتے۔ دیکھو غلبت الروم۔ رومی مغلوب ہوکر ۹ سال کے اندر غالب ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ جنگ بدر کی بابت جو حضورﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص یہاں گرے گا اور فلاں شخص وہاں مرے گا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ایسا ہی ہوا۔ جس کی نسبت حضورﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ اسی جگہ پر ہی گرے اور مرے ایک بالشت بھر بھی فرق نہ ہوا۔ کیوں نہ ہو۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضورﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے نماز پڑھی اور اپنے ماتھے پر کیچڑ لگا دیکھا ہے۔ صحابیؓ کہتا ہے کہ لیلۃ القدر کی ستائیسویں رات آئی۔ بارش ہوئی۔ چھت کے ٹپکنے سے عین اسی جگہ بارش کے قطرے گرے۔ جہاں حضورﷺ کا سر سجدہ میں جاتا تھا۔ صبح ہوئی تو حضورﷺ کے ماتھے پر کیچڑ کا نشان موجود تھا اور سنو۔ حضورﷺ نے جب دنیا کے چھوڑنے اور خدا سے رشتہ جوڑنے کی تبلیغ کی تو مکہ والے بگڑ گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو مارنے کی ٹھان لی اور سال تک آپﷺ نے مع اپنے چچا ابوطالب کے پہاڑوں میں رہے۔ آپﷺ نے پیش گوئی کی کہ اے چچا وہ معاہدہ والا چمڑا جو کفار نے لگایا ہوا تھا۔ اس کو کیڑا کھا گیا ہے۔ صرف وہ جگہ بچ رہی ہے جہاں بسم اللہ اور اللہ کا نام درج ہے۔ کفار مکہ نے آزمائش کے لئے پتھر ہٹا کر اس ٹکڑے (عہد نامہ) کو نکالا تو حضورﷺ کا ارشاد حرف بحرف صحیح تھا۔ یہ ہے سچائی۔ یادرکھو کہ مرزا قادیانی کی عمر کا الہام بموجب ان کی تحریرات اور الہامات کے غلط ہوا۔ کیونکہ ان کی آخر عمر ان کے حساب اور ان کی تحریرات کے رو سے ۶۹ برس تک پہنچتی ہے۔ مگر پھر بھی قادیان سے آواز آتی ہے کہ مرزا قادیانی کو مانو۔ افسوس!

آخیر میں کہا کہ میں یہ کہہ کر بیٹھتا ہوں کہ میں نے مرزا قادیانی کی تحریرات اور ان کی کتابوں کے حوالہ جات آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے متناقض ومتخالف ہیں اور اس کے ساتھ ہی نبی صادق علیہ التحیۃ والسلام۔ حضرت محمد مصطفیﷺ کے ارشادات مشتے نمونہ از خروارے پیش کر دیئے ہیں کہ وہ کس طرح بتمامہ درست ومکمل ہیں۔ اب آپ جانچ لیں کہ مرزا قادیانی اس قابل ہیں کہ ہم ان کو مانیں؟ کسی نے خوب کہا ہے کہ ۔

علموں بس کریں او یار اکو حرف تیرے درکار

مولانا عبدالسمیع صاحب کی تقریر

مولانا عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے ’’لقد جاء کم رسول من انفسکم (توبہ:۱۲۸)‘‘ آیت تلاوت فرما کر تقریر شروع کی۔ کہا کہ:

جب اس جلسہ کے منتظمین کی طرف سے مجھے شرکت کی دعوت پہنچی تو ’’الفضل‘‘ کے ایڈیٹر نے بھی یاد کیا تھا کہ ضرور آیئے۔ بحمد اللہ میں آ گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے آیت مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آیت شریف اس آسمانی کتاب کا ٹکڑا ہے۔ جو مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہی نہیں۔ بلکہ دنیوی دستور العمل بھی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ نزول قرآن سے پہلے فرشتے کہتے تھے کہ خوشحالی ہو ان سینوں پر جس میں اس کا انضباط ہوگا اور مبارک ہو ان زبانوں پر جو اس کی تلاوت کریں گی۔

صاحبان! آپ جانتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت مکہ میں بت پجتے تھے۔ اس وقت آپ نے لا الہ الا اللہ (یعنی ایک خدا کی پرستش کرو) کی تعلیم دی۔ جس پر کفار مخالف ہوگئے اور انہوں نے آپ کو بے حد اذیتیں پہنچائیں۔ مگر آپ نے جو کچھ کہا۔ کر کے دکھا دیا۔ جو بات کی سچی کی، یہ نہیں کہ کہیں عیسیٰ بن گئے۔ کہیں موسیٰ۔ کہیں ابراہیم بن بیٹھے کہیں یوسف۔ کہیں یعقوب (علیہم السلام) کہیں کرشن۔ کہیں خدا وغیرہ۔ آنحضرت ﷺ کیسے تھے؟ نبی کے اخلاق کیسے ہونے چاہئیں؟ اس کا مختصر ذکر کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑوں گا۔

آپ ’’بالمؤمنین روف رحیم‘‘ مومنوں کے ساتھ نہایت رحیم تھے ان کی حرص تھی کہ لوگ بھلائی کے راستہ پر آجائیں اور گمراہ کن طریقہ کو چھوڑ دیں۔ جو انہیں جہنم میں لے جانے والا ہے۔ پس جو شخص ہمیں قرآن وحدیث کے خلاف لے جائے سمجھو وہ ہمیں کہاں پھینکے گا۔ یاد رکھو جنت میں لے جانے والا رسول کا طریقہ ہے۔ رسول کی تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ نبوت حضرت ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ آپ خاتم النّبیین ہیں۔

صحیح بخاری میں اس آیت کی دوسری قرأت یوں ہے کہ: ’’من انفسکم‘‘ (یعنی ف کی زبر کے ساتھ) ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس ایسا رسول آیا۔ جو

سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ خدا نے دنیا سے مکہ والوں کو منتخب فرمایا اور مکہ والوں سے خاندان ہاشمی کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ اشرف وسید اور اخلاق وفضائل کا مخزن ومنبع تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ میں ان جیسا ہوں یا ان سے اعلیٰ ہوں تو ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔

اس کے بعد آپ نے چند مثالیں بیان کیں۔ یعنی یہ کہا کہ بجلی کی بتیاں جلتی ہیں۔ ان سب کا تعلق مرکزی کارخانہ سے ہوتا ہے۔ مگر کارخانہ کی کل میں کچھ نقص آئے تو بجلی کی روشنی کسی گھر میں بھی نہیں پہنچتی۔ اسی طرح نہر اور چشموں کے پانی سے باغ وباغیچے اور کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں۔ آفتاب کی مثال بیان کی کہ اس کے نور سے سیارے وستارے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام عیسیٰ وموسیٰ اور دیگر مثل ستاروں کے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ مثل آفتاب کے، روشن سب ہیں۔ مگر حضرت سید الانبیاء ﷺ ہیں اور ان کے نور نے سب پر روشنی ڈالی ہے۔ اب آپ سمجھ لیں کہ کسی دوسرے شخص میں یہ قابلیتیں اور خصوصیتیں کہاں؟ جو جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے فیضان نعمت کا مرکز قرار دیا جاسکے۔

نماز کی تاکید

بیان کرتے ہوئے کہا کہ حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد میں نماز باجماعت ادا نہیں کرتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کے گھر جلا دوں اور جو نماز ہی نہ پڑھے وہ مسلمان کیا۔ وہ قیامت کے دن شداد، فرعون، نمرود وغیرہ کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے بھائیو! نماز پڑھا کرو اور باجماعت ادا کیا کرو۔ یہ حکم اس رسول پاک ﷺ کا ہے جس کی جدائی میں ستون تک رویا کرتے تھے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جب منبر نہ تھا تو حضور ﷺ ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ سنایا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تو یہ معجزہ تھا کہ وہ مردوں کو بحکم خدا زندہ کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا معجزہ دیکھئے کہ جب منبر بن گیا تو وہ ستون لکڑی کا جس کے ساتھ کھڑے ہوکر آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ دیکھا کہ رو رہا ہے۔ جس پر مولانا روم فرماتے ہیں ۔

مسندت من بودم از من تاختی
برسر منبر تو مسند ساختی

اخلاق کا ذکر

ایک شخص ثمامہ نامی حضور ﷺ کے ماننے والوں کو گالیاں اور تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ وہ قابو میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس کو ستون سے باندھ دیا اور فرمایا کہ کہو اب تجھ سے کیا سلوک کیا جاوے۔ ثمامہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ اگر مجھ کو قتل کرو گے تو بے شک ایک سزاوار قتل کو قتل کرو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو آپ کا احسان ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ حضور ﷺ کا اس حسن سلوک کے باعث مشکور ہونے کے علاوہ مسلمان ہوگیا۔

ایک لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوگیا۔ فرشتوں نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد ﷺ! اگر کہو تو ان کفار کو نیست و نابود کر دیا جاوے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ خداوند کریم سے بعد سلام عرض کرو کہ نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی اولاد سے کوئی مسلمان ہو۔ (اللہ اکبر یہ تھے اخلاق عالیہ رسول پاک کے) وہ رسول جس کی شان ہے۔ ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)'' خاتم کے معنی انگوٹھی، مہر اور قوم کے آخر آنے والے کے ہیں۔ ''خاتم النّبیین'' جمع قلت ہے۔ مگر الف لام سے جمع کثرت ہوگئی۔ گویا تمام قسم کی نبوت (بروزی ہو یا ظلی یا کوئی اور قسم) سب ختم ہوگئیں۔ اب آپ لوگ سمجھ لیں کہ جو لوگ ظلی و بروزی بن بیٹھے ہیں وہ کہاں تک راستی پر ہیں؟

صاحب! جس نبی کے اخلاق کا ذکر میں نے کیا۔ اب اس کے پاس بیٹھنے والوں کا ہی حال سن لو۔ حضرت عمرؓ کو کیا کندن بنا دیا تھا۔ جس پر نظر ڈالتا اس کو بھی کندن بنا دیتا۔ غیر مسلم بادشاہ کا قاصد آتا ہے اور پوچھتا ہے امیر المؤمنینؓ کہاں ہیں۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے کو خرخرہ کر رہے ہیں۔ قاصد کہتا ہے کہ کیا امیر المؤمنینؓ ہے؟ اس کی کیا حکومت ہوگی۔ مسلمان جواب دیتے ہیں کہ اس کا قبضہ دلوں پر ہے۔ یہ امیر المؤمنین ہے۔ یہ وہ عمرؓ ہے جس کی نسبت ارشاد نبویؐ ہے کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''عمر'' ہے۔

حضرت عمرؓ بہ نفس نفیس خود رعایا کا حال دریافت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن آپ گشت کرتے ہوئے ایک عورت کے رونے کی آواز آئی۔ جو آپ ہی کو برا بھلا کہہ رہی

تھی۔ آپ نے سنا اور اس سے جا کر پوچھا۔ بڑی بی کیوں کیا ہوا؟ بولی میرے خاوند کو فوت ہوئے سات سال ہوئے۔ گھر میں کچھ نہیں۔ بچے بھوک کے مارے بلبلا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ امیر کو اس کی اطلاع بھی دی ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ بکری کی خبر گیری چرواہے پر واجب ہے نہ کہ بکری اس کو اطلاع دے۔ امیر المؤمنینؓ یہ سن کر بیت المال میں گئے اور چاول وغیرہ خوراک اپنی پیٹھ پر لاد کر خود لائے اور اس سے معذرت کی۔ یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے فیضان نبوت سے اقتباس کیا تھا اور یہ تھے وہ امیر وحکمران جو آئندہ نسلوں کے لئے اخلاق وعدل کے نمونے قائم کر گئے۔

ایک لڑائی میں آنحضرتﷺ کا دانت مبارک شہید ہوگیا۔ فرشتوں نے آ کر عرض کیا۔ اے محمدﷺ! اگر کہو تو ان کفار کو نیست ونابود کر دیا جاوے۔ حضورﷺ نے فرمایا۔ خداوند کریم سے بعد سلام عرض کرو کہ نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی اولاد سے کوئی مسلمان ہو۔ (اللہ اکبر یہ تھے اخلاق عالیہ رسول پاک کے) وہ رسول جس کی شان ہے۔ ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**'' خاتم کے معنی انگوٹھی، مہر اور قوم کے آخر آنے والے کے ہیں۔ ''خاتم النّبیین'' جمع قلت ہے۔ مگر الف لام سے جمع کثرت ہوگئی۔ گویا تمام قسم کی نبوت (بروزی ہو یا ظلی یا کوئی اور قسم) سب ختم ہوگئیں۔ اب آپ لوگ سمجھ لیں کہ جو لوگ ظلی وبروزی بن بیٹھے ہیں وہ کہاں تک راستی پر ہیں؟

صاحب! جس نبی کے اخلاق کا ذکر میں نے کیا۔ اب اس کے پاس بیٹھنے والوں کا ہی حال سن لو۔ حضرت عمرؓ کو کیا کندن بنا دیا تھا۔ جس پر نظر ڈالتا اس کو بھی کندن بنا دیتا۔ غیر مسلم بادشاہ کا قاصد آتا ہے اور پوچھتا ہے امیر المؤمنینؓ کہاں ہیں۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے کو خرخرہ کر رہے ہیں۔ قاصد کہتا ہے کہ کیا امیر المؤمنینؓ ہے؟ اس کی کیا حکومت ہوگی۔ مسلمان جواب دیتے ہیں کہ اس کا قبضہ دلوں پر ہے۔ یہ امیر المؤمنین ہے۔ یہ وہ عمرؓ ہے جس کی نسبت ارشاد نبویؐ ہے کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ حضورﷺ نے فرمایا ''عمر'' ہے۔

حضرت عمرؓ بہ نفس نفیس خود رعایا کا حال دریافت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن آپ کو گشت کرتے ہوئے ایک عورت کے رونے کی آواز آئی جو آپ ہی کو برا بھلا کہہ رہی

تھی۔ آپ نے سنا اور اس سے جا کر پوچھا۔ بڑی بی کیوں کیا ہوا؟ بولی میرے خاوند کو فوت ہوئے سات سال ہوئے۔ گھر میں کچھ نہیں۔ بچے بھوک کے مارے بلبلا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ امیر کو اس کی اطلاع بھی دی ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ بکری کی خبر گیری چرواہے پر واجب ہے نہ کہ بکری اس کو اطلاع دے۔ امیرالمؤمنینؓ یہ سن کر بیت المال میں گئے اور چاول وغیرہ خوراک اپنی پیٹھ پر لاد کر خود لائے اور اس سے معذرت کی۔ یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے فیضان نبوت سے اقتباس کیا تھا اور یہ تھے وہ امیر وحکمران جو آئندہ نسلوں کے لئے اخلاق وعدل کے نمونے قائم کر گئے۔

اجلاس دوم (۱۹؍مارچ ۱۹۲۱ء) بعد نماز عصر

تقریر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

پہلے مولوی قاری محمد طیب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش الحانی سے ایک رکوع تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد مولانا نے حمد وصلوٰۃ کے ساتھ اپنی تقریر ان آیات سے شروع کی۔ ''**فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بآيٰت الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلاء وبكفرهم وقولهم على مريم بهاتانا عظيما، وقولهم على مريم بهتانا عظيما، وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم الااتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما، وان من اهل الكتاب الا ليؤمننّ به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا** (نساء:۱۵۵تا۱۵۹)''

کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے شرکت جلسہ کی توفیق بخشی۔ سابقہ جلسہ میں اس لئے حاضر نہ ہوسکا کہ بمبئی میں تھا۔ اس دفعہ بھی بنگال جانے والا تھا کہ اطلاع پہنچی، حاضر ہوگیا ہوں۔ درحقیقت جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

صاحبان! حیات مسیح علیہ السلام قبل نزول کا مضمون میرے متعلق کیا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو بات قرآن وحدیث سے ثابت ہوجائے وہ ماننی چاہئے۔ میرا مضمون دو جزوں پر مشتمل ہے۔ مسئلہ صلب اور مسئلہ رفع سماوی۔ یعنی آیا عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے یا نہ اور آیا

آپ کی ہجرت کشمیر میں کرائی گئی یا آسمان پر۔ قلت وقت کے باعث آج صرف صلیب پر تقریر کروں گا اور رفع کی بابت کل پھر کروں گا۔ صلیب کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پکڑوایا اور سولی پر چڑھا دیا اور آپ کے بدن پر میخیں لگائیں۔ یہودی ایسا کہتے ہیں اور مسیح علیہ السلام کا مرجانا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا قول ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں بلکہ اس کے بعد کشمیر محلہ خانیار میں جا کر مرے اور میں ثابت کروں گا کہ نہ وہ قتل ہوئے نہ وہ سولی پر چڑھے نہ ہجرت کر کے کشمیر کو گئے۔ بلکہ یہودیوں کی دستبرد سے پہلے ہی آپ صحیح وسلامت آسمان پر اٹھالئے گئے۔ میں اپنے دلائل قرآن سے دوں گا اور مخالف کا دارومدار اناجیل پر ہے۔

اناجیل بالاتفاق شہادت دیتی ہیں کہ مسیح کو جب پکڑنے آئے تو آپ کے سب شاگرد بھاگ گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تواتر قومی اس کی دلیل ہے۔ حالانکہ تواتر کے لئے شرط ہے کہ آخری درجہ اس کا شہادت عینی ہو۔ عام لوگ تواتر اور افواہ میں فرق نہیں کرتے۔ کوئی حواری مسیح کے صلیب پر چڑھانے کی چشم دید شہادت نہیں دیتا۔ (دیکھو انجیل مرقس، باب ۴ آیت ۵۰، متی باب ۲۶ آیت ۵۶) سب کے سب حواری آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مرقس تابعین میں سے ہے۔ متی حواری ہے۔ مگر اس نے یہ کتاب نہیں دیکھی۔ اس واقعہ کا انجیلوں میں سخت اختلاف ہے۔

اس کے بعد مسیح کے یہودا اسکریوطی کے تیس روپے رشوت لے کر پکڑوانے کا ذکر کیا اس میں بھی اختلاف موجود ہے۔ انجیل برنباس میں لکھا ہے کہ۔ یہودا نے پیسے لے کر حضرت مسیح کو شناخت کرایا۔ لیکن اسی کتاب کے برخلاف یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ جب مسیح کو پکڑنے گئے تو خود مسیح نے کہا میں ہوں۔ یہاں نہ حواری کا ذکر ہے۔ نہ اور کچھ۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے انجیلوں میں بے شمار اختلاف دکھاتے ہوئے کہا کہ جب ہر ایک انجیل میں اس قدر تناقض موجود ہو کہ ایک روایت دوسری روایت کے منافی ہو تو اہل علم کے نزدیک کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہے۔

اب قرآن کریم کو لیجئے کہ یہود کا عیسیٰ علیہ السلام تک ہاتھ بھی نہیں پہنچا۔ ’’فبما نقضھم میثاقھم‘‘ یہ ہیں ان پر لعنت کے اسباب۔

ان میں بعض یہود کے اقوال ہیں۔ بعض افعال، عہد توڑنا، آیات سے انکار کرنا۔

بہتان لگانا۔عمل سے عقیدہ سے خداوند کریم نے مجرد قول کو لعنت قرار دیا۔ جو انہوں نے کہا: ’’انا قتلنا المسیح ‘‘ اور اس کو زیادہ واضح کرنے کے لئے فرمایا کہ: ’’وما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ کہ فعل قتل اور صلیب دونوں کی نفی کر دی۔ قرآن کریم کی یہ ترتیب اور بندش الفاظ بلا فائدہ نہیں۔

صرف قتلوہ پر بس نہیں کہا۔ مگر اللہ کو علم تھا کہ ۱۳سو سال کے بعد کوئی شخص ایسا پیدا ہوگا جو یہ کہے گا کہ قتل نہیں ہوئے صلیب دیئے گئے۔ لہٰذا اس کی بھی اس میں تردید کر دی۔ ہاں تو پھر وہ کون تھا؟ جب کہ عیسیٰ مقتول ومصلوب نہیں ہوئے۔ وہ لکن شبہ لھم میں مذکور ہے جسے عیسیٰ جیسا بنایا گیا۔

عیسائی مذہب کو چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مدد ملتی ہے اور وہ اس کو کفارہ بیان کرتے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ سولی پر چڑھ گئے۔ انگلستان کا فاضل ’’جارج سیل‘‘ اس کے متعلق کہتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے یہ بات بتائی ہے۔ مگر یہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے عیسائیوں کے بہت سے فرقے یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر نہیں چڑھے بلکہ ان کی بجائے کوئی اور سولی پر چڑھا۔ اس وقت آپ نے بہت سے فرقوں کے نام گنوائے جو اس کے قائل ہیں کہ کوئی اور ہم شکل سولی پر چڑھا۔ چونکہ اس بارہ میں خود ابتداء سے عیسائیوں میں اختلاف ہے۔ پس ان کا تواتر قومی نہ ہوا۔ یہی قرآن کہتا ہے اور یہی حق ہے کہ نہ وہ قتل ہوئے نہ سولی چڑھے۔ بلکہ ’’بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ اس کی تفسیر کل کروں گا۔ ان شاءاللہ!

اجلاس سوم (۲۰/مارچ ۱۹۲۱ء) اتوار صبح ۸/بجے

جناب حافظ محمد طاہر دیوبندی نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ بابو پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر وسیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور نے اپنی مطبوعہ تقریر ’’اثبات حیات مسیح‘‘ پڑھی اور بہت سی کاپیاں جلسہ میں تقسیم کیں۔ تقریر دلچسپی سے سنی گئی اور پڑھی گئی۔ ان کے بعد:

مولانا ثناءاللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی فاضل ’’ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر‘‘

’’قادیان اور ہم‘‘ قادیانی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ایک پرانا شعر ہے کہ ؎

چہ گویم باتو گر چہ در قادیاں بینی
دوا بینی، شفاء بینی، غرض دارالاماں بینی

اس وقت قادیان پرائمری کے درجہ پر تھا۔ آج کل چونکہ بی۔اے کے درجہ پر پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اس شعر کا مصداق قرار پایا ہے۔

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
درشمار مکہ چوں نآید شمار قادیاں

لاہوری پارٹی کے اخبار ''پیغام صلح'' نے قادیان کو مکہ بنانے پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک مرزائی اخبار کا ایسا کہنا غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں۔ خدا قادیان میں نازل ہوا۔ (ازالہ اوہام ص۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۸۰) پس شاعر کو بجائے گویا کے کہنا چاہئے تھا۔ ''حقا فرود آمد خدا'' قادیان کیا ہے؟ **القادیان، ما القادیان، وما ادراک ما القادیان؟**

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۷۶،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰،۱۴۱ حاشیہ) پر لکھتے ہیں کہ: ''میں نے کشف میں دیکھا کہ میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوں۔ کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن پڑھ رہے ہیں...... ''**انا انزلنہ قریبا من القادیان**''...... میں نے دیکھا قرآن کے نصف پر دائیں طرف یہ عبارت لکھی ہے اور سمجھا کہ قرآن میں درج ہے اور کہا کہ مکہ اور مدینہ اور قادیان کا اعزاز سے ذکر کیا گیا ہے۔''

مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) ''گو ۷۰ برس تک طاعون دنیا میں رہے قادیان کو خدا محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔''

اس کے بعد مولانا نے قادیان میں دو چار دفعہ آنے کا مختصر ذکر کیا اور ''الحکم قادیان'' ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں مرزا قادیانی کی منظوری سے اور مولوی عبدالکریم کی قلم سے چھپتا ہے کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ ''پیسہ اخبار'' نے اس کی تضحیک کی تھی کہ یہ بچوں کی باتیں ہیں۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤں کو طاعون سے بچالیا۔ ''**انہ اوی القریہ ۰ علیٰ ھذا**'' (نزول المسیح ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۳۹۵) مرزا قادیانی نے لمبی چوڑی عبارت میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی۔ یہ بات ایک رسول خدا کی طرف سے ہے۔

یہ وحی بھی سچی ہے۔ جیسی قرآن کریم کی وحی۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ تیری

وجہ سے قادیان کے دوسرے لوگوں کو بھی خدا نے اپنے سایۂ شفاعت میں لے لیا ہے۔ یہ شان رسول ہے کہ جب تو مکہ میں ہے تو عذاب نازل نہ کریں گے۔

بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راستباز ہوگا خدا اس مقام کو بچائے گا۔ اب فیصلہ سن لو ۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

قادیان کے باشند! تم خود گواہی دے سکتے ہو کہ تمہارے قصبہ میں طاعون آیا یا نہ۔ مجھے تو معلوم ہے کہ ۲۵سو کی آبادی میں سے ۳،۴سو سے زیادہ قادیان میں طاعون سے مرگئے۔ میں نے تو انتظام کر رکھا تھا کہ ان دنوں اموات و پیدائش کا پرچہ منگوایا کرتا تھا اور دیکھ لیا کرتا تھا۔

حاضرین نے آواز دی کہ ۵سو تک روزانہ یہاں اموات ہو چکی ہیں۔

اور سنئے جب یہاں کمیشن آئی تو ''اخبار بدر'' نے چھاپا کہ طاعون چوہڑوں میں ہے اوروں میں نہیں ۔

عالم بمنت یکطرف خسرو بیچارہ یک طرف

وہ خدا تو اپنی حکمتیں خوب جانتا ہے۔

سنو! مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی مرزا نظام الدین مجھے امرتسر میں ملا۔ میرے پوچھنے پر اس نے کہا کہ: ''جب مرزا قادیانی نے کہا کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گا تو ہم نے اسی وقت سمجھ لیا کہ ضرور آئے گا۔'' اس کو بھی چھوڑیئے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷ حاشیہ) پر لکھتے ہیں۔ ''پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا شریف احمد لڑکا بیمار ہوا۔''

اس وقت مدرسہ بند کر دیا گیا۔ آپ چھت پر مسافر سے ملاقات کرتے اور ملاقات سے پہلے دریافت کر لیتے کہ وہ طاعونی مقام سے تو نہیں آیا۔ اگر طاعونی مقام کا ہوتا تو ملاقات نہ کرتے۔

ایک بزرگ نے شہادت دی کہ میں ایک طاعون زدہ مقام سے قادیان کو دارالامان سمجھ کر بچاؤ کی خاطر آیا۔ مگر یہاں آ کر سارا کنبہ لقمۂ اجل کرا بیٹھا۔ فقط ایک بچہ رہا۔

مولانا صاحب نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ مرزا قادیانی کا قول ہے۔

’’ایک دفعہ کسی قدر شدت کے ساتھ طاعون پڑا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۳۲، خزائن ج۲۲ ص۲۴۴) پھر دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۸۷) اللہ اکبر! کسی قدر شدت، اور قادیان میں طاعون کے زور کا اقرار یاد رکھنا۔ مرزا قادیانی بڑے دور اندیش تھے۔ فرماتے ہیں الہام میں قادیان کا نام نہیں۔ ’’انه اوی القریه‘‘ (نزول المسیح ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۳۹۵) ہے۔ قریہ قرار دسے نکلا ہے۔ اس کے معنی ہیں دستر خوان پر مل کر کھانے والے لیکن پہلے میں بتا آیا ہوں کہ ’’الحکم‘‘ میں فرماتے ہیں کہ خدا نے سب کو اپنے سایۂ شفاعت میں لے لیا۔ اب اس کا کیا جواب ہے؟ مرزا قادیانی کی اور وحی ملاحظہ ہو کہ میں گھر کے رہنے والوں کی محافظت کروں گا۔ گھر سے مراد کوئی چار دیواری نہیں۔ بلکہ میری مریدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ خواہ وہ کہیں ہوں۔

احمدی دوستو! بتاؤ بدر کا ایڈیٹر محمد افضل، محمد یاسین سہارنپوری، قاضی میر حسین بھیروی کا لڑکا کس مرض سے مرے؟ کہو طاعون سے مرے۔ واقعات صحیحہ موجود ہیں۔ سنو! طاعون ہوا۔ قادیان میں ہوا۔ (حاضرین نے شہادت دی کہ بے شک) نتیجہ کیا ہوا۔ مرزائی کیا جواب دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راست باز ہوگا خدا اس کو بچالے گا۔ اب بتاؤ کہ جب اس کی موجودگی میں طاعون قادیان میں آیا تو وہ کیا ہوا اور کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ان کو مسیح موعود لکھتے ہیں کہ مجھ کو مسیح موعود کہنا بے وقوفوں کا کام ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

اور سنو! خود مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بعنوان: ’’مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ‘‘ شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاوے گا۔ سب نے دیکھ لیا کہ کون مرگیا اور خدا نے کس کو زندہ رکھا ہے۔ مگر اس وقت ایک اور بات بتانے والی یہ ہے کہ اس اشتہار کے نیچے آپ اپنا نام اس طرح لکھتے ہیں کہ: ’’عبداللہ الصمد غلام احمد مسیح موعود‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۰۵،۷۰۶ طبع جدید)

لوگ مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھیں تو وہ ان کی تحریر کے مطابق بے وقوف ٹھہریں گے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی خود اپنے آپ کو مسیح موعود لکھیں تو اپنی تحریر کے مطابق وہ کیا ہوئے؟ ناظرین سب باتوں کا خود فیصلہ کرلیں۔

تقریر مولوی قاری محمد طیب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: حضرات! میں آپ کے سامنے ایک معمار کی حیثیت سے کھڑا ہوا ہوں اور ایمان کا قلعہ بنانا چاہتا ہوں۔ اسلام نے ایمانی قلعہ کی بنیاد ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ سے شروع کی ہے۔ جب اسلام دنیا میں آیا۔ اس وقت ظلمت کفر کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس وقت فاران کی چوٹیوں پر سے ایک آفتاب نبوت روشن ہوا اور کہا: ’’تعالوا الٰی کلمۃ سواء بیننا وبینکم‘‘ جب حضور ﷺ کی ذات مبعوث ہوئی تو خدا کو تو لوگ خالق مانتے ہی تھے۔ مگر شرک فی العبادت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ جب ان سے کہا جاتا کہ زمین وآسمان کے پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو کہتے۔ خدا۔ لہٰذا آپ نے سب سے پہلے شرک فی العبادت کو دور کرنے کی کوشش کی۔ ایمان کی دیواریں مضبوط بنائیں۔ نماز کو اس کے ستون بنایا اور ’’ایاک نعبدو ایاک نستعین‘‘ کی تعلیم دی۔ اسی طرح ہم کو پہلے ایمان کی بنیاد مضبوط کرنی چاہئے۔ پھر نماز کے ستون قائم کریں۔ پھر زکوٰۃ کی دیواریں بنا کر حج کی چھت ڈالیں اور اس قلعہ میں رہیں۔ یہ وہ قلعہ ہے جس کو کوئی آندھی، کوئی زلزلہ، کوئی طوفان گرانہیں سکتا۔ اس پر آپ نے ایک مبسوط اور عمدہ تقریر کی۔

تقریر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

تحمید وتشہد کے بعد مولانا نے فرمایا کہ صاحبان میرے مضمون کا عنوان ہے۔ ’’رفع عیسٰی علیہ السلام الی السماء‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا اور یہ ثابت کرنا ہے کہ بعینہٖ وہی عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے بنی اسرائیل میں رہ کر وعظ کر چکے ہیں۔ وہی پھر نازل ہوں گے۔ ان کا نزول عین ہے۔ بروزی یا ظلی نہیں۔ مرزائی کہتے ہیں کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھ کر عیسویت کو مدد دیتے ہو۔ ہم ان کو مار کر عیسائیوں کو ان کا نقصان دکھاتے ہیں۔ مگر یہ ایک مغالطہ ہے۔ عیسائی ماننے والے کہتے ہیں کہ وہ سولی پر چڑھ کر ہمارے گناہ کے لئے کفارہ ہوگئے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ مسیح سولی پر چڑھے ہی نہیں تو پھر کفارہ کیسا؟

مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۲۵۴، ۲۵۵، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶) میں لکھتے ہیں کہ: ’’عسائیوں کی کتابیں قابل استناد نہیں۔‘‘ پھر وہ اثبات مصلوبیت کے لئے اناجیل سے کیوں

دلیل پکڑتے ہیں۔قرآن شریف میں مذکور ہے۔’’واذ کففت بنی اسرائیل ‘‘یاد کر عیسیٰ وہ وقت جب دور رکھا میں نے تجھ سے بنی اسرائیل کو وہ کون سا وقت ہے۔مگر واقعہ صلیب درست ہوتا تو اس طرح آیت نازل نہ ہوتی۔یاد رکھو قرآن کی بندش بھی ایک معجزہ ہے۔’’کففت‘‘ سے ثابت ہے کہ یہود کے ہاتھ بھی مسیح تک نہیں پہنچے۔

وفات مرزا کے ایک دن پہلے میں نے ’’احمدیہ بلڈنگ لاہور‘‘ کے سامنے اسی موضوع پر وعظ کیا تو مولوی نورالدین ومحمد احسن صاحب نے مشورہ کیا۔اس وقت کا حال لوگوں کو معلوم ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ایک حدیث مشکوۃ کی پڑھی۔جس میں مذکور ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زمین پر صرف ۴۵ سال رہیں گے۔نکاح کریں گے۔ان کی اولاد ہوگی۔پھر فوت ہوکر میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی مانا ہے۔چنانچہ کہتا ہے:’’یتزوج‘‘ سے مراد محمدی بیگم کا نکاح ہے اور اس کی اولاد مراد ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳،خزائن ج۱۱ص ۳۳۷ حاشیہ)

آپ نے دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے پاس دفن ہونا فرماتے ہیں اور مرزا قادیانی مرتے ہیں لاہور میں اور دفن ہوتے ہیں قادیان میں۔ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح نہ تھے۔ورنہ قادیان دفن نہ ہوتے۔نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔حضرت ﷺ مدینہ میں مدفون ہیں۔حضور کا ارشاد ہے کہ میرے ساتھ مکان میں چار قبریں ہوں گی۔جو لوگ حج کو گئے ہیں روضۂ اطہر کی جالیوں سے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ مقبرۂ مبارک میں ۳ قبریں موجود ہیں اور حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان ایک قبر کی جگہ ہنوز خالی ہے۔

قتل مسیح کے متعلق کہا کہ فعل قتل کا تعلق جسم سے ہے نہ کہ روح سے اور خدا کہتا ہے۔’’ماقتلوہ وماصلبوہ ‘‘یہود ان کو قتل نہیں کرسکے اور صلب بھی نہیں کرسکے۔بلکہ اپنی طرف اٹھا لیا۔مرزا قادیانی بل رفع اللہ کی تقریر کرتے ہوئے (ازالہ اوہام ص۲۶۸، خزائن ج۳ ص۲۳۵) میں ان کی روح کا اٹھایا جانا مانتے ہیں اور ہم روح مع الجسم ،اس کا آسان فیصلہ اس پر غور کرنے سے ہوسکتا ہے کہ یہود کا دعویٰ کیا تھا۔روح کو قتل کرنے کا یا جسم کو؟

امام بیہقی کی ’’کتاب الاسماء‘‘ میں ہے۔’’کیف انتم اذانزل ابن مریم من

السمــــاء ''اے میری امت کے لوگو۔اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اترے گا۔گویا نازل ہونے سے آسمان پے چڑھنا خود ثابت ہے۔

باریک نکتہ

''بل رفعہ اللہ'' پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے علمی نکتے بیان کئے۔ کہا کہ اس میں بل نفی کرتا ہے اس فعل کی جو اس کے ماقبل ہے۔ مثلاً کوئی کہے زید نے بکر کو مارا نہیں۔ بلکہ روٹی کھلائی۔ روٹی کھلائی اور مارنا دو امر ہیں۔ اس کا مذہب یہ ہے کہ بل مارنے کی نفی کرتا ہے اور روٹی کھلانے کی تصدیق کرتا ہے۔ جیسا:''**قالوا تخذ الرحمن ولدا. بل عباد مکرمون** نیز **ام یقولون بہ جنۃ بل جاء بالحق**'' نبی کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ اس کو سودا ہو گیا۔ خدا فرماتا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ حق لے کر آیا ہے۔ جو حق لے کر آئے مجنون نہیں ہوسکتا۔''بل'' نے جنون کی نفی کر کے بالحق کو ثابت کیا ہے۔ اب اچھی طرح سمجھو کہ **بل رفعہ اللہ** بعد میں ہے اور **ماقتلوہ وما صلبوہ** پہلے ہے۔

مرزا قادیانی نے ازالہ میں جمع کے صیغے عزت کی موت کے کئے ہیں۔ دوسری جگہ (ازالہ اوہام ص۲۶۷، خزائن ج۳ ص۲۳۵) روح کا اٹھانا لکھا ہے۔ دونوں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ہاں! یہ اعتراض بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے نبیوں کو خدا نے زمین پر بچایا تو ان کو آسمان پر کیوں اٹھایا۔

جواب خدا کے فیوض ہر انسان پر ہر مطابق اس کے مادہ فطری کے ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آگ کی صورت میں خدا کی تجلی ظاہر ہوئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش چونکہ نادر ہے۔ اس لئے ان میں ایسی خصوصیات کی ہیں جو نادر ہیں۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے۔ اس لئے جہاں ان کا وطن ہوگا وہیں ہی ہجرت کریں گے۔

اگر کہا جاوے گا کہ آدم کی طرح پیدائش کی کوئی اور مثال دکھاؤ تو کیا بتاؤ گے یا محض مرد سے کوئی پیدا ہوا ہو تو حضرت حوا کا پیدا ہونا کس تو سمجھاؤ گے؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کا حدوث خود شہادت ہے۔ خدا قادر ہے۔ ہر طرح کرنے پر مگر وہ سب کچھ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ کیونکہ فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کردوں۔ جیسا کہ مریم کے بطن سے ایک بن باپ پیدا کیا۔ اس کے بعد اس اعتراض کا کہ عیسیٰ آسمان پر کھاتا پیتا کہاں سے ہے۔ جواب دیتے ہوئے کہا کہ معلوم سے مجہول کی طرف جایا جاتا ہے۔ جس نے آسمان پر اٹھایا ان باتوں کا انتظام اس پر شاق نہیں۔

مولانا نے ہر بات کو عالمانہ طریق پر مفصل بیان کیا۔ آپ کی تقریر ختم ہونے پر مولانا ثناء اللہ نے اٹھ کر اس پر اس شعر میں ریویو کیا۔

اثر بھلانے کا پیارے تیری زبان میں ہے
کسی کے ہاتھ میں جادو تیری زبان میں ہے

مرزائیت سے توبہ

اس وقت جناب بابو فقیر محمد خان سب پوسٹ ماسٹر ساکن قصبہ شہباز ضلع کرنال نے مرزائیت سے توبہ کی اور کہا کہ میں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ کیا۔ مگر جس قدر دیکھا اسی قدر زیادہ عقائد فاسدہ سے انہیں ملوث پایا۔ ان کے ساتھ اور بھی بعض تائب ہوئے۔

مولوی ظفر الحق عربک ٹیچر بٹالہ

نے کہا کہ کل مولانا ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احمدی دوستوں کو مناظرہ کے لئے چیلنج دیا تھا۔ انجمن اسلامیہ قادیان کو مناظرہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کی اصلاح کافی ہوچکی ہے۔ ہاں! اس کو ضرورت ہے تو یہ کہ احمدی دوست آکر سن جاویں اور اگر وہ مناظرہ کرنا چاہیں تو بمقام بٹالہ دوسرے احباب کے مشورے سے حکام سے اجازت حاصل کر لی جاوے گی۔ اس میں مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ۲۰ آدمی اور احمدی جماعت کے ۲۰ آدمی جملہ ۴۰ آدمیوں کا خرچ ہم لوگ ایک ہفتہ کے لئے اپنے ذمہ لیں گے۔ اگر ایک ہفتہ میں تصفیہ نہ ہوا تو پھر دوسرے اور تیسرے ہفتہ کے لئے انتظام کیا جاسکے گا۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ رام پور ریاست میں نواب صاحب کے سامنے حیات مسیح علیہ السلام کو میں نے ثابت کرایا تھا۔ اس پر نواب صاحب ریاست موصوف کی سند ہائے شہادت موجود ہے۔ میں نے بمقام لدھیانہ، رام پور اور دہلی میں مناظرے ان سے کئے اور بفضلہ ان کو زک دی اب اگر یہ چاہیں تو مرزا محمود کو لائیں۔ یا کسی ایسے کو جو قادیانیوں کو مفید ہو۔ جس کی ہار جیت مرزا قادیانی کی ہار جیت سمجھی جاوے۔

حاجی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

سیکرٹری لیگ ینگ مسلم ایسوسی ایشن بٹالہ نے کہا کہ ایک قادیانی عزیز کا خط آیا۔ میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ تیار ہوجاویں۔ میں انتظام بٹالہ میں کرسکتا ہوں۔

اجلاس دوم (۲۰/مارچ ۱۹۲۱ء) اتوار بعد نماز ظہر

اس وقت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ صدر کے تشریف نہ رکھنے کی وجہ سے مولانا نور احمد امام مسجد جامع شیخ بڈھا امرتسر صدر قرار پائے اور جناب حکیم ابوتراب محمد عبدالحق نے اپنا نوشتہ مضمون پڑھا۔ جس میں بتایا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ: ’’میں (مرزا قادیانی) اور مولوی ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہوگا۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجاوے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۰۶)

ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان میں مرزا قادیانی مدفون ہیں اور مولوی ثناء اللہ زندہ، تقریر فرمارہے ہیں۔ وغیرہ ان کے بعد

منشی حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

صاحب ملازم نہر نے بھی مرزا قادیانی کے الہامات میں عمدہ طریق سے تناقض وتخالف دکھایا اور یہ ثابت کیا کہ جس کی ایک بات دوسری بات کا رد کرتی ہو اس کی کون سی بات مانی جاسکتی ہے۔ وغیرہ ان کے بعد

مولانا مرتضیٰ حسن مرادآبادی (چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ)

نے تقریر کی۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا صاحبان آپ نے مولوی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کے وعظ اور تقریریں سنیں۔ مولوی ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رفع عیسیٰ پر جو تقریر کی عمدہ اور عالمانہ تھی۔ میں ایک چھوٹی بات عرض کرتا ہوں۔ سنئے!

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ہندو مسلمان سب ان کو تسلیم کریں۔ ورنہ کوئی کتنا ہی نیک وعابد کیوں نہ ہو۔ قابل مؤاخذہ ہے۔ میری تقریر سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے ہم مرزا قادیانی کی خاطر مان لیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے۔

پھر بتائیں گے مگر ان کو اس میں کیا نفع۔ سنو گورنمنٹ کا حکم ہے کہ فلاں شخص ولایت سے آوے گا تو گورداسپور کے ضلع کا کلکٹر ہوگا۔ مگر وہ بفرض محال مرگیا۔ تو کوئی کہہ دے کہ وہ چونکہ نہیں آیا۔ اس کا نہ آنا مرنے کی علامت ہے۔ لہٰذا میں کلکٹر ہوں، تو کیا یہی حال مرزا قادیانی کا نہیں؟ اجی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر مر بھی گئے تو آپ عیسیٰ کیسے بن گئے۔ ہاں! اگر عیسیٰ علیہ السلام کی علامتیں مرزا قادیانی میں پائی جاویں تو ہمیں مرزا قادیانی سے دشمنی تھوڑی ہے۔ خوشی سے عیسیٰ (علیہ السلام) بن جاویں۔

حدیث شریف میں ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو تمام دنیا میں مسلمان ہی مسلمان ہوں گے۔ مگر واقعات مخالف ہیں۔ بلکہ جو ۴۰ کروڑ مسلمان تیرہ سو سال میں بنے تھے۔ وہ بھی مرزائی عقائد کے موافق کافر ہوگئے۔ (نعوذ باللہ) بقول مرزائیاں صرف ۲،۳ لاکھ احمدی مسلمان ہیں۔ اچھا وہی جنت میں جاکر کبڈی کھیلا کریں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ۳۰ دجال میرے بعد دعوے کریں گے۔ جو جھوٹے ہوں گے مثلاً بیان کیا کہ ایک شخص نے مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ ایک یک چشم نے کہا کہ اگر نبی ہے تو میری دوسری آنکھ درست کردے۔ مسیح صاحب نے ایسا بے ڈھب ہاتھ رکھا کہ اچھی آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ کانے سے اندھا ہوگیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی مسیح بنے تو جو مسلمان تھے وہ بھی کافر بنا دیئے۔ افسوس!

مرزا قادیانی سے سوال ہوا کہ اگر کوئی امام آپ کی مسیحیت سے واقف نہ ہو تو ایسے کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا اسے پہلے واقف کرو۔ اگر تصدیق کرلے تو بہتر۔ ورنہ نماز ضائع نہ کرو۔ بحالیکہ قادیانی کہتے ہیں۔ میں کسی کو کافر نہیں کہتا اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نہ تصدیق کرے نہ تکذیب اس کے پیچھے بھی نہ پڑھو۔ اس پر الہام یہ ہے کہ: ’’وما ارسلنک الا رحمة للعالمین‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵) واہ کیا اچھی رحمت ہے۔ اگر ’’رحمة للعالمین‘‘ نہ ہوتے تو خدا جانے کیا اندھیر برپا کرتے۔

اس کے بعد ’’منارة المسیح‘‘ کا ذکر کر کے فرمایا کہ ہم سمجھتے تھے کہ نہ جانے کتنا بڑا مینار ہوگا۔ جس پر مسیح قادیانی نے اترنا ہے۔ مگر یہ تو ہماری مسجد جامع دیوبند کے مینار سے بھی چھوٹا ہے۔ جب کسی نے کہا کہ مسیح مینار پر اتریں گے تو اس کی تکمیل کے لئے منارہ بنوادیا۔ لیکن تعجب ہے کہ خود پہلے نازل ہوگئے اور مینار بعد میں بنا، وہی مثل ہوئی کہ استنجا کرلو پہلے، پاخانہ کرنا بعد میں۔

مرزائیت سے توبہ

اس وقت ایک نمبردار سلطان علی عمر تخمیناً ۹۰ سال ساکن بہرد چچی ضلع گورداسپور نے مرزائیت سے توبہ کی۔ اس کے بعد ایک اور نوجوان چوہدری برکت علی، ڈیری والا مرزائی عقائد سے تائب ہوا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے کہا۔ خدا کا ارشاد ہے ۔

باز آ، باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

اگر کوئی گناہ کرے اور توبہ کرے تو خدا کہتا ہے کہ میں اسے بخش دوں گا۔ اس پر آپ نے ایک دو روایتیں بیان کیں۔ حاضرین بڑی توجہ سے سنتے رہے۔ فرمایا کہ مرزا قادیانی کے بعد امیر المؤمنین محمد علی اور مرزا محمود قادیانی۔ ایک تیسرے ظہیر الدین یوسف (اروپ ضلع گوجرانوالہ کے) بھی ہیں۔ جوان دونوں کو نوٹس دے رہے ہیں کہ میری پیشین گوئی ایسی پوری ہوئی کہ خود مرزا قادیانی کی بھی کوئی پیش گوئی ایسی پوری نہیں ہوئی۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے مرزا قادیانی کی کتاب نزول المسیح مندرجہ خزائن ج ۱۸ سے بعض مقام پڑھ کر سنائے۔ جن میں ان کے الہامات کا ذکر تھا اور کہا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کے گواہ ۶۰ لاکھ ہوں گے۔ اس پر ایک دلچسپ قصہ بیان کیا کہ ایک لڑکا گھبرایا ہوا آیا اور ماں سے کہا کہ مجھے آج ۱۴ بھیڑیے ملے۔ ماں نے کہا جا باولا کہیں کا، کیا کہتا ہے؟ لڑکا بولا۔ اچھا اگر یقین نہیں کرتی تو وہ سات ضرور تھے۔ ماں نے کہا جنونی ہوگیا ہے۔ اس نے کہا اچھا ۴ تو تھے۔ پھر ماں کے کہنے پر بولا۔ نہیں دو ہوں گے۔ پھر بولا ایک تھا۔ آخر بولا کہ پتا کھڑ کا تھا۔ پس ماننے والے تو ایک آدھ لاکھ ہوں گے یا ۳ لاکھ سمجھو۔ یہ ۶۰ لاکھ گواہی دینے والے کہاں سے آ گئے؟

اور سنئے! فرماتے ہیں کہ آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی۔ مگر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے عہد میں اونٹ بیکار ہو جاویں گے۔ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ عرب وعجم کے اخبارات اس کی تائید کرتے ہیں۔ مگر قادیان کے رہنے والو! اور دوسرے لوگو! تم ہی بتاؤ۔ ایسا ہوا کیا اونٹ کی قیمت پہلے سے تگنی چوگنی نہیں ہوگئی۔ (سب نے کہا ہوگئی اور اونٹوں کا کام بڑھ گیا ہے)

اور سنو فرماتے ہیں۔ حجاز میں ریلوے کا بننا میری پیش گوئی ہے۔ مگر خدا کی شان

وہ ریلوے بنی ہی نہیں۔خبر نہیں اللہ میاں کو محبت تو مرزا قادیانی سے ہے۔مگر کرتا ہے اس کے خلاف ہے۔مرزا قادیانی کہتے رہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گا۔مگر خدا نے بھیج دیا۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

تقریر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فرمایا کہ نماز عصر کا وقت قریب ہے۔لہٰذا ختم نبوت پر مختصراً کچھ بیان کروں گا۔صاحبان! اگرچہ لاہوری جماعت تو نہیں۔مگر قادیانی جماعت مرزا قادیانی کو نبی مانتی ہے۔وہ کہتی ہے۔ختم کے معنی ہیں مہر لگا دینا۔جس پر رسول اللہ ﷺ اپنی پابندی کی مہر لگائیں۔وہ نبی ہو جاتا ہے۔چنانچہ ان کا قول ہے کہ:''اھدنا الصراط المستقیم''جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔اس کا مطلب انعام والے لوگ نبی، صدیق، شہید صالح ہیں۔اگر نبی نہیں ہوسکتا تو دعا کیوں مانگتے ہو۔جو کامل تابعداری کرے نبی ہوسکتا ہے۔مرزا قادیانی بھی فنافی الرسول ہو کر نبی ہوگئے۔یہ مغالطہ ہے۔

''اھدنا الصراط المستقیم''کا مطلب ومنشاء ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے راستے پر قائم رکھ۔نہ کہ نبوت کا منصب عطاء کر۔

سب جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے کامل تابعدار تھے۔غزوۂ تبوک میں جب حضرت محمد ﷺ تشریف لے چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر کے انتظام کے لئے رکھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔میں کوئی عورت ہوں۔جو مجھے جنگ میں جانے سے روکا جاتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا۔''اماتری یا علی (رضی اللہ عنہ) ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ''﴿یعنی اے علی رضی اللہ عنہ تو راضی نہیں کہ تیری میری نسبت ہارون وموسیٰ علیہما السلام کی ہو۔﴾وہ نسبت کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے ہیں تو حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔اسی طرح تبوک میں جاتے ہوئے حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔چونکہ خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ میں کوئی کہنے والا ہوگا کہ کامل تابعداری سے نبی بن سکتا ہے۔اس لئے کہہ دیا کہ:''الا انہ لا نبی بعدی''اے علی تم خلیفہ ہو اور جان لو کہ نبی میرے بعد کوئی نہیں ہوگا۔

مرزائیوں کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت سے معزول ہوکر آئیں گے۔ یا نبی ہوکر؟ اگر کہو معزول ہوکر تو نبی معزول نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے کی ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کی عربی زبان کے قاعدہ کے مطابق معنی یہ ہیں کہ کوئی نبی میرے بعد نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں بنیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے نبی ہیں۔

ایک اور شبہ وارد کرتے ہیں کہ جب پہلے نبی آتے رہے تو اب کیوں نبوت بند ہوگئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باران رحمت ضرورت کے وقت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ نبی کبھی یکے بعد دیگرے آئے اور کبھی ایک ہی زمانہ میں کئی کئی آئے۔ چونکہ تکمیل شریعت ان کے زمانہ میں نہیں ہوئی۔ اس لئے ضرورت رہی۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے: ’’**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** (المائدۃ:۳)‘‘ ﴿آج کے دن دین کامل کردیا۔ اس لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں۔﴾

ہمارے نبی چودھویں رات کے چاند ہیں۔ جو کامل ہیں۔ اس کے بعد یوحنا، انجیل کا حوالہ دیا کہ: ’’ابھی میری بہت سی باتیں باقی ہیں۔ وہ آئے گا اور پوری کرے گا۔ سو تکمیل شریعت کے لئے حضرت آئے۔ دوسری وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت عام ہے۔ **قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** (اعراف:۱۵۸)‘‘ اے لوگو! میں تم سب کے لئے رسول بن کر آیا ہوں۔ جیسا تمام دنیا کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔ تو پھر کسی جدید نبی کی ضرورت نہ رہی۔ پہلے پیغمبر خاص علاقہ دار خاص خاص قوم کے لئے آیا کرتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ساری دنیا کے لئے آئے۔

تیسری ضرورت یہ کہ پہلے نبیوں کے بعد ان کی کتابوں میں تحریف ہو جاتی تھی۔ اس لئے اصل دین کو واضح کرنے کے لئے خدا اور نبی بھیج دیتا۔ مگر قرآن میں ذرا بھی تحریف نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہوا ہے۔ جس کو آج تیرہ سو سال سے اوپر عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ہم ویسا ہی صحیح اور مکمل دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد (ازالہ اوہام ص۷۳،۷۵،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۳۸،۱۳۹،۱۴۰ حاشیہ) کا حوالہ سے ایک عربی عبارت آپ نے پڑھی۔ جس کو مرزا قادیانی نے قرآن کی آیت بتلاتے

ہوئے لکھا ہے۔ حالانکہ قران میں کہیں نہیں ہے۔ خدا کے فضل سے میں بھی قرآن مجید کا حافظ ہوں اور بھی حافظ یہاں بیٹھے ہیں۔ بتلائیں کیا آپ نے قرآن پاک میں کہیں دیکھا ہے؟ (سب نے کہا قرآن میں کہیں نہیں) ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' ہاں! مرزا قادیانی والے، قرآن میں ہو تو ہو۔

مولانا ثناءاللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

نماز عصر کے بعد بہت سے سکھ اصحاب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم دور دراز سے آئے ہیں اور مولوی ثناءاللہ کے منہ سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔ ان کے اصرار پر مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے خدا پر ماتما، ست سری اکال کی پرستش کرنا اس کے حکم ماننا، اس کی رضا پر چلنا اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کا نام جپنا (ذکر کرنا) برائیوں سے بچنا اور سب کے حقوق ادا کرنا پر ایک مختصر مگر مؤثر پنجابی زبان میں تقریر کی۔ سکھ بھائی سن کر بہت خوش ہوئے۔

تقریر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

اوّل مدرس دارالعلوم دیوبند نے ساڑھے پانچ بجے شام کے تقریر فرمائی۔ تقریر عالمانہ اور مدلل تھی۔ اس لئے رپورٹروں نے جناب شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ خود قلمبند فرما کر بھجوادیں۔ مختصر بلکہ نہایت اقل خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آیت میں ''توفی'' لفظ ماضی نہیں بلکہ مضارع ہے اور توفی کے معنی جو مارنے کے کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ایک جگہ ایسا نہیں۔ لغت والے اس کے معنی شے کو پورا لے لینا یا پوری مدت پر لے لینا لکھتے ہیں۔ وغیرہ!

اس کے بعد مولانا ثناءاللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے کل مرزائی جماعت کو چیلنج دیا تھا۔ مگر ڈپٹی صاحب (منتظم افسر) نے یہاں (قادیان میں) اجازت نہیں دی۔ اگر مرزائی صاحبان اور خواہش رکھتے ہیں تو مولوی ظفر الحق بٹالہ میں انتظام کردیں گے۔ وہ مباحثہ کرلیں۔ اس کے بعد اجلاس ختم۔

اجلاس چہارم (۲۱/مارچ ۱۹۲۱ء) سوموار بوقت صبح ۸/بجے

اوّل قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ پھر مولوی محمد طاہر دیوبندی نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اس کے بعد کاروائی شروع ہوئی۔

تقریر مولوی بدر عالم میرٹھیؒ

مولوی صاحب نے ''بل نقذف بالحق علی الباطل فید مغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون (انبیاء:۱۸)'' سے تقریر شروع کی اور کہا کہ اس کا مجھے افسوس ہے کہ میری زبان اور ہے اور آپ کی اور۔ لیکن بہرحال میں آپ کا مدعا آپ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کروں گا۔ کتاب ''انجام آتھم'' سے میں آپ کو کچھ سناتا۔ مگر مصلحت انجمن کے خلاف سمجھ کر چھوڑتا ہوں۔

حضرات! آج ایک شخص مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے۔ دیکھ لو اور سمجھ لو۔ سپاہی اپنے نشان وردی وغیرہ سے پہچانا جاتا ہے۔ پس وہ علامات جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہیں۔ جس میں پائی جائیں ہم اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔ ''فتنہ کے زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ اس وقت مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ صلیب توڑ دیں گے۔ دجال ملعون کو قتل کریں گے۔ مسلمانوں سے جزیہ اٹھائیں گے۔ (بخاری) مسند ابوداؤد میں ہے کہ دنیا پر ایک سکہ اسلامی ہوگا اور بس۔

مگر مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۶۵۶، خزائن ج۳ ص۴۵۴، ۴۵۵) پر اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ: مال دے گا اس کے معنی ہیں کہ: ''قرآن ایک بیش قیمت مال ہے...... یہی وہ مال ہے جس کی نسبت پیش گوئی ہے کہ مسیح دنیا میں آکر اس کو تقسیم کرے گا۔ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔'' صاحبان اگر یہی قرآن مال ہے جو مرزا قادیانی نے فرمایا ہے تو کیا دنیا میں اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں۔ افسوس!

لطیفہ: ایک شہزادہ نے نجوم کا علم سیکھا۔ کسی نے مٹھی میں انگشتری لے کر اس سے پوچھا کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ نجومی شہزادہ نے کئی کاغذ کالے کر کے بتایا کہ چکی کا پاٹ ہے۔ آدمی ہنس پڑا اور دکھا کر کہنے لگا کہ یہ تو انگشتری ہے۔ بھلا چکی کا پاٹ مٹھی میں آسکتا ہے۔ نجومی میاں جھٹ بول اٹھے۔ کچھ ہی ہو گول تو ہے۔

سو مرزا قادیانی کو تو گول ہی سے غرض ہے۔ معنی مطلب خواہ کچھ ہی ہوں۔

دجال کی شناخت

صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ دجال بڑی قوت سے آئے گا اور دنیا کو اپنی ڈھب

پر مٹائے گا اور دجال کانا ہوگا۔ اگر میرے وقت میں آیا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ اگر بعد میں آیا تو خدا اسلام کی حفاظت کرے گا۔

اس پر مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) پر لکھتے ہیں کہ: ’’دجال کی حقیقت نبی کریم ﷺ پر نہیں کھلی۔‘‘ اب خود فیصلہ کرلو کہ مرزا قادیانی صحیح جانتے ہیں یا آنحضرت ﷺ اور سنو! مرزا قادیانی نصاریٰ اور انگریزوں کو دجال مانتے ہیں۔ مگر یاد رکھو دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ انگریزوں نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا لیکن اگر ہم مرزا قادیانی کی خاطر مان بھی لیں کہ نصاریٰ ہی دجال ہیں تو مرزا قادیانی ہی کی تحریرات دیکھئے جس پر گورنمنٹ انگریزی کی تعریف کی گئی ہے۔ تعجب ہے کہ جس کو دجال بتاتے ہیں۔ اسی کی تعریف کرتے ہیں اور ان سے امداد کے طالب ہوتے ہیں۔ مسیح نے تو دجال کو مارنا تھا۔ مگر دیکھ لو مرزا قادیانی (مسیح) مرگیا ہے اور دجال مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد انگریز زندہ ہیں۔

اور سنو! جب مرزا قادیانی نے سنا کہ جملہ اقوام کا ایک ہو جانا بھی مسیح کے آمد کی علامت ہے تو آپ نے مختلف دعوے کئے۔ کبھی مسیح بنے۔ کبھی موسیٰ، کبھی کرشن یعنی ہندو مسلم عیسائی سب ان کو مان لیں۔ مگر یاد رکھو مسیح جب آئے گا تو اس کو مختلف بہروپ بدلنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جانتے ہو رسول عربی ﷺ نے سب کو ایک ہی کلمہ کی دعوت دی اور سب کو ایک ہی جھنڈے کے نیچے لاکر کھڑا کر دیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

پھر فرمایا: مرزا قادیانی نے سنا ہوا تھا کہ دجال آئے گا۔ اس کا گدھا بھی ہوگا۔ اس کے کانوں میں ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ مرزا قادیانی نے انگریز قوم کو دجال بنایا اور ریل گاڑی کو گدھا اور انجن سے آخری گاڑی تک ستر گز کا فاصلہ۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ ریل گاڑی کون سی گدھا ہے۔ ڈاک گاڑی، پسنجر یا مال گاڑی اور پھر باوجود گدھا ہونے کے مرزا قادیانی اس پر خود بھی چڑھتے رہے اور اب یہی ان کی اولاد اور مرید سوار ہوتے ہیں۔

تقریر مولانا مرتضیٰ حسن (چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ)

فاضل مقرر نے اخلاص پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں جب بچپن میں پڑھتا تھا تو اس وقت مرزا قادیانی کی براہین کا پہلا حصہ چھپا تھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے استخارہ کا جو

طریق لکھا تھا۔ مجھے پسند آیا۔ میرے ساتھی کہتے تھے کہ کہیں مرزائی نہ ہو جانا۔ میں مرزا قادیانی کا خیر خواہ تھا یا نہ۔ مگر ایک بات نے مجھے ان سے بدگمان کر دیا۔ یہ کہ میں نے استخارہ کیا۔ دربار نبوی ﷺ سے حکم ملا کہ: ''اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اس کے متعلق ہم نے کوئی پیش گوئی نہیں کی۔ ہاں ۳۰ مسیح کاذب آنے کی ہم نے ضرور خبر دی ہے۔'' اس شخص نے علماء کرام کے فتوے کو دیکھا تو وہ بھی ان کے مخالف تھے۔ مرزا قادیانی سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی بلحاظ واقعات و بیانات سے اپنی تکذیب کی۔ لکھا کہ ''محمدی بیگم'' کا نکاح مجھ سے ہو تو میں (مرزا قادیانی) سچا۔ ورنہ بد سے بدتر ٹھہروں گا اور اپنے متعلق صدق و کذب کا جو معیار مرزا قادیانی نے خود مقرر کیا۔ اس کے رو سے بھی مرزا قادیانی خود جھوٹے ثابت ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے آخری فیصلہ کا اشتہار دیکھا ہوگا۔ مولوی صاحب زندہ سامنے بیٹھے ہیں اور بھی دیکھ رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کہاں ہیں۔ اس موقعہ پر مرزائی حاضرین میں سے ایک صاحب نے ڈپٹی صاحب کے کان میں کچھ کہا۔ جس کے طرز گفتگو سے معلوم ہوا کہ شکایت کر رہا ہے۔ اس پر فاضل مقرر نے یہ شعر پڑھا۔

ہم بات بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

فاضل مقرر نے کہا کہ یہ ہم نہیں کہتے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اگر ''محمدی بیگم'' سے میرا نکاح نہ ہو تو میں بد سے بدتر ہوں۔ نکاح کا آسمان پر ہونا بھی بیان کیا گیا۔ مگر نتیجہ سب کو معلوم ہے کہ اس پیشین گوئی کا کیا حشر ہوا۔

لطیفہ: ایک شخص نے بیان کیا کہ بادشاہ کی لڑکی سے میرا نکاح ہو گیا۔ جب کیفیت دریافت کی گئی تو بولا کہ بی بی اور میاں کی رضامندی سے دونوں کا نکاح ہوا کرتا ہے اور چونکہ میں راضی ہوں۔ لہٰذا آدھا نکاح ہو گیا اور آدھا نکاح شہزادی کے راضی ہونے پر ہوگا۔

یہی مثال مرزا قادیانی کی ہوئی۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ ادھر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنا نکاح ہونا بتایا۔ ادھر اس کے والد نے اس کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ افسوس کہ مرزا قادیانی کی کوئی بات بھی پوری نہ ہوئی۔

اور سنئے! مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام یہود کو گالیاں دیا کرتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ آپ (عیسیٰ) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' معلوم ہوا کہ آپ بھی تو ان کے بروز ہیں۔ اس لئے ان عادتوں کا ہونا آپ کے لئے

بھی ضروری ہوگا اور سنئے کہتے ہیں کہ: ’’آپ (عیسیٰ) نے یہودیوں کی کتاب سے چرا کر انجیل لکھی۔ زیرکی سے آپ کو کچھ حصہ نہ دیا تھا۔ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ آپ (عیسیٰ) معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور شریفوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵،۶، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹،۲۹۰ حاشیہ)

ممکن ہے کسی اپنی معمولی تدبیر سے شکوہ کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی ایک تالاب موجود تھا۔ کوئی معجزہ تھا تو اس کا تھا۔ مگر مرزا قادیانی نہیں بتاتے کہ آپ نے کیا کیا؟ پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ آپ (عیسیٰ) کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہ تھا۔ (نعوذ باللہ) پھر افسوس نادان عیسائی ایسے شخص کو خدا بتا رہے ہیں۔ اس کے بعد (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ) سے دکھایا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی نسبت درافشانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی ۳ دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ وغیرہ وغیرہ! (نعوذ باللہ)

حضرت حسین علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ’’وشتان ما بینی وبین حسینکم‘‘ (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱) کہ حسین علیہ السلام اور ان کے کنبہ کو پانی تک نہ ملا اور ہم کو یہ خوش حالی نصیب ہے۔

اور سنو! لکھتے ہیں کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں سے بہت میلان تھا۔ (نعوذ باللہ) ہم کہتے ہیں کہ معاذ اللہ! اگر ان باتوں کو مان بھی لیا جاوے تو آپ ان کے بروز کیسے بن گئے؟ اور جب ہم ان گندی تحریروں پر نفرین کرتے ہیں تو پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تو پادریوں کو جواب دینے کے لئے ہے۔ کیا پادریوں کو حوالہ دینے کے لئے ایک پیغمبر کی دادی اور نانی پر ایسا لکھنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ افسوس!

اس کے بعد بہت سے حوالے دے کر مرزا قادیانی کو غلط انداز ثابت کیا۔ اس وقت حکیم غلام محمد نے اپنے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ جو عرصہ دراز تک مرزائی رہا اور مرزائیوں سے رشتہ ناطہ بھی کیا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک!

مولوی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

مولانا سید مرتضیٰ حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے بعد مولوی نواب الدین نے مرزا قادیانی کے الہامات پر تنقید کی اور ان کی کتابوں کے حوالہ جات سے ان کا متناقض ومتخالف ہونا ثابت کیا۔

ان کے بعد منشی حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت اختلاف عمر مرزا لکھا ہوا اپنا مضمون پڑھا۔ جو مدلل و پر معلومات ہونے کی وجہ سے بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مولوی فاضل امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

نے حمد وصلوٰۃ کے بعد تقریر شروع کی کہ حضرات مرزا قادیانی کے ساتھ میرا تعلق ۴۰،۴۵ سال سے ہے۔ میں ان کی پہلی حالت سے آخیر تک ان کی تحریرات کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ کل میں نے کہا تھا کہ جناب شاہ صاحب کے ملفوظات پر مرزا قادیانی کے دستخط کروں گا۔ جناب شاہ صاحب نے آیت: ’’أ انت قلت للناس اتخذونی وامّی الهین من دون الله (المائدة:۱۱۶)‘‘ پیش کی تھی جس کا لب لباب یہ ہے کہ خداوندکریم قیامت کو فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرزائی کہتے ہیں کہ خدا فرما چکا اور توفی کے معنی بقول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پورا لینے کے ہیں۔

قبل اس کے کہ حضرت شاہ صاحب کے بیان پر مرزا قادیانی کی مہر تصدیق ثبت کراؤں۔ پہلے کچھ کہنا چاہتا ہوں سنئے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد اپنا ولیمہ کرتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے گھروں سے کچھ لاؤ۔ وہ لے آئے اور اس کو یکجا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کھلا دیا۔ اس وقت جو مولوی صاحبان نے اپنی عالمانہ تقریر پر سے ایک قسم کی کھانے کی لذیذ مٹھائی بنائی ہے۔ اس میں میں بھی میٹھا ڈالتا ہوں۔ سنئے!

مرزائی ’’اخبار الحکم‘‘ نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی سے عدالت میں سوال ہوا کہ محمدی بیگم سے تم نے نکاح کے لئے طلب کی تھی۔ مرزا قادیانی نے جواب میں کہا اور ان کا اقبال دعویٰ ہے کہ وہ میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا نکاح ضرور ہوگا۔

قادیان والو سنو اور غور سے سنو! ڈسٹرکٹ جج کی عدالت کیا ہے۔ جب اس شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوگئے تو وہ کہے گا کہ ہم نے مرزا قادیانی کے منہ سے کہلوا دیا تھا کہ نکاح ضرور ہوگا۔ تم بتاؤ کیا ہوگیا؟ آہ! مرزا قادیانی جب عدالت کے کمرے سے باہر آتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ خدا کا کام ہے اور اب عدالت کے کاغذات سے کون مٹائے گا۔

مولوی نورالدین (ریویو آف ریلیجنز ج۷ نمبر۶،۷ص۲۷۹ بابت جون وجولائی ۱۹۰۸ء ص۸) پر لکھتے ہیں کہ نکاح ٹوٹا نہیں۔ میں بارہا میاں محمود کو کہا کرتا تھا کہ اگر نکاح نہ بھی ہو تو میرے اعتقاد میں خلل نہ آئے گا۔ (خوب) بلکہ اس کی تاویل مولوی صاحب نے اس طرح کی کہ مرزاقادیانی کا لڑکا درلڑکا درلڑکا درلڑکا۔ محمدی بیگم کی لڑکی درلڑکی درلڑکی درلڑکی۔

غرض کسی پشت میں بھی جاکر اگر کوئی رشتہ بھی ہوگیا تو سمجھو مرزاقادیانی کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ قیامت تک کہیں نہ کہیں تو کوئی ہی رشتہ ہو ہی جائے گا۔ خدا فرماتا ہے: ’’**فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ ومن اصدق من اللّٰہ قیلا**‘‘ (خدا رسولوں کے وعدہ کو خلاف نہیں کرتا) مگر یہاں معاملہ برعکس ہے اور لڑکی درلڑکی کی تاویل کی جاتی ہے۔ فاضل مقرر نے فرمایا کہ میرے مکرم مولانا مرتضیٰ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے مرزاقادیانی کے الہامات گنے ہیں۔ مگر میرے حساب میں مرزاقادیانی کو فی گھنٹہ ۳،۱۳ الہام ہوتے تھے۔ چنانچہ مرزاقادیانی کی (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳) پر ہے کہ میرے دس لاکھ سے زیادہ معجزے ہیں۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ مرزائیوں نے جلسہ اسلامی کے اثر کو کم کرنے کے لئے اور عوام میں ڈینگ مارنے کے لئے مرزاقادیانی کی سنت کے موافق دو تین اشتہار انعامی مباہلہ اور قسمیہ شائع کر دیئے۔ ان اشتہارات کو ہاتھ میں لے کر مولانا نے کہا۔ اب میں ان کے جوابات دیتا ہوں۔ مشتہرین سننے کے لئے تیار ہوجائیں۔

پہلا اشتہار: قاسم علی مرزا کا انعامی یک صد روپے کا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ وہی صاحب ہیں جن سے مولانا صاحب نے بمقام لدھیانہ تین سو روپے انعام حاصل کئے تھے اور مرزائی گروہ پر بین فتح حاصل کی تھی) جو لفظ توفی کے متعلق ہے۔ منشی قاسم ڈپٹی صاحب (افسر منتظم) کے پاس بالامانت رکھ لیجئے اور منصف مقرر کر کے جواب لیجئے۔ جس کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ یہ روپیہ اس کا ہوگا۔ (یہ اشتہار عام علماء کے لئے تھا)

دوسرا اشتہار: انعامی دوصد روپیہ خاص میرے لئے ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ میرے لئے زیادہ رقم کیوں ہے۔ مرزائیوں نے کہا آپ مخالفت میں بڑے ہیں۔ اس لئے رقم بھی بڑی مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا منشی صاحب جناب ڈپٹی صاحب (افسر منتظم) کے پاس روپیہ رکھ دیں میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ: ’’میں مسیح کو آسمان پر زندہ جانتا ہوں اور مرزاقادیانی مسیح موعود کے دعوے کو غلط جانتا ہوں۔ یہی میرا ایمان ہے اور یہی عقیدہ اور یقین ہے۔ مجھ پر یہ

الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے جو قسم کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ میں ان کا دل سے معترف نہیں ہوں۔ چہ خوش! اس وقت آپ نے دل **شقّت قلبہ** کا واقعہ بیان کیا۔ اگر میری نسبت یہ کہا جاوے گا کہ یہ دل سے مسیح کو زندہ نہیں مانتا اور مرزا قادیانی کو سچا مانتا ہے تو مجھے بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک بیکار منڈلی روٹی کمانے کے لئے اکٹھی ہوئی ہوئی ہے۔ وغیرہ۔''

جوں توں کر کے ''منشی قاسم علی'' نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دوصد روپیہ ڈپٹی صاحب کے پاس تو رکھ دیا۔ مگر چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شیر ببر کی جھپٹ سخت ہے۔ مولوی صاحب نے ڈپٹی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جناب روپیہ اپنے قبضہ میں کیجئے اور تا فیصلہ واپس نہ کیجئے۔ اب میں منشی قاسم علی صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اور سب حاضرین سنیں میں ان الفاظ میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے۔

کہو اس جگہ میں قسم کھاؤں یا کسی اور جگہ چل کر۔ یہ تمہارا اختیار ہے کہ جہاں چاہو قسم لے لو۔ مندر میں، مسجد میں، گوردوارے میں، مسلمانوں کی مسجد میں یا اپنی عبادت گاہ میں۔ جہاں تمہارا اطمینان ہو میں حاضر ہوں۔

منشی قاسم علی نے کہا کہ آپ اپنی قسم میں اپنی بیوی اور بچے بھی شامل کریں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ جواب ملا کہ ہوں یا نہ ہوں قسم میں آپ کے اہل وعیال کی شراکت ضروری ہے۔

مولوی صاحب نے کہا اچھا ہم تمہاری خاطر یہ بھی مان لیتے ہیں۔ مگر وہاں قسم معین کرو! کل اگر کسی کو زکام یا مروڑ ہو تو تم کہو گے کہ قسم کا اثر ہے اور سردرد، زکام وغیرہ۔ ہیچو قسم امراض شب وروز ہوتی ہی رہتی ہیں۔ کسی بچے نے پتلا ہگ دیا تو تم نے کہا قسم کا اثر ہے۔

مدت تعیین کرو۔ کیونکہ آخر مدت موت بھی ہے۔ جب کبھی میں یا میرا کوئی قریبی فوت ہو تو تم نہ کہہ سکو کہ جھوٹی قسم کا وبال آیا ہے۔ منشی قاسم علی نے کسی بات کو نہ مانا اور روپیہ واپس لے لیا۔ اس وقت کا نظارہ دیکھنے کے قابل تھا کہ تمام حاضرین نے دیکھ لیا سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟

اب حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے بھی فرمایا تھا: ''**أ انت قلت للناس**'' استقبالیہ ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا ہاں سنیئے! اب میں

مرزا قادیانی کے دستخط کراتا ہوں۔ مرزا قادیانی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۶، خزائن ج۲۱ ص۱۵۹) پر لکھتے ہیں کہ ماضی مضارع کے معنی میں آجایا کرتی ہے۔ مثلاً: ’’**ونفخ فی الصور ...... واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم**‘‘

خدا قیامت کو کہے گا کہ اے عیسیٰ تو نے ایسا کہا تھا۔ پس وہ زمانہ آنے والا ہے اس حوالہ کا بہت اچھا اثر مجمع پر ہوا۔ دیکھا مرزا قادیانی بھی آپ کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں ؎

من برائے وصل کردن آمدم

نے برائے فصل کردن آمدم

دوسرا دعویٰ شاہ صاحب کا توفی کے لئے پورا کرنا تھا۔ لطف یہ ہے کہ وہی آیت جب مرزا قادیانی پر الہام ہوتی ہے تو وہی معنی کئے جاتے ہیں۔ جو شاہ صاحب نے فرمایا۔ ملاحظہ ہو (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) مرزا قادیانی خود معنی کرتے ہیں۔ ’’میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔‘‘

زیادہ وضاحت کے لئے ایک عربی شعر پڑھا۔

ترجمہ: تو ٹھیکیدار ہے کہ سب کو پورا دے۔

کہا براہین میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ جو خدا نے لکھایا ہم نے لکھا۔ بس اس میں جو مسئلہ ہوا احمدیوں کو ماننا چاہئے۔ اگر وہ مان لیں تو ان کی ہماری صلح ہے۔ پھر (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) کا حوالہ دے کر پڑھو۔ ’’**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**‘‘ یعنی جب مسیح دنیا میں آویں گے تو اسلام دنیا کے آفاق واقطار میں پھیل جاوے گا۔ اس سے دو باتیں ثابت ہیں۔ (۱) مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا۔ (۲) ان کا آکر حکومت کرنا اور تمام دنیا پر اسلام کو رائج کرنا۔ ہاں صاحب حکومت اس کا نام نہیں کہ قلم پکڑا اور سیدھا الٹا گھسیٹنے چلے گئے۔ یادرہے کہ ؎

چار کتاباں عرشوں آیاں پنجواں آیا ڈنڈا

ڈنڈے باجھوں بھجدا ناہیں بے دینی دا کنڈا

یہ ترجمہ ہے گویا ’’**انزلنا الحدید فیہ باس شدید**‘‘ کا

اجی صاحب پنڈت لیکھرام قتل ہوئے۔ کسی جگہ اور تلاشی ہوئی قادیان میں مرزا قادیانی کی، مرزا قادیانی نے کسی غلط ملط خط سے متاثر ہوکر گورنمنٹ سے درخواست کی

کہ دوتین سپاہی مجھے حفاظت کے لئے دیئے جاویں۔ مگر جواب انکار میں ملا۔ یہ تھی مرزا قادیانی کی حکومت اوران کی طاقت۔ ساری عمر گورنمنٹ سے خطاب مانگتے رہے۔ مگر کچھ وصول نہ ہوا۔

(چشمہ معرفت ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۰،۹۱) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ میرے آنے کے وقت سب قومیں مٹ کرایک قوم رہ جاوے گی۔ مگراخبارات اور مشاہدات اس کے خلاف ہیں۔ ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ عنقریب دیکھو گے کہ کوئی پڑھا لکھا ہندو تم کو نہ ملے گا۔ اب کسی محکمہ میں جاکر دیکھو کہ کوئی ہندو ہے یا نہیں؟ دور کیوں جاتے ہو۔ قادیان میں دیکھو کسی ہندو کی دکان، سکول، رہائش ہے یا نہیں۔ سب نے کہا ہے اور اچھی حالت میں ہے۔

اور سنو! کتاب (کتاب البریہ ص۲۶۳، خزائن ج۱۳ ص۳۰۲ حاشیہ) پر لکھتے ہیں کہ عیسیٰ کا رنگ شامی ہونے کی وجہ سے سرخ تھا۔ پھر کہا: ''حضرت مسیح شام کے رہنے والے تھے۔ اس لئے سفید رنگ تھے۔'' (مسیح ہندوستان میں ص۸۱، خزائن ج۱۵ ص۸۳) ان دو تحریروں میں سچی کس کو کہیں؟ اور مزے کی سنو۔ (راز حقیقت ص۲، خزائن ج۱۴ ص۱۵۴،۱۵۵ حاشیہ) پر لکھتے ہیں۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی اور یہود نصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ ۳۳ برس کی عمر میں صلیب کا واقعہ ہوا۔ گویا اس وقت ۸۷ برس کے تھے اور کتاب (مسیح ہندوستان میں ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۵) پر ۱۲۵ برس ظاہر کرتے ہیں اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ ۸۷ برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیتے رہے۔ آخر ان کی یہ دعا قبول ہوئی۔ ''الیٰ ربوہ ذات قرار ومعین'' احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔ اب دیکھ لیا مرزا قادیانی کی تحریرات میں کس قدر اختلاف موجود ہے۔ کوئی مانے تو کیا مانے وغیرہ۔

تقریر مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبان! مرزائیوں کی طرف سے قسموں کے متعلق جو انعامی اشتہارات شائع کئے گئے ہیں۔ یہ سب دکھاوا ہے۔ کیونکہ جب ہم مولوی ثناء اللہ اور ابراہیم وغیرہ علماء یہاں قادیان میں موجود ہیں اور باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان

آخری فیصلہ ہو چکا ہوا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی مزید تصفیہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر ان کی اب بھی تسلی نہیں ہوئی تو ہم تیار ہیں جہاں چاہیں چاہیں اور جس سے چاہیں مناظرہ کرلیں۔

صاحبان! قسم کے الفاظ میں جو یہ بیوی بچوں کو ساتھ شامل رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کو واضح ہونا چاہئے کہ یہ ان کے پیشواء کے اصول کی خلاف ورزی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے اشتہار دیا اور اس میں لکھا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا لڑکا مبارک احمد کم سنی کی حالت میں مرگیا تھا۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ بعض لوگ جو اس کو نشان قرار دیتے ہیں ان کی غلطی ہے۔ میرا لڑکا دعا کے الفاظ میں شامل نہ تھا۔ جس پر مرزا قادیانی کے نزدیک بیوی بچوں کی شمولیت ضروری نہیں تو پھر یہ کیوں شرط لگائی جاتی ہے کہ مولوی صاحب اپنے اہل وعیال کو بھی شامل کریں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے دندان مبارک کے جنگ احد میں شہید ہونے کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ نبی ضلعوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نبی ہوئے۔ جو ضلع تھا۔ بخلاف اس کے قادیانی ہی ایک گاؤں میں ہوا ہے جو اس وقت تک ضلع نہیں ہے۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ بٹالہ سے قادیان کو جب ہم آرہے تھے۔ تو ہمارے ہمراہ ایک دوسری ٹم ٹم آرہی تھی جس میں مرزائی سوار تھے۔ سڑک کی ناہمواری کے ذکر پر اس نے کہا کہ قادیان کو مکہ سے یہ بھی ایک گونہ مناسبت ہے کہ اس کی سڑک بھی کچی ہے اور اس کی بھی۔ اس وقت میں نے کہا کہ مناسبت کے لئے نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کے الہام کو خاک میں ملانے کے لئے اب تک مکہ میں ریل نہیں بنی اور نہ سڑک پختہ ہوئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا قول تھا کہ مسیح کے وقت میں بموجب (واذا العشا عطلت) اونٹ بیکار ہو جاویں گے۔ اس تاویل کو خدا نے غلط کرنا تھا۔ اس لئے نہ وہاں ریل بننے دی نہ سڑک۔

فاضل مقرر نے اس مؤثر ومدلل تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر نوعیت عذاب اور مدت نزول عذاب مقرر کی جاوے تو میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ مگر اس تقریر سے قادیانیوں کی یہ حالت تھی کہ: ''چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔'' جب صدائے برنخاست کا معاملہ نظر آیا تو مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ اٹھے اور فرمایا احمدی دوستوں کے روپے کے لئے نہیں بلکہ رفع شک کے لئے اور اتمام حجت کے لئے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جیسا کہ قرآن

وحدیث سے ثابت ہے) زندہ ہیں اور مرزاقادیانی کا دعویٰ غلط ہے۔ ان کے بعد مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسے ہی الفاظ میں قسم کھائی کہ جن ۳۰ دجالوں کی خبر حدیث میں ہے۔ ان میں سے ایک ہم مرزاقادیانی کو مانتے ہیں کہ وہ بھی انہی کی طرح جھوٹا ہے۔

مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر النجم لکھنؤ کی تقریر

مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا موصوف نے مختصر مگر مؤثر تقریر کی۔ چنانچہ مرزاقادیانی کی غلط بیانیوں، توہین انبیاء اور مرزاقادیانی کی اپنے منہ سے اپنی برتری کا ظاہر کرنا دکھایا۔ اس کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وایثار کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو پابندیٔ صوم وصلوٰۃ کی تاکید کی۔

صدر جلسہ کی اختتامی تقریر

صاحب صدر نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ یہ جلسہ اسلامیہ نہایت کامیابی اور امن سے ہوا۔ بھائیو! آپ نے علماء کی تقریریں اور وعظیں سنیں۔ جو حق وصداقت پر مبنی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کے اثرات ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہدایت کے لئے یہ بہت مفید ومؤثر ثابت ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ بقدرے امکان ان کا خلاصہ آپ کے سامنے دہراؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے جو ہدایت مجھ کو دی اس کی مثال بارش کی سی ہے۔ بارش رحمت ہے۔ مگر اس کا اثر ہر جگہ ایک جیسا ہی نہیں ہوتا۔ ایک خطہ اچھا ہے۔ وہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے۔ ایک وہ ہے کہ وہ خود تو کچھ نہیں اگاتا مگر بارش کا پانی اپنے اندر جمع کر کے دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے اور ایک قسم ایسی ہے نہ خود کچھ پیدا کرتی ہے نہ دوسروں کو نفع پہنچاتی ہے۔ ایسا ہی انسانوں کے مدارج میں تفاوت ہے حضرات علماء کی تقاریر سے ختم نبوت ثابت ہوچکی اور مرزاقادیانی کے دعوے کی تغلیط بھی کافی ہوگئی۔ اب میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتاتا ہوں۔ جس کی نسبت ارشاد ہے کہ اس کا دن اور رات برابر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قرآن کو مانے اور حدیث سے انکار کرے تو وہ بھٹکا ہوا ہے۔

صاحبان! ابتدائے زمانہ اسلام سے آج تک (ہر قرن اور ہر زمانہ میں) اس قدر اولیاء کرام گزرے ہیں۔ جس کا شمار ناممکن ہے۔ لیکن کسی نے ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مثال کے طور پر حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی کا اسم گرامی پیش کرتا ہوں کہ جن کی

صحبت سے تاتار کے بادشاہ تک مشرف باسلام ہوگئے۔ تاتار کے ہاتھ سے جو مسلمانوں کو اذیتیں پہنچا کرتی ہیں۔ وہ کس سے مخفی ہیں؟ بڑے بڑے حکمران تاتاریوں کے سامنے کھڑے نہ ہوئے۔ تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کس سے پوشیدہ ہیں؟ کہ انہوں نے ہندوستان میں کس قدر اسلام پھیلایا۔ راجوں تک کو مسلمان کیا۔ لیکن یہ دعویٰ نہ کیا اور ہمیشہ خاکسار بنے رہے۔ علماء میں سے حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو لیجئے کہ کس قدر شان والے تھے۔ جب نکلتے تو دائیں بائیں ۳،۴ سو شاگرد ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ باہر سے ایک عالم آئے اور ان کے استقبال ودیدار کے لئے ہزاروں لوگ جمع ہوگئے۔ خلیفہ ہارون رشید کی بی بی (بادشاہ کی بیگم) نے اپنے محل کے جھروکہ سے دیکھا اور حیران رہ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خراسان کا ایک عالم آیا ہے۔ جس کے لئے بچے بوڑھے دوڑے جارہے ہیں۔ بولی اللہ! یہ وہ شخص ہے جو ان پر حکومت کرتا ہے۔ ہاں! اگر نبوت امت کے لئے ضروری تھی تو کیا تیرہ صدیاں بغیر نبی کے ہی گزر گئیں اور ایسے ایسے جلیل القدر لوگوں سے ہی کوئی بھی قابل نبوت نہ سمجھا گیا۔

قرن اوّل سے آج تک سب کا عقیدہ یہی رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ہیں اور پھر نازل ہوں گے۔ کیا اس عقیدہ والے سب کے سب کافر ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ۳ سال سے جماعت دیوبند اور قادیان میں اشتہار کا سلسلہ جاری ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی ایک بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ مولانا عبدالسمیع کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق وراستہ پر چلنا چاہئے۔ اس کے بعد صاحب تعلیم دینیات کے لئے ایک اسلامی مدرسہ کی ضرورت ظاہر کی۔ سب نے اس کی تائید کی اور بقدر امکان امداد دینے اور امداد بہم پہنچانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے بعد نہایت خیروخوبی کے ساتھ قریب ۳ / بجے جلسہ برخاست ہوا اور ۳،۴ بجے کے درمیان علماء کا قافلہ قادیان سے روانہ ہوکر قریب ۶ / بجے شام بٹالہ پہنچا۔ شہر سے باہر ینگ نیز مسلم ایسوسی ایشن نے رضا کاران خلافت کے جتھے شہر سے باہر استقبال کے لئے نہایت عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ اہالیٔ بٹالہ کی خواہش اور اصرار پر آج رات بھی بٹالہ میں علماء رونق افروز رہے اور اپنی تقاریر ومواعظ سے بٹالہ والوں کو مستفید کیا اور اگلے روز امرتسر کی طرف مع الخیر روانہ ہوئے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے
دوسرے سالانہ جلسہ میں
بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''اور ہمارے مخالفوں کے صدق وکذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات، حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۲ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۶۴)

صاحبان! اگرچہ یہ درست نہیں کہ کسی رسول ونبی کے دعوے کی بنیاد دوسرے نبی کی وفات پر ہو۔ کیونکہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی نبی نے یہ کہا ہو کہ اگر فلاں نبی کی وفات ثابت ہو تو میں نبی ہوں اور اگر حیات ثابت ہو تو میرے تمام دعوے جھوٹے ہوں گے۔ اس دلیل میں پہلے ہی سقم ہے کہ مدعی خود اپنے دعویٰ میں مذبذب ہے۔ آج تک شرطیہ دعوے ہیچو قسم کسی ماموروم رسل من اللہ نے نہیں کیا کہ اگر ایسا ہوگا تو میں نبی ورسول ہوں اور اگر ایسا نہ ہوگا تو میں نبی نہیں۔ کیونکہ مدعی کو اپنے دعویٰ کا ثبوت ساتھ لانا چاہئے۔ فقط دوسرے کے سہارے پر کبھی کوئی نبی نہیں ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نظیر موجود ہے کہ حضور ﷺ سچے نبی تھے تو کسی دوسرے نبی کی حیات وممات پر بحث نہ کی۔ حالانکہ اس وقت بھی مسیح کی آمد ثانی کا انتظار تھا۔ مگر ہم بطور تنزل وفرض محال مرزا قادیانی کا ہی کہا مان کر حیات مسیح ثابت کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار سے بھی اپنے دعاوی مسیحیت، نبوت ورسالت میں سچے نہ تھے۔ اس تمہید کے بعد میں مؤمن اور غیر مؤمن کا فرق بیان کرتا ہوں۔

صاحبان! مومن اور غیر مومن یا مسلم اور کافر میں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ مومن کتاب اللہ وسنت رسول اللہ یعنی فرمودۂ خدا ورسول پر ایمان لاتا ہے اور احکام مندرجہ کتاب اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر کے اپنی عقل اور خواہشات نفسانی کو تابع کتاب اللہ کرتا ہے۔ اس کے مقابل غیر مؤمن چاہتا ہے کہ مضامین کتاب اللہ کو اپنی خواہشات نفسانی کے تابع کر لے اور تاویلات مہملہ سے احکام اللہ کو اپنی عقل کے تابع کرے اور محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت وغیرہ الفاظ جو دہریہ اور فلسفی عقائد کے لوگوں کے وضع کردہ ہیں، پیش کر کے انکار کرتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق تاویلات کرتا ہے جو انکار کی ایک قسم ہے اور یہ وہی روش ہے جو کفار ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کے مقابل پیش کرتے آئے ہیں۔ جب کبھی انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ ہر ایک شخص جیسا عمل کرے گا اس کے

مطابق بروز قیامت جزاوسزا پائے گا اور قیامت کے دن تمام انسان قبروں سے نکالے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوکر بعد حساب اعمال دوزخ و بہشت میں بھیجے جائیں گے۔ کافر عذاب دوزخ میں رہیں گے اور مومن نجات یافتہ ہوکر بہشت میں آرام ابدی میں رہیں گے۔ اس وقت کفار یہی اعتراض کرتے کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ اتنے ہزار برسوں کے بعد ہم سب پھر زندہ کئے جائیں گے۔ حالانکہ یہ محال عقلی ہے کہ گلی سڑی ہڈیاں، خاک شدہ بدن اور بوسیدہ جسم پھر زندہ ہو اور یہی اعتراضات محال عقلی ان کے کفر کا باعث تھے۔ مگر افسوس! آج کل مسلمان ہونے کے مدعی بھی انہی اعتراضات کے موافق تاویلات باطلہ سے عقائد اسلام کا انکار کر کے خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

حیات ومَمات اور رفع ونزول مسیح کے مسائل عیسائیوں کے ہیں، اگر یہ باطل ہوتے تو قرآن شریف ان کی بھی تردید فرماتا۔ جیسا کہ اس نے ابن اللہ اور الوہیت مسیح وتثلیث کے مسائل کی تردید کی ہے۔ مگر قرآن شریف نے رفع وحیات مسیح کی تصدیق فرمائی تو ثابت ہوا کہ یہ مسائل باطل نہیں اور قرآن مجید کے ماننے والوں کا فرض ہے کہ رفع وحیات مسیح کو تسلیم کریں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہماری فطرت نہیں مانتی کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھر یہودیوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو کافر کہا جائے جب کہ انہوں نے بھی ولادت مسیح خلاف قانون قدرت سمجھ کر (نعوذ باللہ) اس کی ولادت کو ناجائز قرار دیا اور اس کی نبوت ورسالت کو نہ مانا۔ انجیل کے جن مضامین کی قرآن شریف نے تصدیق کردی ہے ان میں سے سب کو ماننا اور صرف ایک سے انکار کرنا درست نہیں۔ حضرت مسیح کی ولادت خلاف قانون قدرت بغیر باپ کے مانتے ہیں۔ اس کے معجزات کو مانتے ہیں۔ مگر رفع مسیح خلاف قانون قدرت کہہ کر انکار کرتے ہیں۔ یہ صرف اس واسطے ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوے کو ضعف پہنچتا ہے۔ اس کے مقابل مسلمان وفات مسیح کی تردید کرتے ہیں اور حیات مسیح ثابت کرتے ہیں تاکہ مرزا قادیانی کے دعاوی کی خود بخود تردید ہو جائے۔ جیسا کہ مرزاجی خود فرماتے ہیں کہ: ''اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو میرے سب دعاوی خود بخود جھوٹے ہو جائیں گے۔'' (تحفہ گولڑیہ ص۱۰۲، خزائن ج۱۷ص۲۶۴ حاشیہ) اس لئے آج اس جلسہ میں حیات مسیح پہلے انجیل سے پھر قرآن سے، پھر احادیث سے، پھر اجماع امت سے اور بالآخر مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے ثابت کی جاتی ہے۔ آپ صاحبان غور سے سنیں۔

انجیل جسے مرزا قادیانی خود پیش کیا کرتے ہیں اور حضرت ایلیاہ کا قصہ ہر ایک کتاب میں دہراتے رہتے ہیں۔ جب وہ انجیل پیش کرتے ہیں تو ہمارا بھی حق ہے کہ پہلے انجیل پیش کریں۔

(انجیل لوقا باب ۲۴، آیت ۳۶ سے ۵۳ تک) ''اور وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہیں سلام پر انہوں نے گھبرا کے اور ڈر کے خیال کیا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ مگر اس نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراہٹ میں ہو اور کاہے کو تمہارے دلوں میں اندیشے پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے اور جب وہ مارے خوشی کے اعتبار نہ کرتے تھے اور متعجب تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ تب انہوں نے بھونی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتا اس کو دیا۔ اس نے لے کے ان کے سامنے کھایا اور ان سے کہا کہ یہ وہی باتیں ہیں جنہیں میں جب کہ تمہارے ساتھ تھا تم سے کہا کہ ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسیٰ کی توراۃ اور نبیوں کے نوشتوں اور زبوروں میں میری بابت لکھا ہے پورا ہو۔ تب ان کے ذہنوں کو کھولا کہ کتابوں کو سمجھیں اور ان سے کہا کہ یوں لکھا ہے اور یوں ہی ضرور تھا کہ مسیح دکھ اٹھاوے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے اور یروشلم سے لے کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جاوے اور تم ان باتوں کے گواہ ہو اور دیکھو میں اپنے باپ کے موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن تم جب تک عالم بالا سے قوت نہ پاؤ یروشلم شہر میں ٹھہرو۔ تب وہ انہیں وہاں سے باہر بیت عنا تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا اور انہوں نے اس کو سجدہ کیا اور بڑی خوشی سے یروشلم کو پھرے اور ہمیشہ ہیکل میں خدا کی تعریف اور شکر کرتے رہے۔''

پھر (انجیل متی بابت ۲۴ آیت ۳) ''اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آ کے کہا ہم سے کہہ کہ یہ کب ہوگا؟ اور تیرے آنے کا اور زمانے کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنو گے۔ خبردار مت

گھبرائیو۔ کیونکہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے۔ پر اب تک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی اور کال اور مری پڑے گی اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے۔ یہ کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔‘‘

(انجیل یوحنا باب ۲۰، آیت ۲۷) ’’یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہوکر بولا تم پر سلام، پھر اس نے تھوما کو کہا کہ اپنی انگلی پاس لا اور میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا اور اس سے میری پسلی میں رکھ اور بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا۔‘‘

اس کے بعد (یوحنا باب ۲۰، آیت ۲۰) ’’یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہوا اور انہیں کہا تم پر سلام اور یوں کہہ کے اپنے ہاتھوں اور پسلی کو انہیں دکھایا۔ تب شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش ہوئے اور یسوع نے پھر انہیں کہا تم پر سلام۔‘‘

اس کے بعد (اعمال باب ۱، آیت ۹) ’’اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے، دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔‘‘

انجیل کے ان بیانات کی تصدیق قرآن شریف میں سورۃ نساء میں فرمائی ہے:

’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ (النساء:۱۵۷،۱۵۸)

یعنی ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً انہوں نے نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔‘‘ قرآن مجید کی اس آیت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی بحالت حیات ہوا۔ جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے اور قرآن مجید میں حکم ہے: ’’فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون‘‘ (انبیاء:۷)

یعنی ’’اگر تم بعض امور کو نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔‘‘ جب قرآن مجید نے رفع کی کیفیت نہیں بتائی کہ کس طرح رفع ہوا۔ آیا بجسد عنصری زندگی کی حالت میں ہوا یا فوت کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کے روح کو اٹھایا تو ہر ایک مومن کتاب اللہ کا فرض ہے کہ مفصل کیفیت رفع جو انجیل میں مذکور ہے اس پر ایمان لائے۔ اب انجیل کی عبارت سے جو اوپر درج کی گئی ہے۔ مفصلہ ذیل امور روز روشن کی طرح ثابت ہیں۔

۱...... یسوع کا بجسد عنصری شاگردوں کو دکھائی دینا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یسوع اپنے زخمی جسم کے ساتھ تھا کسی قسم کا نورانی جسم نہ تھا جیسا کہ مرزا قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں۔ کیونکہ آگے صاف لکھا ہے کہ یسوع نے کہا کہ میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجھے مس کر کے دیکھو کہ مجھ میں ہڈی ہے۔ حالانکہ روح میں ہڈی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو۔ جب مسیح نے خود تردید کردی کہ میں صرف روح نہیں ہوں تو پھر مرزا قادیانی کا کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ معلوم ہے مرزا قادیانی خود مسیحیت کے مدعی ہیں اور اپنے مطلب کے لئے طبع زاد قصے بنالیا کرتے ہیں۔

۲...... شاگردوں کا ہاتھ پاؤں کو دیکھ کر تصدیق کرنا کہ واقعی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں اور مارے خوشی کے جب اعتبار نہ کرتے تو مسیح نے مچھلی اور شہد کھایا جس سے ثابت ہوا کہ وہ روح نہ تھا کیونکہ روح کھاتی پیتی اور خارج میں محسوس نظر نہیں آتی اور زخمی جسم بھی دکھایا تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مسیح زندہ تھا اور اسی حالت میں شہد اور مچھلی کھائی تاکہ شاگردوں کو یقین دلاوے کہ وہ اسی جسم کے ساتھ جی اٹھا ہے جو مصلوب ہوا تھا۔

۳...... مسیح کا تیسرے دن جی اٹھنا جب ثابت ہوا تو اسی جسم خاکی کے ساتھ دکھائی دینا ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی اگرچہ مردوں میں سے جی اٹھنا تو نہیں مانتے، مگر غشی سے ہوش میں آنا مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''کیونکہ خداتعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ موت کے مشابہ ایک مدت تک کسی پر کوئی حالت بے ہوشی وارد کر کے پھر اس کو زندہ کردیوے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۹۲۱ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۶۰۵)

اگرچہ مرزا قادیانی کا قیاس بمقابلہ کتاب آسمانی کچھ وقعت نہیں رکھتا تاہم خدا کا شکر ہے کہ حیات مسیح کے مرزا قادیانی خود قائل ہوگئے، کیونکہ ان کے نزدیک مسیح جو صلیب پر فوت ہوا تھا اور پھر قبر میں مدفون ہوا تھا، حقیقت میں وہ مرا نہ تھا۔ صرف غشی مشابہ موت تھی اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ مسیح مرا نہیں اور مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ مرا نہ تھا۔ پس مرزا قادیانی کی تحریر سے ثابت ہوا کہ مسیح مرا نہ تھا۔ جب مرا نہ تھا اور اسی حالت میں اٹھایا گیا تو مرزا قادیانی کے قول کے مطابق بھی زندہ بجسد عنصری اٹھایا جانا ثابت ہوا اور رفع روحانی غلط ہوا، کیونکہ روح کا رفع تو موت کے بعد ہوتا اور مسیح پر موت وارد نہ ہوئی تھی۔ غشی اور بیہوشی تھی جیسا کہ مرزا قادیانی خود مانتے ہیں تو ثابت ہوا کہ رفع جسمانی بحالت حیات ہوا۔ الحمدللہ! کہ مرزا قادیانی کے اقرار سے حیات مسیح ثابت ہوئی۔

۵...... مسیح شاگردوں کو بیت عینا تک لے گیا۔ اب ظاہر ہے اسی جسم عنصری کے ساتھ تھا تو شاگردوں کے ساتھ پاؤں سے چلتا گیا اور اسی حالت میں آسمان پر اٹھایا گیا جس کے ساتھ شاگردوں کو دکھائی دیا اور مچھلی اور شہد کھایا اور اسی وقت اسی حالت میں اٹھایا گیا تو ثابت ہوا کہ زندہ بجسد عنصری جو کہ صلیب سے زخمی تھا اسی کے ساتھ اٹھایا گیا جس سے حیات مسیح ثابت ہوئی۔ والحمدلله علیٰ ذالک! یہی ہمارا مقصد تھا جو مرزا قادیانی کے قلم سے نکلا کہ مسیح مرا نہ تھا صرف غشی مشابہ موت تھی۔ اب مرزائیوں کا فرض ہے وہ بتائیں کہ کب فوت ہوا اور کہاں لکھا ہے۔

اس حیات مسیح کی تصدیق قرآن شریف بھی فرماتا ہے: ''وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹)''

یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہیں کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے گا اس کی موت سے پہلے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور کوئی اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ سے نہ ہوگا کہ عیسیٰ کے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لائے گا اور عیسیٰ ان پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ ''قبل موته'' سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اخرج ابن ابی حاتم عن حسن البصری قال قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' یعنی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود کو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے، وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں۔ (تفسیر درمنثور ج۲ ص۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام سے بہت دھوکا دیا جاتا ہے کہ انہوں نے ''متوفیک'' کے معنی ''ممیتک'' کئے ہیں اور حیات مسیح کے بارہ میں جس تقدیم وتاخیر کے وہ قائل ہیں اس کو چھپایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ لکھا جاتا ہے۔

طبقات کبریٰ میں محمد بن سعد محدث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ درج فرماتے ہیں: ''اخبرنا هشام بن محمد ابن السائب عن ابیه عن ابی صالح ابن عباس رضی اللہ عنہ وان عیسیٰ علیہ السلام حین رفع کان ابن اثنین وثلاثین سنة وستة اشهر وکان نبوته ثلاثون شهراً وان الله رفعه بجسدهٗ وانه حیّ الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکاً ثم یموت کما یموت الناس'' (طبقات کبریٰ ج اوّل ص۲۶ مطبوعہ لندن جرمنی)

یعنی خبر دی ہم کو ہشام بن محمد بن السائب نے اپنے باپ صالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تحقیق جب اٹھائے گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان کی عمر ۳۲ سال کی تھی اور ان کی نبوت کا زمانہ تیس مہینے کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا ساتھ جسم کے دراں حالیکہ وہ زندہ تھا اور تحقیق وہ جلد واپس آنے والا ہے دنیا میں اور ہوگا بادشاہ اور پھر مرے گا جس طرح کہ مرتے ہیں اور لوگ۔

صاحبان! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہیں:

۱...... حیات مسیح علیہ السلام: کیونکہ فرماتے ہیں: ’’حــیّ ‘‘یعنی بحالت زندگی بجسد عنصری اٹھائے گئے جس سے رفع روحانی باطل ہوا۔ کیونکہ اگر رفع روحانی ہوتا تو فرماتے: ’’مات ورفع اللہ روحہٗ‘‘

۲...... حضرت مسیح کا ۳۲ برس کی عمر میں ہوا، جس سے مرزائیوں کا فسانۂ کشمیر کہ ۸۷ سال وہاں رہ کر مسیح فوت ہوا، غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جس انجیل کے حوالے سے مرزا قادیانی مسیح کا ہندوستان آنا بتاتے ہیں۔ اسی انجیل میں لکھا ہے کہ واقعہ صلیب ہندوستان سے واپس جاکر مسیح کو پیش آیا۔ (فصل چہارم آیت ا...... سیاح والی انجیل تبّتی) عیسیٰ جس کو خالق نے گمراہوں کو سچا راستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا ۲۹ برس کی عمر میں ہندوستان سے ملک اسرائیل میں ڈالا۔

۳...... اصل مسیح کا دوبارہ آنا ثابت ہوا: ’’فسیرجع الی الدنیا‘‘ فرمایا’’رجع‘‘ کا لفظ اصالتاً نزول ثابت کرتا ہے جو انجیل کے عین مطابق ہے کہ: ’’جاتا ہوں اور پھر آتا ہوں۔‘‘ جس سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت باطل ہوا۔ کیونکہ سب جگہ اصالتاً نزول مذکور ہے۔ بروزی نزول کا نہ انجیل میں ذکر ہے اور نہ کسی حدیث میں۔

۴...... مسیح کا حاکم عادل ہونا یعنی بادشاہ ہونا ثابت ہوا۔ جس سے مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا غلط ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی بادشاہ کجا ایک عہدہ دار بھی نہ تھے۔

۵...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو’’ممیتک‘‘ معنی کئے تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ’’پہلے اٹھاؤں گا اور پھر بعد نزول ماروں گا۔ جس کو تقدیم وتاخیر کہتے ہیں۔ اس تقدیم وتاخیر کا نام سن کر مرزا قادیانی کو ایسا غصہ آیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابی اور چچازاد بھائی رسول اللہ ﷺ کو بھی (نعوذ باللہ) گالیاں دینے لگے اور تقدیم وتاخیر کا نام الحاد اور یہودیت ولعنت رکھا۔

چونکہ میرا مضمون ’’حیات مسیح‘‘ پر ہے اس واسطے میں ان گالیوں کو بیان نہیں کرتا تاکہ مضمون طول نہ ہو، اور تقدیم وتاخیر کی بحث کرتا ہوں آپ صاحبان کا زیادہ وقت نہ لوں۔

صرف اسی قدر پر کفایت کی جاتی ہے جو تقدیم وتاخیر کے متعلق خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔
مرزا قادیانی (مسیح ہندوستان میں ص۵۲، خزائن ج۱۵ ص۵۴) پر لکھتے ہیں: ''اور مطہرک کی پیش گوئی میں یہ اشارہ ہے کہ ایک زمانہ وہ آتا ہے کہ خداتعالیٰ ان الزاموں سے مسیح کو پاک کرے گا اور یہی وہ زمانہ ہے۔'' (یعنی مرزا قادیانی کا زمانہ)

اب ظاہر ہے کہ تطہر بعد میں ہوا اور مسیح کے پیروکار کافروں پر پہلے غالب آئے۔ حالانکہ غالب آنے کا وعدہ تطہر کے بعد ہے۔ یعنی عیسائیوں کی سلطنت واقعہ صلیب کے تین سو برس بعد قائم ہو کہ وعدہ غالب کرنے کا خدا نے پورا کیا۔ مگر تطہر بقول مرزا قادیانی ۱۹سو برس کے بعد مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہوا۔ یہ تقدیم وتاخیر نہیں تو اور کیا ہے۔

دوم: مرزا قادیانی خود قبول کرتے ہیں کہ: ''مسیح نے صلیب سے نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گزاری اور پھر کشمیر میں جاکر ۸۷ برس کے بعد فوت ہوئے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۵، خزائن ج۲۱ ص۴۰۱)

تو تطہر پہلے ہوا یعنی یہودیوں سے مخلصی پہلے ہوئی ان کی گندی صحبت سے پاک پہلے کئے گئے اور توفی کا وعدہ کشمیر میں بعد میں پورا ہوا تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی جس جرم کے واسطے حضرت ابن عباسؓ کو کوستے تھے اسی جرم کے خود مرتکب ہوئے۔

حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں جس میں صاف لکھا ہے کہ مسیح تا نزول زندہ ہے۔ ''**عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر** (رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفا)'' (روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی، پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کے لئے اولاد اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس برس، پھر مریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے، پس دفن کئے جائیں گے نزدیک میرے بیچ مقبرے میرے کے۔ پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں درمیان ابی بکر اور عمر کے جو اس مقبرہ میں مدفون ہیں۔ (مظاہر حق ج۴ ص۳۸۶)

اس حدیث کے الفاظ ''**ثم یموت**'' سے بھی ظاہر ہے کہ زمین پر اتر کر بعد میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

معالم التنزیل میں امام بغوی نے لکھا ہے کہ چار شخص انبیاء میں سے زندہ ہیں۔ زمین پر خضر اور الیاس اور آسمان پر ادریس اور عیسیٰ۔اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

(مظاہر حق ج۴ص ۳۸۷)

صاحبان! انجیل، قرآن شریف اور حدیث کے بعد بزرگان دین کا مذہب لکھا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہی آسمان سے اصالتاً نازل ہوں گے اور پھر فوت ہوں گے۔

۱...... حضرت عمرؓ: جب آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے گئے اور اس میں کچھ علامتیں دجال کی پائی گئیں تو حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں ابن صیاد کو جو دجال ہے ابھی قتل کردوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا قاتل عیسیٰ بن مریم ہے تو دجال کا قاتل نہیں ہے۔ (کنز العمال ج۷ص۲۰۲، از مشکوٰۃ ج۴)

اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ حیات مسیح کے قائل تھے ورنہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ! مسیح تو مرچکا ہے۔وہ دجال کو کس طرح قتل کر سکے گا۔حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی کا تسلیم کر لینا کہ عیسیٰ دجال کو قتل کرے گا ''حیات مسیح'' کی پختہ دلیل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک نہیں۔اگر شرک ہوتا تو اس زمانہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ پر وحی آتی تھی اس وقت اس عقیدہ کی تردید ہو جاتی۔

۲...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو کہ میں آپ کے پاس دفن کی جاؤں۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکر و عمرؓ اور عیسیٰ بیٹے مریم علیہا السلام کے سواء اور جگہ نہیں۔اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے بعد نزول فوت ہوں گے۔

۳...... عبداللہ بن سلامؓ: (درمنثور ج۲ص۲۴۵) ''یدفع عیسیٰ مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر وعمرؓ فیکون قبرہ رابعاً'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبران میں چوتھی قبر ہوگی۔

۴...... (درمنثور ج۲ص۲۴۱) ''ان عیسیٰ لم یمت وانہ رفع الی السماء وھو نازل...... الخ!'' حدیث طویل ہے۔صرف مطلب یعنی حیات مسیح کا فقرہ درج کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نہیں مرے اور آسمان پر اٹھائے گئے۔

۵...... (فتح الباری ج۱۳ص۲۸۱)''اخرج ابن جریر عن الحسن وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته. قال قبل موت عیسٰی والله انه حیّ الآن عندالله''اس حدیث سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۶...... ''اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع ان ربنا لا یموت وان عیسٰی یأتی علیه الفناء''یعنی نبی ﷺ کے پاس نصاریٰ آئے اور اثنائے گفتگو میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب زندہ ہے اور اس پر کبھی فنا نہیں آئے گی اور حضرت عیسیٰ پر فنا آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ عیسیٰ پر موت آنے والی ہے''یأتی'' فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ مر چکا۔ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۷...... ''اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد ورفع الله الیه عیسٰی حیّاً''حدیث طویل ہے۔صرف حیات مسیح کا فقرہ لکھا ہے۔ (تفسیر درمنثور ج۲ص۲۳۸)

۸...... (تفسیر مدارک ج۱ص۱۲۶)''ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے۔ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۹...... (تفسیر خازن ج۱ص۲۴۹)''ومتوفیک بعد انزالک من السماء''یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو ماروں گا بعد تیرے نازل ہونے کے آسمان سے۔ اس سے بھی حیات ثابت ہے۔

صاحبان! حوالے تو بہت ہیں مگر نہ ماننے والوں کے لئے ہزار بھی کافی نہیں۔ البتہ مومن کتاب اللہ کے لئے ایک دو بھی کافی ہیں۔ اب مرزا قادیانی ان نصوص انجیلی وقرآنی اور احادیث وتفاسیر کے مقابل اپنا الہام پیش کر کے فرماتے ہیں کہ:''چونکہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں اور آنے والا مسیح ابن مریم تو ہی ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۹، خزائن ج۲۱ص۲۹۶)

اس واسطے تمام سلف صالحین غلطی پر تھے اور میں حق پر ہوں۔

اس واسطے ضروری ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات پر نظر ڈالی جائے۔ اگر ان کے الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہوں تو ہم مان لیں گے اور اگر مرزا قادیانی کے الہامات قرآن شریف اور حضرت خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے برخلاف ہوں تو پھر ہرگز قابل قبولیت نہیں۔

پہلا الہام: مرزا قادیانی کا جس پر ان کے دعوے کی بنیاد ہے۔ یہ ہے:''یا مریم

اسکن انت وزوجک الجنۃ ’’اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح میں اس طرح فرماتے ہیں: ’’مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے: ’’مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا...... الخ!‘‘ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

آگے چل کر اسی صفحہ (خزائن ج ۱۹ ص ۵۱) پر لکھتے ہیں: ’’پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔‘‘ مرزا قادیانی یہاں بھی تقدیم وتاخیر کے مرتکب ہوئے۔ کیونکہ دردزہ پہلے ہوتا ہے جس کو مرزا قادیانی نے مؤخر کر دیا۔

صاحبان! اہل علم اس قاعدہ سے واقف ہیں کہ اسم علم نہیں بدلا کرتا مریم اور عیسیٰ اسم علم ہیں اور ان کا مفہوم کبھی غیر شخص پر صادق نہیں آسکتا۔ یہ کل دنیا کا قاعدہ اور مسلمہ اصول ہے کہ معنی لفظوں کے ہوتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ لفظ تو بولیں راولپنڈی اور معنی ہوں کلکتہ یا لفظ ہو قادیان اور معنی ہوں پشاور۔ اس طرح تو تمام دنیا کا نظام ہی بدل جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کلکتہ جانے کے لئے ٹکٹ مانگتا ہے کیا ٹکٹ بابو مجاز ہے کہ اس کو پشاور کا ٹکٹ دے دے اور جب پوچھا جائے تو کہے کہ کلکتہ سے پشاور مراد ہے۔ ٹکٹ قادیان کا مانگا جائے تو بمبئی کا ٹکٹ دے کر کہے کہ قادیان سے مراد بمبئی ہے۔

ان مثالوں کے بعد گزارش ہے کہ خدا تعالیٰ غلام احمد کو جو ایک بالغ صاحب اولاد مرد ہے، یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اے مریم! یعنی عورت کے نام سے نہیں پکار سکتا۔ کیونکہ مریم علم ہے اور اگر یہ کہے تو پھر خدا کیسا ایک جاہل سے جاہل ہے۔ (نعوذ باللہ) کہ باوجود علّام الغیوب ہونے کے ایک مرد کو عورت کر کے پکارتا ہے کیا اس کو علم نہیں کہ یہ تو ڈاڑھی والا مرد ہے۔ اس کو مریم کر کے پکارنا جہالت کا اظہار کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص مولوی ثناء اللہ صاحب کو پکارے کہ ’’چراغ بی. بی‘‘ یا مولوی محمد ابراہیم صاحب کو کہے کہ ’’نصرت جہاں بیگم‘‘ تو آپ لوگ اس کو کیا کہیں گے؟ ایسا ہی اگر خدا تعالیٰ غلام احمد کو مریم کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خدا نہیں کوئی اور وجود ہے۔ جس نے انسان کو گمراہ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی نے استعارہ کا استعمال کر کے اپنا عورت ہونا اور حاملہ ہونا اور بچہ جننا اور دردزہ کا ہونا سب لوازمات عورت ثابت کئے ہیں۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ مرزا قادیانی میں نفخ روح کس راہ سے کی گئی۔ کیونکہ وہ مرد تھے، رحم اور عورت کا مقام مخصوص نہ

رکھتے تھے تو بچہ نو ماہ تک کس جگہ رہا اور جنین کس جگہ پرورش پاتا رہا۔

دوم: ایک ہی وجود ماں ہو اور پھر خود اپنے آپ میں حاملہ ہو اور خود پیدا ہو، یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ کیا کوئی نظیر موجود ہے کہ ایک شخص خود ہی اپنی ماں ہو اور خود ہی اپنا بیٹا ہو؟ حضرت مریم علیہا السلام تو عورت تھی اور اس نے اپنے فرج کی حفاظت کی تو خدا تعالیٰ نے بطور کرامت یا معجزہ روح القدس سے اس کو حاملہ فرمایا اور اس نے بچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنا تھا۔ یہ تو نہیں ہوا تھا کہ مریم خود ہی اپنے پیٹ سے پیدا ہو کر عیسیٰ بن گئی تھی۔

سوم: جب مرزا قادیانی کو مریم کے ساتھ مماثلت تامہ نہ تھی یعنی مرزا قادیانی عورت نہ تھے اور نہ انہوں نے اپنی فرج کی حفاظت کی تو پھر روح کا نفخ کس جگہ ہوا اور عیسیٰ کس طرح پیدا ہوا۔ کیا آسمانی کتابوں کی بھی عزت ہے کہ ایک شاعرانہ خیال سے ان کی تردید کی جائے۔ استعارہ تو صرف ایک فرضی امر ہوتا ہے۔ یعنی استعارہ اصلیت سے خالی ہوتا ہے۔ مثلاً سرہوش و پائے فکر استعارہ ہے۔ کیا مرزا قادیانی جب استعارہ کے طور پر حاملہ ہوئے اور پھر عیسیٰ بنے یہ استعارہ ہے تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا مریم اور عیسیٰ ہونا بالکل غلط ہے اور خدا تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) جھوٹ بولا کہ مرزا قادیانی کو مریم اور عیسیٰ کہا۔ پس یا تو یہ الہام غلط ہے اور یا (نعوذ باللہ) خدا نے جھوٹ بولا دونوں صورتوں میں یہ الہام باطل ہوا۔ لہٰذا جب مرزا قادیانی حقیقی طور پر مریم اور ابن مریم نہ تھے تو آنے والا حقیقی مسیح بھی نہ تھے۔

دوسرا الہام مرزا قادیانی کا ہے: ’’**یریدون ان یروا طمثک......** ‘‘ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘ الخ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

اس الہام میں مرزا قادیانی عورت ہی بنے رہے اور ان کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کے بچے پیدا ہوئے۔ کیونکہ بمنزلہ اطفال اللہ لکھا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اطفال اللہ بھی ہوتے ہیں۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی درج ہے ’’**انت منی بمنزلة اولادی**‘‘ (حوالہ مذکورہ)

یعنی اے مرزا تو ہماری اولاد کے جا بجا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی اولاد بھی ہوئی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے: ’’**لم یلد ولم یولد** (الاخلاص:۳)‘‘

چونکہ اس پر اجماع امت ہے کہ جو الہام قرآن کے برخلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ پس مرزا قادیانی کے الہامات اس خدا کی طرف سے نہ تھے جو مسلمانوں کا خدا وحدہٗ لاشریک اور قرآن کا خدا ہے اور اولاد و بیٹے سے پاک ہے۔ علاوہ برآں ایسے ایسے الہامات کا خدا کی طرف سے نہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ ایک طرف تو الہام ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خدا کی بیوی تھے اور یہ دنیا بھر کے مذاہب میں سے کسی مذہب میں بھی جائز نہیں کہ اولاد سے بچے پیدا کئے جائیں۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ تمام قانون اور شریعتوں کا وضع کرنے والا ہو اور قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں میں اولاد سے نکاح منع فرمائے اور خود اپنی اولاد سے اطفال اللہ جناوے۔

پس مرزا قادیانی کا الہام کہ مسیح فوت ہوگیا ہے بمقابلہ انجیل وقرآن واحادیث نبوی وسلف صالحین کے کبھی صحیح نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی مسلمان ایسا ہوسکتا ہے کہ آسمانی کتابوں کے مقابل اور سلف صالحین کے برخلاف جو الہام ہو اس کو تسلیم کرے۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ مدعی کا اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اپنا ہی الہام حجت نہیں ہوسکتا۔ پس وفات مسیح پر کوئی بیرونی شہادت ہونی چاہئے۔ جس طرح ہم نے پہلے انجیل سے پھر قرآن سے، پھر حدیثوں اور سلف صالحین کی رائے سے حیات مسیح ثابت کی ہے۔ اسی طرح مرزائی صاحبان بھی کوئی شہادت اور سند شرعی پیش کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں ان کا نزول نہ ہوگا اور امت محمدی میں سے کوئی عیسیٰ پیدا ہوگا۔ من گھڑت اور طبع زاد ڈھکوسلے ہرگز قابل سماعت نہیں۔ مگر واضح ہو کہ ثبوت عام نہ ہو۔ جیسے ''**کل نفس ذائقة الموت** (العنکبوت:۵۷) **کل من علیها فان** (الرحمٰن:۲۶)'' کیونکہ دعویٰ خاص اور ثبوت عام ہرگز مانا نہیں جاتا۔ اگر زید عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ میں نے بکر سے ایک سو روپیہ لینا ہے اور عدالت ثبوت مانگے تو وہ یہ کہہ دے کہ لوگ قرضہ لیا ہی کرتے ہیں اور ہزاروں قرض داروں کے نام لکھا دے تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہ ہوگا کہ بکر نے ضرور زید سے قرض لیا ہے۔ اسی طرح اگر مرزائی ہزار ثبوت عام پیش کریں جب تک کتاب اللہ سے یہ نہ دکھادیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے یا مسیح پر موت وارد ہوچکی ہے۔ تب تک کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرسکتا۔ اخیر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

خاکسار پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر آنریری سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید الاسلام مارچ ۱۹۲۱ء ص۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے دوسرے سالانہ جلسہ میں مولانا ابراہیم میر کی شرکت

حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا سفر قادیان

حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’۱۹، ۲۰، ۲۱/ مارچ ۱۹۲۱ء کو انجمن اسلامیہ قادیان کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے انجمن حفظ المسلمین امرت سر نے خاکسار کو بھی مدعو کیا۔ ہر چند کہ طبیعت نادرست تھی اور شغل تدریس سے فرصت ہرگز نہ تھی، مگر جلسہ کی اہمیت کشاں کشاں لے گئی۔ (۲۰/ مارچ ۱۹۲۱ء) بٹالہ سے ٹمٹم پر سوار ہوئے۔ قادیان کی سڑک کچی اور سخت خراب وناہموار ہے۔ کہیں ریت ہے کہ وہاں ٹمٹم کا پہیہ سواروں کے بوجھ سے دھنس جاتا ہے، ناچار اتر کر پیدل چلنا پڑتا ہے اور کہیں گڑھے ہیں کہ جب پہیہ ان میں گرتا ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کہیں کچھ مسافت تک ایک پہیے کو سخت اور ہموار زمین مل گئی تو دوسرا پہیہ اتنا ڈھلوان میں چلتا ہے کہ گاڑی الٹ جانے کا خوف رہتا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ خاک اتنی اڑتی ہے کہ قادیانی سواروں کی ہیئت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا قبر سے نکل آئے ہیں (اسی لئے تو میں نے جلسہ قادیان میں کہا تھا کہ عرب قدیم کا شاعر امرء القیس جو اپنے سفر پر فخر کرتا ہوا لکھتا ہے: ’’**وواد کجوف العیر قفر قطعته. به الذئب یعوی کالخلیع المعیّل**‘‘ ترجمہ: میں نے بہت سے ایسے جنگل ومیدان طے کئے جو حمار وحشی کے پیٹ کی طرح خالی تھے۔ ان میں بھیڑیا ہارے ہوئے کثیر العیال جواری کی طرح چیخ چلا رہا تھا۔ وہ اگر قادیان کے جلسے میں آتا تو اپنا فخر بھول جاتا۔ ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

غرض نہایت برا راستہ ہے۔ مجھے سفر کرتے کم وبیش کوئی پچیس سال گزر گئے۔ اس عرصہ میں کچے پکے بہت سے راستوں پر سفر کیا۔ لیکن قادیانی طریق جیسا برا کوئی نہیں دیکھا۔ سچ ہے: جیسی واسی تیسی گھاسی (یہ ایک پنجابی مثل ہے یعنی جیسی بستی ویسا رستہ۔ ابراہیم میر)

اس پر مزید یہ کہ ٹمٹوں کے رخت اور گھوڑوں کے ساز ایسے کہ ماشاء اللہ! ہر دم ٹوٹنے کا خطرہ اور ہر ساعت گرنے کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ ہماری گاڑیاں متعدد تھیں جن پر اصحاب سیالکوٹ، لاہور، امرتسر اور بٹالہ سوار تھے۔ ہماری گاڑی کے آگے جو گاڑی تھی اس کی سواریوں کے بشرے سے حکیم محمد عالم صاحب امرتسری نے معلوم کیا کہ لوگ مرزائی ہیں۔ میں نے غور کی تو آیت: ’’**ینظرون من طرف خفی**‘‘ کے مصداق نظر آئے۔ میرا دل ودماغ اس وقت اس خیال میں تھا اور بالکل اخلاص اور سچائی سے کہہ رہا تھا کہ مرزا قادیانی نے لوگوں سے بہت سا روپیہ بٹورا جو خوراک پوشاک اور زنانہ زیورات میں خرچ کیا، لیکن قادیان کی سڑک جو بٹالہ سے گیارہ میل ہے پختہ نہ بنوا گئے۔ اگر میری رہائش کی جگہ کا رستہ برا ہوتا اور مجھے اپنے مریدوں سے اتنی یافت ہوتی تو خدا کی قسم ساری سڑک پختہ بنوا دیتا۔

میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ مرزا کہاں پیدا ہوئے۔ اگر بٹالہ میں پیدا ہوتے تو لوگوں کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ خدا کی تو سنت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کو کسی ضلع میں پیدا کرتا رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ’’**وما کان ربک مهلک القریٰ حتی یبعث فی امّها رسولاً (القصص: ۵۹)**‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان بستیوں کے ضلع، ام القریٰ میں کوئی رسول برپا نہ کردے۔ ابراہیم میر) مرزاجی دیہات میں کیوں پیدا ہوئے؟

خیر ہم خدا خدا کر کے قادیان پہنچے۔ ظہر کی نماز ادا کر کے جلسہ میں گئے۔ دیکھا تو بہت بڑا مجمع ہے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاری دیوبندی ختم نبوت کے متعلق تقریر فرما رہے ہیں اور جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی کرسی صدارت پر متمکن ہیں اور جناب شیر پنجاب (ثناء اللہ) مدظلہ اور مولوی سید انور شاہ صاحب دیوبندی جیسے مقتدر علماء کرسیوں پر جاگزیں ہیں۔ فقیر بھی بفحوائے:

فقیہے کہن جامۂ تنگ دست در ایوان قاضی بصف بر نشست

سٹیج پر بیٹھ گیا۔ فوراً پیام آیا کہ کچھ بیان کرو۔ میری طبیعت گھر میں ہی نادرست تھی، اس پر ساری رات ریل میں جاگتے کاٹی کیونکہ مردم شماری کی رات تھی۔ پھر دن کو بھی ظہر تک سفر میں رہے اور قادیان کی خستہ وخراب سڑک پر سفر کرنے سے بدن میں سخت کوفت تھی۔ لیکن بحکم ضرورت بیان کرنا پڑا۔ بعد نماز عصر کا اعلان ہوا۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگ نہایت شوق سے جمع ہوتے گئے۔ قبیل نماز مغرب تک مسئلہ صلیب پر بیان ہوا اور نصوص قرآنیہ سے ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام صلیب پر ہرگز نہیں چڑھائے گئے بلکہ کوئی اور شخص جس پر آپ کی شباہت ڈالی گئی سولی دیا گیا اور اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا کہ صلیب کی نسبت مرزا قادیانی کا ماٴخذ اناجیل مروجہ ہیں اور ان کا بیان کئی وجوہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

اوّل: اس لئے کہ ان کتابوں کی سند ان کے مصنّفین تک نہیں پہنچتی۔

دوم: اس لئے کہ خود انہیں میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح کو پکڑنے آئے تو اس وقت آپ کے سب شاگرد بھاگ گئے۔ جب یہ حال ہے تو اس قصہ کا راوی کون ہوا کہ حضرت عیسیٰ سولی دیئے گئے۔

غرض کوئی چشم دید معتبر شہادت نہیں ہے۔

یہودیوں کی گواہی اس لئے معتبر نہیں کہ وہ عیسیٰ کے منکرودشمن ہیں اور عیسائیوں کے پاس اپنے صدر اوّل یعنی حوارین کی شہادت ہے ہی نہیں، کیونکہ وہ موقع پر حاضر نہیں تھے۔

پس صلیب کا ثبوت کسی مؤمن کی زبان سے ہرگز ثابت نہیں۔ اسی لئے قرآن نے اس کی نفی صاف الفاظ میں کی۔

سوم: اس لئے کہ خود اس قصے کی تفصیل میں اناجیل میں سخت اختلاف ہے:

کسی میں لکھا ہے کہ آپ کو یہودا اسکریوطی نے بوسہ لینے کے بہانے سے بتا کر پکڑوایا۔

کسی میں لکھا ہے کہ پکڑنے والوں کو حضرت مسیح نے خود بتایا کہ مسیح میں ہوں۔

کسی میں لکھا ہے کہ پطرس نے مرغ کے بانگ دینے سے پیشتر دو دفعہ مسیح کا انکار کیا اور کسی میں لکھا ہے کہ تین دفعہ۔

کسی میں لکھا ہے کہ آپ کے پکڑنے والوں نے شمعون قرینی کی بیگار میں پکڑا اور آپ کی صلیب اس کو اٹھوائی اور وہ اٹھا کر مقام گلکتا تک لے گیا۔

اور کسی میں لکھا ہے کہ خود مسیح اس مقام تک اٹھا کر لے گئے۔

کسی میں لکھا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی نے جو تیس روپے کی رشوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے میں لی تھی واقعہ صلیبی کے بعد وہ روپے ہیکل میں لے گیا اور اپنے کئے پرنادم ہوا اور وہاں سردار کے سامنے پھینک کر چلا آیا اور اپنے گلے میں رسہ پھانس کر مر گیا۔

اور کسی میں لکھا ہے کہ اس نے ان روپیوں کا ایک کھیت خریدا۔ جب وہ اس میں گیا تو وہاں گر پڑا۔ جس سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں اور وہ مر گیا۔

غرض ایسے اختلافات کے ہوتے ہم ان کتابوں کے بیانات کی تصدیق نہیں کر سکتے چہ جائے کہ قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہوں۔

اس کے بعد القائے شباہت کے متعلق جارج سیل صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن شریف سے حاشیہ بذیل آیت: ’’ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)‘‘

پڑھ کر سنایا کہ مسئلہ صلیب کے متعلق خود عیسائیوں کے قدیم فرقوں میں اختلاف رہا ہے۔ چنانچہ سیرنتھین اور کارپاکریشینز جو شروع عیسویت کے قریب ہوئے ہیں، حضرت مسیح کی بجائے ایک اور شخص صلیب دیا گیا تھا جو شکل وشباہت میں ان کے مشابہ تھا۔

غرض اس مسئلہ کی نہایت زور سے تردید کی اور قرآن شریف سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ قول خدا کے نزدیک سبب لعنت کا ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

نماز مغرب کا وقت قریب آیا اور جلسہ رات کے لئے ملتوی کیا گیا۔ باقی

ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: مسئلہ وفات مسیح پر مرزائیوں کو بہت ناز ہے۔ ادھر سے اسے بے مطلب اور بے تعلق جان کر طرح دی جاتی ہے۔ مگر قادیان میں اس کی بابت بھی اعلان کیا گیا کہ قادیان کے جلسے میں تو افسران مقررہ کی اجازت نہیں، بٹالہ چل کر اسی مسئلہ پر بحث کرلیں۔ اہل بٹالہ نے بڑے زور سے چیلنج دیا لیکن مرزائیوں کی طرف سے قبولیت نہ ہوئی۔ اب آئندہ ان کا کوئی حق نہ ہوگا کہ اس مسئلہ پر بحث کی خواہش کریں۔

(اہل حدیث ۸/اپریل ۱۹۲۱ء ج۱۸ نمبر۲۲ ص۶،۷)

(تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاؤالدین ج۵۰ ص۱۱۳تا۱۱۷)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے تیسرے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

تیسرے سالانہ جلسہ ۱۹۲۲ء
انجمن اسلامیہ قادیان کی
کارروائی نہ مل سکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحبان! مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ’’وہ مسیح موعود ہیں اور جس عیسیٰ بن مریم نبی اللہ علیہ السلام کی خبر حضرت مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہوئی ہے وہ عیسیٰ میں ہوں اور چونکہ آنے والا نبی اللہ ہے، اس واسطے میں نبی اللہ اور رسول اللہ ہوں۔‘‘

چونکہ دعویٰ بلا دلیل ہر ایک کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک کنگال نادار شاہ ہفت اقلیم ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے اور ایک بزدل دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ رستم زمان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے واسطے کوئی معیار مقرر ہو جس پر وہ پرکھا جاوے کہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ مسلمانوں کے پاس تو ایک معیار موجود ہے جس کے رو سے مرزا قادیانی نبوت ورسالت میں بالکل جھوٹے ہیں اور وہ معیار اوّل قرآن شریف، پھر حدیث رسول اللہ ﷺ اور پھر اجماع امت ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد کسی قسم کا جدید نبی نہیں ہوسکتا۔ وہ حدیث یہ ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود قرآن شریف کی آیت خاتم النّبیین کی تفسیر فرمادی ہے۔ اب کسی کا منصب نہیں کہ آنحضرت کی تفسیر چھوڑ کر اپنے من گھڑت معنی کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ یعنی میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے جو کہ گمان کریں گے کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین نہیں کوئی نبی میرے بعد۔ خاتم النّبیین کے معنی رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیئے یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ کسی امتی کو نہ مانے چاہے وہ ہزار معجزہ دکھائے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ حضرت خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے جو بعد جو شخص دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے اور جو شخص مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیوں معجزہ طلب کرنا حضور اقدس ﷺ کی حدیث ’’لا نبی بعدی‘‘ کی تکذیب ہے۔

(الخیرات الحسان مطبوعہ مصر ص۵۰ سطر۹)

مگر ہم مرزائی صاحبان کی خاطر بطور فرض محال ان کے مقرر کردہ معیار سے ثابت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں سچے نہ تھے اور جو معیار انہوں نے اپنی صداقت کے خود مقرر کئے تھے انہی کے رو سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی کے مقرر کردہ معیار

ہم اس واسطے پیش کرتے ہیں تاکہ مرزائی صاحبان یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تمہارے مقرر کردہ معیار نہیں مانتے۔

مرزا قادیانی (اشتہار خدا سچے کا حامی ہو ص۱،۲ مندرجہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹، ۴۱۰) میں لکھتے ہیں کہ: ''اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے، چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ ''المسیح الدجال'' میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے...... اس نے یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے...... پھر لکھا ہے کہ ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص (یعنی مرزا قادیانی) کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں) کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے۔ کیوں کہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افتراء کر رہا ہوں...... تو اس صورت میں تمام بدکاروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لئے میں اس وقت دونوں پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں۔''

پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے

شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پرتو نے وقت کو نہ پہچانا، نہ دیکھا، نہ جانا'' رب فرّق بین صادق و کاذب انت تریٰ کل مصلح و صادق ''یعنی اے رب سچے اور جھوٹے میں فرق کر تو تمام صادقوں اور اصلاح کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔''

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو ص۲ مندرجہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱)

صاحبان! اب مطلع صاف ہے یعنی اگر مرزا قادیانی عبدالحکیم کی پیش گوئی کے مطابق فوت ہوئے تو مرزا قادیانی اپنے ہی مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں کہ: ''میں چونکہ مفتری و کذاب نہیں جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے۔ اس لئے مجھ کو اس کی پیش گوئی کے مطابق تین سال کی میعاد کے اندر موت نہ آئے گی۔ جس کے باعث میں مفتری و کذاب ثابت ہوسکوں اور ایسی ذلت کی موت مروں جس کے آگے پیچھے لعنت ہو اور میں چونکہ سچا ہوں، مفتری کذاب نہیں ہوں اس واسطے میں تین سال کے اندر نہ مروں گا۔

صاحبان! اس پیش گوئی کی میعاد ۱۲رجولائی ۱۹۰۶ء سے ۱۱رجولائی ۱۹۰۹ء تک تھی مگر خداتعالیٰ کی عدالت آسمانی سے یہ فیصلہ ہوا کہ مرزا قادیانی ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء میں اچانک بمرض بند ہیضہ لاہور میں فوت ہوگئے اور خداتعالیٰ نے اپنی عدالت اور قدرت سے ثابت کردیا کہ مرزا قادیانی ویسے ہی تھے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان سمجھتا تھا اور کہتا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کے الہامات خداتعالیٰ کی طرف سے نہ تھے کیونکہ اگر خداتعالیٰ کی طرف سے ہوتے تو مرزا قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے سامنے نہ مرتے۔ مرزا قادیانی کا الہام تھا۔ ''دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود وتباہ ہوگا۔''

(اشتہار تبصرہ ۵رنومبر ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہارات جدید ج۲ ص۲۰۷)

نہ مرزا قادیانی سلامتی کے شہزادے ہی ثابت ہوئے اور نہ فرشتوں کی کچھی ہوئی تلوار نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو ہلاک کیا بلکہ الٹا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی سے ثابت کردیا کہ مرزا قادیانی کاذب تھے جو کہ عبدالحکیم خان کی موجودگی میں اس کی پیش گوئی کے مطابق ہلاک ہوئے اور عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کے بعد بھی چودہ پندرہ برس تک زندہ رہا۔

صاحبان! توریت میں سچے نبی کی معیار جو مقرر کی گئی ہے وہ یہ ہے: ’’اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اس نے کہا واقع نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔‘‘ (کتاب استثناء باب ۱۸، آیت ۲۱و۲۲)

اب چونکہ عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کی زندگی میں ہلاک نہ ہوا اور مرزا قادیانی خود ہی ہلاک ہوگئے تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نہ تو سچے نبی تھے اور نہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوتے تھے، اگر مرزا قادیانی کو الہام خدا کی طرف سے ہوتے تو ضرور پورے اور سچے ہوتے۔

دوم: سچے الہام کی شرط یہ ہے کہ الہام کا مضمون قرآن وحدیث وشریعت محمدی کے مخالف نہ ہو۔ اسی واسطے سلف صالحین نے اصول مقرر کیا ہوا ہے کہ الہام پر تب عمل کرنا چاہئے جب کہ اس کی تصدیق قرآن وحدیث سے ہو جاوے۔

۱...... حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ الہام وکشف پر عمل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ قرآن اور حدیث اور نیز اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔

۲...... حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ الہام پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہو جاوے۔

مگر سخت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی بزرگان دین اسلام کے برخلاف لکھتے ہیں کہ جو حدیث میرے الہام کے برخلاف ہو وہ ردّی ہے۔ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

’’جو حدیثیں میرے الہام کے مخالف ہیں ہم انہیں ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ص۵۱ حاشیہ) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’مجھ کو اطلاع دی گئی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف لفظی ومعنوی میں آلودہ ہیں یا سرے سے ہی موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہوکر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کردے۔‘‘

افسوس! صد افسوس! ایک طرف کہا جاتا ہے کہ:

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام

اور دوسری طرف ڈھیروں کے ڈھیر حدیثیں ردی کرتے ہیں۔ حدیث تو بجائے خود رہی اب تو نجات کا ٹھیکہ بھی مرزا قادیانی کو مل گیا ہے۔ (اربعین نمبر۴ ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) وہ لکھتے ہیں: ''اب دیکھو خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔''

حضرات! اس قدر دلیری تو مسیلمہ کذاب نے بھی نہ کی تھی کہ حضرت خاتم النّبیین کو معزول کر دیا ہو۔ جب نجات مرزا قادیانی کے ہاتھ میں ہے تو پھر شریعت محمدی منسوخ ہے اب تو کرشن قادیانی کی ''جے'' سے نجات ہے جو ہندو تھا۔ (نعوذ باللہ)

صاحبان! اب میں مرزا قادیانی کی وحی اور تعلیم آپ کو دکھاتا ہوں جو کہ ذریعۂ نجات بتائی جاتی ہیں تاکہ آپ خود سوچیں کہ مرزا قادیانی کی تعلیم والہام ذریعۂ نجات ہیں یا دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔

۱...... ''**یا قمر یا شمس انت منی وانا منک**'' یعنی اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔ یعنی خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو کہتا ہے کہ اے مرزا ''تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے'' جس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی خدا کے باپ تھے۔ (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

۲...... ''**انت من مائنا وهم من فشل**'' یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔'' (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

یہاں مرزا قادیانی عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ کیونکہ وہ تو حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ مانتے ہیں مگر خدا کے پانی سے نہیں مانتے۔

۳...... (تعلیم مرزا قادیانی جو کہ الہامی ہے) ''حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھول دیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنے جمیع اجزاء کے اس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اس کے اعضاء کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں بلکہ ہر وقت اس روح اعظم سے قوت پاتا ہے جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضاء کا ہے...... غرض یہ مجموعہ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقع ہے۔'' الخ! (توضیح المرام ص۷۴، خزائن ج۳ ص۸۹)

صاحبان! غور فرمائیے کہ یہ حکیم مطلق کی تعلیم ہے یا سوامی دیانند کی جس نے مرزاقادیانی کو عالم کا انادی ہونا بتایا۔ کیونکہ جب عالم خداتعالیٰ کے اندام واعضاء کی طرح ہے تو انادی ہوا اور انادی ہوا تو یہ عالم حادث نہ رہا اور قرآن شریف اس عالم کو حادث فرماتا ہے۔ مرزاقادیانی چونکہ آریہ ہیں اس واسطے ایسا لکھتے ہیں۔ دیکھو الہام مرزاقادیانی ’’تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲)

حضرات! یہ ہے تعلیم والہام مرزاقادیانی (محض کفروشرک) جسے مرزاقادیانی ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ مگر اسی پر بس نہیں۔ پھر مرزاقادیانی لکھتے ہیں: ’’قیّوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بیشمار ہاتھ بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا۔ عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔‘‘ معاذ اللہ! (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

قرآن شریف تو فرماتا ہے ’’لیس کمثله شیٔ‘‘ کہ اس کی مثال جیسی کوئی شے نہیں۔ مگر قادیانی تعلیم بتاتی ہے کہ خداتعالیٰ ایک موذی دریائی جانور کی طرح ہے۔ صاحبان یہ ہے قادیانی اسلام وتعلیم جو جدید نبی خدا کی طرف سے لایا ہے اور اس کو ذریعہ نجات قرار دیتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں: ’’مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے۔ اس کے فنافی اللہ ہونے کی حالت میں خداتعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر سوار ہو جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۶۵، خزائن ج۳ ص۸۴)

(توبہ توبہ) خدا ہے یا پولیس لائن کا شترسوار؟ یہ مثال بھی خلاف قرآن ہے۔

حضرات! جب مرزاقادیانی کے الہامات اور تعلیم قرآن اور حدیث کے برخلاف ہوئے تو ثابت ہوا کہ یہ اس خدا کی طرف سے نہیں جو قرآن اور محمد ﷺ کا خدا ہے کیونکہ اسی خدا کی طرف سے اگر یہ الہامات اور تعلیم ہوتے تو قرآن کے برخلاف نہ ہوتے۔ پس نہ تو مرزاقادیانی سچے نبی تھے اور نہ ان کی تعلیم ذریعۂ نجات ہوسکتی ہے۔

۴...... ملہم کا راست باز ہونا شرط ہے کیونکہ اگر ملہم راست باز نہ ہو تو کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ مدعی الہام سے باتیں کرتا ہے۔ جب ایک شخص جھوٹ بولنے والا ہو اور کہے کہ خدا نے مجھ کو یہ کہا ہے تو کوئی شخص اعتبار نہیں کرتا۔ کیونکہ لوگ اس کو جھوٹا جانتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ مدعی الہام راست باز ہو مگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں۔ چونکہ وقت کم ہے، اس لئے میں ان کے جھوٹ کا صرف ایک ہی نمونہ پیش کرتا ہوں۔

''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

صاحبان! یہ کس قدر جھوٹ ہے جو مرزا قادیانی نے صرف اپنی غرض کے واسطے بولا کہ مسیح علیہ السلام بعد نزول شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا، کوئی مرزائی کسی اسلامی کتاب کا نام بتا سکتا ہے جس میں ایسا لکھا ہے جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے تو ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ہم اس کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔ اگر کوئی مرزائی نہ بتا سکے تو پھر مرزا قادیانی کے مفتری اور جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ جب مرزا قادیانی جھوٹے ہیں تو پھر دعویٰ الہام میں بھی ہرگز سچے نہیں صرف اپنی خوابوں پر دھوکہ خوردہ تھے کہ کوئی قرآن کی آیت حالت خواب میں سن لیتے یا ان کی زبان پر جاری ہوتی تو اس کو وحی اور الہام سمجھتے اور یہی ان کی ٹھوکر کا باعث ہے۔ کسی آیت میں مریم کا نام آیا تو مریم بن بیٹھے اور عیسیٰ کا نام آیا تو عیسیٰ اپنے آپ کو زعم کرتے۔ نبی ورسول کا نام آتا تو نبی ورسول بن جاتے حالانکہ خواب دیکھنا ایک معمولی بات ہے ہر کوئی دیکھتا ہے اور مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (توضیح المرام ص ۸۴، خزائن ج ۳ ص ۹۵) میں لکھتے ہیں کہ: ''بدکار، فاسق فاجر بھی کبھی کبھی سچے خواب دیکھ لیتے ہیں۔''

فرق صرف یہ ہے کہ عام لوگ اپنے خواب لکھتے نہیں اور مرزا قادیانی لکھ کر رکھ لیتے تھے اور جب موقعہ ملتا تھا تاویلات باطلہ سے اس کو سچا کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر شان خدا کہ پھر بھی جھوٹے ہی ہوتے جیسے کہ منکوحہ آسمانی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ملاں محمد بخش لاہوری وغیرہم کے بارے میں ہوا۔

صاحبان! اب میں کئی ایک بزرگان دین کی عبارات آپ کو سناتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ مرزا قادیانی نے عمداً امت محمدیہ کو دھوکہ دینے کے واسطے جھوٹ لکھا ہے اور مسلمانوں پر افتراء کیا ہے کہ وہ ایسے نبی کے منتظر ہیں۔

۱...... علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: ’’**فانه یحکم بشریعة نبینا**‘‘

۲...... حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے باب ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ یہ دروازہ (نبوت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا ہے۔ اب کسی کو یہ بات میسر نہیں کہ کسی شریعت منسوخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسیٰ علیہ السلام جس وقت اتریں گے تو اسی شریعت محمدیہ پر حکم کریں گے۔

۳...... (مجمع البحار ص۱۰۲) پر لکھا ہے: ’’**فیبعث اللّٰه عیسٰی ان ینزله من السماء حاکماً بشرعنا**‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارے گا اور وہ ہماری شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔

۴...... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آسمان سے نزول فرماویں گے تو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے۔

(ص۳۶ دفتر سوم مکتوب ۱۷، اردو ترجمہ)

ان بزرگان دین کی عبارات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنے والا کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی شریعت بھی رکھتا ہوگا مگر اس پر عمل نہ کرے گا اور شریعت محمدی پر عمل کرے گا جس سے مرزا قادیانی کے تمام دعاوی باطل ہوگئے اور ان کا یہ کہنا بالکل غلط ثابت ہوا جو لکھتے ہیں کہ ایک فرد امت میں سے مسیح موعود ہوکر نبی اللہ ہوگا۔ کیونکہ آنے والا وہی عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صاحب کتاب وشریعت ہے جو کہ حضرت خاتم النّبیین سے چھ سو برس پہلے

تھا۔ یہ عقیدہ ایسا اجماعی ہے کہ مرزا قادیانی پہلے خود بھی اسی عقیدہ پر تھے۔ چنانچہ اپنی الہامی کتاب میں لکھتے ہیں: ’’اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جاوے گا۔‘‘

(براہین ص۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

اب فیصلہ آسان ہے کہ یہ عبارت بھی مرزا قادیانی کی الہامی ہے اور حقیقت الوحی کی عبارت جو اوپر درج ہو چکی ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آویں گے تو (نعوذ باللہ) سور کا گوشت کھائیں گے اور شراب پئیں گے اور شریعت اسلامی کے حلال وحرام کی پرواہ نہ کریں گے۔ آپس میں مخالف اور متعارض ہیں اور دونوں کا مضمون ایک دوسرے کے برخلاف ہے یعنی ایک میں لکھا ہے کہ اسلام پھیلا دیں گے اور دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ شراب پئیں گے اور سور کا گوشت کھائیں گے اور بجائے قرآن شریف کے انجیل پڑھیں گے اور بجائے خانہ کعبہ کے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور بجائے مسجد کے گرجا کی طرف جائیں گے۔ اس قدر بھاری اختلاف ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کو مکالمہ ومخاطبہ الٰہی کا مرتبہ حاصل نہ تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتا دیا ہے کہ جس کلام میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ان دو باتوں سے ایک ہی سچی ہے۔ اب جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنے کے واسطے کوئی مسلمہ معیار ہونا چاہئے اور وہ معیار یہ ہے کہ جو الہام وتحریر قرآن اور حدیث کے برخلاف نہ ہو وہی سچ ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اب میں ثابت کروں گا کہ مرزا قادیانی کی پہلی تحریر الہامی مندرجہ براہین احمدیہ سچی ہے۔ کیونکہ وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے برخلاف نہیں بلکہ بخاری کی حدیث کے مطابق ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ: ’’قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں بقاء جان میری کی ہے تحقیق اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو یعنی باطل کر دیں گے دین نصرانیہ کو اور قتل کریں گے خنزیر کو یعنی حرام کر دیں گے اس کے پالنے اور کھانے کو اور بہت ہو گا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی یہاں تک کہ ہو گا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر اس چیز سے جو دنیا میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ اگر اس میں شک وشبہ رکھتے ہوتو پڑھو یہ آیت کہ: ’’نہیں کوئی اہل کتاب (یعنی یہود ونصاریٰ) میں سے مگر ایمان لائے گا عیسیٰ پر پہلے مرنے عیسیٰ کے۔‘‘ روایت کی یہ بخاری نے۔ (مظاہر حق ج۴ص۳۸۴ نولکشوری)

صاحبان! حدیث رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کردیا ہے کہ آنے والا حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہے اور وہ آکر دین نصرانیہ کو باطل کرے گا اور اسلامی شریعت پر عمل کرے گا۔ چونکہ یہ اصول مقرر ہے کہ جو الہام قرآن حدیث کے برخلاف ہو وہ مردود ہے، اس لئے مرزا قادیانی کی بعد کی تحریر مردود ہے اور وہ یہ ہے کہ: ’’مسیح شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔‘‘ (نعوذ باللہ) اور مرزا قادیانی کی پہلی تحریر کہ جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جاوے گا۔ چونکہ قرآن شریف اور حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت محمدیہ کے موافق ہے۔ اس واسطے درست ہے اور مرزا قادیانی کو اس بات کا خود اقبال ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً ہوگا اور وہ امت محمدیہ میں شامل ہوگا۔

مرزا قادیانی کی اصل عبارت یہ ہے: ’’اس بات پر تمام سلف وخلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسیٰ جب نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۶۹، خزائن ج۳ص۴۰۷)

صاحبان! غور فرماویں کہ مرزا قادیانی کی اس عبارت کا جھوٹا ہونا ان کی اپنی تحریر سے ثابت ہوگیا کیونکہ جب عیسیٰ بعد نزول بقول ان کے امت محمدیہ میں داخل ہوگا تو مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شراب پئیں گے اور سور کا گوشت کھائیں گے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور بجائے مسجد کے گرجا میں جائیں گے۔ جب مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہے تو پھر ان کے تمام دعاوی کہ مجھ کو الہام ہوا ہے اور خداتعالیٰ نے مجھ کو ہی مسیح موعود بنایا ہے اور اب نجات کا مدار میری بیعت اور میری تعلیم پر ہے۔ یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ کیونکہ اوّل ان کا نبی ہونا فاسد ہے اور اس پر مسیح موعود ہونا فاسد علی الفاسد ہے۔ خداتعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنہ عظیم سے بچاوے اور رسول اللہ ﷺ کی تکذیب سے

اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین! کیونکہ جو شخص یہ مان لے گا کہ غلام احمد ولد غلام مرتضٰی صاحب ہی آنے والا مسیح موعود ہے تو وہ حضرت مخبر صادق رسول پاک ﷺ کو صریح جھٹلانے والا ہے جب کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، وہی اصالتاً نازل ہونے والا مسیح ہے۔ مگر مرزا جی اور ان کے مرید کہتے ہیں کہ نہیں۔ آنے والا تو غلام احمد ولد غلام مرتضٰی قادیانی ہے کیونکہ مسیح فوت ہو چکا، نہیں آسکتا۔

صاحبان! حضور سرور کائنات ﷺ کی جناب میں یہ کس قدر گستاخی ہے کہ آنحضرت مخبر صادق ﷺ کو قرآن شریف نہ آتا تھا کہ بقول مرزا قادیانی تیس آیات میں اور بقول حکیم خدا بخش مصنف عسل مصفی ساٹھ آیات میں وفات مسیح مذکور ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ سمجھ نہ آئی کہ مسیح تو مر چکا ہے اور جو مر جاوے وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ میں مسیح کا دوبارہ آنا کیوں بتا رہا ہوں اور اپنی امت کو مشرک بنا رہا ہوں۔

اور کس قدر خیرہ چشمی ہے کہ کہا جاتا ہے: ''آنحضرت ﷺ کو مسیح موعود اور دجال کی حقیقت معلوم نہ تھی۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

اس طرح حضور علیہ السلام کی رسالت بھی باطل ہوتی ہے کہ پیغام الٰہی کو سمجھتے نہ تھے۔ جب مسیح اور دجال کی حقیقت کو نہ سمجھتے تھے اور سمجھے تو غلط سمجھے کہ بجائے غلام احمد کے عیسیٰ کا نزول سمجھے اور ہر ایک حدیث میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہی فرماتے رہے اور غلام احمد ایک بار بھی نہ فرمایا تو کیا اعتبار ہے کہ دوسرے حالات قیامت ومضامین وحی الٰہی درست سمجھے ہوں۔ جب امان اٹھ جائے اور کسی رسول کی (نعوذ باللہ) ایک بات بھی غلط ہو جاوے تو وہ بروئے توریت سچا رسول نہیں۔

مسلمان غور فرماویں کہ اگر مسیح علیہ السلام کو زندہ سمجھا جاوے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ درازیٔ عمر خدا تعالیٰ پہلے رسولوں کو دیتا آیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی مدت تبلیغ ہی ہزار برس سے زیادہ ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس میں تو خدا تعالیٰ کی بھی ہتک ہے کہ اس کے تکلم میں نقص ہے کہ وہ ساٹھ دفعہ فرماتا ہے مسیح مر چکا۔ مگر ایسے طریقہ پر بیان کرتا ہے کہ مخاطب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے کامل انسان کی سمجھ میں نہیں آتا اور چیستان کے طور پر بیان کرتا ہے اور

صاف لفظوں میں ایک جگہ بھی نہیں فرماتا کہ:''مات عیسٰی ''یعنی عیسیٰؑ مر گیا بلکہ امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کے واسطے خاموش بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہے اور اس کا رسول آخرالزمان ﷺ (نعوذباللہ)غلطی کررہا ہے کہ ہر ایک حدیث میں عیسیٰؑ بن مریم علیہما السلام کو امت میں نازل ہونے والا بتارہا ہے۔حالانکہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ:''ثم ان علینا بیانہ (القیامۃ:۱۹)''یعنی اے محمد ﷺ قرآن کا سمجھانا ہمارا کام ہے۔مگر آنحضرت ﷺ کو وفات تک نہ بتایا گیا کہ مسیح مرچکا ہے۔بلکہ مرزا قادیانی کو بھی پہلے اسی عقیدہ پر رکھا کہ حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں آویں گے۔کیا اس وقت مرزا قادیانی کو قرآن نہ آتا تھا الہام تو انہیں اس وقت بھی ہوتا تھا اور براہین احمدیہ انہی کی الہامی کتاب ہے۔غرض یہ فاسد عقیدہ ہے کہ آنے والا مسیح عیسیٰؑ بن مریم نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہیں۔اس طرح تو مرزا قادیانی سے پہلے بھی کئی مسیح موعود گزر چکے ہیں اور چونکہ ان سے وہ کام نہ ہوئے جن کی خبر حضرت مخبر صادق ﷺ نے دی تھی۔اس واسطے وہ جھوٹے سمجھے گئے۔مثلاً پہلا شخص فارس بن یحییٰ جو مصر میں مدعی ہوا۔دوسرا شخص امام سباتہائی۔تیسرا شخص مبیک نامی ایک حبشی۔چوتھا ایک انگریزی عیسائی مسٹر وارڈ۔پانچواں شیخ محمد خراسانی۔ (عسل مصفی ہدیہ مہدویہ)

جب یہ لوگ نبی اللہ نہ تھے اور نہ مسیح موعود کے کام ان سے ہوسکے۔لہٰذا جھوٹے سمجھے گئے تو اب مرزا قادیانی سے بھی جب مسیح موعود اور مہدی کے کام نہ ہوئے اور مسلمان بجائے غالب آنے کے مغلوب ہوئے اور بجائے کسر صلیب ہونے کے اسلام کو صدمہ پہنچا تو پھر مرزا قادیانی بھی دوسرے مدعیان کی طرح جھوٹے ہوئے نہ کہ سچے مسیح موعود۔خداتعالیٰ بحرمت حضرت سرور کائنات ﷺ جملہ اہل اسلام کو اس قسم کی باطل پرستی اور دیگر ہر قسم کی گمراہی سے بچاوے۔آمین!اختتام بردعا:

بادشاہا جرم ما را در گزار ما گنہگاریم تو آمر زگار
چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آندم کز بدن جانم بری از جہاں بانور ایمانم بری

خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام مارچ ۱۹۲۲ء ص ا تا ۱۳)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے چوتھے سالانہ جلسہ کی کارروائی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۶/ مارچ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ بٹالہ

بیان: مولوی محمد ادریس دیوبندی

// مولوی محمد داؤد خلف الرشید مولوی نور احمد

بعد نماز عشاء: جامع مسجد بٹالہ

بیان: مولانا فضل حق ہزاروی چنیوٹ

اجلاس اوّل: ۱۷/ مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز ظہر قادیان

صدارت: مولوی محمد نعیم لدھیانوی

بیان: مولوی فضل حق ہزاروی

// بابو حبیب اللہ کلرک

// بابو پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام

دوسرا اجلاس: بعد از عصر

بیان: مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

تیسرا اجلاس: ۱۸/ مارچ ۱۹۲۳ء نشست صبح

بیان: مولوی محمد امین

// بابو حبیب اللہ

// مولانا محمد ادریس دیوبندی

// مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

چوتھا اجلاس: ۱۸/ مارچ ۱۹۲۳ء بعد از ظہر

بیان: مولانا ثناء اللہ امرتسری

// ابوتراب حکیم محمد عبدالحق

پانچواں اجلاس: ۱۸/ مارچ ۱۹۲۳ء بعد از عشاء

بیان: مولوی بدر الاسلام دیو بندی

بعد ازاں گزشتہ روز کی بقیہ تقریر میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی

چھٹا اجلاس: ۱۹/ مارچ ۱۹۲۳ء نشست صبح

بیان: مولوی ابوالبیان محمد داؤد خلف مولوی نور احمد

〃 مولانا ثناء اللہ امرتسری

〃 مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

کیفیت چوتھا سالانہ جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

برادران اسلام کی آگاہی کے واسطے مختصر طور پر کیفیت جلسہ علماء اسلام اہل سنت والجماعت جو کہ بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا اور ۱۹/ مارچ ۱۹۲۳ء کو بامن وامان حکام وقت کی خوبی انتظام سے سرانجام پایا جس کے واسطے مسلمان گورنمنٹ اور اہل کاران پولیس وصاحب مجسٹریٹ بہادر کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔

مختصر حالات جلسہ یہ ہیں کہ حسب درخواست برادران اسلام بٹالہ علمائے اسلام نے ۱۶/ تاریخ ماہ مارچ ۱۹۲۳ء کو جامع مسجد بٹالہ میں نماز جمعہ ادا کی۔ شہر بٹالہ کے ریلوے اسٹیشن سے لے کر جامع مسجد تک جلوس کی رونق اور اللہ اکبر! کے نعرے قابل دید وشنید تھے کہ اعدائے دین کے دلوں کو ہلائے دیتے تھے۔ بعد نماز جمعہ پہلے مولوی محمد ادریس صاحب دیوبندی نے نہایت معقول اور دلچسپ وعظ فرمایا اور اہل اسلام کو فتنۂ ارتداد کی روک تھام کے واسطے کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ان کے بعد نوجوان پرجوش مولوی محمد داؤد صاحب خلف الرشید مولانا مولوی نور احمد صاحب (امرتسری) نے مؤثر تقریر فرمائی اور سامعین نے اس ہونہار نونہال اسلام کی درازی عمر کے واسطے دعا کی۔

عشاء کی نماز کے بعد مولانا مولوی فضل حق صاحب ہزاروی حال وارد چنیوٹ جو کہ ایک مشہور واعظ ہیں انہوں نے جامع مسجد بٹالہ میں وعظ فرمایا۔ ۱۷؍تاریخ ماہ مارچ ۱۹۲۳ء کی صبح کو اراکین نماز کمیٹی امرت سر وممبران وعہدہ داران ینگ مسلم لیگ ایسوسی ایشن بٹالہ نعت خوانی کرتے ہوئے اشتیاق اور ہمدردی اسلامی اور حمایت ملی کے، گھوڑوں پر سوار ہوکر قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے بعد چائے نوشی کرکے علماء اسلام ودیگر حضرات ٹانگوں اور ٹمٹوں پر سوار ہوکر قادیان پہنچے۔ اس وقت کا نظارہ زبان حال سے پکار رہا تھا:

در بزم وصال تو بہنگام تماشہ   نظارہ جیندن مژگان گلہ دارد

خدا کی شان نظر آتی تھی کہ ایسے چھوٹے قصبہ میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان کہاں سے آگئے اور تعجب یہ ہے کہ مالکان قصبہ وخاندان مصنوعی نبوت سے کوئی نظر نہ آتا تھا بلکہ عام مرزائیان میں سے بھی کوئی صاحب دیکھنے میں نہ آیا۔ سنا جاتا تھا کہ میاں صاحب کا حکم ہے کہ کوئی مرزائی شامل جلسہ اہل اسلام نہ ہو۔ میاں صاحب کی مہمان نوازی کا یہ عالم کہ اگر کوئی شخص ملنے کی بھی خواہش رکھتا تو جواب ملتا کہ حکم نہیں۔

۱۷؍تاریخ کا پہلا اجلاس پچھلے پہر منعقد ہوا اور مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی باتفاق رائے صدر مقرر ہوئے اور الحمدللہ! کہ مولوی صاحب نے اپنی ڈیوٹی بہ احسن انجام دی۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد مشاہیر علماء میں سے مولوی فضل حق صاحب نے تقریر شروع کی۔ چونکہ آپ کی طبیعت قدرے علیل تھی اور ریزش وکھانسی کے باعث گلا درست نہ تھا۔ اس واسطے مولانا نے کرسی پر بیٹھ کر تقریر فرمائی اور سلف صالحین کے اخلاق کے نمونے بیان فرماتے ہوئے حضرت عمرؓ کا قصہ ورود بیت المقدس اور غلام کا شتر پر سوار اور خود پاپیادہ ایسے ڈھنگ سے بیان فرمایا کہ سامعین کے دل بھر آئے اور مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ اصل اہل فضیلت اور نقل اہل فضیلت میں کیا فرق ہے۔

ان کے بعد بابو حبیب اللہ کلرک محکمہ نہر جو کہ قادیانی مشن کی کتابوں کے حافظ ہیں کھڑے ہوئے اور مرزا قادیانی کی متضاد تحریروں سے ثابت کردیا کہ ایک تحریر دوسری تحریر کے برخلاف ہے۔ کس تحریر پر مرزا قادیانی کو سچا مانا جائے اور کس تحریر کو جھوٹا۔ لطف یہ ہے کہ سب الہامی ہیں۔ بابو صاحب نے بڑے زور سے للکار کر علمائے احمدیہ کو چیلنج دیا کہ کوئی احمدی

عالم مرزا قادیانی کی تحریروں کے اختلاف کا جواب دے، اگر کوئی نہ دے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی نہ دے سکے گا تو پھر ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی ہرگز راست باز نہ تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک معیار بتا دی ہے کہ جس کلام میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتی اور وہ آیت یہ ہے: ''**لو کان من عند غیر اللہ الوجود فیه اختلاف کثیرا**'' دو متضاد عبارتوں میں ایک ضرور جھوٹ ہوگی۔ اگر پہلی تحریر سچی ہے تو دوسری جھوٹی ہے اور اگر کہو کہ بعد کی درست ہے تو پہلی جھوٹ ہوگی بلکہ دونوں کا اعتبار جاتا رہے گا اور ایسا شخص ہرگز نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی کے واسطے راست باز ہونا ضروری ہے اور مرزا قادیانی راست باز اپنی تحریروں کی رو سے ثابت نہیں ہوتے۔ اس واسطے ہرگز نبی نہیں ہوسکتے۔

اس کے بعد خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور کھڑا ہوا اور تمہیدی مختصر تقریر کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) سے مرزا قادیانی کا یہ الہام اور عبارت سنائی ''**یریدون ان یروا طمثک**''......یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے......اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے، ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' الخ میں نے کہا اے صاحبان! آپ بتاویں کہ مرد کو بھی کبھی حیض آتا ہے تو سب نے کہا کہ حیض تو عورت کو آیا کرتا ہے اور اس وقت ایک عجیب کیفیت جلسہ کی تھی اور ہر ایک حیران تھا کہ یہ مرزا قادیانی نے کیا لکھ دیا اور غضب یہ کیا کہ ایسا الہام خدا کی طرف سے بتاتے ہیں۔ چند مرزائی صاحبان جو نوٹ لکھنے کے واسطے آئے ہوئے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ مرزا قادیانی پر ہنسی ہو رہی ہے اور لاحول پڑھا جا رہا ہے تو عرق خجالت میں غوطہ لگا کر یہ گوہر مقصود نکال لائے کہ کسی طرح پیر بخش اپنا مضمون پڑھنے نہ پائے اور رک جاوے یونہی شور ڈال دیا اور جلسہ کو درہم برہم کرنا چاہا۔ چونکہ میرا مضمون چھپا ہوا تھا اور جلسہ میں تقسیم ہو جانا تھا۔ اس واسطے پریزیڈنٹ صاحب نے امن قائم رکھنے کے واسطے مجھ کو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اور خود مجسٹریٹ صاحب سے عرض کی کہ آپ ان مرزائی حضرات کو چپ کرا دیں۔ مگر مرزائیوں نے جلسہ پراگندہ کر دیا اور ادھر ہماری طرف سے رسالے تقسیم ہونے شروع ہوگئے اور اہل اسلام جو حاضر تھے قیمت دینے لگے اور رسالہ لیتے گئے اور جلسہ امن سے ختم ہوا۔

پچھلے پہر بعد نماز عصر جلسہ کا انعقاد ہوا اور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کھڑے ہوئے اور آپ نے خلافت اسلامی کے مسئلہ کو بیان فرمانا شروع کیا اور براہین قاطع ودلائل ساطع سے اور قرآن مجید سے روز روشن کی طرح ثابت کردیا کہ خلیفۃ الاسلام ایسا ہونا چاہئے جو صاحب سیاست ہو اور حدود شرعی جاری کر سکتا ہو اور مالک ملک حشم وسطوت وجلال ہو اور احادیث میں ہے کہ خاتم الخلفاء جو ہوگا وہ بادشاہ صاحب سلطنت ہوگا جو جزیہ معاف کرے گا اور مرزا قادیانی چونکہ انگریزوں کی رعیت تھے، محکوم تھے۔ اس لئے یہ خلیفہ آخری ہرگز نہیں ہو سکتے اور ایسے مدلل طریق سے مرزا قادیانی کا خلیفہ نہ ہونا ثابت کیا کہ منشی قاسم علی (قادیانی) نے مجبورا ہو کر تسلیم کر لیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتر کر قسطنطنیہ فتح کریں گے اور اسلام کی مدد فرماویں گے۔ مسلمان احمدی عالم کے اس اقرار سے بہت مسرور ہوئے اور اللہ اکبر! کے نعرے بلند کئے۔ یہ مولانا محمد ابراہیم کا ایک نشان ہے کہ نشان گرد نشان ساز قصبہ میں ظاہر ہوا کہ منشی قاسم علی جیسے شخص نے مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا مان لیا۔

اجلاس سوم! ۱۸؍مارچ ۱۹۲۳ء کو اوّل مولوی محمد امین صاحب نے وعظ فرمایا اور سنت رسول اللہ ﷺ پر چلنے اور بدعت سے بچنے کے واسطے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی جو کہ مسلمانوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ اس کے بعد بابو حبیب اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور قادیانی مشن کی تردید ان کی کتابوں کے حوالوں سے کی۔ اس کے بعد مولوی محمد ادریس صاحب نے شریعت محمدی کے فتاوے کی رو سے ثابت کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور شریعت محمدیہ کی رو سے واجب القتل ہے اور مرزا قادیانی کی کتاب (انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم مندرجہ خزائن ج۱۱) کے حوالہ جات سے حاضرین کے ذہن نشین کردیا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے۔ وہ مجدد ومہدی ومسیح موعود، نبی ورسول تو درکنار ایک معمولی مسلمان بھی ثابت نہیں ہوتے۔ اس تقریر پر حاضرین نے جزاک اللہ اور تحسین کے الفاظ بلند آواز سے کہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے نہایت ثقاہت سے بیان کیا کہ ہر ایک قوم اور ملک میں قاعدہ مقرر ہے کہ جس قوم وفرقہ کی طرف سے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے اور جس کے خرچ سے انتظام جلسہ ہوتا ہے اسی کو حق حاصل ہوتا ہے کہ امن قائم رکھنے کی غرض سے کسی شخص کو بولنے کی اجازت دے یا نہ دے اور ایک

مطبوعہ اشتہار حاضرین جلسہ کو دکھایا اور حکام کی توجہ دلائی کہ اس میں نوٹ دیا ہوا ہے کہ کوئی شخص بغیر اجازت صدر کے بولنے کا مجاز نہیں۔ مگر نہایت افسوس کہ مرزائی صاحبان بے ضابطگی کرتے ہیں اور ہم منع کرتے ہیں تو نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے بڑی زبردست مدلل تقریر فرمائی اور مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام کے حوالہ سے مرزا قادیانی کے خیالات کی خوب تردید کی۔ حاضرین بہت شوق سے آپ کی تقریر سنتے اور آفرین وجزاک اللہ کے نعرے بلند کرتے تھے۔ مگر افسوس اخبار الفضل نے علمائے اسلام کی ہتک توہین کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ ہر ایک عالم گالیاں دینا اور برا کہنا احمدیت میں جزء ایمان سمجھا ہوا ہے۔ تمام علماء کے حق میں بہت ہی ہتک آمیز الفاظ اپنی (اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۷۳ ص۱،۲، اور۱۲ مؤرخہ ۲۲/مارچ ۱۹۲۳ء) میں جلسہ کی کیفیت لکھتے ہوئے استعمال کئے ہیں اور خاص کر مولانا سید مرتضیٰ حسن کی نسبت بہت ہی گندہ دہانی اور بدزبانی سے کام لیا ہے۔ بہتر ہے ایڈیٹر الفضل اپنے الفاظ واپس لے لے ورنہ جواب دیا جائے گا تو عدالت کی طرف دوڑے گا۔ یہ شرافت نہیں کہ جس شخص کا علم وفضل تمام ہندوستان میں مانا ہوا ہے اس کو گالیاں دے کر اپنی اصلیت کا اظہار کرنا اور تمام مسلمانوں کی دل آزاری کرنا مناسب نہیں۔

اجلاس چہارم ۱۸/مارچ بعد از ظہر کو پھر جلسہ منعقد ہوا اور شیر پنجاب فاتح قادیان مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے دیدار مسرت آیات سے مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا ثابت کر دیا اور جس طرح عیسائیوں نے عبداللہ آتھم عیسائی کو زندہ بتانے کے واسطے ہاتھی پر سوار کیا۔ اسی طرح مسلمانوں نے مولوی صاحب کو کھڑا کیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سفر حیدرآباد دکن کو گئے ہوئے تھے تو مرزائیوں نے ایک خبر اڑادی کہ خاک بدہن مرزائی، مولوی صاحب ریل کے نیچے آ کر فوت ہوگئے۔ مگر مولوی صاحب کا اجل ناگہانی کی طرح نازل ہونا مرزائیوں کی حیرانی کا باعث تھا۔ پھر کیا تھا مولوی صاحب کی سحر بیانی شروع ہوئی اور مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کا ایک الہام پڑھ کر سنایا اور اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی کے الہام کے الفاظ یہ ہیں: ’’انی مھین من اراد اھانتک‘‘ اور ہوا الٹ۔ حالانکہ بندہ مرزا قادیانی کی تردید کرتا تھا اور ان کا قدیمی اہانت کرنے والا تھا۔ لہٰذا الہام کی تشریح اس

طرح درست ہوسکتی ہے کہ ہا اور عین حروف حلقی ہیں ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں تو یہاں مہین کی بجائے معین اور اہانتک کی بجائے اعانتک پڑھنا چاہئے۔جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ میں مدد دینے والا ہوں اس شخص کو جو ارادہ کرتا ہے اہانت تیری کا۔

نوٹ از ایڈیٹر مولوی صاحب مسلمان آپ کی تشریح کو نہیں مانتے اور نہ چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا الہام سچا ہو اور سنت الٰہیہ بدل جاوے جب ہمیشہ مرزا قادیانی کے الہاموں کے برخلاف واقعات ہوتے آئے ہیں اور الہام جھوٹے ثابت ہوتے رہے ہیں تو آپ کون ہیں جو سچا کریں بیشک الہام کے برخلاف آپ کو کامیابی ہوئی جیسا کہ آپ کو مرزا قادیانی کے مقابل میں ان کی دعا کے الفاظ کے مطابق کامیابی ہوئی کہ جھوٹا سچے کے سامنے فوت ہوگا اور مرزا قادیانی فوت ہوکر آپ کو سچا اور اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر گئے۔کیا آپ میں ایسی لیاقت ہے کہ ہر ایک جھوٹے الہام کو سچا ثابت کرسکیں ہرگز نہیں، وہاں تو یہ معاملہ ہے:

سر بسر قول تیرا اے بت خود کام غلط — دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کہاں تک آپ جھوٹ کی حمایت کریں گے۔(ایڈیٹر)

مولوی ثناء اللہ کے بیان پر مرزائیوں نے تردیدی اشتہارات جاری کئے، جن کے جوابات مولوی صاحب نے دیئے اور فرمایا کہ اگر مرزائیوں کا مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے تو بٹالہ میں آکر کرلیں اور ساتھ ہی حاجی عبدالغنی صاحب سیکرٹری ینگ مسلم ایسوسی ایشن بٹالہ نے کہا کہ اگر بٹالہ میں مناظرہ مرزائی قبول کریں تو سب خرچ ہمارے ذمہ ہوگا۔مگر کسی غلام احمدی عالم کو جو وہاں موجود تھے جیسے مولوی جلال الدین صاحب (شمس) اور ایڈیٹر صاحب الحکم اور ایڈیٹر صاحب اخبار الفاروق قادیاں وغیرہ کو جرأت نہ ہوئی کہ مباحثہ کا اقرار کریں۔ جس سے ثابت ہوا کہ مباحثہ وغیرہ کا صرف دھوکا تھا۔اصل مقصود جلسہ علمائے اسلام کا درہم برہم کرنا تھا جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہمہ وجوہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اس کے بعد جناب ابوتراب حکیم محمد عبدالحق صاحب ایڈیٹر اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر کھڑے ہوئے اور جناب نے نہایت مؤثر عالمانہ تقریر فرمائی۔ایک حدیث کا حوالہ دے کر فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جناب خاتم النّبیین محمد ﷺ نے ایک خط کھینچ کر اس کے دائیں بائیں مختلف خط کھینچے اور فرمایا کہ یہ خط سیدھا راستہ ہے اور باقی خطوط گمراہی کے

راستے ہیں سیدھے راستہ پر چلنا اور قائم رہنا چاہئے اور ادھر ادھر کے جو راستے ہیں ان پر نہ چلنا چاہئے۔ دوسری حدیث پیش کی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پہلی امتوں کے بہتر فرقے ہوئے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ مگر ایک فرقہ کے سواء سب غیر ناجی ہیں یعنی سب دوزخی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ ناجی فرقہ کون ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ’’وما انا علیه واصحابی‘‘ یعنی جس طریقہ اور اعتقاد پر میں ہوں اور میرے اصحابؓ ہیں۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ یہ فرقہ مرزائیہ غلام احمدی چونکہ نیا ہے اور ان کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ان کے اعتقادات سلف صالحین کے برخلاف ہیں، اس واسطے یہ فرقہ ہرگز ناجی نہیں اور اس کی پیروی نہ کرنی چاہئے۔ وقت کی تنگی کے باعث صرف وہ ایک ہی عقیدہ بیان کر سکے کہ اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تمام سلف وخلف کا اعتقاد ہے۔ مگر مرزائی ان سے انکاری ہیں اور امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کی حدیث پیش کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا مذکور تھا۔ اس پر ایک مرزائی بول اٹھا کہ اگر حکیم ابوتراب محمد عبدالحق امرتسری اس حدیث کو صحیح ثابت کر دے تو میں مبلغ ایک سو روپیہ انعام دوں گا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایک سو روپیہ لاؤ اور کسی شخص کے پاس امانت رکھ دو اور ایک منصف مقرر کرو جس کو حدیث دکھا دوں، بعد دکھانے کے روپیہ لے لوں گا۔ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ موضع ساگر پور تحصیل بٹالہ میں میرا مباحثہ مولوی جلال الدین شمس قادیانی سے ہوا اور اس کو شکست ہوئی اور حاضرین نے فیصلہ دیا ہوا ہے کہ مولوی جلال الدین نے حکیم ابوتراب امرتسری سے شکست کھائی۔ اس پر یہ صاحب تو چپ ہو گئے اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے جواب دیا کہ شکست خوردہ بول اٹھے کہ میں اب بھی مناظرہ کے واسطے تیار ہوں۔ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ شکست خوردہ کا کوئی حق نہیں کہ میرے مقابلہ پر آئے۔ ہاں! اگر تحقیق حق منظور ہے تو میں ابھی تیار ہوں۔ مگر حکام کی اجازت سے اور منصف مقرر کر کے تاکہ ہمیشہ کا جھگڑا طے ہو۔ منصف کا تقرر سن کر مولوی جلال الدین (شمس قادیانی) چپ ہو گئے۔

(نوٹ) کیوں نہ چپ ہوتے یہ تو شور مچانا جانتے ہیں اور منصف مقرر کرنے سے حق ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایڈیٹر

پھر عشاء کے بعد مولوی بدرالاسلام صاحب دیوبندی نے ایسے زبردست اور زور دار پیرایہ میں عقائد مرزائیہ کا رد کیا کہ سب لوگ بہت خوش ہوگئے اور مرزائی نادم ہوئے۔

پھر مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنا بقیہ مضمون جو کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تھا نہایت فصاحت اور متانت اور شرعی دلائل سے پایہ تکمیل کو پہنچایا اور مسلمانوں کے ایمان کی سلامتی کا باعث ہوئے اور مرزائیوں اور دیگر مذاہب والوں کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ قتال اور جنگ وجہاد سے غایت قتال مراد ہے نہ مبادی قتال یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفس قدسی کی تاثیر سے ہی تمام ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام کا غلبہ ہوگا اور جنگ بھی ہوا تو مدافعت کے طور پر ہوگا۔

پھر ۱۹؍مارچ ۱۹۲۳ء کی صبح کو مولوی ابوالبیان محمد داؤد صاحب (امرتسری پسروری) خلف الصدق مولوی نور احمد صاحب نے ایک زبردست دل ہلانے والی تقریر کی اور فرمایا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبوت کی معیار سے پرکھو تو مرزا قادیانی پھر بھی سچے نبی ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام جس جگہ فوت ہوتے ہیں وہیں دفن کئے جاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوئے اور قادیان میں دفن ہوئے۔ دوسرا معیار یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مٹی نہیں کھاتی جب کہا جاوے کہ مرزا قادیانی کی لاش دکھاؤ تو مرزائی صاحبان نہیں دکھاتے۔ بہرحال اس نوجوان کی تقریر قابل تحسین ہے اور امید ہے کہ مولوی صاحب مرزائیوں کی کتابوں کا مطالعہ فرما کر ایک زبردست مناظر اسلام ہوں گے، خداتعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ آمین!

پھر مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر احمدی علماء اپنے عقائد وہاں یعنی ملکانہ راجپوتانہ میں نہ بیان کریں تو میں راجپوتانہ میں تبلیغ اسلام کروں گا۔

آپ کے بعد پھر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے تقریر فرمائی اور تقریر ایسی مؤثر تھی کہ ایک مرزائی نے توبہ کی اور کہا کہ میں صرف ایک طرف کی باتیں سن کر مرزائی ہوگیا تھا۔ اب مولوی صاحبان کی تقریروں سے حق ثابت ہوگیا توبہ کرتا ہوں۔ خداتعالیٰ میری توبہ قبول کرے۔ آخر دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (ماہنامہ تائید الاسلام لاہور مئی ۱۹۲۳ء ص ۱تا۹)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے
چوتھے سالانہ جلسہ میں
بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''ذریعہ نجات کون سا مذہب ہوسکتا ہے''

صاحبان! ذریعہ نجات وہی مذہب ہوسکتا ہے جس میں شرک ذات وصفات باری تعالیٰ نہ ہو۔ عیسائی مذہب اس واسطے ذریعہ نجات نہیں ہوسکتا کہ اس میں انسان کا خدا اور خدا کا بیٹا ہونا مانا گیا ہے۔ یہود کا مذہب بھی ذریعہ نجات اس واسطے نہیں کہ اس میں بھی خدا تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں مانی جاتی ہیں، آریوں اور ہندوؤں کا مذہب بھی ذریعہ نجات اسی واسطے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اس میں بھی شرک کی تعلیم ہے اور روح اور مادہ کو قدیم اور خدا کی طرح ازلی وابدی مانا جاتا ہے۔ پس سچا واحد مذہب اسلام ہی ہے کہ جس میں نہ تو شرک بالذات ہے اور نہ شرک بالصفات باری تعالیٰ ہے۔ یعنی نہ انسان میں خدا کی صفات مانی جاتی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ میں انسانی صفات کی تعلیم ہے۔

پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ شرک سے بچے اور ایسا مذہب اختیار کرے کہ جس میں شرک نہ ہو اور پیرومرشد بھی ایسے شخص کو بنائے جس کا قول وفعل شرک سے پاک ہو۔ چاہے کوئی شخص اپنے آپ کو مامور من اللہ کہہ کر اعجاز نمائی کا مدعی ہو، ہوا پر اڑے، پانی پر خشک پاؤں چل کر بھی دکھائے۔ اگر اس کے قول اور الہام اور کشف سے شرک معلوم ہو جاوے تو پھر مسلمان ہرگز ہرگز اس کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرسکتے۔ اگرچہ اس کی ہزار تاویل کی جاوے۔ کیوں تاویل باطل تھی ہر عقیدہ والا تاویل کرسکتا ہے اور کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میری اطاعت ہی ذریعہ نجات ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب (اربعین نمبر۴ ص۶ خزائن ج۱۷ ص۴۳۵ حاشیہ) لکھتا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔'' الخ!

صاحبان! مرزا قادیانی کے دعوے سے شریعت محمدیؐ اور قرآن وحدیث محمدی حضرت خاتم النّبیین ﷺ سب منسوخ ہے۔ کیونکہ اب کوئی بھی چاہے کوئی شخص کیسا ہی پرہیزگار ہو۔ کتاب اور سنت کا عامل ہو۔ لیکن اگر وہ مرزائی عقائد قبول نہ کرے اور مرزا قادیانی

کے الہامات اور کشوف کو منجانب اللہ یقین نہ کرے اور مرزا قادیانی کو خدا اور خالق زمین اور آسمان اور خالق انسان نہ مانے اور بیعت کنندگاں میں شامل نہ ہو۔ اس کی نجات ہرگز نہ ہوگی۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیم دیکھیں کہ اس تعلیم میں جس کو مرزا قادیانی مدار نجات قرار دیا جانا فرماتے ہیں۔ تعلیم شرک کی نجاست سے پاک ہے یا نہیں۔ اس لئے ذیل میں ان کے الہامات لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا قادیانی کی پیروی مدار نجات ہے یا مشرک بنا کر جہنم میں ڈالنے والی ہے۔

اوّل الہام! مرزا قادیانی جوان کو نعوذ باللہ خدا کی بیوی ہونا ثابت کرتا ہے اور بیوی بھی ایسی جو بچے جنتی ہے اور بچے بھی وہ جو خدازادہ ہیں۔ نہایت توجہ سے سنو الہام کے الفاظ: ’’**یریدون ان یروا طمثک**...... ‘‘ ترجمہ وتشریح مرزا قادیانی خود کی ہے۔ یعنی بابوالٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خداتعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘ الخ! (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

اور اس کی تشریح میں جو مرزا قادیانی نے خود کی ہے۔ ذیل کے امور غور طلب ہیں:

پہلا امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرد تھے۔ ایں ہمہ خلاف قانون قدرت ان کو حیض کیسے آنا شروع ہوا اور کوئی نظیر ہے کہ مرد کو بھی کبھی حیض آیا کرتا ہے۔ نواب واجد علی شاہ والیٔ لکھنو کی نظیر نہ مانی جائے گی۔ کیونکہ وہ نبوت ورسالت کے مدعی نہ تھے اور نہ ان کی یہ حرکت کچھ وقعت رکھتی تھی۔ مگر مجدد وامام زماں ونبوت کے مدعی کی شان سے بعید ہے کہ اس کو واجد علی کی طرح بناوٹی اور استعارہ کے طور پر حیض آوے اور بچے پیدا ہوں۔ کیونکہ یہ محض غلط ہے کہ اس کی ذات پاک سے خدازادے پیدا ہوں گے اور وہ کسی مرد کو اپنی بیوی بناوے اور اس سے اطفال اللہ تعالیٰ پیدا ہوں۔ اگر ایسے الہام خدا کی طرف سے مانیں جائیں تو پھر شیطانی وساوس کون سے ہوں گے۔

دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ خداتعالیٰ مرزا قادیانی کو فرماتا ہے کہ: ’’تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ج۲۲ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حیض کا خون بچہ اس وقت ہوتا ہے جس وقت مرد کا پانی خون حیض میں ملے۔

مرزا قادیانی کے ایک حواری شہادت دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی عالم کشف میں عورت بنائے گئے۔ مجھے تو شرم آتی ہے اور تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ مرزا قادیانی کے حواری کے الفاظ ہی سناتا ہوں۔ وہو ہذا!

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی تھی‘‘ اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔‘‘ الخ!

(دیکھو ٹریکٹ اسلامی قربانی نمبر۳۵، ص۱۲ (ج) مؤلفہ قاضی یار محمد بی.او.ایل پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ جنوری ۱۹۲۰ء)

قاضی صاحب کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے اس مشکل کو حل کر دیا کہ خون حیض مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کی طاقت رجولیت سے بستہ ہو کر اطفال اللہ بن گیا۔

افسوس! دوسرے اشخاص ایسے خواب دیکھیں تو شیطانی حرکت کہا جائے اور مرزا قادیانی ایسے خواب دیکھیں تو خدائی کشف والہام کہا جاوے۔ ہم اتنا تو ضرور پوچھیں گے کہ جس خدا میں طاقت رجولیت ہو۔ خدائی کے لائق ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے یا مسلمان؟

ہم جو چپ ہوں تو بنیں سودائی   شیخ اگر چپ ہو تو توکل ٹھہرے

مرزا قادیانی اپنے آپ کو خدا دیکھیں اور یقین کریں کہ میں خدا ہوں تو مسلمان اور فرعون اپنے آپ کو خدا کہے تو کافر یہ کون سا دین ہے۔ مرزا قادیانی کے پاس کیا ثبوت ہے کہ رجولیت کی طاقت اظہار کرنے والا خدا تھا۔

تیسرا امر غور طلب یہ ہے کہ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) پر مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی درج ہے: ’’انت منی بمنزلۃ اولادی‘‘ یعنی اے مرزا تو ہماری اولاد کے جابجا ہے۔ خدا تعالیٰ جس وجود کو پہلے اپنی اولاد کے جابجا فرماوے اور پھر اسی وجود یعنی جو اس کی اولاد کے جابجا کے ساتھ طاقت رجولیت کا اظہار کرے۔ وہ خدا ہے یا

شیطان لعین اور جس شخص کو ایسے کشوف الہام ہوں وہ اس خدا کی طرف سے مامور ہوسکتا ہے۔ جو قرآن شریف میں اپنی ذات پاک کی نسبت فرماتا ہے کہ:''لم یلد ولم یولد'' یعنی وہ نہ جنتا ہے اور نہ جنا گیا ہے۔

پس جس شخص کے کشوف والہامات اپنے اندر شیطانی مضامین رکھتے ہوں۔ وہ شخص اور اس کی جماعت کبھی حق پر نہیں ہوسکتی اور نہ اس کی تعلیم وبیعت ذریعہ نجات ہوسکتی ہے۔ جس جماعت کو خدا کا ہی پتہ نہیں۔ مرزاقادیانی خود تو بذریعہ کشف خدا کو مرد کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ مگر ان کے خلف الصدق جانشین خداتعالیٰ کو بذریعہ کشف عورت کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ میاں صاحب کی عبارت ہی عرض کرتا ہوں۔ وہو ہذا!

''یہ کوئی سات ہی دن کی بات ہے کہ جب میں زمین پر سوگیا۔ دیکھا کہ خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور متمثل ہوکر عورت کی شکل میں زمین پر اتری۔ الخ''

دیکھو تقریر میاں جو سالانہ جلسہ قادیاں کی رپورٹ کے صفحہ۷۰ اس کے برخلاف مرزاقادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷) پر لکھتے ہیں کہ:''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خداتعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے پیش گوئیاں پر دستخط کرائے۔ الخ''

اب سوال یہ ہے کہ خداتعالیٰ تو ایک ہی ہے۔ پھر اس کے کیا معنی باپ کو خدا مرد ہوکر دکھائی دے اور بیٹے کو زنانی۔ حالانکہ قرآن شریف میں اپنی ذات بے چون وبے چرا کی نسبت فرماوے:''لیس کمثلہ شئ'' شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم واز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

یعنی خداتعالیٰ کی ذات پاک خیال وقیاس وگمان اور وہم سے بالاتر ہے۔ مگر قادیانی تعلیم قرآن شریف کے برخلاف خداتعالیٰ کا تمثل وتشکل بناتی ہے۔ کون بشر ہے جو خواب نہیں دیکھتا۔ مگر یہ دیکھنا چونکہ حقیقی نہیں ہوتا۔ اس واسطے قابل اعتبار نہیں۔ مگر مرزاقادیانی اور ان کی جماعت کا تمام دارومدار خوابوں پر ہے جو کہ شرعی حجت نہیں۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ خداتعالیٰ نے اس کو کوئی حکم دیا ہے اور وہ خلاف نصوص شرعی کے ہو تو وہ ہرگز قابل اتباع نہیں ایسا ہی مرزاقادیانی کے کشوف والہامات خلاف قرآن وحدیث

واجماع امت قابل وقت نہیں۔ کیونکہ الہام شرعی حجت نہیں اور یہی وجہ ہے کہ مرزاقادیانی اپنے خوابوں اورالہاموں کی بناء پر جو پیشین گوئیاں کرتے پوری نہ ہوتیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت خواب میں دیکھا کہ وہ ایمان لایا اور تکفیر سے توبہ کی مگر ہوا الٹ۔ دیکھو (حجت الاسلام ص۲۲، خزائن ج۶ ص۵۹)

چوتھا امر غور طلب یہ ہے کہ بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ اپنی والدہ سے ایک الگ وجود ہوتا ہے۔ یعنی ماں اور باپ کے وجود سے الگ ایک تیسرا وجود ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خود ہی والدہ اور خود ہی مولود ہو۔ مگر مرزاقادیانی اپنا ابن مریم ہونا ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔''

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

صاحبان! شرم آتی ہے کہ عیسیٰ کی روح مرزاقادیانی میں کس راستہ سے پھونکی گئی۔ اگر جائے نفخ کوئی نہ بتاسکے تو تمام کارخانہ ہی درہم برہم ہے کہ جب مرزاقادیانی مرد ہیں تو مریم ہونا غلط ہے اور مرد سے عیسیٰ کا پیدا ہونا محال ہے اور اگر مرزاقادیانی مریم ہیں تو پھر ان کا ابن مریم ہونا غلط ہے تو مسیح موعود ہونا بھی بالکل غلط ہے اور جب مسیح موعود نہیں تو نبی اللہ ورسول اللہ ہونا بھی غلط ہے۔

پانچواں امر غور طلب یہ ہے کہ خدازادے جو مرزاقادیانی کے حیض سے پیدا ہوئے وہ کہاں ہیں؟ مرزاقادیانی کا اقرار ہے کہ: ''میں مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰) تو ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی خود ہی خدازادے تھے اور ان کا ایک الہام بھی ہے: ''انت منی بمنزلة ولدی'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جابجا ہے۔ جب مرزاقادیانی خدا کے بیٹے کی جابجا ہیں اور ساتھ ہی ان کا دعویٰ مثل عیسیٰ ہونے کا ہے تو اصلی حضرت مسیح کا اصل ابن اللہ ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ جو شخص مثل مسیح ہے اس کو خدا فرماتا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جابجا ہے۔ اس الہام سے تو ثابت ہوا کہ اصل مسیح خدا کا اصلی بیٹا تھا۔ کیونکہ نقلی مسیح کو یعنی مرزاقادیانی کو خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جابجا ہے تو ابن اللہ کا مسئلہ ثابت ہوا۔ یہ ہے توحید

قادیانی اور یہ ہے خدمت اسلام جو مرزا قادیانی نے کی اور یہ ہے کسر صلیب جو مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہو کر کی۔ خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!

دوسرا الہام جو مرزا قادیانی کو خدا بناتا ہے: ’’انت منی بمنزلۃ بروزی ‘‘یعنی اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ظاہر ہو گیا۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

جس مذہب میں یہ جائز ہو کہ عاجز انسان کا ظہور خدا کا ظہور ہے وہ مذہب عیسائیت اور دیگر مذاہب کی کیا تردید کر سکتا ہے۔ یہ کس قدر غضب ہے کہ انسان خدا بن جائے اور کہے کہ: ’’خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۵) یہ اسلام میں جائز ہے کہ: ’’عاجز انسان میں خدا تعالیٰ داخل ہو جائے۔‘‘ ہرگز نہیں اور جس مذہب میں حلول کا مسئلہ اوتار کا مسئلہ، بروز کا مسئلہ، ابن اللہ کا مسئلہ ہو۔ وہ مذہب ذریعہ نجات ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

تیسرا الہام جو مرزا قادیانی کو خدا کی صفت میں شریک کرتا ہے: ’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون ‘‘یعنی اے مرزا اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے، کہہ دے ہو جا۔ وہ ہو جائے گی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

صاحبان! یہ تو خاص خدا کی صفت ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے، ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو خدا نے اپنی صفت ’’کن فیکون‘‘ کی دے دی۔

چوتھا الہام جو مرزا قادیانی کو خدا کی صفت میں شریک کرتا ہے: ’’الارض والسماء معک کما ھو معی ‘‘(تذکرہ ص۵۲ طبع چہارم) یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔‘‘ مطلب صاف ہے کہ جس طرح خدا کے حکم کے تابع آسمان اور زمین ہیں، ایسے ہی مرزا قادیانی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ استغفر اللہ! اور حقیقت یہ ہے:

آساناں تے نکاح ہویا رن لیندا دوجا راہ ہویا
اوہدا پٹی وچ ویاہ ہویا اوتھے بچے پئی جنیدی ہے
منہ آئی بات نہ رہندی ہے

پانچواں الہام جو مرزا قادیانی کو خدا کا خالق و باپ بتاتا ہے: ’’انت منی وانا منک‘‘ (تذکرہ ص۳۴۵ طبع چہارم) یعنی اے مرزا تو مجھ سے اور میں تجھ سے جس کا مطلب صاف ہے کہ اے مرزا میں نے تجھ کو پیدا کیا اور تو نے مجھ کو۔ افسوس! مسلمان ہونے کا مدعی اور امامت اور نجات کا ٹھیکیدار اور ایسے کفر و شرک کے الہامات اس کو ہوں اور لطف یہ ہے کہ ان الہامات کو خطاء سے پاک اور قرآن شریف کی مانند خداتعالیٰ کا کلام، قسم کھا کر مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں...... جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

صاحبان! غور فرماویں کہ جب مرزا قادیانی کے الہامات بھی قرآن شریف کی طرح یقینی اور قطعی خدا کی طرف سے ہیں تو پھر مرزا قادیانی کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اور خدا کی بیوی ہونا سب قطعی اور یقینی امور ہیں تو پھر ان الہامات پر ایمان لانے والا کیونکر مسلمان ہے اور اس کے مرید کیوں مسلمان ہیں۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ اگر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہیں تو مشرک اور کافر اور مرزائی مرزا قادیانی کو خدا اور خدائی اختیار رکھنے والا خدا کا بروز کہیں تو مسلمان جو خدا کا ایک بیٹا مانے یعنی عیسائی وہ مشرک اور کافر اور مرزائی خدا کے دو بیٹے مانیں یعنی مسیح اور غلام احمد تو وہ مسلمان، خلاف انصاف ہے۔

پس مرزا قادیانی کے الہامات چونکہ خلاف قرآن اور شریعت محمدی ہیں۔ اس واسطے ہرگز ذریعہ نجات نہیں ہوسکتے اور نہ اس خدا کی طرف سے ہوسکتے ہیں۔ جس نے قرآن شریف میں ایسے عقائد کو باطل اور کفر و شرک قرار دیا ہے۔ یعنی جو لوگ کفر و اسلام کے درمیان راستہ اختیار کریں، وہ کافر ہیں۔ ’’یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا ذالک هم الکافرون حقا‘‘ آخر دعا ہے کہ خداتعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور کذابوں مدعیان نبوت و رسالت کی پیروی سے بچاوے۔ آمین! (پیر بخش)

(ماہنامہ تائید الاسلام لاہور فروری ۱۹۲۳ء ص۱ تا ۸)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے
پانچویں سالانہ جلسہ کی
کارروائی

مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۱ / مارچ کو علمائے دیوبند کے وفد کی بٹالہ آمد اور جلسہ عام

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری
مولانا بدر عالم میرٹھی	مولانا محمد ادریس دیوبندی
مولانا حاجی نور احمد امرتسری	مولوی محمد نعیم لدھیانوی

اجلاس اوّل: یکم / اپریل ۱۹۲۴ء بعد ظہر جلسہ شروع ہوا

صدارت: حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری

بیان: مولوی عبدالعزیز گورداسپوری

〃 بابو حبیب اللہ کلرک امرتسر

مولوی ابوتراب حکیم عبدالحق امرتسری

اجلاس دوم: بعد از عصر

بیان: مولانا ثناء اللہ امرتسری

اجلاس سوم: بعد از عشاء

بیان: مولانا محمد ادریس دیوبندی

اجلاس چہارم: ۲ / اپریل ۱۹۲۴ء صبح

بیان: مولوی عبدالعزیز گورداسپوری

〃 مولوی محمد اسماعیل

〃 بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری

〃 مولانا بدر عالم میرٹھی

〃 مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

(ان کے بعد بابو پیر بخش لاہوری کی مطبوعہ تقریر تقسیم ہوئی)

(نشست برخاست) تقریر باقی

اجلاس پنجم: ۲ر اپریل ۱۹۲۴ء بعد نماز ظہر

بیان: مولوی عبدالعزیز گورداسپوری

بقیہ تقریر: مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری

〃 مولانا ثناء اللہ امرتسری

〃 مولوی محمد عبداللہ

〃 پیرزادہ محمد بہاء الحق امرتسری

اجلاس ششم: بعد از عصر

بیان: مولوی عبدالعزیز گورداسپوری نظمیں اور تقریر

اجلاس ہفتم: بعد از عشاء ۱۲ بجے تک

بیان: مختلف مضامین پر چند علماء کرام کے بیانات

اجلاس دہم: ۳ر اپریل ۱۹۲۴ء صبح

بیان: مولوی امام الدین امرتسری

〃 مولوی عبدالعزیز گورداسپوری

〃 مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

〃 مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

(اختتام جلسہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

اجلاس اوّل یکم/اپریل ۱۹۲۴ء بعد نماز ظہر			۴۵۷
وعظ مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری	۴۵۷	بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری	۴۶۰
تقریر مولوی ابوتراب عبدالحق صاحب ایڈیٹر اہل سنت امرتسر	۴۶۰	تقریر مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر	۴۶۰
تقریر مولانا محمد ادریس صاحب دیوبندی	۴۶۲		
اجلاس چہارم: ۲/اپریل صبح			۴۶۳
تقریر مولانا بدر عالم صاحب مدرسہ عالیہ دیوبند	۴۶۴	تقریر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند	۴۶۷
اجلاس پنجم: ۲/اپریل تقریر مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری			۴۷۰
تقریر جناب مولانا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری	۴۷۰	تقریر جناب پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب ایڈیٹر اخبار القاسم امرتسر	۴۷۳
مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری	۴۷۴		
اختتامی اجلاس: ۳/اپریل صبح			۴۷۵
تقریر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سلمہ اللہ	۴۷۸	شکریہ	۴۸۰

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے
پانچویں سالانہ جلسہ کی کارروائی

یکم، ۲، ۳/ اپریل ۱۹۲۴ء

مولانا قاضی حبیب اللہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے فضل وکرم سے انجمن اسلامیہ قادیان کا یہ پانچواں سالانہ جلسہ مطابق اعلان یکم، دوم، سوم/اپریل ۱۹۲۴ء کو منعقد ہوا اور جن اغراض کے لئے منعقد ہوا کرتا ہے ان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ دیہاتی مسلمان (جنہیں سوائے عقائد باطلہ مرزائیہ کے حقیقی اسلامی عقائد واحکام سننے کا بہت کم موقع ملتا ہے) ہزارہا کی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے حتیٰ کہ باوجود پوری وسعت کے جلسہ گاہ ان کے لئے کافی نہ تھی۔ ان لوگوں پر علمائے اسلام کے نصائح ومواعظ حسنہ کا نہایت عمدہ اثر ہوا۔ یہ لوگ عقائد مرزائیہ سے تبرّی اور بیزاری کا اظہار کرتے تھے اور متمنی تھے کہ انہیں عقائد مرزائیہ سے بچا کر اسلام پر قائم رکھنے کے لئے ہمدردان اسلام علاوہ سالانہ جلسہ کے قادیان میں کوئی خاص انتظام فرمائیں۔ چنانچہ لوگوں کی اس خواہش کے متعلق جو تجویز علمائے کرام ودیگر ہمدردان اسلام کے سامنے پیش کی گئی اس کا کچھ ذکر کارروائی ہذا کے اخیر میں آئے گا۔

اب ہم جلسہ ہذا کی روئیداد مختصراً ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ دور دراز کے اہل اسلام برادران ملت جو کسی وجہ سے شریک جلسہ نہیں ہوسکے مرزائیوں کی بے بسی اور چیرہ دستی اور علمائے اسلام کے مواعظ وکوششوں سے باخبر ہوں۔ آئندہ خود اس جلسہ میں شریک ہوکر باعث رونق واعانت اسلام ہوں اور دوسروں کو شمولیت وامداد کی ترغیب دیں۔ وھو ھذا:

۳۱/مارچ ۱۹۲۴ء کو علمائے دیوبند کا وفد (جو استاذ العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب معلم اعلیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند، فخر الواعظین والمناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب، شابّ ملیح وواعظ فصیح حضرت مولانا بدر عالم صاحب، افصح المبلغین وفخر المحققین حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (کاندھلوی) اور چند دیگر علماء پر مشتمل تھا) بمعیت منبع فیوضات صوری ومعنوی حضرت مولانا حاجی نور احمد صاحب امرت سری ومولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ودیگر ہمراہیان بوقت شام بٹالہ اسٹیشن پر پہنچے۔ جہاں حاجی عبدالغنی صاحب اور ان کے ہمراہیوں نے پہلے ہی سے سواری کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ فٹنوں اور

ٹانگوں کی سواری سے یہ متبرک جلوس حاجی صاحب کے مکان پر پہنچا۔ جہاں جناب بابو پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور اور بعض دیگر علماء پہلے پہنچے ہوئے تھے۔ سب نے مل کر کھانا کھایا (جو حاجی صاحب کی بہترین مہمان نوازی کا شاہد تھا) اور کسی قدر آرام کے بعد نماز عشاء ادا کی اور رات کو جامع مسجد میں مجلس وعظ منعقد ہوئی۔ مسلمانان بٹالہ علمائے اسلام کے مواعظ کے نہایت مشتاق معلوم ہوتے تھے بکثرت جمع ہوئے لیکن چونکہ اگلے روز قادیان پہنچ کر تقاریر کرنی تھیں اور سابقہ چند روز سے گوجرانوالہ میں شریک جلسہ ہونے کے سبب طبائع میں تکان تھا۔ سوائے مولانا بدر عالم صاحب اور دو ایک دوسرے بزرگوں کے باقی شریک نہ ہوسکے اور استراحت فرمائی۔

علی الصباح مستری محمد ابراہیم صاحب کی معرفت موٹروں کا انتظام ہوگیا اور علماء کرام کا یہ کشمیر مجمع بسواری موٹر و تانگوں کے بٹالہ سے روانہ ہوکر یکم اپریل کو قریب دس بجے قادیان پہنچا۔ یہاں حسب دستور علماء کرام آریہ سکول اور دیگر متفرق مکانات میں ٹھہرائے گئے جو اکثر عالی ظرف و ہر دلعزیز ہندو اصحاب کی عنایت سے انجمن اسلامیہ قادیان کو اس تقریب پر ہمیشہ میسر ہوتے ہیں۔

اجلاس اوّل یکم اپریل ۱۹۲۴ء بعد نماز ظہر

(بصدارت استاد العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند)

وعظ مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری

اخلاق حسنہ، خشیت ایزدی اور بے ثباتی دنیا پر آپ کا وعظ تھا فرمایا: ’’حدیث شریف میں ہے: ’’اذا سرّتک حسنتک وساء تک سیئتک فانت مؤمنٌ‘‘ (اے انسان جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی ناخوش تو پھر تو مومن ہے)

در دہان زندہ خاشا کے جہد — وانگہ آرامد کہ بیرونش کند

برائی جب انسان کو بری معلوم ہوتی ہے تو وہ اسے ایسی چبھتی ہے۔ جیسا زندہ آدمی کے حلق میں کانٹا اور اسے آرام نہیں ہوتا جب تک وہ کانٹا نکال نہیں لیتا۔ پس افسوس ان لوگوں پر ہے جو کہلاتے مومن ہیں مگر انہیں اپنی برائیاں برائیاں نہیں معلوم ہوتیں۔ پھر

انہیں ترک کریں تو کیونکر۔'' اور فرمایا کہ مومن کا دل ایک زندہ دل ہے اور مردہ دل یعنی کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ اس پر قرآن شاہد ہے: ''**لایقدرون علیٰ شئ مما کسبوا** (البقرۃ:۲۶۴)'' (کفار نے جو کچھ کیا اس پر قدرت نہیں رکھتے) خدا کی حدود کی حفاظت تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور اس کی حدود شکنی سے زیادہ کوئی برائی نہیں۔''

اور فرمایا کہ دوستو! موت وزندگی، خوشی وغمی ورزق وغیرہ سب مقدر ہیں، خدا فرماتا ہے''**انا کل شئ خلقناہ بقدر** (القمر:۴۹)''

تو پھر آپ کی زیادہ توجہ انجام کار کی طرف ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ فانی مال ووجاہت پر آپ بھولے رہیں جس کا نتیجہ بعینہٖ ایسا ہے:

جوں سفنے کسے شاہی لبھی چشم کھلی ہتھ خالی اینویں نال ترے او غافل نسبت دنیا والی

(یعنی خواب میں کسی کو بادشاہی ملی۔ جب آنکھ کھلی تو وہی تہی دستی اور فقروفاقہ تھا۔'' اس کے بعد آیت:''**والعصر ان الانسان لفی خسر** (العصر:۱،۲)'' پڑھ کر اس کا مدعا بیان کیا اور کہا:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یونہی تمام ہوتی ہے

جو وقت غفلت میں گزرا اس پر پچھتانا ہوگا۔''**یٰحسرتی علی ما فرّطت فی جنب اللہ** (الزمر:۵،۶)'' مگر اس وقت کا پچھتانا کچھ فائدہ نہ دے گا نہ کسی دوست کی دوستی کام آئے گی۔''**الاخلّاء یومئذ بعضھم لبعض عدوّ** (الزخرف:۶۷)'' بلکہ کہیں گے ''**یالیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلاً** (الفرقان:۲۹)'' اور برخلاف اس کے نیک لوگوں کو خداوندکریم یوں خطاب فرمائیں گے کہ:''**یا عباد لاخوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون** (الزخرف:۶۸)'' (اے میرے نیک بندو! نہ تم پر آج کے دن کوئی خوف ہے اور نہ تم کوئی غم کھاؤ)

مقرر نے پھر فرمایا کہ قیامت کے دن دوستی تو کیا:''**یوم یفرّ المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ** (العبس:۳۴تا۳۶)'' (اس روز ہر شخص اپنے بھائی، ماں، باپ بی. بی بچوں سے بھاگے گا) اور''**لاتزر وازرۃ وزر اخری** (الفاطر:۱۸)'' (کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) بڑے بڑے بزرگان دین سب دنیا کو ہیچ کہتے آئے ہیں۔

بجز خون شاہان دریں طشت نیست بجز خاک خوباں دریں دشت نیست

مجرموں کو قیامت میں حکم ہوگا۔''اقرأ کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیباً (بنی اسرائیل:۱۶) ''اور وہ اپنا اعمال نامہ دیکھ کر کہے گا۔''مالھٰذا الکتاب لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا (الکهف:۴۹) ''(کہ چھوٹا بڑا کوئی گناہ بغیر لکھے اس نے نہیں چھوڑا) اسی لئے حضرت سرور عالمﷺ نے فرمایا ہے:''الدنیا مزرعة الآخرة''(دنیا آخرت کی کھیتی ہے) لہٰذا:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

قابل واعظ نے اس کے بعد ذیل کی آیات پڑھ کر بالبسط ان کی توضیح کی ''والوزن یومئذ الحق (الاعراف:۸) یوم لا ینفع مال ولا بنون الّا من اتی الله بقلب سلیم (الشعراء:۸۸، ۸۹) یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الّا بسلطان (الرحمٰن:۳۳) ''آیات کے بعد یہ رباعی پڑھی۔ رباعی:

یاد داری کہ وقت زادن تو ہمہ خنداں بودند و تو گریاں

آنچناں زی کہ وقت مردن تو ہمہ گریاں بوند وتو خنداں

آنحضرتﷺ فرماتے ہیں:''ما اوذی نبیٌ مثل ما اوذیت ''(جتنا ایذاء مجھے دیا گیا ہے اس قدر ایذاء کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا) کیوں نہ ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شمع خود جلتی ہے مگر غیر کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی لئے حضورﷺ کا نام سراجاً منیراً ہے۔ آنحضرتﷺ کو غریب طبقہ سے زیادہ انس تھا۔ لہٰذا دعا میں بھی یہی فرماتے:''اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی مسکیناً''سچ ہے:

ہر کہ از دیدار برخودار شد دیں جہاں درچشم اوچوں دار شد

اس کے بعد مقرر نے ان آیات کی توضیح کی۔''من کان یرید حرث الدنیا نؤته منها (الشوریٰ:۲۰) بل تؤثرون الحیوٰة الدنیا (اعلیٰ:۱۶) من عمل صالحاً من ذکر او انثی (النحل:۹۷) ''اور بیان کیا کہ رابعہ بصریہ نے جب سے خدا سے لو لگائی بدیں خیال رات کو نہ سوتی کہ آج کی رات تو عاریۃً ملی خدا جانے یہ کل ملے یا نہ ملے:

دلا مر ونگی از وے بیا......

زاں بعد اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالی کہ: ''الدنیا دار من لا دار له والمال من لا مال له وبها یجمع من لا یقین له وبها یفرح من لاعقل له'' اور بالآخر ''عجلوا بالصلٰوۃ قبل الفوات'' پر وعظ ختم کیا۔ آپ کا وعظ سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر سنا اور نہایت متأثر ہوئے۔

بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری

آپ کی تقریر مرزا قادیانی کی عمر کے متعلق تھی۔ بابو صاحب کا غضب کا حافظہ اور یادداشت ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق جو پیش گوئیاں کی ہیں۔ بابو صاحب نے مرزا جی کی کتابوں سے بقید حوالہ ان کی ایسی تردید کی کہ مرزا قادیانی کی رسالت کا بھانڈا ہی پھوڑ دیا۔ بابو صاحب کا بیان ٹھیٹھ پنجابی اور مشہور کتاب ''پکی روٹی'' کی طرز پر تھا۔ بابو صاحب کے طرز بیان کو وہی لوگ سب سے اچھا جانتے ہیں جنہوں نے سنا۔ وہ احاطۂ قلم سے باہر اور قلم اس کے لکھنے سے قاصر ہے۔

تقریر مولوی ابوتراب عبدالحق صاحب ایڈیٹر اہل سنت امرتسر

آپ نے آیات: ''والسابقون الاوّلون من المهاجرین والانصار الذین اتبعوهم باحسان (التوبة:۱۰۰)'' اور ''اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله (التوبة:۳۱)'' اور ''لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم (المائدة:۷۲)'' پڑھ کر دلائل قاطعہ سے عقائد مرزائیہ کی تردید فرمائی جسے پوری توجہ سے سنا گیا۔ (آپ کی مفصل تقریر ان کے اخبار اہل سنت ۱۱ر اپریل ۱۹۲۴ء میں چھپ چکی ہے) اور نماز عصر کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

تقریر مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر

آپ کی تقریر بعنوان ''میں اور قادیان'' بعد نماز عصر شروع ہوئی۔ مرزائی جماعت کے لئے آپ کی تقریر سیف قاطع کا کام کرتی ہے۔ آپ نے اپنے اور مرزا قادیانی کے سابقہ تعلقات کے دوران میں قادیان کے آریہ صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہوں نے

جیسے آج ہمیں جگہیں دی ہیں۔ اسی طرح اس وقت بھی مجھے جگہ دی تھی۔ جب کہ ابتداءً مجھے مرزا قادیانی کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے قادیان آنا پڑا اور فرمایا کہ میں مرزا قادیانی کا ایسا مخالف نہیں جیسا کوئی لین دین والا۔ بلکہ ہم جو کچھ کہیں اس پر مرزائیوں کو اعتراض کا حق ہے جو وہ جلسہ ہذا کے خارج اوقات میں کر سکتے ہیں۔ دفعہ ۵۰۰ کے اندر مستثنیات ہیں ہم بھی ان کے ماتحت دعاوی مرزائیہ کی تنقید کرتے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے۔ خدا کے فضل سے یہ جلسہ کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ اس میں کبھی کوئی بدمزگی نہیں ہوئی اور ہو تو کیوں؟ ''ما جئنا لنفسد فی الارض'' ہم یہاں کوئی فساد کرنے نہیں آتے:

دہن خویش بدشنام میالا صاحب کیں زد قلب پیر کس کہ دہی باز دہد

اردو میں کہا ہے:

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

صاحبان! مرزا قادیانی کا کلام نبوت نظام سنئے۔ آپ فرماتے ہیں: ''اے بدذات فرقہ مولویان۔'' (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱ حاشیہ)

مگر ان علمائے اسلام کا یہ وطیرہ نہیں کہ گالی کے جواب میں گالی دیں بلکہ ''ان تعفوا اقرب للتقویٰ''

در عفو لذت است کہ در انتقام نیست

ایسی لغویات سے بحکم ''اذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً'' علمائے اسلام درگزر کرتے ہیں۔ اس کے بعد کہا کہ میں مرزا قادیانی کی بات کی بہت بڑی قدر کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے کی طرف سے کتاب ''سیرت المہدی'' مجھے ملی۔ جو اڑھائی روپے کو فوراً خریدی اور ۸ آنے جلد بندھوائی۔ اس کے بعد اعجاز احمدی میں سے ایک شعر پڑھ کر کہا کہ یہ مرزا قادیانی نے میرے نام ڈیڈیکیٹ کیا ہے اور اس کے بعد علاّمہ زماں، قطب دوراں حضرت شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے متعلق مرزا کا ایک ناپاک سا شعر پڑھا۔ اس کے ساتھ مرزا کے اور متعدد اشعار پڑھے۔ مثلاً: ''میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نکمترم ز کسے
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

آں چہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
(حوالہ مذکورہ)

اوران کی تعلّیاں بیان کی ہیں۔ پھر یہ الہام پڑھا:''ما ینطق عن الھوی ان ھو الّا وحی یوحٰی''(اربعین نمبر۳ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶)اور کہا کہ یہاں مرجع ضمیر ہی ندارد ہے اور بعض حیدرآبادی مرزائیوں کا ذکر کیا اور (انجام آتھم ص۳۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً حاشیہ) پر مرزا قادیانی کی پیش گوئی کا پتہ دیا کہ:''مرزا سلطان احمد، محمدی بیگم کا خاوند نہ مرے تو میں جھوٹا۔'' وغیرہ وغیرہ ہیچوقسم پیش گوئیوں کی نہایت معقولیت سے تردید کی جو نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔ مولوی صاحب چونکہ مرزا قادیانی کے قدیم حریفوں میں ہیں۔ لہٰذا اس کی نسبت آپ کی معلومات کافی ہیں اور اس کے خوب راز داں ہیں۔ لہٰذا ان کی تمام باتیں پتہ کی ہوتی ہیں اور لاجواب۔ اگرچہ مولوی صاحب نے خاص خاص باتوں کی تشریح اسی قدر پر کفایت کی کہ کوئی واقف حال ہی سمجھے۔ اس پر بھی مرزائی آتش بپا ہوتے ہیں۔ فاضل مقرر نے اخیر پر مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے سے انکار ان کی ہی تحریر سے بتایا اور جلسہ نماز مغرب کے لئے برخاست ہوا (مولوی صاحب کے دوران وعظ میں مرزائی کچھ تڑپے اور شوروغل کی ابتداء جو ہوئی تو خان غلام رسول خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کھڑے ہوکر انہیں تنبیہ کی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم میں سے جلسہ ہذا میں کوئی نہ بولے تم اپنے ہاں جلسہ کرو اور ان کے جواب دو)

تقریر مولانا محمد ادریس صاحب دیوبندی

آپ نے بعد نماز عشاء حقیت اسلام اور اسرار نماز پر نہایت مدلل اور فاضلانہ تقریر فرمائی جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ دیہات کے لوگ اگرچہ ہیچوقسم مضامین سمجھنے کے بہت کم قابل ہوتے ہیں۔ تاہم آپ کے لفظ لفظ پر ہمہ تن گوش تھے اور ہر طبقہ کے لوگ آپ کی تقریر کی توصیف کررہے تھے اور قریب۱۲بجے رات یہ مبارک مجلس باحسن وجوہ برخاست ہوئی۔

اجلاس چہارم: ۲؍اپریل صبح

سب سے اوّل مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری نے اپنے پرتاثیر وعظ سے حاضرین کو محو حیرت بنایا۔ آپ کے وعظ میں مثنوی مولانا روم اور دیگر اشعار پنجابی وغیرہ کو زیادہ دخل ہوتا اور خوب تر یہ کہ کسی حدیث یا آیت کے موافق مطلب اور باموقع پڑھتے ہیں۔

آپ کے بعد مولوی محمد اسماعیل صاحب نے آیت: ''**فبما رحمة من الله لنت لهم** (آل عمران: ۱۵۹)'' تلاوت فرما کر اخلاق نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ ایک شخص مسجد میں پیشاب کر بیٹھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے چوفیرا ہوئے کہ اس کی گوشمالی کریں۔ حضور ﷺ نے انہیں زجر وتوبیخ کرنے سے روکا اور اس شخص کو نہایت نرمی سے سمجھایا کہ: ''**ان المساجد لم تبن لهذا**'' (مسجدیں اس کام (پیشاب) کے لئے نہیں بنائی گئیں) مقرر کا غالباً یہی مطلب ہوگا کہ: ''مرزائیوں کو نرمی سے سمجھایا جائے۔'' یہ درست۔ لیکن جب ان کی طرف سے علمائے اسلام کو مرزا کی طرح کہا جائے: ''اے بدذات فرقہ مولویاں۔'' (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱ حاشیہ) اس کا جواب کن الفاظ سے دیا جائے کہ: ''آہن بہ آہن تواں کوفتن'' یا ''جائے گل گل باش جائے خار خار'' پر عمل نہ کیا جائے تو زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے: ''چوب نرم را کرم میخورد''

قابل مقرر نے کہا کہ جو شخص کوئی مخالف کام کرے اس کو نرمی سے سمجھانا چاہئے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کسی کو بھیڑیا اور گیدڑ نہیں بتایا۔ ثمامہ قاتل تھا حضور ﷺ نے اسے گرفتار کر کے مسجد میں باندھا اور اس سے پوچھا کہ کہو اب تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس نے عرض کیا: ''**ان تقتل تقتل ذادم**'' اگر آپ مجھے قتل کریں تو ایک قاتل کو قتل کریں گے۔ آپ کا حق ہے۔ یہ سن کر حضور نے اسے آزاد کر دیا اور وہ بعدازاں مسلمان ہوگیا۔ مقرر نے بیان کیا کہ اہل مکہ نے حضور ﷺ پر بڑے بڑے تشدد کئے۔ مگر بعد فتح مکہ جب کہ مخالفوں کی موت وحیات حضور ﷺ کی منشاء پر منحصر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**لا تثریب علیکم الیوم** (الیوسف: ۹۲)'' آج تم پر کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ اس سے ثابت ہے کہ ہر پیشواء کے اخلاق بدرجۂ غایت اچھے ہونے چاہئیں۔ آپ نے اپنا تمام مال یتامیٰ پر تقسیم کر دیا

تھا۔ یہ تھی حضورﷺ کی اسوہ حسنہ جس کے لئے خداوند کریم کا ارشاد ہوتا ہے ’’لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب:۲۱)‘‘ مسلمانو! تمہارے لئے رسول اللہﷺ کی خصلت کا اختیار کرنا لازم ہے۔

اور حضورﷺ نے فرمایا ہے: ’’من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ...... الخ!‘‘ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو چاہئے کہ اسے ہاتھ سے روکے، یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکے، یہ بھی نہ ہو سکے تو خود اس سے نفرت کرے۔ باپ اگر چاہے تو بیٹے کو ہر طرح قمار بازی سے روک سکتا ہے۔ واعظ ہر شخص کو غلطی پر تنبہ کر سکتا ہے اور یہ اس کا فرض ہوتا ہے کان لپیٹ کر پاس سے گزر جانا اور منع نہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی تقریر سے دوسرے کو ضرور رنج پہنچے اور دل آزاری ہو تو یہ برا کرتا ہے۔ یہ اسوہ حسنہ کے خلاف ہے۔

مولوی صاحب کی تقریر میں وعظ کا ایک خاص رنگ اور تاثیر کی خاص جھلک تھی جس سے سامعین نے خاطر خواہ حظ حاصل کیا۔

آپ کے بعد بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری کی تقریر تھی کہ: ’’مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں۔‘‘ آپ نے آیت: ’’وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء:۱۵۹)‘‘ اور ’’وانہ لعلم للساعۃ (الزخرف:۶۱)‘‘ اور حدیث: ’’ینزل فیکم ابن مریم‘‘ پڑھ کر ان کی توضیح کی اور ثابت کیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے یہ دعاوی سراپا دروغ بافی ہے۔ بابو صاحب کی تقریر اور اس پر مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالجات اور ٹھیٹھ پنجابی زبان اور ان کا خاص طرز بیان ایک لطف پیدا کر رہا تھا۔

تقریر مولانا بدر عالم صاحب مدرسہ عالیہ دیوبند

آپ کی تقریر احیاء موتیٰ پر (اور کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر لے جائے گئے یا نہیں اور کہ ان کا آسمان پر جانا عقلاً ممکن ہے یا ناممکن) مشتمل تھی۔ فاضل مقرر نے ایک شیر ببر اور پدی کی مثال بیان کر کے کہا کہ:

بت بھی کریں آرزو خدائی کی ۔۔۔ شان ہے تری کبریائی کی

ایک پدی ٹانگیں آسمان کی طرف کھڑی کر کے پڑی تھی۔ کسی نے تعجب سے پوچھا

کہ یہ کیا حرکت ہے؟ تو وہ کہنے لگی۔ اس لئے کہ: ’’خدانخواستہ اگر کہیں آسمان گر پڑے تو ٹانگوں سے تھام لوں۔‘‘ کیا کوئی عقل مند، پدی کی اس بات کو تسلیم کر لے گا؟ ہرگز نہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک نبی تشریعی ہوتا ہے اور ایک غیر تشریعی اور آج کل ایک اور قسم بھی ہے یعنی اشتہاری۔ آج سے سواء تیرہ سو سال پہلے جس عیسیٰ کی بواسطۂ آنحضرت ﷺ کی خدا پاک نے تشہیر فرمائی وہ ایسے پرندے بناتا جو اڑتے تھے۔ خدا فرماتا ہے: ’’وما قتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷)‘‘ نہ اس عیسیٰ کو انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی دیا اور قبر مدینے میں ہوگی۔ وغیرہ! یہ وہ خدائی اشتہار تھا جسے دنیائے عالم جانتی ہے اور مرزاقادیانی نے (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ) میں عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا بتایا۔ مدینہ میں آپ کے انتقال سے انکار کیا۔ یہ سب امور قابو سے باہر تھے۔ لہٰذا مرزا نے استعارہ کہہ کر ٹال دیئے لیکن مینار کو استعارہ نہیں بتایا کیونکہ وہ اختیاری امر تھا خود بنالیا۔ مقرر نے اس موقعہ پر ایک بیوہ عورت کی مثال بیان کی جو کسی سے نکاح کی متمنی تھی۔ ایک خواہش مند مل گیا لوگ جمع ہوئے، نکاح خوان آیا، نکاح پڑھا۔ بات بات میں زوج صاحب بڑی خوشی سے کہتے گئے کہ مجھے قبول ہے۔ بیوہ کا کسی قدر اثاثۃ البیت تھا وہ بھی آپ نے بطیّب خاطر منظور کیا۔ اب اخیر پر عورت نے کہا کہ میرے ذمہ مسمی للّو کا دو ہزار قرض بھی ہے تو جناب خاوند صاحب لگے دائیں بائیں دیکھنے اور کہنے لگے کہ بھائی صاحبان سب باتیں تو میں نے مانی ہیں، یہ ایک آپ لوگ بھی مانیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ مرزاقادیانی کی کتابوں سے اختلاف اٹھ جائے مگر کیا کیا جائے وہ کہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کو صاف گالیاں دیتے ہیں، کہیں کہتے ہیں کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کر دی تاکہ خود ان کے مثیل بننے کی صورت میں قابل عظمت مانے جائیں۔ پھر ان کی برائیاں بیان کیں اور دوبارہ دنیا میں ان کا آنا محال بتایا تاکہ اپنے دعویٰ میں صادق مانے جائیں۔ (یہاں پر فاضل مقرر نے شیر اور پدی کی مثال کا عجیب پیوند لگایا) اور بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے خدا کی طرف سے اپنے رسول ہونے کی

بابت فرمایا: ’’انی رسول اللہ الیکم (الاعراف:۱۵۸) ‘‘بیشک میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تمہاری طرف)اور جو کتاب خدا کی طرف سے لائے اس کی بابت فصحائے عرب کو کہا: ’’فأتوا بسورۃ من مثلہ (البقرۃ:۲۳) ‘‘اس جیسی بھلا ایک سورۃ تو بنالاؤ تو وہ اس سے لاجواب وعاجز ہوگئے۔

موسیٰ علیہ السلام کے وقت جادو کا زور تھا انہوں نے اپنے معجزہ سے زمانہ کے جادوگروں کو شکست دی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ خدائی آدمی سے مقابلہ ناممکن ہے اور فرمایا کہ ہر شخص کا اپنے فن میں امتحان ہونا چاہئے جیسے پہلوان کا کشتی میں، بڑھئی کا کرسی وغیرہ بنانے میں۔ سرکاری آدمی کی وردی امتیازی ہوتی ہے، اسٹیشن کے قلی کے پاس نمبر بطور نشان کے ہوتا ہے۔ حتی کہ ٹانگوں پر بھی امتیازی نمبر ہوتے ہیں۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ جو شخص نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اس کے پاس کوئی نشان نہ ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے وہ معجزے بطور نشان کے دیئے تھے، مردوں کو زندہ کرتے تھے، مٹی کے جانور بناتے تو وہ جاندار ہوکر اڑ جاتے۔ جب مرزا قادیانی کو یہ کہا گیا کہ آپ مثیل عیسیٰ جو بنتے ہیں آپ بھی جانور مٹی کا بنائیں جو اڑ جائے تو آپ فرماتے کیا ہیں کہ یہ متشابہات میں سے ہے اور احیاء کی نسبت کہتے ہیں کہ میرا احیائے موتیٰ عیسیٰ سے بڑھا ہوا ہے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی نے بجائے مردوں کو زندہ کرنے کے زندوں کو مردہ بنادیا (یعنی بجائے کفار کو مسلمان بنانے کے، مسلمانوں کو کافر بنادیا)

فاضل مقرر نے ایک یک چشم کی مثال بیان کی جو اپنی آنکھ بنوانی چاہتا تھا، بدقسمتی سے اسے ڈاکٹر ایسا ملا کہ جس نے دوسری آنکھ بھی اندھی کردی اور یہ کہ مرزا قادیانی کہتے تھے: ’’عیسیٰ درحقیقت زندہ نہیں کرتے بلکہ مسمریزم کا عمل کرتے تھے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۰۴ تا۳۰۷، خزائن ج۳ ص۲۵۵ تا۲۵۷ حاشیہ)

حضرت مقرر نے آخیر پر فرمایا کہ حضرات! معجزہ فعل خدا کا ہے جو پیغمبروں کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے: ’’وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (الانفال:۱۷) ‘‘ قرآن میں ہے یہ تو ہوا معجزہ اور مسمریزم جادو ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے اور وہ بے دین لوگوں سے صادر ہوتا ہے، لہٰذا اسے معجزہ نہیں کہتے۔

فاضل مقرر کی تقریر نہایت مدلل اور پر مغز عالمانہ تھی۔ لیکن افسوس کہ بخوف طوالت اس کے بالتمام درج کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء!

تقریر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

فرمایا: ’’ارے یارو کیوں نہیں مان لیتے کہ یہاں ہم لوگوں کا آنا بھی مرزا قادیانی کا معجزہ ہی تو ہے اور آپ سے کچھ لینا دینا تو نہیں اور اس سڑک کے دشوار گزار گڑھے بھی تو اسی کے مصداق ہیں: ’’حوالیہ من کل فجّ عمیق ‘‘میں ۳۶ سال سے مرزا کی کتابیں دیکھتا ہوں۔ مگر مرزا قادیانی کا بروز ہوا تو آخر بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری میں، جوان کا دشمن ہے۔ کسی مرزائی میں ہوتا تو ان کا کچھ فائدہ بھی ہوتا۔ لیکن حق یہ ہے کہ مرزا قادیانی سے کوئی حق پسند محبت نہیں رکھ سکتا۔ مرزا نے ۱۸۸۰ء میں دعاوی کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۹۰۸ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ حبیب اللہ صاحب ہی بتائیں کہ ایک دو کو تو کوئی سنبھالے، بھلا بارش کی طرح وحی آنی شروع ہوجائے تو مرزا قادیانی کس کس کو سنبھالیں (ایک انگریز کی مثال) کہ وہ ایک مولوی صاحب سے پڑھنے گیا تو انہوں نے کہا کسی ایسے شخص سے پڑھو جو الفاظ کا ایک ہی معنی جانتا ہو۔ میرے پاس تو ایک ایک لفظ کے ہزاروں معنی ہیں۔ علیٰ ہذا! مرزا قادیانی کرشن جی مہاراج بنے، عیسیٰ بنے، محمد بنے، گورونانک صاحب بنے تاکہ تمام دنیا (ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی) مرزا قادیانی کے ہی مطیع ہوجائیں۔ مگر یہاں ’’طلب الکل فوت الکل ‘‘ والا معاملہ ہوا۔ غضب ہے کہ ایک شخص ۲۸، ۳۰ سال تک دعاوی کرتا اور لکھتا پڑھتا رہے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر میرے بیان میں شک ہو تو مولوی محمد علی مرزائی لاہوری اور مرزا قادیانی کے بیٹے یا خلیفے محمود صاحب کی نظیر موجود ہے کہ ایک ان میں سے مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے تو دوسرا اس سے انکار کرتا ہے اور مجدد کہتا ہے۔ یاد رکھو میری باتیں لاجواب ہیں۔ سنئے! مرزا قادیانی کے دعاوی، مجدد ہونے کا دعویٰ، محدث، امام الزمان، خدا کا جانشین، مہدی، حارث، نبی اللہ، ابراہیم، آدم، نوح، موسیٰ، مریم، عیسیٰ، عیسیٰ کا بیٹا وغیرہ وغیرہ بیشمار دعویٰ ہیں۔ (ایک رنڈوے کی مثال) یہ شخص نکاح کا متمنی تھا کسی نے پوچھا کہ: ’’نکاح میں کیا تاخیر ہے تو جواب دیا کہ نصف ہوچکا اور نصف ہی باقی ہے۔ کہا یہ کس طرح؟ جواب دیا کہ میں مانتا ہوں، اب صرف عورت کے ماننے کی دیر ہے۔‘‘

ایک پنڈت کی مثال: پوچھا گیا کہ حاملہ کے لڑکی ہوگی یا لڑکا؟ تو اس نے ذو معنی

لفظ بولا یعنی ''لڑکا نہ لڑکی'' اس کے بعد فرمایا کہ مرزا قادیانی نے ۶ ہزار صفحہ لکھ مارا مگر کوئی پوچھے کہ اگر لکھا تو کیا لکھا (یہاں بیٹے کی مثال بیان کی جس سے پوچھا گیا تھا کہ آٹا، دال، گھی، نمک ہے تو جواب دیا کہ یہ سودا سود نہیں اور سب کچھ ہے) سچ ہے: ''**لن یصلح العطار ما افسده الدھر** '' آخر مرزا قادیانی قیامت میں اپنے متبعین کو دوزخ میں جھونکیں گے کہ خداوندا میں نے نہ دعویٰ نبوت کیا نہ رسالت وغیرہ کا۔ یہ لوگ خود ہی مجھے نبی کہتے تھے۔''

فاضل مقرر نے فرمایا کہ صحابی، تمام اولیاء اللہ اور اقطاب سے افضل ہے۔ مگر یہاں ایک نبی کے دو صحابی (محمد علی لاہوری مرزائی اور مرزا قادیانی کا بیٹا محمود) ایک دوسرے کو خارج از اسلام بتاتے ہیں۔ اب ہمیں بتایا جائے کہ ہم مرزا قادیانی کو کیا مانیں؟ کیا ایسا نبی مانیں کہ جسے حمل ہوا کرتا تھا؟ افسوس! (یہاں مقرر نے ایک طالب علم کی مثال بیان کی جو مضمون کتاب پر بلا سمجھے اعتراض کیا کرتا تھا) اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! قادیان کے مسلمان غریب ہیں لیکن مسلمان خاصے ہیں۔ یہ بہتیرے ڈرائے دھمکائے گئے۔ مگر ایسی ہڈی کے بنے ہیں کہ انہوں نے کچھ پرواہ نہیں کی۔ مرزا قادیانی نے دین اسلام مٹانے کی کوشش کی ہے۔ تم لوگ اس انجمن کو قائم رکھ کر دین اسلام کی مدد کرو۔ مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ کا غلام ہونا بتاتے ہیں مگر ساتھ ہی آقا بھی کہ کسی طرح کوئی قابو آجائے۔ مگر آہ! ذات رسالت مآب ﷺ: .... (ایک مثال) فریقین عدالت میں جاتے ہیں ممکن ہے جج معاملہ نہ سمجھے اور سچا ہار جائے اور جھوٹا جیت میں رہے۔ مگر ایک شخص دعویٰ تو کرے مگر شہادت پیش نہ کرے۔ اس کی حالت معلوم ...... مرزا قادیانی نے خود فیصلہ کر دیا ہے (البدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء دیکھیں) کہ: ''جب میں نے دعوت شروع کی تو اکیلا تھا اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ ہیں۔'' (اجی حضرت بہاء اللہ بھی جب کھڑا ہوا تو اکیلا ہی تھا) ''اور اتنے ہی میرے نشان بلکہ سات کروڑ۔'' ایک دلچسپ مثال کے بعد مقرر نے کہا کہ ضرورت اب یہ ہے کہ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمانوں کا ایک مشترکہ کمیشن بیٹھ کر فیصلہ کرے کہ مرزا قادیانی تھے کون؟

اسلام پر اس قسم کی ہزاروں آندھیاں آئیں، مگر اسلام کا کچھ بگاڑ نہ سکیں۔ مرزاقادیانی نے حضور رسالت مآب ﷺ کے بارہ میں گستاخیاں کیں اور کہا کہ آپ ﷺ کے معجزے کم تھے اور میرے زیادہ، مگر خیر اس کا نتیجہ قیامت کو معلوم ہورہے گا۔ مسلمان پڑھا کرتے ہیں: ''لانفرّق بین احد من رسلہ (البقرۃ:۲۸۵)'' ہم کوئی تفرقہ نہیں ڈالتے اور نہ ہمیں مرزاقادیانی کا کہا ماننے میں کوئی امر مانع۔ لیکن وہ خود جو کہتے ہیں کہ: ''میں نبی ہوں میرا کام یہ ہے کہ عیسیٰ پرستی کا ستون توڑوں۔ توحید پھیلاؤں، آنحضرت ﷺ کی عظمت وجلال دکھاؤں۔ وغیرہ وغیرہ'' (مکتوبات احمدج اوّل ص۴۹۸ جدید)

واہ جی واہ! تیر نہ کمان مفت کے مسلمان۔ (اس وقت مرزائی حاضرین سٹ پٹا کر کھڑے ہوگئے کہ ہم جواب دیتے ہیں۔ مگر پولیس افسر نے ڈانٹ بتائی تو جھاگ کی طرح بیٹھ گئے) اس کے بعد مقرر علامہ نے فرمایا کہ حضرات! مرزامحمود صاحب کے نام بذریعہ رجسٹری جو تحریر میں نے پانچ ماہ قبل جواب کے لئے بھیجی تھی اب تک اس کا جواب تو بن نہ آیا بھلا آج اس کا جواب اتنا جلدی آپ کیا دیں گے۔ جاؤ پہلے سابقہ قرض اتارو اور اس کا جواب دے لو، پھر اس کی بابت سوچنا۔

فاضل مقرر نے اس کے بعد مرزاقادیانی کی کتابوں سے ان کے جھوٹ پڑھ کر سنائے۔ جس پر منشی قاسم علی اور یعقوب علی تراب وغیرہ نظام جلسہ بگاڑنے کے لئے بہت تڑپے مگر چونکہ قابل افسر انتظام کے لئے موجود تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اپنے ہاں جلسہ کر کے جواب دینا، یہاں شورمت کرو۔ لہٰذا بیچاروں کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس کے بعد حضرت مقرر نے کہا کہ سیدوں میں بروز نہ ہوا، مکہ اور مدینہ میں بروز نہ ہوا، مگر ہوا تو قادیان میں اور پھر مرزا پر۔ ''ایں چہ بوالعجبی است'' اب ۱۲بج چکے تھے۔ دو ایک لطیف مثالیں بیان ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اس کے بعد بابو پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور کا وقت تھا لیکن قلت وقت کے سبب آپ نے ایثار کر کے مطبوعہ دلچسپ تقریر حاضرین میں تقسیم کردی کیونکہ ۱۲بج چکے تھے۔ (وہ آگے آرہی ہے۔ مرتب)

اجلاس پنجم: ۲؍اپریل تقریر مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری

بعد نماز ظہر پہلے آپ ہی اسٹیج پر آئے اور آیت: ’’الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا (حم سجدہ: ۳۰)‘‘ پڑھ کر اس کی عام فہم پنجابی میں تفسیر بیان کی اور نہایت دلچسپ وعظ سے لوگوں کو محظوظ کیا۔

آپ کے حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ اوّل وقت میری تقریر کے دوران میں جب کہ میں مرزا قادیانی کے حیض کے مسئلہ پر تقریر کر رہا تھا تو مرزائی جماعت نے اعتراض کیا تھا۔ چنانچہ مقرر نے ان عبارات کو مرزا کی کتابوں سے نکال کر پڑھا اور سامعین کو بحوالہ کتاب پکار کر سنایا۔ زاں بعد صاحب افسر (مجسٹریٹ منتظم جلسہ) کو دکھائیں اوران ہوں نے دیکھ کر تصدیق کی اور یہ قضیہ ختم ہوا۔

تقریر جناب مولانا ثناءاللہ صاحب فاضل امرتسری

آپ نے فرمایا کہ انسانی زندگی کا مقصد رضائے خدا ہونا چاہئے:

آنکس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست — فتویٰ ہمیں دہم کہ نمازش قضا کند

اس کے بعد ہندو خواتین کی رسم ستی کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو محبت الٰہی کی ترغیب دلائی اور یہ شعر پڑھا:

خسروا در عشق باقی کم ز ہندو زن مباش — کہ برائے مردہ سوز دزندہ جان خویش را

اور ہمارا خدا تو حیّ وقیوم ہے، مسلمان کی زندگی کا مقصد فقط رضائے خدا ہے، علماء یہاں قادیان میں صرف اس لئے آتے ہیں کہ مرزا نے جو مسلمانوں کو راہ خدا سے بہکایا ہے تو ان کو سیدھی راہ پر لایا جائے اور گمراہی سے بچایا جائے۔ دیکھو آنخضرتﷺ کے وقت سورج کو گرہن لگتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سورج نے آسمان پر ابراہیم (ابن النبیﷺ) کا ماتم کیا ہے۔ مگر آنخضرتﷺ لوگوں کو فراہم کر کے اس کی تردید فرماتے ہیں۔ مگر مرزا محمود کے شملہ سے آنے کی رپورٹ میں گاڑی کے اشنان کر کے آنے کا ذکر چھپتا ہے تو اس کی تردید نہیں ہوتی۔ وغیرہ وغیرہ! دلچسپ بیان سے حاضرین کو محظوظ کیا اور یہ شعر پڑھا:

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ — وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کر کے

اس کے بعد فاضل مقرر نے ایک مطبوعہ اشتہار پیش کیا جس میں لکھا تھا۔ مرزا قادیانی خدا سے استدعا کرتے ہیں کہ: ’’اے خدا ہم دونوں (مرزا غلام احمد اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کے سامنے ہلاک کردے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۰۶ جدید ملخص) خدا نے بحکم: ’’**اجیب دعوۃ الداع اذا دعان**‘‘ یہ دعا ان کی قبول کی اور آخر ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو اس اشتہار کے ۱۳ مہینے بعد مرزا قادیانی لاہور میں مر گئے اور میں اب تک ان سے پندرہ سولہ سال بعد زندہ ہوں۔ مرزائی صاحبان خود انصاف کرلیں کہ مرزا قادیانی کی دعا کے مطابق سچے مرزا قادیانی ہوئے کہ میں (ثناء اللہ) آہ:

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب　　　تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مگر افسوس کہ میں مرزا قادیانی کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوسکا:

پڑھی نماز جنازے کی غیروں نے　　　مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

زاں بعد منشی قاسم علی مرزائی کے مناظرہ لدھیانہ کا ذکر کیا جو مقرر اور منشی صاحب کے مابین تین سو روپیہ پر شرطیہ ہوا تھا اور سردار بچن سنگھ صاحب پبلک پراسیکیوٹر منصف نے فیصلہ بمعہ تین سو روپیہ مولوی ثناء اللہ مقرر ہذا کے حق میں دیا۔ فاضل مقرر نے کہا کہ اب یہ دو فیصلے میرے حق میں ہیں۔ (۱) مرزا قادیانی کی موت والا آسمانی فیصلہ کہ وہ میرے سامنے ہلاک ہوئے اور (۲) منشی قاسم کی ہار اور میری جیت بمعہ تین سو روپیہ کے زمین کا فیصلہ۔ اب کہو کیا کہتے ہو؟ ارے تمہارے نبی مرزا غلام احمد سے میں جیتا اور وہ ہلاک ہوا۔ اس کے حواری یا صحابی منشی قاسم علی سے میں جیتا جو سامنے کھڑے ہیں۔ اب تم میں کوئی مرزا غلام احمد سے علم اور مرتبہ میں بڑھیا ہے تو میں اس سے گفتگو کرنے کو تیار ہوں۔ ورنہ جب تمہارا نبی میرے مقابلہ میں ہلاک ہوگیا تو پھر تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے یہ بھی کبھی نہیں سنا کہ ’’**کل الصید فی جوف الفراء**‘‘:

چھیڑ خوبوں سے چلی جائے اسد　　　گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

فاضل مقرر نے اس کے بعد اپنے زندہ رہنے کے متعلق بعض دلچسپ باتیں بیان کیں اور کہا کہ آج میں اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ بحکم: ’’**کونوا مع الصادقین** (البقرۃ:۱۱۹)‘‘ (صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ) احمدی دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اب میرے

ہاتھ پر بیعت کریں (اس وقت مرزائیوں کی طرف سے ایک رقعہ آیا کہ اگر بہاء اللہ کی کتابیں ثناء اللہ سے نکل آئیں تو فی کتاب ۱۰ روپے ہم دیں گے) فاضل مقرر نے کہا کہ میں نہ فقط بہاء اللہ کی کتابیں دکھاؤں گا بلکہ ان پر اپنے نوٹ بھی لکھے ہوئے دکھاؤں گا جس سے معلوم کہ میں نے نہایت غور وخوض سے ان کا مطالعہ کیا ہے۔ (یہ بحث اس لئے چھڑ گئی کہ مقرر نے بعض مرزائیوں کا مرزائی عقائد چھوڑ کر بہاء اللہ کا مذہب اختیار کرنا بیان کیا جو مرزائی مذہب کی کمزوری بطلان اور بے بنیاد ہونے پر دلالت کرتا ہے) اب نماز عصر کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

بعد نماز عصر حکیم مولوی ابوتراب عبدالحق صاحب ایڈیٹر اخبار اہل السنۃ امرتسر نے آیت: ''**الذین یتبعون الرسول النّبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل** (الاعراف:۱۵۷)'' پڑھ کر اتباع سنت پر روشنی ڈالی اور مرزائیوں وچکڑالویوں کی بخوبی تردید کی اور حیات مسیح پر دلچسپ دلائل بیان کئے۔

آپ کے بعد مولوی محمد عبداللہ صاحب کا وعظ ہوا۔ آپ نے اطاعت خدا ورسول پر نہایت مؤثر تقریر کی اور آیت: ''**ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الایۃ** (حم سجدہ:۳۰)'' کی نہایت خوبی کے ساتھ توضیح فرمائی اور بیان کیا کہ حضرت عبداللہؓ کفار کے ہاتھ گرفتار ہوگئے تو انہیں کفار نے کہا اگر اسلام چھوڑ دو تب نجات ہوسکتی ہے۔ ورنہ تکلیف سے مروگے تو آپ نے جواب دیا۔ ''**لاضیر انا الیٰ ربنامنقلبون** (الشعراء:۵۰)''

صداقت کے لئے گر جان جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

اس کے بعد ان کو زندہ گرم تیل میں ڈال کر جلایا گیا۔ دوسرے صحابہ جو دیکھ رہے تھے ان سے کہا کہ تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ ورنہ اسلام ترک کردو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت عبداللہؓ نے دیا تھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ''**تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ** (حم سجدہ:۳۰)'' لہٰذا ہم دنیا کی کسی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن افسوس ان کے بعد ایسے لوگ آئے جو اس آیت کے

مصداق بنے۔ ’’فخلف من بعدهم خلفٌ اضاعوا الصلٰوۃ واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیّا (المریم: ۵۹)‘‘ آپ کی واعظانہ تقریر نہایت دلجمعی سے سنی گئی۔

تقریر جناب پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب ایڈیٹر اخبار القاسم امرتسر

پہلے آپ نے مشہور نعتیہ رباعی:

بلغ العلٰی بکمالہ　　　　کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　　　صلوا علیہ وآلہ

نہایت دلکش لہجہ میں پڑھی اور ساتھ ہی چند اردو اشعار دلربایانہ طرز میں اور کہا کہ ان جلیل القدر علماء کے سامنے میرا کچھ بیان کرنا سوء ادبی تو ہے۔ مگر ’’المامور مجبور‘‘ کچھ کہے بغیر چارہ نہیں۔ بزرگان من! جلسہ کا یہ جاہ وجلال اور بیشمار اہل اسلام کا ہجوم دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں قادیان میں جلسہ کرنے پر ہمیں کون سا امر داعی ہوا؟ سنئے! مرزا قادیانی نے جب آریوں، عیسائیوں وغیرہ غیرمسلم لوگوں کے مقابلہ کے لئے اسلام کی حمایت میں آواز بلند کی تو علمائے اسلام نے ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ لیکن جب مرزا قادیانی نے خلاف عقائد اسلام دعاوی کئے تو علماء ان کے خلاف ہوگئے اور ہونا چاہئے ہی تھا اور چونکہ قادیان مرزا قادیانی کا مسکن اور عقائد مرزائیہ کا مرکز ہے۔ لہٰذا علمائے اسلام کو ’’من رای منکم منکراً فلیغیّرہ بیدہ...... الخ!‘‘ کا امر یہاں جلسہ کرنے پر باعث ہوا۔ اب مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ اگر مرزائیت صداقت پر مبنی نہ ہوتی تو اس کی اس قدر ترقی نہ ہوتی۔ مگر ان کا یہ معیار صداقت نہایت بودا اور دلیل از بس رکیک ہے۔ اگر معیار صداقت بہتات ہوتی تو بابی اور بہائی فرقہائے ضالہ کو بھی سچا ماننا چاہئے۔ لیکن صداقت کا معیار بہتات نہیں بلکہ صداقت پر وہی مذہب ہے جو فرمان خداوندی کے ماتحت کام کرے۔ اگر مرزائی صاحبان اپنی بہتات اور حسن تنظیم کو معیار صداقت مانتے ہیں تو پھر ان پر عیسائی اور آریہ مذہب کی بھی تصدیق لازم وواجب ہوگی۔ لہٰذا معیار صداقت کو معقول ہونا چاہئے۔ فاضل مقرر نے مرزائیوں کے مقابلہ میں فرعون، ہامان اور قارون وغیرہ کے تموّل کا ذکر کیا کہ ان کے مقابلہ میں مرزائی تنظیم وتموّل کی کیا حقیقت ہے اور کہا کہ یہاں غریب طبقہ کے قلیل البضاعت مسلمان رہتے ہیں جو مرزائیوں کے ہاتھوں (جیسا کہ معلوم ہوا ہے) طرح طرح کی تکالیف

تو برداشت کرتے ہیں مگر ان کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ بالآخر فرمایا کہ احمدیت (مرزائیت) اسلامی عقائد کے خلاف ہے، جو لوگ اس جال میں پھنسیں گے وہ اسلام سے دور ہو جائیں گے اور یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ آپ کی تقریر فصاحت سے مملوّ تھی۔

مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری

نے بعض فارسی اور پنجابی نظمیں پڑھیں جن میں سے فارسی ہدیہ کی جاتی ہے:

یکے بخرم در بستان کہ تا سرو رواں بینی　　دلت بستہ چہ درخانہ بروں آ تا جہاں بینی
چو دیدی بوستانہا را یکے بگذر بگورستاں　　کہ گورستاں ہمیں گوید بیا تا دوستاں بینی
شہنشاہے کہ بر قصرش ہزاراں پاباں بودے　　کنوں بر قبۂ قصرش کلاغاں پاسباں بینی
وزیرے را کہ در دستش کلید گنجہائے بودے　　نگر در کنج تابوتش غبار استخواں بینی
بسے بادام چشماں را کہ دیدی اندریں عالم　　کنوں در خانہائے چشم موران را رواں بینی
الا خاقانی مسکیں چہ دلبندی دریں دنیا　　کہ چوں چشم زنی برہم نہ ایں بینی نہ آں بینی

اس کے بعد ایک اور فارسی نظم پڑھی جس کا مصرعہ اوّل تھا: ’’شکست رنگ شباب وہنوز رعنائی۔‘‘ اور جلسہ ختم ہوا۔ آج (۲/اپریل ۱۹۲۴ء) رات بعد نماز عشاء مختلف مضامین پر چند کس علماء نے اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو محظوظ کیا اور قریب ۱۲ بجے رات کے جلسہ برخاست ہوا۔

جب واعظین اور سامعین اپنی اپنی فرودگاہوں کو چلے گئے اور چند مسافر سایہ بان کے نیچے جلسہ گاہ میں ہی سو رہے ہیں۔ (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) قریب ساڑھے ۱۲ بجے مرزائیوں کی ایک جماعت سونٹے ولاٹھیاں لئے آئی اور آتے ہی گیس کے جلتے ہوئے لیمپ توڑے۔ میز اور کرسیاں اٹھا پھینکیں، غریب اور بے گناہ مسافروں کو پیٹا۔ وہاں قریب ہی کہیں مستری محمد ابراہیم صاحب بٹالوی تھے (جنہوں نے بٹالہ سے قادیان جانے کے واسطے علماء کے لئے موٹروں کا انتظام کیا تھا) ان کے سر میں کئی ایک ضربات شدید لگائیں۔ یہ بھی سننے میں آیا کہ یہ جماعت مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر علماء کی فرودگاہوں پر پہنچ کر فساد کرنے کے لئے چوکوں میں گشت لگاتی رہی۔ مگر ابھی موقع نہ پایا تھا کہ پولیس اور افسران متعینہ کو اطلاع ہوگئی۔ جناب قاضی علاء الدین صاحب ای.اے.سی افسر متعینہ جلسہ اور خان صاحب غلام رسول خان سپرنٹنڈنٹ پولیس فوراً موقعۂ واردات پر پہنچ گئے۔ مولوی محمد نعیم

صاحب لدھیانوی اور خاکسار (حبیب اللہ) راقم الحروف بھی علماء کی فرودگاہوں پر بعض احباب کو متعین کر کے موقعہ واردات پر گئے۔ اس وقت جناب مجسٹریٹ صاحب اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس مع چند ایک کنسٹبلان پولیس جلسہ گاہ کے متصل ہی مستری محمد ابراہیم صاحب بٹالوی کی ضربات ملاحظہ فرما کران کے متعلق کچھ بیانات قلمبند کر رہے تھے۔ وہاں سے جلسہ گاہ میں آئے۔ مگر مرزائی بہادروں نے یہاں سے بے خبر اور نہتے سونے والے مسافروں کو مار پیٹ کر بھگا دیا تھا) البتہ تلاش کر کے دو ایک لائے گئے جو ایسے خوف زدہ اور ہراساں تھے کہ بات تک نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت جلسہ گاہ کے سایہ بان کے نیچے، صاحب مجسٹریٹ بہادر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس مع چند کنسٹبلان، مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی، حبیب اللہ (راقم الحروف)، منشی مہرالدین سیکرٹری انجمن اور صاحب صدر انجمن اسلامیہ قادیان موجود تھے۔ مرزائیہ وارڈوں کی طرف سے چند آدمی لالٹین لئے قصبہ کی طرف آرہے تھے۔ مجسٹریٹ صاحب نے ایک پولیس کنسٹبل کو بھیجا تاکہ انہیں بلا لائے۔ مگر انہوں نے جواب یہ دیا کہ: ’’ہم خلیفہ صاحب کی اجازت بغیر نہیں آسکتے۔‘‘ اور سیدھے اپنی منزل مقصود کو چلے گئے۔

اختتامی اجلاس: ۳۰ر اپریل صبح

آج جلسہ کا آخری دن ہے ۱۲ بجے سے بعد کام ختم ہے۔ ابتداءً مولوی امام الدین صاحب امرتسری نے پابندی صوم وصلوٰۃ پر مختصر مگر مؤثر ومدلل وعظ فرمایا۔ پھر مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری کی تقریر ہو رہی تھی کہ بوقت ۹ بجے جناب سید عطاء اللہ صاحب (بخاری) بٹالہ سے آپہنچے اور آتے ہی تقریر فرمانی شروع کی کہا کہ: ’’حضرات! اس مقدس اور پیغمبر زا سرزمین پر میری حاضری کا یہ پہلا موقع ہے جہاں ایک نبی گزر چکا ہے۔ مسلمانوں پر عجب مصیبت کا وقت ہے اور فرمایا کہ میں بے وقت پہنچا ہوں آپ لوگ مجھ سے پہلے بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ میں مختصر ہی کہوں گا۔ اس لئے کہ (رات کی مار پیٹ کی طرف اشارہ کر کے) بہت کچھ تو آپ کو رات کو سمجھا دیا گیا ہے اور باقی آئندہ سمجھا دیئے جاؤ گے۔ مسئلہ خلافت عرصہ سے معرض خطر میں تھا، مسلمانوں کی باہمی تفرقہ اندازی میں مخالفین کامیاب ہوگئے تھے۔ مجھے مرزائی اخبار الحکم کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ جس خلافت پر عطاء اللہ شاہ

مرٹنا کہتا تھا وہ تو اب خود مٹ گئی ہے۔ لہٰذا اس کو اب یہاں قادیانی خلیفہ کی خلافت میں آ جانا چاہئے۔ اللہ اللہ!:

نہ من بر آں گل عارض غزل سرایم وبس

حرم محترم بیت اللہ شریف اور مدینۃ الرسول میں جہاں جوں تک مارنی منع ہو وہاں مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔ بندگان خدا گولیوں کا نشانہ بنائے اور شہید کئے جائیں اور سینکڑوں قید ہوں تو یہ جماعت مرزائیہ قاتلوں سے اظہار دوستی کرے، مگر ہم مسلمانوں کے دشمن۔ میں اور کیا کہوں:

بت بھی کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

ہم میں سے کسی کو چھینک آ جائے، زکام یا کھانسی ہو جائے یا بے وقت...... حاجت ہونے لگے تو مرزا قادیانی کی پیشین گوئی پوری ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وغیرہ‘‘

پھر فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے جمہوریت حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت سے قائم ہے۔ اب بھی مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی کام وہی کرتے ہیں جو مسلمان کرتے تھے فقط زبان سے نہیں کہتے کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور اسی جمہوریت کے تحت میں سلطان عبدالحمید خان کو تخت سے اتارا گیا ہے۔ خلافت کے معنی ہیں اسلامی حکومت سو وہ موجود ہے۔ بس خلافت سے متعلق اسی قدر بیان کافی ہے۔

فاضل مقرر نے فرمایا قادیان میں وہ آئے جو کچھ لے کر آئے، کیونکہ یہاں پیٹ پوجا ہوتی ہے اور ہم خدا پوجا کرتے اور بتاتے ہیں ہمارا یہاں کیا کام۔ (غالباً یہ جملہ اخبار الحکم کا جواب تھا) اس کے بعد مولانا حاجی نور احمد صاحب نے فرمایا کہ مرزائی کہتے ہیں ہم نے یورپ میں اسلام پہنچایا جس کا حضرت مقرر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ضرور! کچھ تو یہاں ہی پہنچا دکھایا ہے (اور رات کے فتنہ مرزائیہ کی طرف اشارہ کر کے) اور آج رات تو گلی کوچوں میں بھی بہتا رہا ہے۔ اس کے بعد اخبار زمیندار کے حوالہ سے ایک مضمون بیان کیا جو ترکی اخبارات سے لیا گیا تھا جو اسلام آباد (ہندوستان) کی کسی قادیانی عبادت گاہ کے امام نے بھیجا ہے۔ اس میں ترکی خلافت مٹنے پر مبارک باد دی گئی ہے اور فرمایا کہ ۷ کروڑ مسلمانان ہندوستان تو خلافت کو مانتے ہیں، سوائے قادیانیوں کے۔ میں اس کے سواء کیا کہہ سکتا ہوں کہ (ڈھائی ٹوٹنیاں اور ڈیڑھ فرول) کے مصداق ہیں۔ میں نے گوجرانوالہ کے

جلسہ میں علماء سے کہا تھا کہ میں مرزا کو مجدد وامام اور نبی ورسول وغیرہ ماننے کو تیار ہوں بشرطیکہ اس میں نبی ومجدد وغیرہ کی کوئی بات ہو۔'' کیا میں کڑیا دے مگر پھرن والے نوں نبی من لاں'' (یعنی لڑکیوں کے پیچھے پھرنے والے کو کیا میں نبی مان لوں؟ غالباً یہ محمدی بیگم والی پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے) اس کے بعد قابل مقرر نے کہا میں دعا کرتا ہوں خدا مسلمانوں کو گمراہی (مرزائیت) سے بچائے۔

مرزا مر گیا، اس کا معاملہ اب خدا سے ہے، آپ لوگوں نے جوائنٹ یہاں رکھی اور جو بوٹا لگایا ہے اس کو سرسبز رکھنا۔ یہ نہایت مبارک تجویز اور میرا ایمان ہے کہ مرزائیت کی بیخ کنی کے لئے آپ نے یہاں انجمن قائم کی ہے اور بیرونجات میں جہاں جو کچھ ہو رہا ہے تو وہ بعینہ ''......مرے کھاریاں اور مردہ وزیر آباد'' کا مصداق ہے۔

مسلمانو! مرزائیوں سے بچنا، ان کو گالی گلوچ نہ دینا، ان کی طرف ہاتھ نہ اٹھانا، اکالی صاحبان سے بھی میری درخواست ہے کہ ضرورت کے وقت وہ قادیان کے ان غریب مسلمانوں کی ضرور مدد کریں۔ مسلمانو! اس انجمن کو ضرور قائم رکھو۔ آج رات کے خون سے یہ بوٹا اور بھی اچھا بار آور ہوگا اور عمدہ پھل لائے گا۔ آپ لوگ جبر وتشدد سہیں اور اپنے کام میں لگے رہیں۔ (پورنے دس بجے سید صاحب اپنی پرزور اور مؤثر تقریر ختم کر کے بسواری موٹر بٹالہ کو واپس ہوگئے)

آج رات مرزائیوں کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری کو اشتہار ملا جس میں انہیں قسمیہ مباہلہ کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ مولوی صاحب نے اس کے سلسلہ جواب میں فرمایا کہ جب فریق ثانی مجھے قرار دیا گیا ہے تو پھر باقی مسلمانوں کو اس میں شریک کرنا شرعاً وقانوناً ناجائز ہے اور ڈٹ کر اپنی آمادگی ظاہر کی۔ پھر قاسم علی مرزائی سے لدھیانہ میں ۳ سو روپیہ شرط مناظرہ میں جیتنا بیان کیا اور کہا کہ مرزا کے چچا زاد بھائی نے امرتسر میں مجھ سے بیان کیا کہ مرزا غلام احمد نے جب سے قادیان میں طاعون نہ ہونے کا الہام سنایا ہے تب سے اس معمولی قصبہ میں چار سو مسلمان مر چکے ہیں۔ سچ ہے: ''قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شیٔ (الانعام:۹۳)'' پھر کہا کہ مرزا قادیانی نے حجاز ریلوے کے متعلق پیش گوئی کی تو بنتے بنتے وہ رک گئی۔ خدا کرے اب ان کی پیش گوئی کی معیاد ختم ہوگئی ہو اور یہ لائن مکمل ہو جائے۔

تقریر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سلمہ اللہ

آپ نے خطبہ کے بعد ایک رباعی پڑھی جس کا مصرعہ اوّل یہ ہے: ''یار کا پاس ادب او دل ناشاد رہے۔'' (اس وقت مرزائی لوگ نہ معلوم کسی نیک ارادہ سے پورے تیار اور لاٹھیوں سے مسلح ہوکر آئے تھے۔ مگر عاقبت بین دوراندیش اور معاملہ فہم مجسٹریٹ صاحب متعینہ جلسہ نے فوراً کھڑے ہوکر کہا کہ زیر دفعہ ۱۴۴ میں حکم دیتا ہوں کہ کوئی لاٹھی والا حدود جلسہ کے اندر اور جلسہ گاہ کے قریب نہ دکھائی دے۔ جو شخص شرکت جلسہ چاہے وہ لاٹھی پولیس کے حوالہ کردے۔ پانچ منٹ کے اندر اس حکم کی تعمیل ہو۔ اس کے بعد جس شخص کے پاس لاٹھی پائی جائے وہ گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے) اس حکم کی بذریعہ پولیس فوراً تعمیل کرائی گئی۔ سب لوگوں نے لاٹھیاں دے دیں اور جماعت مرزائیہ عرق ندامت میں ڈوب رہی تھی۔

اس قانونی ہنٹر کے بعد حضرت مقرر نے فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے میں بھی اسی کے متعلق کچھ کہوں گا۔ ''مفت اٹھنے کے نہیں بستر سے فقیر۔'' مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرے صدق یا کذب کا معیار میری پیشین گوئیاں ہیں۔ اگر وہ سچی نکلیں تو میں سچا اور وہ غلط اور جھوٹی ہوں تو میں جھوٹا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۹)

فاضل مقرر نے اس کے بعد محمدی بیگم والی پیش گوئی کو غلط اور جھوٹا ثابت کیا کہ وہ ان کے نکاح میں نہ آئی اور مرزاجی مرگئے اور ساتھ بیان کیا کہ مرزا کے خلیفہ اوّل مولوی نورالدین نے اس پیش گوئی کی نسبت لکھا ہے: ''ہوسکتا ہے مرزاجی کی اولاد سے کوئی لڑکا محمدی بیگم کی اولاد کی کسی لڑکی سے نکاح کرے اور اس طرح یہ پیش گوئی پوری ہوجائے۔''

(ریویو آف ریلیجنز ج۷ نمبر۶،۷ص۲۷۹ بابت ماہ جون وجولائی ۱۹۰۸ء)

اس کے بعد مقرر نے مرزا قادیانی کو جھوٹا بتایا، قاسم علی مرزائی نے حوالہ پوچھا تو مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری نے حقیقت الوحی سے بحوالہ جناب پیر دستگیر جھوٹے کی تعریف پڑھ کر سنائی ''یوعد ولا یوفی'' کہ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے اسی کو جھوٹ کہتے ہیں۔ یہ عبارت افسروں کے سامنے بھی پیش ہوئی جسے انہوں نے درست بتایا۔ بعدازاں

مقرر نے فرمایا میں نے ۳۶ سال تک مرزا کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے مگر سوائے مشطط دعاوی (مجددیت، کرشنیت، مہدویت، رسالت، نبوت، مثیل عیسیٰ وغیرہ وغیرہ) کے اور کچھ نہ پایا۔ مرزا قادیانی نے عرصہ تک قانونی امتحان کی تیاری کی اس میں جب انہیں کامیابی نہ ہوئی تو پھر فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے امتحان میں کامیابی معلوم ہے اور کہا کہ آگرہ میں ڈاکٹر سبحان علی صاحب کے پاس ایک شخص آیا جو آگ کے دہکتے ہوئے انگار کھاتا اور جلتا نہ تھا۔ ایک اور شخص دونوں وقت کھانا کھاتا مگر بول وبراز کی اسے حاجت نہ ہوتی تھی۔ اس قسم کے لوگ اگر کوئی دعویٰ کرتے تو شاید جہالت کیش دنیا کچھ مان بھی لیتی۔

بعدازاں مرزا قادیانی کے الہامات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان کی مثال استاد فضل حجام دیوبندی کے اشعار جیسی ہے جو شعر تو کہا کرتا مگر جب اس سے مطلب پوچھا جاتا تو کہتا کہ ابھی شعر یاد کرلو مطلب بعد میں ڈال دوں گا۔ چنانچہ اس کا ایک شعر ہے:

الٹپٹی والخنا والاسترا حجام شوق رکھتا ہے کفگیر کے ساتھ

الٹپٹی کے الف لام سے مراد طریقت، حقیقت اور شریعت بیان کرتا تھا۔ واہ صاحب! شعر کیا خوب ہے اور شرح اس سے بھی خوب تر۔

پھر ایک اور مدعی نبوت کا ذکر کیا جسے عربی زبان میں وحی ہوتی تھی۔ جب اس کی غلط ملط عربی عبارات پر اعتراض ہوا تو کہنے لگا کہ: ''اوّل صرف ونحو قید میں تھے اب آزاد ہوئے ہیں۔ اب آپ لوگ جیسا چاہو پڑھو۔'' یہی حال مرزائی الہاموں کا ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کا الہام: ''اسکن انت وزوجک الجنة'' (پڑھا اور کہا کہ مرزا قادیانی نے اس کی یہ شرح کی ہے کہ: ''جنت سے مراد محمدی بیگم اور اس کی ہمشیرہ مسماۃ جنت ہے۔'' وغیرہ وغیرہ اور حاضرین کو فاضل مقرر نے صوم وصلوٰۃ کی تائید کی اور اس شعر پر اپنی مؤثر تقریر ختم کی:

اب تو جاتے ہیں میکدے سے امیر پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اب (تریب ظہر) جلسہ برخاست ہوا، افسر موٹروں پر سوار سڑک پر جا ٹھہرے۔ علمائے کرام فرودگاہوں پر پہنچے ہی تھے کہ افسروں کا پیغام آیا علماء جلدی آئیں۔ چنانچہ فوراً بسترے باندھے گئے اور علماء وافسران کی موٹریں ایک ساتھ بٹالہ کو روانہ ہوئیں۔ راستہ میں

اتنا اختلاف ہوا کہ علماء بٹالہ اسٹیشن پر پہلے آ اترے۔ لیکن افسر باقاعدہ موٹر میں بیٹھے ہوئے اسٹیشن پر علماء کو دیکھنے آئے کہ کہیں راستہ میں مفسدوں سے مڈبھیڑ نہ ہوگئی ہو اور علماء کا اسٹیشن پر سلامت پاکر واپس چلے گئے۔

شکریہ

ہم جملہ اہل اسلام کی طرف افسران اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو پولیس اور خاص افسر بھیج کر انتظام جلسہ اور امن قائم رکھنے میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔ خاص کر جناب قاضی علاؤالدین صاحب ای.اے.سی اور جناب خان صاحب غلام رسول خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا کہ جن کے حسن انتظام سے یہ سالانہ جلسہ امن وامان سے انجام پایا۔

ہم انجمن شباب المسلمین بٹالہ اور بالخصوص حاجی عبدالغنی وعبدالرحمٰن صاحب کا شکریہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ہر طرح سے انعقاد جلسہ کے موقعہ پر اپنے قیمتی وقت اور روپیہ سے دریغ نہیں کرتے۔

سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق وہ شریف ہندو صاحبان ہیں جو انعقاد جلسہ کے لئے جگہ اور مہمانوں کے قیام کے لئے اپنا سکول اور دیگر مکانات مسلمانوں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

زیادہ ضروری امر جس کی طرف ہم مسلمانوں کی توجہ واجب جانتے ہیں یہ ہے کہ قادیان میں انجمن کا ایک ایسا مکان تیار کرادیں جس میں سال بھر تو تعلیم دینیات ہوا کرے اور بتقریب سالانہ اجلاس جلسہ گاہ اور مہمانوں کی رہائش کا کام دے اور جلد سے جلد انتظام کر کے ہندو صاحبان کو اس بوجھ سے سبکدوش کریں۔ وباﷲ التوفیق! (الفقیر حبیب اﷲ منشی فاضل لاہور کشمیری بازار)

ہم اخیر پر جناب قاضی حبیب اﷲ صاحب منشی فاضل مہتمم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے محض بغرض حمیت اسلامی وتائید ملی اپنا قیمتی اور کاروباری وقت دے کر شریک جلسہ ہوکر روئداد جلسہ قلمبند فرمائی۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔

محمد پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائیدالاسلام نمبر۶ رمئی ۱۹۲۴ء ص۱تا۲۱)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے پانچویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ دعوے بلا دلیل کبھی مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ مدعی میں وہ صفات نہ ہوں جو کہ اس شخص میں تھیں، جس کے بروز یا نقل ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ ایک شاعر نے خوب لکھا ہے:

مسیح باش و ز اعجاز لافہا میزن میاں دعوے وحجت ہزار فرسنگ است

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے...... خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔'' مجھے اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔

۱...... ''ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔''

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۳،۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸،۲۲۹)

۲...... ''خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲)

۳...... پھر مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے: ''برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۹۷، خزائن ج۲۲ ص۱۰۱)

کیا لطف جو غیر راز کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

یہ تین الہام مرزا قادیانی کے ہیں جن سے ثابت ہے کہ وہ آریہ ہندو مذہب کے ایک رکن تھے گویا مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ: ''آریوں کا بادشاہ ہوں۔'' (تتمہ

حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲) اگر مرزا قادیانی آریہ نہیں تھے تو یہ الہام غلط ہوتے ہیں اور خداتعالیٰ الہام کرنے والا سچا خدا نہیں رہتا کہ مسلمان کو خدا آریہ کہتا ہے اور اگر مرزا قادیانی آریوں کے بادشاہ تھے تو مسلمان نہ تھے کیونکہ ہندو دھرم کے موافق اوتاروں کا جنم مسلمانوں کے گھر نہیں ہوسکتا۔ نظیر موجود ہے کہ پہلے کرشن جی کا اوتار مسماۃ دیوکی زوجہ باسدیو کے آٹھویں گربہ سے یعنی آٹھویں حمل سے پیدا ہوئے تھے۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ کرشن جی کا مذہب کیا تھا تاکہ ثابت ہو کہ مرزا قادیانی کرشن اوتار ہوکر ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ کرشن جی کا بھی یہی مذہب تھا جو آج کل آریہ صاحبان کا ہے یعنی تناسخ کے معتقد اور قیامت کے منکر تھے اور قیامت کا منکر ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ذیل کے حوالجات:

۱......

ز کار نکو مے رود در بہشت بقعر جہنم برد کار زشت

بقیہ تناسخ کند دار رش بانواع قالب دروں آردش

بہ تنہائے معہود در میروند بجم سگ وخوک در میروند

یعنی خداتعالیٰ برے کاموں کی سزا اسی دنیا میں گنہگار کو تناسخ کی قید میں لاکر دیتا ہے اور قسم قسم کے قالب میں اس کو ڈالتا ہے۔ حتیٰ کہ کتے وسور کے جسم میں اس کو لاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ترجمہ فیضی کا ہے ہم نہیں مانتے تو دیکھو ذیل کی عبارات:

۱...... سری کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں سوچ لو ہم تم اور سب راجے مہاراجے پیشتر کبھی تھے یا نہیں ان کا کیا جنم ہوگا۔ ہم سب گزشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہوں گے۔ جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن، جوانی، بڑھاپا ہوا کرتا ہے، اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اک قالب کو چھوڑ دیتا ہے۔

(اشلوک ۱۲، ۱۳، ادھائے ۲ بھگوت گیتا مترجمہ دوارکا پرشاد افق)

۲...... جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے، اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کرتی ہے۔ (اشلوک ۲۲، ادہائے ۲ گیتا مترجمہ دوار کا پرشادافق)

۳...... ہمارے تمہارے قالب نہ معلوم کتنے بدل چکے ہیں۔ اس امر سے میں ہی واقف ہوں تمہیں علم نہیں۔ (اشلوک ۱۹، ادہائے ۷ بھگوت گیتا مترجمہ دوار کا پرشادافق)

کرشن جی بت پرستی بھی کیا کرتے تھے۔ دیکھو ذیل کی عبارت:

اب اندر کی پوجا چھوڑ دیجئے اور پربت کی پوجا کیجئے۔ سب پکوان ان مٹھائی لے چلو اور گوبردہن کی پوجا کرو۔ (ص۴۲ پریم ساگر مطبوعہ نولکشور)

مہابھارت میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے دس سال تک تپ کیا۔ کرشن اپنے زمانہ کے پرم ودوان تھا اور وید وشاستر سے خوب واقفیت رکھتا تھا۔

(سوانح عمری کرشن جی مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

۱...... مرزاقادیانی وید وشاستر کا ایک حرف بھی نہ جانتے تھے۔

۲...... کرشن جی بڑے بہادر اور ہندو دھرم کے حمایتی تھے۔ راجہ کنس کو مارا، راجہ جراسندہ کو شکست دی۔ وغیرہ! (سوانح عمری ص۱۱۰)

۳...... مرزاقادیانی نے بجائے حفاظت ہندو دھرم کے وید وشاستر کی کھنڈن کی۔

بھلا کوئی عقل مند تسلیم کرسکتا ہے کہ کرشن جی جیسا ودوان ہندو دھرم کا راجہ اوتار لے کر مسلمانوں کے گھر پیدا ہو بجائے وید کے قرآن پڑھے، بجائے مندر کے مسجد جاوے، بجائے سر پر چوٹی رکھنے کے سر صاف کردے اور چوٹی نابود کردے اور تصانیف دھرم کی تردید میں کرے، آریوں کے مقابل ہندو دھرم کی تردید کرے، تناسخ کا رد کرے، گوشت کھاوے اور اسلام کے حلال کردہ کو کھاوے اور حرام کردہ سے پرہیز کرے۔ کیا یہ دعویٰ بلادلیل ہے یا نہیں کہ مرزاقادیانی کرشن اوتار تھے، کیونکہ مرزاقادیانی نے ہندو دھرم کے مطابق نہ تپ کیا نہ گئو اور گوبردہن کی پوجا کی تو پھر کرشن کا اوتار کیسے ہوئے بلادلیل دعویٰ باطل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کے الہام میں دو لفظ شرک وکفر کے بھی ہیں کیوں کہ مرزا قادیانی نے رودر گوپال کے معنی خود کئے ہیں۔ یعنی ’’فنا کرنے والا اور پالنے والا۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۴،۳۵، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹ وتتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

مگر افسوس مرزا قادیانی رودر تو تھے مگر فنا کسی کو نہ کر سکے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پر ہمیشہ دانت پیستے رہے ان کو اپنے رودری اختیارات سے فنا نہ کر سکے بلکہ خود ہی ان کے مقابل فنا ہوگئے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، ملاں محمد بخش لاہوری وغیرہ کی فنا چاہتے رہے مگر وہ ان کی زندگی میں فنا نہ ہوئے۔ پس روڈّر گوپال ہونے کا دعویٰ بھی بلاثبوت ہے۔ جیسا کہ آریوں کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ بلاثبوت ہے۔

مرزا قادیانی کا دوسری طرف یہ دعویٰ ہے کہ: ’’وہ مسیح ابن مریم جو آخیر زمانہ میں آنے والا ہے وہ بھی میں ہی ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

اور مسلمانوں پر اعتراضات کرتے ہیں کہ مسلمان خلاف قانون قدرت حضرت مسیح کو زندہ مانتے ہیں اور اس کا رفع ونزول محالات عقلی سے ہے۔ اس سے ہم نے سمجھا تھا کہ فی زماننا چونکہ فلسفہ اور تعلیم کا بہت زور ہے۔ خداتعالیٰ نے زمانہ کی رفتار کے مطابق مرزا قادیانی کو علم طبیعات کا فاضل بنا کر بھیجا ہے کہ خلاف قانون قدرت اور محالات عقلی کے عقائد سے سب کو آزاد کر دے گا۔ مگر جب مرزا قادیانی کی عبادت دیکھی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایک مرد عورتوں کی طرح دودھ دیتا تھا اور ایک لڑکا اسی دودھ سے پرورش پایا تو بڑا افسوس ہوا کہ خود غلط بود آں چہ ما پنداشتیم۔ اصل عبارت مرزا قادیانی کی نقل کی جاتی ہے۔ وھو ھذا!

’’اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے بچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ

امیرعلی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پاتا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مرگئی تھی۔'' (سرمہ چشم آریہ ص۵۱، خزائن ج۲ ص۹۹)

غور کرنے کی جگہ ہے کہ مرد کو حمل کس طرح ہوا اور بچہ کس راستے سے پیدا ہوا، کیونکہ قانون فطرت مشاہدہ میں آ رہا ہے کہ جب تک مرد وعورت جمع نہ ہوں اور حمل ہوکر بچہ پیدا نہ ہو، عورت کے پستانوں سے دودھ جاری نہیں ہوتا۔ سید امیر علی کے پستانوں سے دودھ کا پیدا ہونا خلاف قانون قدرت ہے۔ مگر یہاں مرزا قادیانی مانتے ہیں اور ایک معمولی انسان کے کہنے پر ایمان لاتے ہیں اور قانون قدرت کی پروا نہیں کرتے۔ مگر نہایت افسوس کہ حضرت خلاصہ موجودات مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ کے حلفیہ بیان پر جو ایمان رکھتے ہیں ان مسلمانوں پر فلسفی اعتراضات کر کے ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب اپنا معاملہ آتا ہے تو سب قانون چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کو قادر مطلق بتاتے ہیں اور ہست سے نیست کرنے والا بغیر کسی اعتراض کے مانتے ہیں۔

معجزہ شق القمر کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:''روز ازل سے حکم مطلق نے ایک خاصہ مخفی چاند میں رکھا ہوا تھا کہ ایک ساعت مقررہ پر اس کا انشقاق ہوگا۔''

(سرمہ چشم آریہ ص۷۱، خزائن ج۲ ص۱۱۹)

ہم بھی ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ اور رسول اللہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہ ہی آخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوگا اور اس کے ہاتھ سے دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ!

پس مسلمانوں کا بھی یہی جواب ہے کہ روز ازل سے حکیم مطلق نے ایک خاصہ مخفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں رکھا ہوا تھا کہ تا نزول آسمان پر رہے اور بعد نزول فوت ہوں اور مدینہ منورہ میں فوت ومدفون ہوں۔ جس طرح چاند کا پھٹنا معجزے کے طور پر تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ اور زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر اتارا جانا بطور معجزہ ہے اور

معجزہ ہمیشہ خارق عادت یعنی خلاف عادت ہوتا ہے۔ اگر معمولی عادت کے موافق ہوتو پھر وہ معجزہ نہیں۔ جب معلوم ہوا کہ معجزہ خلاف معمول ہوتا ہے تو سب اعتراضات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر کئے جاتے ہیں باطل ہیں۔ کیونکہ خداتعالیٰ انسان کی طرح اسباب کا محتاج نہیں، وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرسکتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس کا خاص معاملہ ہے۔ مرزاقادیانی خود قبول کرتے ہیں کہ جو معاملات خدا کے انبیاء علیہم السلام سے ہیں وہ معاملات عوام سے نہیں۔ (حقیقت الوحی ص۴۹،۵۰، خزائن ج۲۲ ص۵۲) ''وہ ایک عجیب قوم ہے (یعنی انبیاء علیہم السلام کی) کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہوجاتی ہے۔ گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خدائے تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے جو دوسرے سے وہ ہرگز نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خداتعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جب کہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کردیا۔'' الخ!

مرزاقادیانی کی اس عبارت سے ثابت ہے کہ جو جو اعتراضات مرزائی صاحبان کرتے ہیں سب غلط ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء میں سے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خداتعالیٰ وہ وہ معاملات کرتا ہے جو دوسروں سے نہیں کرتا۔ بیشک دوسرے انسانوں کو خداتعالیٰ آسمان پر نہیں لے جاتا اور نہ اس کی عادت ہے۔ مگر نبیوں کے ساتھ اس کی خاص عادت ہے۔ اس واسطے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو کہ نبی تھے ان کو آسمان پر لے گیا اور کفار سے ان کی حفاظت کی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو سرد کردیا اور سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر چلایا۔ حضرت موسیٰ کی خاطر لکڑی کو اژدھا کردیا۔

یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ انسان آسمان پر نہیں جاسکتا اور مسلمان بھی یہ نہیں کہتے

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اپنی طاقت سے چلے گئے یا ان میں پرواز کی طاقت تھی۔ مسلمان تو بموجب فرمان قرآن شریف: ''بل رفعه الله اليه'' کے اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور خدا تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے۔اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔''جس خدا نے سرخی کے قطرے مرزا قادیانی کے کرتے اور عبداللہ کی ٹوپی پر غیب سے بلا ظاہری اسباب کے گرائے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۵۵،خزائن ج۲۲ص۲۶۷) وہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ کے طور پر ضرور نازل کرے گا۔ محمد پیر بخش

(ماہنامہ تائید الاسلام نمبر۵، بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء ص۱تا۸)

اسی رسالہ کے ٹائٹل پر حاشیہ میں یہ خبر ہے:

نوٹ: موضع پنام تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور میں بتاریخ ۱۴؍مارچ ۱۹۲۴ء مولوی نادر علی صاحب اور قادیانی مولوی المشہو رفلاسفر کے درمیان مباحثہ ہوا اور مرزائیوں کو شکست ہوئی اور مفصلہ ذیل مرزائیوں نے توبہ کی۔ (۱) نورالدین، (۲) امام الدین، (۳) برکت علی، (۴) فضل محمد پنام تحصیل شنکر گڑھ مندرجہ بالا خبر تائید الاسلام شمارہ نمبر۵، بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء کے پہلے صفحہ پر حاشیہ میں درج ہوئی۔

اس پر قادیانیوں نے انکار کیا ہوگا تو تائید الاسلام شمارہ نمبر۶ بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء کے ص۸ کے حاشیہ پر یہ شائع ہوا۔

مرزائیوں کے چیلنج کا جواب چیلنج منظور ہے۔ روپیہ (زرضمانت) کسی کے پاس امانت رکھ دو پھر ثابت کیا جائے گا کہ مولوی نادر علی اور قادیانی فلاسفر کے درمیان مباحثہ ہوا۔ مگر پھر قادیانی چیلنج ''گوزشتر'' ہوگیا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ ۱۹۲۶ء کی کارروائی نہ مل سکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

اوّل	۴۹۲	دوم	۴۹۲
سوم	۴۹۳	چہارم	۴۹۳
پنجم	۴۹۳	قول مرزا قادیانی نمبر۱	۴۹۳
قول مرزا قادیانی نمبر۲	۴۹۳	قول مرزا قادیانی نمبر۳	۴۹۴
قول مرزا قادیانی نمبر۴	۴۹۴	قول مرزا قادیانی نمبر۵	۴۹۴
قول مرزا قادیانی نمبر۶	۴۹۵	قول مرزا قادیانی نمبر۷	۴۹۵
قول مرزا قادیانی نمبر۸	۴۹۵	قول مرزا قادیانی نمبر۹	۴۹۵
قول مرزا قادیانی نمبر۱۰	۴۹۶	قول مرزا قادیانی نمبر۱۱	۴۹۶
قول مرزا قادیانی نمبر۱۲	۴۹۶	اوّل الہام مرزا قادیانی	۴۹۷
دوسرا الہام	۴۹۷	سوال نمبر۱	۴۹۸
سوال نمبر۲	۴۹۹	سوال نمبر۳	۴۹۹

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ
وخیر خلقہ محمد آلہ واصحابہ اجمعین!

ہے سب سے پہلے حمد خدائے کریم کا — بے مثل وبے مثال غفور رحیم کا
اک امن کرن سے پیدا کیا کائنات کو — باطل خیال کردیا مادے قدیم کا
مادے کے پیدا ہونے کو پھر مادہ چاہئے — باطل ہے فلسفہ سے تسلسل حکیم کا
صلوات بے شمار رسول کریمؐ پر — جو منبع ہے ہدایت وخلق عظیم کا
خاتم ہے ذات پاک ہمہ انبیاء ورسل — قطعی یہ فیصلہ ہے قرآن کریم کا
ہرگز نہ ہوگا کوئی نبی بعد آپ کے — جوڑا کبھی نہیں ہوا درّ یتیم کا

حضرات! تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ حضرت اکمل البشر وافضل الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعیان نبوت کاذبہ ہر ایک زمانہ میں ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سلسلہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی شروع ہوگیا تھا اور اسود عنسی ومسیلمہ کذاب آپ ﷺ کی موجودگی میں ہی مدعی نبوت اور وحی والہام ہوئے۔

اوّل

اسود عنسی ہے جو پہلے مسلمان تھا، حج کے بعد مدعی نبوت ہوا اور آپ ﷺ کے حکم سے وہ اور اس کے پیرو سب کے سب مرتد قرار دیئے گئے اور حضور ﷺ کے فرمان واجب التسلیم سے نابود کئے گئے۔

دوم

مسیلمہ کذاب تھا، یہ کہتا تھا کہ میں ایسا نبی ہوں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ یعنی غیرتشریعی نبی اور میرا دعویٰ نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ماتحت ہے، میں کوئی اپنی جدید شریعت نہیں لایا۔ قرآن شریف اور محمد ﷺ کے تابع ہوں۔ اس کاذب کو بھی حضور علیہ السلام نے جماعت مؤمنین سے خارج فرماکر اس کے ساتھ جدال وقتال کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اس کاذب کا خاتمہ ہوا۔

سوم

طلیحہ بن خویلد۔ یہ شخص کہتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس وحی لاتا ہے۔

چہارم

لا۔ یہ شخص علاوہ قرآن شریف کے حدیثوں کو بھی مانتا تھا۔ مگر الٹے معنی کر کے اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا اور کہتا تھا کہ: ''لا نبی بعدی'' کے یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ میرے بعد ایک شخص نبی ہوگا، جس کا نام ''لا'' ہوگا۔

پنجم

مختار ثقفی یہ شخص بھی کہتا تھا کہ میں صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مختار ہوں۔ اس کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ مجھ میں حلول کئے ہوئے ہے اور کہتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس آتے ہیں اور غیب کی خبریں لاتے ہیں۔

الغرض تیراں سو برس سے یہ سلسلہ کذابوں مدعیان نبوت ورسالت کا آج تک بھی جاری ہے۔ چنانچہ آج کل مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت ورسالت ومسیحیت ومہدویت وکرشنیت وغیرہ ہیں جن کے اقوال ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ جو لاہوری جماعت کہتی ہے کہ: ''مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ورسالت کا نہ تھا'' غلطی پر ہے۔

قول مرزا قادیانی نمبر۱

آں چہ من بشنوم ز وحی خدا   بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم   از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

قول مرزا قادیانی نمبر۲

''میں خدا کے فضل سے نبی ورسول ہوں۔''

(اخبار بدر مارچ ۱۹۰۰ء، ملفوظات ج پنجم ص۴۴۷ جدید)

قول مرزا قادیانی نمبر۳

’’خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵ حاشیہ)

جب نجات مرزا قادیانی کی وحی اور تعلیم اور بیعت پر ہے تو مرزا قادیانی ناسخ دین محمدی ہوئے۔ اب قرآنی وحی منسوخ ہے اور نعوذ باللہ! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ معزول ہیں۔ کیونکہ ان کی پیروی میں نجات نہیں ہے۔ افسوس ہے ایسے مسلمان پر۔

قول مرزا قادیانی نمبر۴

’’جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا...... میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔‘‘

(اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۶)

قول مرزا قادیانی نمبر۵

’’الہامات میں میری نسبت بار بار یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲)

اس تحریر سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہامات کو حجت شرعی یقین کرتے تھے۔ حالانکہ اس پر اجماع امت ہے کہ الہام امتی کا موجب علم ظنی ہے اور شرعی حجت نہیں۔ ارشاد الطالبین میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں، الہام اولیاء موجب علم ظنی ہے اور اگر دو ولیوں کا کسی ایک الہام میں اتفاق کلی ہو جاوے تو اس کا درجہ ظن غالب کا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ولی کا کشف اور الہام کسی حدیث کے جو احادیث میں سے ہو بلکہ قیاس کے جو شرائط قیاس کا جامع ہو، مخالف ہوگا تب اس جگہ حدیث کو بلکہ قیاس کو ترجیح دینی چاہئے۔

اس کے بعد قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ سلف وخلف میں مجمع ہے۔ حضرت عمرؓ الہام پر عمل نہ کرتے جب تک اس کی تصدیق قرآن سے نہ کر لیتے۔ مگر افسوس کہ

مرزا قادیانی کو صریح قرآن شریف کے برخلاف الہامات ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں قرآن شریف واحادیث واجماع امت چھوڑ کر اپنے الہام پر عمل کرتے ہیں اور نبی ورسول بنتے ہیں اور اپنے منکر کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔‘‘

قول مرزا قادیانی نمبر۶

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

قول مرزا قادیانی نمبر۷

’’خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (اربعین نمبر۳ص ۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

قول مرزا قادیانی نمبر۸

’’جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر۔‘‘

(اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

قول مرزا قادیانی نمبر۹

’’میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اسی کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰)

افسوس! مرزا قادیانی ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ: ’’رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔‘‘ الخ!

(ازالہ اوہام حصہ۲ص۷۶۱، خزائن ج۳ص۵۱۱)

اور دوسری طرف اپنے پر نزول وحی قرآن شریف اور دوسری کتابوں جیسی پر ایمان لاتے ہیں، ان کی کون سی بات درست ہے اور کون سی غلط ہے۔

قول مرزا قادیانی نمبر۱۰

’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

قول مرزا قادیانی نمبر۱۱

آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

یعنی نعمت نبوت کا جام جو ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے، ان سب کا مجموعہ مجھ اکیلے کو دیا گیا ہے۔ یہاں افضل الرسل ہونے کا دعویٰ ہے۔

قول مرزا قادیانی نمبر۱۲

’’جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳ و مکتوبات احمد اوّل ص۴۹۸ مکتوب نمبر۲۹ طبع جدید)

مگر حضرت افضل الانبیاء، خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں: ’’تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم ﷺ سے ظہور میں آئے۔‘‘ (تحفہ گولڑیہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

یہاں مرزا قادیانی کا محمد ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ ہے جب مرزا قادیانی کے نشان تین لاکھ سے زیادہ ہوئے اور حضرت محمد ﷺ کے صرف تین ہزار، تو ثابت ہوا کہ جو فرق ہزار اور لاکھ میں ہے وہی فرق مرزا قادیانی اور محمد ﷺ میں ہیں۔ (**لاحول ولا قوة الّا باللہ العلی العظیم**)

پھر لکھتے ہیں: ’’محمد ﷺ کے واسطے صرف چاند کا گہن ہوا تھا اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کا، کیا اب بھی میرے مرتبہ سے (اے مخاطب) انکار کرے گا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

پھر لکھتے ہیں کہ: ’’حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مسیح موعود، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج وطلوع الشّمس من المغرب کی حقیقت سے آپ کو اطلاع نہ دی گئی تھی مجھ کو صحیح

طور پر اطلاع دی گئی ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۰۰ تا ۵۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۸ تا ۳۷۷)

دراصل مرزا قادیانی اپنے الہاموں اور کشفوں پر دھوکہ خوردہ تھے جیسا کہ پہلے مدعیان تھے۔ مرزا قادیانی اپنے دعوے کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ: ''چونکہ میں مسیح موعود ہوں اس واسطے نبی ورسول بھی ہوں۔''

مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ مسیح موعود تو عیسیٰ ابن مریم ہے تو مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ: ''ابن مریم بھی میں ہی ہوں۔'' اور اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا کہ: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخیر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

مرزا قادیانی کی اس طبع زاد دلیل سے تو مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اماں ثابت ہوتے ہیں۔

اوّل الہام مرزا قادیانی

''**یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة**'' اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو۔'' (کشتی نوح ص ۴۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۸)

اس الہام سے مرزا قادیانی مریم بنائے گئے اور مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام تھا۔

دوسرا الہام

''**یریدون ان یروا طمثک**''...... بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے...... اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

اس الہام سے بھی مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ ثابت ہوئے نہ کہ ابن مریم۔

تیسرا ایک کشف ہے جس کو مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید نے بیان کیا ہے۔
وھو ھذا: ’’مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اﷲتعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے۔‘‘

(اسلامی قربانی نمبر۳۴ ص۱۲، بابت ماہ جنوری ۱۹۲۰ء مصنفہ مولوی یار محمد صاحب وکیل نور پور کانگڑہ)

ان الہاموں اور کشف سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی پہلے مرد سے عورت یعنی مریم بنائے گئے۔ پھر ان کو حیض آیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے طاقت رجولیت کا اظہار فرمایا اور وہ حیض حسب قانون فطرت بستہ ہوکر بچہ بنا اور مرزا قادیانی حاملہ ہوئے اور پھر میعاد مقررہ کے بعد وضع حمل ہوا اور بچہ عیسیٰ جن کی روح مرزا قادیانی میں پھونکی گئی تھی پیدا ہوئے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھے اور ابن مریم نہ تھے۔ مگر چونکہ آنے والا ابن مریم ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی سچے مسیح موعود نہ ہوئے اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو سچے نبی ورسول بھی نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اس واسطے نبی ہوں۔

پھر مرزا قادیانی اسی کتاب (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۱) میں لکھتے ہیں:
’’پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔‘‘

صاحبان! کبھی سنا ہے کہ بچہ پہلے پیدا ہوا اور دردزہ بعد میں ہو۔ مگر چونکہ قادیانی فلسفہ اور حقائق ومعارف ودقائق الٹے ہوتے ہیں کہ تمام امت محمدیہ ان سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے یہ جائز ہے کہ وضع حمل پہلے ہو اور دردزہ بعد میں ہو۔ جس طرح مسیح قادیانی نازل پہلے ہوا اور منارہ جس پر نازل ہونا تھا وہ بعد میں بنوایا گیا۔ مرزا قادیانی حضرت مسیح کے رفع ونزول پر عقلی اعتراضات کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احادیث رسول اﷲ ﷺ پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ اس لئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی عقلی سوالات کریں جن کے سمجھنے میں ہماری عقل عاجز ہے۔

سوال نمبر۱

مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ: ’’اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں رہو۔‘‘

خدا نے مرد کو عورت کر کے کیوں پکارا۔ کیا اس کو علم نہ تھا کہ مرزا قادیانی تو مرد ہیں اور ان کا نام غلام احمد ہے۔

سوال نمبر۲

مرزا قادیانی نے جو لکھا ہے کہ: ’’مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔‘‘ کیا مرزا قادیانی کے پاس بھی وہ چیز تھی جس میں عیسیٰ علیہ السلام کی روح پھونکی گئی۔

سوال نمبر۳

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’۹، دس ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔‘‘ وہ لڑکا کہاں ہے اور کس راستہ سے نکلا۔

صاحبان! اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے بروزی نزول کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ بھی کوئی انوکھا دعویٰ نہیں۔ مرزا قادیانی سے پہلے بھی بروزی رنگ میں فارس بن یحییٰ نے مصر میں دعویٰ عیسیٰ بن مریم ہونے کا کیا۔ کتاب المختار میں لکھا ہے کہ اس نے طلسم و دیگر تدابیر سے ایک مردہ بھی زندہ کیا اور بغیر علاج کے مریضوں کو بھی اچھا کرتا تھا۔

دوم: ہدیہ مہدویہ میں لکھا ہے کہ ابراہیم بزلہ نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

سوم: شیخ محمد خراسانی نے بروزی رنگ میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص۱۶)

چہارم: مسٹر وارڈلے نے لنڈن میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

(عسل مصفی ج دوم ص۱۱۲)

پنجم: مجمع البحار میں لکھا ہے کہ سندھ میں ایک شخص نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

بروزی رنگ میں نزول مسیح کا خیالی ہونا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اس کی تردید فرمادی ہے۔ (انجیل متی باب ۲۴، آیت ۳، ۴، ۵ و ۶) ’’جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آ کے کہا ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانے کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔‘‘

انجیل کے اس مضمون کی تصدیق قرآن شریف نے فرمادی:''**وانه لعلم لساعة** (الزخوف: ۶۱)'' سے اور احادیث نبی کریم ﷺ میں سے جن میں اصالتاً نزول آسمان سے فرمایا۔ صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں:''**کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم**'' (رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات)

یعنی کیا حالت ہوگی تمہاری جب ابن مریم تمہارے میں آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام مہدی علیہ السلام بھی تم میں موجود ہوگا۔

اب روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ بروزی نزول کے سب مدعیان جھوٹے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح خود آویں گے۔ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تیرے آنے کا یہ نہیں لکھا کہ تیرے بروز کے آنے کا اور زمانہ کے اخیر ہونے کا نشان کیا ہے۔

سب سے پکی بات تو یہ ہے کہ حضرت خلاصۂ موجودات مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے جو غلبہ اور نصرت اور خیر وبرکت زمانہ نزول مسیح کی فرمائی ہیں۔ وہ ان مدعیان میں نہیں پائی جاتیں۔ نہ مرزا قادیانی سے پہلے مدعیان میں اور نہ مرزا قادیانی کے وقت۔ اس لئے سب جھوٹے ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے:''طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔'' الخ!

(اخبار بدر ۱۹ / جولائی ۱۹۰۲ء مکتوبات احمد ج اوّل ص ۴۹۸ مکتوب نمبر ۲۹ جدید)

مرزا قادیانی نے مسیح کے کام بھی بتادیئے ہیں:

اوّل: عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا تھا۔ مرزا قادیانی کے وقت عیسیٰ پرستی کے ستون کو وہ ترقی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی۔ اسلامی ممالک جن پر توحید کا جھنڈا لہراتا تھا تثلیث کا لہرانے لگا۔ بیت المقدس اسلامی حکومت سے نکل کر عیسائیوں یعنی صلیب پرستوں کے زیر حکومت چلی گئی۔ عراق عرب کا ملک اور مقامات مقدسہ بھی رخصت ہوئے، سوچنے والا یقین کرسکتا ہے کہ کسر صلیب کے عوض جب کسر خلافت اسلام ہوا اور بجائے غلبہ اسلام کے غلبہ

صلیب ہوا تو مدعی ہرگز ہرگز سچا نہیں۔ صوبہ تھریس ومقدونیہ میں ڈھائی لاکھ مسلمانوں کو بلغاریوں نے طرح طرح کے جان فرسا عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (اخبار زمیندار ۸ر ستمبر ۱۹۱۳ء) ہندوستان میں بقول آریہ اخبارات کے چار پانچ لاکھ مسلمان آریہ بنائے گئے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا تھا: ''وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جاوے گا نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام۔'' (ضمیمہ شہادت القرآن ص۴/ د، خزائن ج۶ ص۳۸۱)

یہ بھی الٹ ہوا کہ رام چندر اور کرشن کے پیروان میں دس لاکھ کی ترقی ہوئی۔

دوم: مرزا قادیانی نے لکھا تھا: ''اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جاوے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی اور راست بازی ترقی کرے گی۔'' (ایام الصلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱)

مگر یہ بھی الٹ ہوا۔ کیونکہ عیسائیوں کی تبلیغ جاری ہے اور ہر ایک ملک میں ان کے تبلیغی کام جاری ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ عیسائی مذہب قبول کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود باطل مسائل عیسائیوں اور آریوں کے اسلام میں داخل کر کے چشمہ صافی توحید کو شرک کی نجاست سے پلید کیا۔ عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ اور تجسم خدا وکفارہ کو اپنے الہاموں اور تحریروں سے تقویت دی۔ مرزا قادیانی خود ابن اللہ بنے ان کے الہام نمونہ کے طور پر ذیل میں منقول ہیں:

''انت منی بمنزلة ولدی'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلة اولادی'' (اخبار الحکم ج۱۰۲ دسمبر، تذکرہ ص۳۲۵ طبع چہارم)

''انت من مائنا'' (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

''انت منی بمنزلة بروزی'' (تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

''انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون''

(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

یعنی اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے صرف کہہ دے ہوجا، ہوجائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا اور مسئلہ کفارہ کی تائید کی، حالانکہ قرآن شریف نے تو ''ماقتلوه وما صلبوه'' سے کفارہ کی تردید کردی تھی۔ آریوں کے باطل مسائل تناسخ

وبروز کی تائید کی اور ہندوؤں کے مسئلہ اوتار کو مانا اور خود کرشن جی کے اوتار بنے۔

مرزا قادیانی کو الہام ہوا:

’’تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲)

اس الہام کے معنی مرزا قادیانی نے خود کئے ہیں کہ بادشاہت سے مراد روحانی بادشاہت ہے تو پھر آریہ ہوئے۔ پس مرزا قادیانی بمعہ اپنی جماعتوں کے اگر آریہ ہیں تو مسلمان نہیں۔ کیونکہ آریوں کو قیامت سے انکار ہے اور قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یا تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ مرزا قادیانی آریوں کے روحانی بادشاہ تھے یا یہ غلط ہے کہ مسلمان تھے۔ کرشن جی گیتا میں لکھتے ہیں:

بقید تناسخ کند داورش بانواع قالب دروں آردش
بہ تنہائے معہود درمیروند بجسم سگ وخوک در میبرند

(گیتا مترجمہ فیضی) یعنی جزاوسزا تناسخ کے چکر میں لاکر انسانوں کو دی جاتی ہے اور قسم قسم کے حیوانی قالبوں میں مجرموں کو ڈالا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کتے اور سور کے جسم میں بھی جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم اسلام اور توحید پر قائم رکھے اور جھوٹے مدعیان کی پیروی سے بچائے۔ آمین ثم آمین! دعویٰ بلا دلیل تو ہر ایک کرسکتا ہے مگر مشکل دلیل لانے کے وقت پیش آتی ہے:

مسیح باش و ز اعجاز لافہاے زن میان دعویٰ وحجت ہزار فرسنگ امت

خاکسار محمد پیر بخش

(ماہنامہ تائید الاسلام نمبر۱۹، جون ۱۹۲۵ء ص۱تا۱۰)

(ضروری توجہ طلب)

پانچواں جلسہ اپریل ۱۹۲۴ء میں ہوا۔ چھٹا جلسہ جون ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ اس کی کارروائی نہ مل سکی۔ صرف بابو پیر بخش کی تقریر ملی جو اوپر درج ہوئی۔ ۱۹۲۶ء کے جلسہ کی کارروائی اور تقریر کچھ نہ مل سکا۔ ۱۹۲۷ء کے جلسہ مئی ۱۹۲۷ء کو ساتواں سالانہ قرار دیا گیا جس کی کارروائی وتقریر آپ آئندہ ملاحظہ کریں گے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جلسہ نہیں ہوا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے
ساتویں سالانہ جلسہ کا
اشتہار

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤرخہ ۳،۴،۵/مئی ۱۹۲۷ء کو بروز منگل، بدھ، جمعرات بمقام خاص قادیان ضلع گورداسپور میں حسب دستور سابق ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں ہندوستان و پنجاب کے جلیل القدر علماء کرام بالخصوص دیوبند سے رئیس المناظرین ابن شیر خدا حضرت جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب وحضرت مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی و جناب مولانا مولوی بدر عالم صاحب و جناب مولانا مولوی محمد ادریس صاحب و جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب۔ امرتسر سے شیر پنجاب جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب وقدوۃ السالکین حضرت حاجی جناب مولانا قبلہ مولوی نور احمد صاحب مفتی امرتسر و جناب حضرت مولانا مولوی ابوالبیان محمد داؤد صاحب فاروقی مناظر اسلام ایڈیٹر رسالہ ''الفیض'' امرتسر و جناب مولانا مولوی حاجی حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب و جناب مولوی بابو حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نہر و جناب مولانا مولوی ابوالفیض محمد سلیمان صاحب فاروقی بی.اے۔ سیالکوٹ سے حضرت جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ راولپنڈی سے مولانا محمد نعیم (لدھیانوی) صاحب امام جامع مسجد۔ پسرور سے حضرت جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب اورلاہور سے جناب بابو محمد پیر بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ تائید اسلام۔

علاوہ ازیں جناب مولانا مولوی نواب الدین ستکوہی میر واعظ و جناب مولوی میر محمد صاحب ساکن بھانبڑی و جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب ساکن سنکھترہ و بابو (سید) عبدالمجید صاحب (شاہ) پوسٹ ماسٹر بانی جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان حال مقیم سرگودھا و جناب مولوی عبدالعزیز صاحب گورداسپوری وغیرہ حضرات تشریف فرما ہوں گے۔ اس لئے جملہ مسلمانان ہندوستان سے امید کی جاتی ہے کہ وقت کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس خالص مذہبی جلسے کو ہر طرح کامیاب بنانے میں دریغ وتسائل نہ فرماویں گے اور مالی امداد سے اراکین و منتظمین جلسہ کو مشکوریت کا موقع دیں گے۔

المشتہر: خادم الاسلام بندہ مہرالدین سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان

نوٹ: بلا اجازت صاحب صدر کوئی شخص جلسہ میں بولنے کا ہرگز مجاز نہ ہوگا۔

(ماہنامہ تائید الاسلام نمبر۴، اپریل ۱۹۱۷ء، ص۱۴،۱۵)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ کی کارروائی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجلاس اوّل: ۳/مئی ۱۹۲۷ء بعد از ظہر

صدارت: مولانا عبدالشکور لکھنوی

بیان: بابو حبیب اللہ کلرک

اجلاس دوم: بعد از نماز عصر

مولوی میر محمد بھانبڑی والے (پنجابی واعظ)

اجلاس سوم: بعد از نماز عشاء

بھی مولوی " " "

اجلاس چہارم: ۴/مئی ۱۹۲۷ء صبح

صدارت: قاضی حبیب اللہ

نظم: مولوی عبدالمنان

بیان: مولانا محمد حسین کولوتارڑوی گوجرانوالہ

اجلاس پنجم: بعد از ظہر

بیان: مولانا ثناءاللہ امرتسری

" مولوی عبدالحئی

اجلاس ششم: ۵/مئی ۱۹۲۷ء

بیان: تقریر بابو پیر بخش جو کہ قاضی حبیب اللہ نے پڑھ کر سنائی۔

" منشی مہرالدین سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان

" لالہ اقبال رائے مجسٹریٹ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کا ساتواں کامیاب سالانہ جلسہ اور مرزائیت کی حرکات مذبوحی

(رسالہ ہذا لکھا جا چکا تھا کہ یہ کارروائی موصول ہوئی۔ لہٰذا مجملاً و ملخصاً درج کی جاتی ہے
بشرط فرصت و گنجائش مفصل تقاریر آئندہ پر ملتوی کی جاتی ہیں۔ محمد پیر بخش سیکرٹری)

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسب اعلان مشتہرہ قادیان میں ۳ مئی ۱۹۲۷ء کو جلسہ ہونا تھا، علماء کرام کی ایک جماعت لاہور سے ۳ر مئی صبح کو روانہ ہوکر قریب ۱۲ بجے بذریعہ ریل بٹالہ پہنچی۔ اس جماعت میں علاوہ دیگر بزرگواروں کے مولانا سید حسین احمد (مدنی) صاحب ومولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی، مولانا محمد حسین صاحب کولوتارڑوی (ضلع گوجرانوالہ)، مولانا محمد عبداللہ صاحب ساکن بٹالہ اور قاضی حبیب اللہ مہتمم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور شامل تھے۔ اسٹیشن بٹالہ پر جناب حاجی عبدالغنی صاحب رئیس وسرگرم سیکرٹری انجمن شباب المسلمین معہ دیگر رفقاء کار مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حاجی صاحب کے مکان پر پہنچ کر مہمانوں نے کھانا کھایا اور سوائے مولانا (سید) حسین احمد (مدنی) صاحب کے سب بسواری موٹر قادیان کو روانہ ہو لئے۔ قریب تین بجے قادیان پہنچے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر نے قصبہ سے باہر آ کر استقبال کیا اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ انہیں فرودگاہوں میں پہنچایا۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد سب جلسہ گاہ میں گئے۔ جہاں مسلمان بکثرت ان کے منتظر تھے۔ چونکہ گزشتہ سے پیوستہ سال مرزائیوں نے علمائے اسلام سے لاجواب ہوکر بوقت شب مسلمانوں سے دنگہ وفساد کیا تھا جس کے سبب وہ سزایاب بھی ہوئے تھے۔ لہٰذا حکام بالادست نے امسال حفظ امن کی خاطر جناب لالہ اقبال رائے صاحب سب جج کو بمعہ دو سب انسپکٹران و ۲۵ کنسٹبلان پولیس کے مسلط فرما کر مسلمانوں کو ممنون احسان بنایا۔

ساڑھے چار بجے بابو حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نہر امرتسر کی تحریک اور قاضی حبیب اللہ کی تائید اور مولانا محمد حسین صاحب کی تائید مزید سے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی صدر قرار پائے۔ تلاوت قرآن شریف سے جلسہ کا افتتاح ہوا، بابو حبیب اللہ صاحب نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر پنجابی زبان میں ان کا ترجمہ کیا اور آنحضرت ﷺ کے فضائل بیان کئے اور نماز عصر کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

بعد نماز عصر مولوی صاحب بھانبڑی والوں کا وعظ ہوا، پنجابی زبان میں وعظ کہنے کا آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ پھر بعد عشاء ۱۲ بجے تک آپ ہی کا وعظ ہوتا رہا۔

۴رمئی صبح: تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح ہوا اور مولوی عبدالمنان صاحب نے ذیل کی نظم پڑھی۔

آ ہم نشین جہاں کو پیغام حق سنا دیں ۔۔۔ دنیا کے بت کدے کو بیت الحرم بنا دیں
باطل کے خاروخس کو پیغام دیں فنا کا ۔۔۔ سوز دروں سے دل کو آتش کدہ بنا دیں
عشق ویگانگی کے نغمے سنا سنا کر ۔۔۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو آپس میں پھر ملا دیں
ایمان کی روشنی سے سینے ہوں رشک سینا ۔۔۔ حسن ازل کا جلوہ ہر آنکھ کو دکھا دیں
توحید کا سبق دیں تثلیث آشنا کو ۔۔۔ مغرب کے بادہ کش کو مشرق کی مے پلا دیں
زمزم کی میٹھی میٹھی باتیں سنا سنا کر ۔۔۔ کاشی کے پنڈتوں کو یثرب کو لو لگا دیں
تیغ ہلال لے کر عشرت کدہ سے نکلیں ۔۔۔ ظلمت کے لشکروں کا نام ونشان مٹا دیں
مست والست ہوکر آئیں رہ خدا میں ۔۔۔ شبیر کی طرح سے مقتل میں سر کٹا دیں
باطل کی صف الٹ دیں خالد مثال ہوکر ۔۔۔ فاروق کا زمانہ دنیا کو پھر دکھا دیں

اس کے بعد مولانا محمد حسین (کولوتارڑوی) صاحب کا وعظ ہوا۔ آپ کی مدلل اور عالمانہ تقریر پر سامعین اش اش کر رہے تھے، تعلیم یافتہ مرزائیوں کا بھی ایک جم غفیر موجود تھا۔ یہ لوگ بات بات پر حوالہ جات طلب کرتے، مگر علمائے کرام نے بھی غضب کی تیاری کر رکھی تھی اور تردید مرزا میں مرزا قادیانی کی ہی تحریریں پڑھتے تھے، جہاں کوئی مرزائی بولا فوراً حوالہ دے کر ساکت کر دیتے تھے۔ آپ کا کیا تھا، مخالف کے سینہ پر مونگ دلنا تھا۔ باوجود مسلسل حوالہ جات دینے کے تضیع اوقات کے لئے مخالفین بول اٹھتے تو صاحب مجسٹریٹ بہادر کو یہ کہنا پڑتا کہ اگر آپ لوگ چپ نہ ہوں گے تو مجھے قانونی کارروائی کرنی ہوگی۔ پھر ساکت ہو جاتے۔

آج مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی عبدالحیٔ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چونکہ مرزائی عقائد کی تردید میں اوّلیت حاصل ہے اور وہ مرزائی نشیب وفراز سے خوب آشنا ہیں اور مرزا قادیانی اوران کی جماعت کو بارہانیچا دکھا چکے ہیں۔ لہٰذا ان کا سٹیج پر آنا تھا کہ مریدان مرزا قادیانی کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ مولوی صاحب نے دونشستوں میں تقریر کی جس میں ایک تو مرزا قادیانی کے اس اشتہار کا ذکر تھا جس کا عنوان ہے:''مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ۔''

(مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۰۵ جدید)

اس کا خلاصہ یہ کہ ہم دونوں میں سے خدا جھوٹے کو سچے کے سامنے ہلاک کردے گا۔ مگر مرزا قادیانی ہلاک ہوگئے اور ثناء اللہ زندہ ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی جھوٹے اور ثناء اللہ سچا ہوا۔ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے ''عرب میں ریل کا جاری ہونا اپنی صداقت کی نشانی قرار دیا'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۴، خزائن ۱۷ص۱۹۵) اور ریل بنتی رک گئی۔ اس لئے مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔ اس تقریر پر مرزائی لیڈر نے تمام مرزائیوں کو جلسہ سے خود نکال دیا تاکہ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ سے باخبر ہوکر مرزائیت سے پھر نہ جائیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اسی طرح مرزا کی دعاؤں وپیش گوئیوں کا اثر برعکس پڑتا تھا اور یہ شعر پڑھا:

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

آپ کی تقریر کا سامعین پر خاص اثر ہوا۔

مولوی عبدالحیٔ صاحب کی تقریر کا ملخص یہ تھا کہ میں وہابیت وحنفیت کے جھگڑوں میں نہیں پڑتا۔ صرف اتحاد اسلامی چاہتا ہوں۔ کیونکہ سید محمد جونپوری، بہاء اللہ باب اور مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بہاء اللہ نے سید محمد جونپوری سے اخذ عقائد کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بہاء اللہ باب سے۔ اس پر مرزائی جماعت نے غل غپاڑہ شروع کردیا کہ حوالہ دو۔

قاضی حبیب اللہ نے صدر صاحب کی اجازت سے مجسٹریٹ صاحب سے کہا کہ مقرر نے کوئی عبارت نہیں پڑھی جس کا وہ حوالہ دے۔ بیشمار کتابیں دیکھنے کے بعد وہ جس نتیجہ پر پہنچا ہے وہ اس نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا حوالہ طلب کرنے والے اصحاب ان کتب کو دیکھ لیں تاکہ خود حوالۂ نتیجہ سے باخبر ہو جائیں۔ بعدازاں اگر کوئی کسر رہ گئی تو پھر حوالہ بھی دے دیا جائے گا۔ اس پر معترضین کو سوائے سکوت کے چارہ نہ رہا۔

آج بھی بعد عصر و عشاء جاری رہ کر ۱۲ بجے رات جلسہ ختم ہوا۔

۵/مئی کو تلاوت قرآن کریم ونعت رسول خاتم النّبیین سے جلسہ شروع ہوا اور قاضی حبیب اللہ صاحب نے سیکرٹری تائید اسلام لاہور (بابو پیر بخش) کی مطبوعہ تقریر بعنوان: ''معیار صداقت مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا قادیانی کی اپنی زبانی'' نہایت مؤثر لہجہ میں پڑھی۔ جس کا ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں پر نقش کالحجر ہو رہا تھا۔ چنانچہ ۶ اشخاص نے مرزائیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔ (ان کے نام بعد میں لکھے جائیں گے)

منشی مہر الدین صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان نے درد انگیز لہجہ میں ان تکالیف کا ملخصاً ذکر کیا جو مرزائی صاحبان کی طرف سے ان کو پہنچتی ہیں اور اہل ہنود کا بزور شکریہ ادا کیا جو ہر طرح ان کو آسائش پہنچاتے ہیں اور ان ہندو اور سکھ صاحبان کا نام بنام شکریہ ادا کیا جنہوں نے انعقاد جلسہ کے لئے جگہ اور قیام مہمانوں کے لئے مکانات دیئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے جناب لالہ اقبال رائے صاحب مجسٹریٹ کا بالخصوص شکریہ ادا کیا جن کی منتظمانہ قابلیت سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک!

باوجود اس قدر بارونق مجمع کے چندہ مصارف سے عشر عشیر بمشکل جس میں ۵۰ کتابیں ایک روپیہ کی کتاب قیمت کی قاضی حبیب اللہ نے انجمن تائید اسلام کی طرف سے پہنچائیں۔

اس موقعہ پر ہم مسلمانوں سے بزور استدعا کریں گے کہ وہ منشی مہر الدین صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان کی حتیٰ الامکان مدد کریں۔ ہم حاجی عبدالغنی صاحب رئیس

وسیکرٹری انجمن شباب المسلمین بٹالہ اور مولوی عبداللہ صاحب بٹالوی اور اصحاب امرتسر کو بالخصوص اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

نوٹ: امسال صدارت جلسہ کی خدمات زیادہ اوقات حاجی عبدالغنی صاحب نے انجام دیں جو قابل شکریہ ہیں۔

امسال کے سہ روزہ جلسہ میں نئی بات یہ تھی کہ مرزائی صاحبان کی طرف سے کئی ایک کاغذ ملے جن میں سے کسی پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کافر بنایا گیا تھا کسی پر مناظرہ یا مباہلہ کا چیلنج چھپا تھا مگر جب ادھر سے علماء آمادہ ہوتے تو پھر مرزائی صاحبان کی طرف سے وہی ٹائیں ٹائیں فش۔ کیونکہ میر قاسم علی نے ابھی لدھیانہ والی مولوی ثناء اللہ صاحب کی سہ صدروپیہ والی ضرب سے صحت نہیں پائی اور دوسرا وہاں ہے ہی کون؟ (نامہ نگار)

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۵، بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص۱۳ تا۱۶)

قادیان میں اسلامی جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کے دارالحکومت قادیان میں ایک انجمن اسلامیہ ہے جو سالانہ جلسہ کیا کرتی ہے جس میں علماء اہل سنت شریک ہوا کرتے ہیں۔ اس دفعہ خلاف معمول علماء دیوبند غالباً مدرسہ کی ضرورت کی وجہ سے نہ آسکے۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی نے ان کی قائم مقامی کی اور علماء پنجاب بھی بکثرت شریک تھے۔

جلسہ ۳، ۴، ۵ رمئی کو ہوتا رہا۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ۶ کس مرزائی تائب ہوئے۔ مرزائی کیمپ میں بڑی کھلبلی رہی۔ موقع بے موقع خلل اندازی کرتے تھے۔ چونکہ صاحب ضلع گورداسپور کے حکم سے جلسہ ہذا میں ۲۵ جوان پولیس سب انسپکٹر اور انسپکٹر پولیس ایک ڈپٹی کلکٹر (مجسٹریٹ) شریک جلسہ رہتے تھے اس لئے امن رہتا ہے اور رہا۔ جلسہ کے اختتام پر چیلنج بازی بھی ہوئی۔ (تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاؤالدین ج۵۵ ص۶۹)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اسلامیہ قادیان کے ساتویں سالانہ جلسہ میں بابو پیر بخش کی تقریر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

برادران اسلام! اوّل مرزا قادیانی اپنی کتاب (انجام آتھم حاشیہ ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱) میں لکھتے ہیں: ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔''

پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱) پر لکھتے ہیں: ''دو بکریاں ذبح کی جائیں گی، پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔'' اور یہ انہوں نے اپنے الہام شاتان تذبحان کی تشریح میں لکھا ہے۔

مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ پیش گوئی مرگ داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے، یعنی نہ ٹلنے والی ہے اس کی انتظار کرو۔ اگر میں اپنے دعاوی میں جھوٹا ہوں تو داماد احمد بیگ نہ مرے گا اور میری موت آجائے گی۔

اب چونکہ مرزا قادیانی مرگئے اور ان کا رقیب یعنی احمد بیگ کا داماد مرا نہیں بلکہ زندہ ہے اور مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی اس کے گھر میں زن وشوئی کے تعلقات کے ساتھ آباد ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنی ہی زبانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ کیونکہ ۲۵ر مئی ۱۹۰۸ء کو داماد احمد بیگ کی زندگی میں ہی انہیں فرشتۂ موت نے آلیا۔

اس میں مرزا قادیانی نے دو جھوٹ بولے، ایک تو اپنا زندہ رہنا اور داماد احمد بیگ کا مرنا اور دوسرا اس خانہ ساز پیش گوئی کو تقدیر مبرم بتانا (جو کبھی ٹل نہیں سکتی) سو مرزا قادیانی کے یہ دو جھوٹ اظہر من الشّمس ہیں۔

معیار صداقت مقرر کردہ مرزا قادیانی

''ہر ایک انسان اپنے کاموں سے شناخت کیا جاتا ہے، ہر چند عوام کی نظر میں یہ دقیق اور غامض بات ہے لیکن زیرک لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بجالانے کے لئے بھیجا گیا ہوں، اگر وہ اس خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے جو دوسرے اس کے شریک نہ ہوسکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ

اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔ کیونکہ ہر ایک چیز اپنی علت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۵۳، خزائن ج۳ ص۳۹۸)

پھر اسی مضمون کو مرزا قادیانی بسط کے ساتھ (اخبار بدر مؤرخہ ۹؍جولائی ۱۹۰۶ء ومکتوبات ج اوّل ص۴۹۸، مکتوب نمبر۲۹ طبع جدید) میں بدیں الفاظ تحریر فرماتے ہیں: ’’طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ: (۱) میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور (۲) بجائے تثلیث کے توحید کے پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد‘‘

مسیح موعود اور مہدی کے کام بھی مرزا قادیانی نے خود ہی بیان کر دیئے اور وہ یہ ہیں:

اوّل: مرزا قادیانی خود قبول کرتے ہیں کہ: ’’مسیح کے ہاتھ سے اسلام دنیا میں پھیل جاوے گا۔‘‘ ان کی اصل عبارت ان کی الہامی کتاب (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۸، ۴۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳) سے نقل کی جاتی ہے۔ وہو ہذا: ’’جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

دوم: مرزا قادیانی اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۶، خزائن ج۶ ص۳۱۲) پر لکھتے ہیں: ’’ایسے زمانہ میں (یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں) صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔‘‘

پھر اسی کتاب (ضمیمہ شہادت القرآن ص۴/د، خزائن ج۶ ص۳۸۱) پر لکھتے ہیں: ’’ہاں مسیح موعود آ گیا...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جائے گا نہ کرشن اور نہ مسیح علیہ السلام۔‘‘

سوم: مرزا قادیانی اپنی کتاب (ایام صلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱) پر لکھتے ہیں: ’’اس پر اتفاق ہو گیا کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔ الخ‘‘

اب فیصلہ آسان ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے ہاتھ سے یا ان کے وقت میں مسیح کے کام (جو مرزا قادیانی نے خود ہی بیان کئے) سرانجام پا چکے ہیں تو وہ سچے مسیح ہو سکتے ہیں ورنہ اپنے ہی اقرار سے جھوٹے ثابت ہوں گے اور جو لوگ ان کو جھوٹا مسیح وکاذب نبی کہتے ہیں حق پر ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا اپنا ارشاد ہے کہ اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور مسیح کے کام نہ ہوں تو مجھ کو جھوٹا یقین کرو۔

اوّل: مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ: ''میرا کام یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کا ستون توڑ دوں گا۔''

دوم: ''بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں گا۔''

سوم: ''آنحضرت ﷺ کی جلالت وشان دنیا پر ظاہر کر دوں گا۔'' مگر واقعات اور مرزا قادیانی کے الہامات ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی سے ان تینوں کاموں میں سے کوئی ایک کام بھی نہ ہوا اور مرزا قادیانی مر گئے۔ لہٰذا مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ ذیل میں ہر ایک امر کی تفصیل ملاحظہ ہو:

پہلا امر یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے ہاتھ سے دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ جب سے مرزا قادیانی تشریف لائے دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے الٹا اسلام کمزور ہوا۔ ذیل کے واقعات ملاحظہ کرو اور عقل خداداد سے کام لے کر ضمیر سے استفتاء کرو پھر دیکھو کہ کیا فتویٰ ملتا ہے۔ یوں باتیں بنانے، تاویلات باطلہ سے جھوٹ کو سچ بتانے اور کذب بیانی سے عوام کو اپنے دام تزویر میں لا کر تو ہر ایک کاذب مدعی ترقی کرتا آیا ہے۔ بالآخر پول کھلا اور جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ قریب ڈیڑھ سو کے مہدی گزر چکے ہیں اور نو دس عیسیٰ ابن مریم مگر چونکہ ان سے مہدی اور مسیح کے کام نہ ہوئے۔ لہٰذا وہ جھوٹے سمجھے گئے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی جھوٹے ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی میں ایسی کوئی امتیازی خصوصیت نہیں کہ پہلے مدعیان مہدویت ومسیحیت کو تو کاذب سمجھا جائے اور مرزا قادیانی کو صادق مانا جائے باوجودیکہ مرزا قادیانی اپنی صداقت کا معیار خود پیش کرتے ہیں اور اس کے مطابق جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور یہ بات ہر ایک صاحب شعور بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب کوئی مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں گواہ پیش کرے اور وہ گواہ مدعی کو جھوٹا ثابت کر دے تو ایسے مدعی کو جھوٹا یقین کرنے میں کسی کو عذر نہیں ہو سکتا اور چونکہ سادہ لوح لوگوں سے زمانہ کبھی خالی

نہیں رہتا۔اس واسطے جھوٹے مدعیان کے مریدوں کی کثرت ان کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ بقول: ’’عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔‘‘

تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ ایک مدعی کاذب بہبود زنگی گزرا ہے جو کہتا تھا کہ میں مہدی آخرزماں ہوں اور باعتبار تعداد مریدوں کے ایسا کامیاب ہوا کہ بایدوشاید۔یعنی اس کے مریدوں کی تعداد پانچ کروڑ پانچ لاکھ تھی۔ (تذکرۃ المذاہب ص۱۲۳) تو پھر کیا وہ سچا مہدی تھا؟ ہرگز نہیں اور (بقول مرزا قادیانی) چونکہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے تو بقول ان کے بہبود زنگی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوکر گزر گیا۔پھر بھی مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیح ومہدی موعود ہونے کا سچا نہیں ہوسکتا۔

بہبود زنگی میں مرزا قادیانی سے بڑھ کر بڑا کمال یہ تھا کہ اس کے وقت سامان رسل رسائل یعنی نہ ریل تھی، نہ تار، نہ یہ سامان ڈاک نہ ہوائی جہاز تھے۔ باوجود اس کے اس قدر کامیاب ہوا کہ پانچ کروڑ پانچ لاکھ اس کے جاں نثار پیرو ہوگئے اور سات سال اسلامی حکومت سے جنگ کرتا رہا۔مگر مرزا قادیانی کی برائے نام کامیابی اس کے مقابل کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ چونکہ بہبود زنگی سے مسیح کے کام نہ ہوئے اور وہ جھوٹا سمجھا گیا۔اب مرزا قادیانی سے بھی جب مسیح اور مہدی کے کام نہ ہوئے تو وہ جھوٹے ثابت ہوئے اور وہ کام رسول اللہ ﷺ نے حدیثوں میں مفصل ذکر فرمائے ہیں اور خود مرزا قادیانی اپنی تحریروں (مندرجہ بالا) میں لکھ چکے ہیں کہ اگر مجھ سے یہ کام نہ ہوں اور میں مرجاؤں تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ چونکہ مرزا قادیانی سے وہ کام نہ ہوئے۔لہٰذا مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے وقت میں اسلام بجائے غالب آنے کے الٹا مغلوب ہوا اور صلیب غالب آئی۔ جہاں توحید کا پرچم لہراتا تھا وہاں صلیب کا جھنڈا نصب ہوا اور بجائے توحید کے تثلیث پھیلی۔

واقعات ذیل ملاحظہ ہوں:

۱…… صوبہ تھریس ومقدونیہ میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو بلغاریوں نے طرح طرح کے جانفرسا عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (اخبار زمیندار ۸؍ستمبر ۱۹۱۳ء)

۲…… سلطان مراکو کا ملک، فرانس کے زیر حکومت ہوگیا۔

۳…… طرابلس میں اٹلی والوں کے ظلم عربوں پر قابل بیان نہیں، جن کے سننے سے بدن پر لرزہ آتا ہے۔

۴…… ایران میں روس کے مظالم قابل ماتم ہیں۔

۵...... پطرس، مولک، مرحصار، مترا عثمانی وغیرہ کے باشندوں نے مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا۔ (رسالہ انجمن حمایت اسلام بابت ماہ فروری ۱۹۱۳ء)

۶...... بلغاریوں نے ولایت سالونیکا کی نصف آبادی کو جس کی تعداد پچپن ہزار کے قریب تھی سب کو تہہ تیغ کیا صرف ان کو چھوڑا جنہوں نے عیسائی مذہب قبول کیا۔ (رسالہ مذکور)

۷...... یورپ کے جنگ عظیم میں وہ تمام اسلامی ممالک جن میں اہل اسلام کی حکومت تھی اور توحید اسلام کا جھنڈا لہراتا تھا علم تثلیث لہرانے لگا۔ حتیٰ کہ مقامات مقدسہ، مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ، بصرہ، بغداد شریف، تمام عراق و عرب مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر صلیب پرستوں کے زیر حکومت ہوگئے۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا جو معیار مقرر کیا تھا کہ: ''اگر میں اسلام دنیا پر نہ پھیلا دوں اور میرے ہاتھ سے اسلام کا غلبہ نہ ہو اور میں مرجاؤں تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' اس اپنے ہی مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے یا نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک صاحب فراست بادنیٰ تأمل یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی اگر کوئی کمبخت مرزا قادیانی کو سچا مسیح سمجھے تو وہ ذات رسالت مآب ﷺ کو (نعوذ باللہ) جھٹلانے والا ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''عیسیٰ بیٹا مریم کا تم میں حاکم عادل ہوکر آئے گا، صلیب کو توڑے گا اور اسلام اس کے وقت غالب آئے گا۔''

مگر مرزا قادیانی کے وقت بجائے کسر صلیب کے کسر اسلام ہوا اور بجائے ابن مریم آنے کے ابن غلام مرتضیٰ آیا اور بجائے ترقی اسلام کے ترقی صلیب ہوئی اور مرزا قادیانی نے تاویلات باطلہ کر کے خود کو اس طرح ابن مریم بنایا کہ: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ میں استعارہ کے رنگ میں حاملہ ہوا اور نو ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اس وجہ سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

دعویٰ بے دلیل تو ہر ایک کر سکتا ہے، ایسا ہی مرزا قادیانی نے بھی دعویٰ کر دیا۔ لیکن واقعات جب ان کو اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹا ثابت کرتے ہیں تو پھر کیوں خواہ نخواہ ان کی مرضی کے خلاف ان کو سچا مسیح مانا جائے۔ جب مرزا قادیانی فرما چکے کہ میں مرجاؤں اور مسیح کے کام مجھ سے نہ ہوں تو جھوٹا ہوں تو ان کے حکم کے برخلاف انہیں سچا مسیح تسلیم کرنا درست نہیں۔

قادیانی رسالہ (ریویو آف ریلیجنز ج۲۴، نمبر۶، ص۸ بابت ماہ جون ۱۹۲۵ء) میں عیسائیوں

کی ترقی قبول کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ: ’’عیسائیان ہند کی رپورٹ بابت ۱۹۲۳ء سے اعداد وشمار نقل کرتے ہیں جن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ عیسائی کس قدر زور کے ساتھ ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کا کام کررہے ہیں اور انہیں کس قدر کامیابی ہوچکی ہے۔ ۲۷۱۸مبلغ، ۱۶۷سوسائٹیاں، ۱۳۴۰مرکز، ۶۱درسگاہیں جہاں مبلغ تیار ہوتے ہیں۔‘‘ تفصیل کے لئے دیکھو (ریویو آف ریلیجنز ج۱۴، نمبر۶ ص۸ ماہ جون ۱۹۲۵ء) دعویٰ بلا دلیل تو نالائق سے نالائق اور جاہل سے جاہل بھی کرسکتا ہے۔

ایک شاعر نے سچ کہا ہے:

مسیح باش وزاعجاز لافہا مے زن	میان دعویٰ وحجت ہزار فرسنگ است

یعنی مسیح بن جا اور معجزات کی گپیں لگا، مگر حقیقت یہ ہے کہ دعویٰ اور دلیل کے درمیان ہزار کوس کا فیصلہ ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی مسیح بن گئے اور استعارہ کے رنگ میں ان کو حمل بھی ہوگیا اور ۹مہینے کے بعد بچہ بھی پیدا ہوگیا اور مرزا قادیانی ابن مریم بھی ہوگئے۔ مگر کسی کی مجال نہیں کہ مرزا قادیانی سے پوچھے کہ حضرت! کیا آپ کے پاس بھی مریم...... تھی جس میں عیسیٰ کی روح پھونگی گئی اور کیا مرد کو بھی حمل ہوا کرتا ہے؟ لیکن یہ تو ضرور پوچھیں گے کہ آپ نے ابن مریم کے کام کیا کئے؟ یعنی عیسیٰ پرستی کا ستون کب توڑا۔ کیا رام چندر اور کرشن جی کی پرستش آپ کے قدوم سے موقوف ہوگئی۔ جس کا وعدہ کرکے اور آسمانی حربہ لے کر اللہ میاں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔

واقعات جو اوپر بیان ہوئے بآواز بلند پکار رہے ہیں:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا	نامرادی سے ہوا آپ کا آنا جانا

مرزا قادیانی نے اپنا فرض یہ بھی فرمایا تھا کہ: ’’ملل باطلہ میرے وقت میں ہلاک ہوجائیں گی۔‘‘ مگر یہ بھی الٹ ہوا۔ ملل باطلہ یعنی جھوٹے مذاہب نے اس قدر ترقی کی جس کا ٹھکانا نہیں۔ ایک ہم عصر لکھتا ہے کہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق عیسائیوں کی آبادی ۳لاکھ ۳۲ہزار ہے۔ ۱۸۸۱ء میں آسام میں صرف ۷ہزار عیسائی تھے اور اب ایک لاکھ ۳۲ہزار ہیں۔ لاہور، سیالکوٹ، گورداسپور، لائل پور میں دو لاکھ کے قریب عیسائی ہیں، کل ہندوستان میں دیسی عیسائیوں کی آبادی ۶۰لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ الخ!

(رسالہ شمس الاسلام سرگودھا بابت فروری ۱۹۲۶ء)

اب ایک مسلمان اندھی تقلید چھوڑ کر اور انسان پرستی کے طلسم سے نکل کر خدا کو حاضر وناظر سمجھ کر عقل خداداد سے کام لے کر سوچے کہ جب مرزا قادیانی خود ہی معیار صداقت مقرر کرتے ہیں اور اسی معیار کے مطابق جھوٹے ثابت ہوتے ہیں تو ہم کیوں ایسے شخص کے تابع فرمان ہوجاویں اور سچے رسول آخرالزمان کی بیعت توڑ کر ایک کاذب مدعی کی بیعت کریں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے مدمقابل کھڑا ہوا ہے اور نہایت دلیری اور گستاخی سے کہتا ہے کہ:''اب دیکھو خداتعالیٰ نے میری وحی ومیری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔'' (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵ حاشیہ)

جب مدار نجات مرزا قادیانی کی وحی پر ہوا تو قرآن شریف جو حضرت محمد ﷺ کی وحی ہے منسوخ ہوئی۔ کیونکہ جب قرآن پر عمل کرنا مدار نجات نہیں تو قرآن کے منسوخ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیا کسی امتی محمد ﷺ کا یہ کہنا جائز ہے کہ اب مدار نجات میری وحی پر ہے؟ اور وحی بھی وہ جو خالص شرک وکفر سے بھری ہو۔ جیسا کہ:''انت منی بمنزلۃ ولدی'' کہ اے مرزا تو میرے بیٹے کی جابجا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ص۸۹)

اور مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ کے جابجا ہیں تو اس طرح مسئلہ ابن اللہ کی تصدیق ہوگئی کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح ہوکر ابن اللہ ہوئے تو حقیقی مسیح خدا کا حقیقی بیٹا ثابت ہوا۔ یہ ہے وہ توحید جو مرزا قادیانی نے پھیلائی۔

پس واقعات جب ثابت کررہے ہیں کہ مرزا قادیانی سے مسیح ومہدی کے کام نہ ہوئے اور اپنی معیار مقرر کردہ سے جھوٹے ہیں اور جو ان کو جھوٹا یقین کرلے وہ مرزا قادیانی کے حکم کی تعلیم کرتا ہے۔ لہٰذا تمام روئے زمین کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو سچا مسیح نہیں مانتے حق پر ہیں اور جو راندۂ درگاہِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین کے ساتھ ایک امتی کو مسند نبوت ورسالت پر بٹھاتا ہے اور رسول ونبی فخر المرسلین اور برگزیدہ رسول تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پس مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ہے کہ مسیح الدجال کے فتنہ سے اے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ہر ایک مسلمان کو یہ دعا مانگنی چاہئے اور صراط مستقیم پر قائم رہے۔ اخیر میں دعا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو خدا باطل پرستی سے بچاوے۔ آمین!

محمد پیر بخش

(ماہنامہ تائید الاسلام ضمیمہ مارچ ۱۹۲۶ء ص۱تا۸)

مولانا ظفر علی خانؒ اور فتنۂ قادیانیت

تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر مولانا ظفر علی خانؒ کے معرکہ آرا مضامین، مقالات، توضیحات، اداریے، خطبات، مکاتیب اور شاعری کا دلکش مرقع

محمد متین خالد

عالمانہ شکوہ، ادیبانہ جلال و جمال اور صحافیانہ بے باکیوں پر مشتمل مربوط و مبسوط ایک ایسی دل آویز کتاب

- جس کے مضامین کا انتخاب انتہائی محنت شاقہ اور عرق ریزی سے اردو کے قدیم اور تاریخ ساز اخبار 'زمیندار' اور 'ستارہ صبح' کی فائلوں سے کیا گیا ہے۔
- جو فتنہ قادیانیت کے رد میں لکھے گئے تاریخ ساز مضامین اور ولولہ انگیز نظموں کا سدا بہار گلدستہ ہے۔
- جو استعماری آب و گل سے تیار ہونے والے فتنہ قادیانیت کا علمی، تحقیقی، استدلالی اور تجزیاتی محاکمہ ہے۔
- جو پرشکوہ ترکیبوں، نادر استعاروں، دلکش تشبیہوں، تیز دھار روزمروں، سنگلاخ زمینوں، اوق قافیوں، دلچسپ محاوروں، نایاب ضرب الامثال اور جدید الفاظ و اصطلاحات کا ایک پوشیدہ جہاں اپنے اوراق و صفحات کے دامن میں نگینوں کی طرح سمیٹے ہوئے ہے۔
- جس کے گراں بہار شحات، فتنہ قادیانیت کے لیے روز حشر کا محاسبہ ہیں۔
- جو اپنے دامن میں روانی و سلاست اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور نظم و نثر کا ایک جامع، بلند پایہ اور سحر انگیز ادبی سرمایہ لیے ہوئے ہے۔
- جو معجزانہ نشاۃ پر مبنی علم و تحقیق کا ایک بے مثال اور حیرت انگیز گنج گراں مایہ ہے۔
- جس کی بعض شعلہ فشاں تحریروں کے باعث مولانا ظفر علی خانؒ کو گوناں گوں مصائب و شدائد، جبر و استبداد اور زنجیر و تعزیر کے مراحل کا سامنا کرنا پڑا۔
- یہ ایک شاہکار کتاب جو پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com